دُھوکا

یا

طلسمی فانوس

شہر کنٹربری سے کسی قدر فاصلے پر ایک پہاڑی تھی۔ نہایت خوشنما صد کُہ رفعنا
جڑی بوٹی سے آراستہ۔ گل و ریاحین سے پیراستہ کہین سبزۂ خوابیدہ کا مخملی فرش بچھا۔
کسی جا خوش قطع اشجار جلوہ نما۔ کسی طرف صاف شفاف پہاڑی چشمے کی آبشار آئینہ عروس
بہار بنتی نسرین و نسترن کی فردی بوٹی۔ لالہ خودرو کی رنگ آمیزی نگارخانہ حُسن کو
شرماتی نسیم عنبر بیز کی ہر لپٹ ریاض رضوان کی یاد دلاتی اہل بصارت کی تسکین
صاحبان بصیرت کو مرقعہ فطرت وارفتہ مزاجون کے لیے سامان وحشت غور و فکر کرنے
والون کے واسطے موقعۂ خلوت چارون طرف سنسان۔ دور دور تک آبادی کا نام نہ انسان
کا نشان۔ اس سرے سے اُس سرے تک سناٹا۔ ہو کا مقام دامن کوہ مین ایک عمارت
یکہ و تنہا قدیم وضع کی تین سو برس سے کھڑی۔ اُس کے سوا نہ کوئی اور مکان نہ جھونپڑی۔
موسمون کے تصرف سے اس پر اس قدر کائی جمی ہوئی تھی کہ چونے کی سفیدی کافور ہوگئی تھی۔
سر سے پاؤن تک بالکل سیاہ برآمدہ عشق پیچان کی سخت جان بیل سے ڈھکا ہوا۔ اونچے
نیچے کنگرے اور ایوان دیکھنے والون پر ایک طرح کی دہشت۔ قرب و جوار کے رہنے والون

کے دلون مین ہیبت پیدا کرتے تھے۔ اس مکان مین کوئی مکین نہ تھا۔ صرف ایک ضعیف
سن رسیدہ دربان اسکا محافظ تھا جس کے خاندان مین مدتون سے یہ خدمت چلی آتی
تھی پس وہی ایک انسان تھا جسکی صورت وہان دکھائی دیتی تھی۔ اس عمارت کے
بانی سر مارٹمر تھے اور اسی وجہ سے اُسکا نام مارٹمر منزل مشہور رہا مگر قسمت کی بات کہ
بہشت شداد کا معاملہ پیش آیا۔ یعنے جب سب طرح کی تکمیل ہو چکی۔ تو صرف ایک ہفتہ
اُس مین قیام کر سکے بعد اُس کے چھوڑ کر کہین چلے گئے پھر مدت العمر اُس مین رہنا سہنا
نصیب نہ ہوا۔ ہان جب مرض الموت مین گرفتار ہوئے ہین تب اس مکان مین پھر آئے
اور صرف ایک ہفتہ زندہ رہ کے انتقال کر گئے۔ پانچ وارثون کے قبضے مین یہ جائداد
جا چکی تھی مگر ہر شخص صرف دو ہی دن اس مکان مین رہ سکا تھا۔ یعنے جس دن اس کو
قبضہ ملا ہو۔ یا جس دن تعمیر ہستی دست بُرد مرگ سے منہدم ہوئی ہے۔ علاوہ اس کے
ایک حیرت انگیز راز یہ بھی تھا کہ اس مین سات کمرے برابر برابر بنے تھے۔ اُن مین سے چھ مین تو
وارثون کی روح اپنا اپنا کالبد خاکی خالی کر چکی تھی اور ہر ایک کی موت کے دوسرے
دن اُس کے کمرے کے دروازے پر سُنہری حرفون مین ایک کتبہ اُسکے وارث نے ثبت
کرا دیا تھا بس وہ کمرہ ہمیشہ بند رہتا۔ کوئی شخص کھول نہ سکتا۔ دربان بھی اُس دن تک
چور دروازے مین قدم نہ رکھتا جب تک مالک موت کی گھڑی پوری کرنے اور نیا
وارث وصیت انجام دینے کو نہ آتا۔ ان باتون سے لوگ خیال کرتے تھے کہ مالک کو
اپنی موت کا زمانہ معلوم ہو جایا کرتا ہے۔ یا اتفاق ہوتا ہے یا اور کوئی کرامت ہے۔
چنانچہ جنوری ۱۸۱۳ء کی پہلی تاریخ کو اس خاندان کے چھٹے وارث سر ولیم مارٹمر
کی روح نے مکان جسم خالی کیا۔ اور اُس کے دوسرے دن اُن کے اکلوتے بیٹے

سر اڈمنڈ داخل ہوئے۔ جہان تجہیز و تکفین کے سامان اور اہتمام کا حکم دیا وہان یہ بھی کہا کہ ایک نقاش بھی طلب کیا جائے غرضکہ تابوت طیار رہوا۔ اور ایک کمرے مین بند کرکے قفل لگا دیا گیا اور نقاش کو ہدایت کی گئی۔ کہ اس کے دروازے پر یہ عبارت لکھ دے۔

سر ولیم مارٹر نے یکم جنوری ۱۶۳۶ء کو باسٹھ سال کی عمر مین انتقال کیا۔ آپ نے **دولت پسند کی تھی مگر پھر بھی خوش نہ رہے۔**

نقاش تنہا کام کرتا تھا۔ کوئی اُس کے آس پاس نہ تھا جب وہ سب لکھکر کام ختم کر چکا تو سر اُٹھا کر ادھر اُدھر دیکھنے لگا۔ اُس کو اس طرح کے پانچ مقفل دروازے اور نظر آئے جن پر اسی طرح کی عبارتین لکھی تھین۔

پہلے پر تحریر تھا " سر ہنری مارٹر نے ۱۰ مئی ۱۶۵۸ء کو ساٹھ برس کی عمر مین رحلت کی آپ نے **شان و شوکت پسند کی تھی۔ مگر خوش نہ رہے۔**

دوسرے پر یہ عبارت تھی " سر جان مارٹر نے ۱۶ اپریل ۱۶۲۵ء کو چھہتر سال کی عمر مین وفات پائی آپ نے **علمی شہرت پسند کی تھی۔ مگر خوش نہ رہے۔**

تیسرا کتبہ یہ تھا " سر اسٹیفن مارٹر کو ۲۴ فروری ۱۶۷۵ء کو اکہتر سال کے سن مین پیام اجل آیا آپ نے **محبت اور دوستی کو پسند کیا تھا مگر خوش نہ رہے "**

چوتھے پر رقم تھا " سر جیمس مارٹر ۹ نومبر ۱۶۷۶ء کو بہتر سال کی عمر مین جا بحق ہوئے۔ **آپ نے عزائم مین کامیابی پسند کی تھی۔ مگر خوش نہ رہے "**

پانچوین پر یہ الفاظ تھے "سر جوزف مارٹمر۔ جون ۱۷۸۹ء کو چوراسی سال کی عمر مین انتقال ہوئے۔ آپ نے صحت جسمانی کو پسند کیا تھا مگر خوش نہ رہے"
نقاش ان عبارتون کو تعجب کی نظر سے دیکھکر اُنکے مطالب پر طرح طرح کے خیالات دوڑا رہا تھا کہ ایک دفعہ اُسکو یاد آیا کہ کلہم اجمعین سات دروازے ہین۔ اور اُن مین چھ بند ہو چکے ہین اب صرف ایک پر عبارت لکھے جانے کو باقی ہے۔ خدا جانے اسپر کیا لکھا جائے۔ کہ اتنے مین سر اڈمنڈ اچانک آگئے۔ اور نقاش نے جلدی جلدی اپنے اوزار سمیٹ سمات باہر نکلنے کا سامان کیا۔ سر اڈمنڈ نے اُسکا کام بہت پسند کیا۔ کاریگر کی تعریف کی اور انعام اکرام دے دلا کر کے رخصت کر دیا۔

سر اڈمنڈ ایک نوعمر امیرزادے تھے۔ اُٹھتی کونپل۔ نئی جوانی۔ شباب کا کس بل۔ ماشاءاللہ سے کوئی چوبیس سال کا سن۔ جوان رعنا۔ کشیدہ قامت۔ زیبا شمائل پسندیدہ خصائل بہت حسین تو نہین مگر فی الجملہ خوش قیافہ۔ آواز مین ایک طرح کا درد۔ غزال چشم گیسو کالے کالے۔ بال گھونگر والے۔ دانت موتی کی لڑی۔ حرکات و سکنات شائستہ۔ دلربا۔ غرضکہ ہر طرح صورت و سیرت مین آثار شرافت و نجابت۔ تعلیم و تہذیب رکھتے تھے۔

نقاش تو اُدھر روانہ ہوا۔ اِدھر انھون نے کمرے کی چارون طرف جو نظر دوڑائی تو پہلے ہی دروازون کی عبارت پیش نظر آئی۔ اُسوقت ان پر ایک کیفیت طاری ہوئی جسم مین کسی قدر رعشہ پڑ گیا۔ دل مین اضطراب نے راہ پائی۔ مگر کچھ چہرے بشرے سے ایسا معلوم ہوتا تھا کہ کسی ناگوار کام کے واسطے ہمت باندھنی پڑی ہے جیب سے ایک چھوٹی سی کنجی نکالی ساتوین کمرے کی طرف گئے قفل کھولا۔ اندر داخل ہوئے۔ یہ کمرہ اگرچہ پرانی وضع پر سجا ہوا ہے۔ مگر آرام و آسائش کا زیادہ لحاظ رکھا گیا ہے

مسہری پر مخملی گدے تکیے لگے ہین۔ اُنکے گرد ریشمی جھالر لگی ہوئی ہے۔ فرش پر ایسے دبیز قالین بچھے ہین کہ چلنے مین پانْون دھنستے ہین کرسیان ہین تو پُرانے ڈھنگ کی مگر مضبوط اور عجیب عجیب نقش و نگار سے منقش۔ اُن پر مخملی گچھے۔ طاق پر ایک پُرانی گھڑی رکھی ہوئی آتش خانے مین سب سامان لیس۔ اتنے مین دربان آیا۔ آگ سُلگائی۔ اور چپ چاپ خاموش اُلٹے پانْون کمال ادب سے چلا گیا بالکل عالم خاموشی و تنہائی۔ پوری خلوت سراڈمنڈ اُٹھے۔ دروازہ بند کیا۔ اور پھر کرسی پر بیٹھ گئے دیر تک خوض مین رہے پھر اُٹھے خراماں خراماں کھڑکی کے پاس گئے یہ مکان کی پشت کی طرف کھلی تھی۔ وہان سے پائین باغ صاف نظر آتا تھا۔

خزان کی فصل نسیم کا گذر۔ نہ صبا کا دخل۔ مرغان چمن کی نواسنجیان موقوف گل و ریاحین چمن سے مفقود۔ اشجار حلہ ہائے بہشتی سے محروم۔ سبز پتون کی دھانی۔ کاہی پوشاک ندارد۔ بیلین سوکھی ساکھی۔ شاخین خشک مُرجھائی۔ جھاڑ جھنکاڑ کی کثرت۔ یرقانی رنگ کی شدت جابجا پتون کی ڈھیریان عنادل کی قبرون کی صورت پڑین جاتان چمن کی صرف ٹھٹھریان کھڑین ہر طرف اُداسی چھائی سناٹے کا عالم۔ سموم کے جھونکے سرو شمشاد سے ٹکراتے۔ سائین سائین کی صدا سے دل دہلاتے تھے۔

یہ سمان دیکھکر سراڈمنڈ کو خیال آیا افسوس جس طرح بے درد خزان بہار گلستان کو پامال کرتی ہے اسی طرح ظالم موت حیات انسان کی خاک اُڑاتی ہے۔ ایک سے درختون کے برگ و بار گرجاتے ہین۔ اور دوسرے سے انسانون کا گوشت پوست نابود ہوجاتا ہے۔ درختون پر تو پھر ایک زمانہ آتا ہے۔ پھر وہی تازگی و شگفتگی۔ وہی رنگ روپ وہی کونپلون کا نکلنا وہی ہرے ہرے کچھوہ پتے وہی شاخون کا کلیون پھولون سمیت

جھومنا وہی درختوں کی رعنائی وہی گل کی زیبائی۔ وہی چہچہے وہی قہقہے مگر ہائے انسان کی ٹھٹھری پر پھر نہ بوٹی چڑھتی ہو نہ روپ روغن آتا ہے۔ ہڈیاں گل گل کے قبر مین چونا بنتی رہتی ہین! سراڈمنڈ یہ سوچکر وہان سے بآہ سرد دل پر درد پلٹ آئے۔ اور آگ تاپنے لگے۔ اتنے مین بارہ کا گجر بجا دوپہر کا وقت جنوری ۱۸۳۰ع کی دوسری تاریخ معلوم ہوتا ہے۔ جنازے کی نماز کے واسطے کلیسا مین صداے جرس بلند ہے۔ اب گھنٹہ بند ہوا جھنکار بھی موقوف ہوئی سراڈمنڈ نے کئی دفعہ دستک دیکر بلند آواز سے موکل حفاظت کو دعوت دی۔ فوراً ایک نور جو شمس نصف النہار سے بھی بدرجہا تیز تھا کمرے مین داخل ہوا۔ اور سامنے آکر ایک خوبصورت شکل مین متشکل نظر آیا۔ کوئی چودہ برس کے خوبصورت امردسے مشابہ جسد خاکی کی طرح نمایان شکل تو نہ دکھائی دیتی تھی مگر ہان دھندلی سی ایک خوش قامت صورت ضرور نظر آتی تھی۔ پوشاک ایسی تھی جیسی سولھوین صدی مین لوگ پہنتے تھے مگر بیش قیمت اب جواہرات سے مرصع ہاتھ مین طرہ دار ٹوپی لیے ہوے اور لمبے لمبے گھونگروالے سیاہ بال شانون کے دونون طرف آبحیات چاٹ رہے تھے۔ ستوان ناک غنچہ دہن۔ موتی سے دانت بشرے سے ایک اطمینان خاطر اور بے تکلفی کی ادا پیدا تھی۔ اس نے کہا "اے سرہنری مارٹمر کے چھٹے وارث مین حسب طلب حاضر ہون!"

سراڈمنڈ نے غور سے دیکھکر جواب دیا۔ جس نے تم کو طلب کیا ہے۔ اُسکے حق مین تم رحمت ہوگے یا سامان زحمت۔

جواب ملا جس نیت سے مین نے اس خاندان کا موکل بننا گوارا کیا ہے وہ تو یہ نہین لیکن اگر آپ اپنی ہی نادانی یا ضد سے میری عطیہ نعمات کے خلاف کوئی حرکت

کرینگے تو الزام کے آپ ہی مستوجب ہونگے۔ ہر شے جسمانی ہو یا اخلاقی خیر و شر سے عجیب طرح پر مخلوط ہے۔ مگر ایک ہوشیار تجربہ کار کاریگر کامل چیز کو ناقص سے جُدا کر لیا کرتا ہے"۔

سر اڈمنڈ۔ مگر میرے چھوٹوں بزرگ تو اس کام کو باحسن وجوہ انجام نہ دے سکے۔

موکل نے ہاتھ سے اشارہ کرکے کہا کہ "جناب اِسکو اچھی طرح سُن رکھیے کہ آئندہ کی باتین تو خدا ہی جان سکتا مین نہین عرض کر سکتا کہ میری خدمات سے آپ اتنا ہی نفع اُٹھائینگے۔ جتنا آپ کے بزرگون نے اُٹھایا۔ یا اُس سے زیادہ۔ یعنے اُن لوگون نے جو کچھ مجھ سے طلب فرمایا مین بسر و چشم حاضر لایا۔ لیکن اسکو کیا کیا جائے کہ سب نے دُنیا کی نمایشی چیزین مانگین۔ اور جب وہ خواہشین پوری ہوگئین تو پھر خوشی نصیب نہ ہوسکی۔ سر ہنری اس خاندان کے مورث اعلیٰ نے شان شوکت پسند کی لیکن بعد کو اس انتخاب پر بہت پچھتاتے تھے مطلب دلی تو حاصل ہو گیا مگر اُسی کی بدولت ایسے ایسے زخم کھائے کہ زندگی اجیرن ہوگئی تھی۔

سر جان نے علمی شہرت چاہی اس کی دھن ایسی رہی کہ روپیہ پیسے کا کوئی انتظام نہ کر سکے۔ سب دولت ضایع ہوئی عسرت بڑھی۔ قرضہ ہوا تمام مال و اسباب جائداد سب رہن ہو کے خالصے لگ گیا۔ اور بیچارے نہایت افلاس و فلاکت ذلت و خواری کی حالت مین دنیا سے اُٹھے۔

سر اسٹیفن کی خواہش تھی کہ مجھے نیک دل بیوی ملے اور ہم مکتب وہم جولی دوستی اور محبت نباہین۔ لیکن بیوی کی بدولت تو آتش رشک مین جل جل کر دوست بدگمانی اور رات کرب مین کٹی چین سے لمحہ بھر سونا نصیب نہ ہوا۔

دن کٹا فریاد مین اور رات زاری مین کٹی
عمر کٹنے کو کٹی پر کیا ہی خواری مین کٹی

اور دوستون کی مہربانی سے انکو اس قدر امداد اور دستگیری کرنی پڑی کہ جس تباہی اور افلاس کی ابتدا والد بزرگوار نے کی تھی اُسکی انتہا بیٹے کے ہاتھون ہوئی۔

ع اگر پدر نہ تواند پسر تمام کند

سر رحیم نے اپنے ہر کام مین کامیابی پسند کی تھی۔ ایک بہت بڑے ملک التجار ہو گئے جس کام مین ہاتھ لگایا خاطر خواہ نفع پایا مٹی چھوتے سونا ملتا۔ رات دن گنج پر بستا تھا۔ خدا نے اتنا دیا کہ آبائی جائداد بار سے سبکدوش ہوئی۔ مال دولت رکھنے کو جگہ نہ رہی مگر ایسا روگ پیچھے لگا کہ چار دن بھی اچھے نہ رہنے پاتے مہینون ایڑیان رگڑتے مرتے نہ جیتے۔ بستر علالت پر پڑے سسکا کرتے ادھر سنبھلے کہ پھر مدتون کے لیے گرے نہ دولت کام آتی۔ نہ ثروت ہی کچھ دکھ درد مٹاتی۔

سر جوزف نے والد کی یہ حالت دیکھکر صحت جسمانی کو پسند کیا تھا لیکن کس تاب و توان و طاقت و صحت کے بھروسے پر اس قدر بد احتیاطیان اور بدپرہیزیان کر گذرے کہ خاندان کی تباہی کے پھر سامان پیدا ہوئے۔ اور آخر آخر مین تو نان شبینہ تک کی محتاجی ہو گئی۔ جب دوست آشنا کچھ سلوک کرتے۔ اپنے ہاتھ پانوٗن کی خیرات دیتے تو بسر اوقات کی صورت ہوتی۔ مگر جس نعمت کو پسند کیا تھا اُسکی بدولت موت بھی نہ پوچھتی۔

سر ولیم نے دولت کو سرمایۂ عیش و عشرت۔ ذریعہ مسرت قرار دیکر پسند کیا تھا۔ لیکن جس دن سے دولت نصیب ہوئی مرتے دم تک ایک لمحہ بھی تو چین نصیب ہوا

راتون کو اس خوف سے نیند نہ آتی کہ کہین لوگ دولت کی طمع مین ذبح نہ کر ڈالین نوکرون
چاکرون پر اعتبار نہ تھا۔ سب کو اپنا جانی دشمن سمجھتے۔ ہمیشہ تکیہ کے نیچے بھرا ہوا تمنچہ
اور ننگی تلوار رکھتے تھے"۔

سراڈمنڈ نے سُنکر کہا "افسوس! کیا عبرت کا مقام ہے۔ کون چیز پسند کرون
ہر نعمت خود ہی مصائب پیدا کرنے والی ہے۔ لیکن کوئی خاص لذت ......"

موکل بول اُٹھا "ہان ایک چیز ہے جس سے آپ کو ہر امر کا علم ہو سکتا ہے"

سراڈمنڈ۔ اچھا تم ہی بتاؤ۔ مین کیا لون؟

موکل۔ مین کچھ نہین کہ سکتا۔

سراڈمنڈ سوچنے لگے کہ اگر ایسی کوئی چیز ملتی جس سے سب باتون کے راز
آئینہ ہو جایا کرتے تو بیشک بڑی خوشی اور مسرت ہوتی لیکن یہ خوبی تو صرف علم مین
ہے۔ اس سے آدمی جان سکتا ہے۔ کہ کس امر سے مصیبت پیدا ہوتی ہے۔ اور کس سے
مسرت۔ پس اسی کو لینا چاہیے اور موکل کی طرف مخاطب ہوکر بولے "بس ہم کو
ہر بات کا علم ہو جایا کرے زندگی مین یہی کام آنے والی شئے ہے۔"

موکل کچھ متاسف نظر آیا۔ کہنے لگا "بہت خوب اگر آپ یہی نعمت چاہتے ہین توجس
بات کا راز آپ پر نہ کُھلے گا یا جو امر تعجب انگیز اور مذبذب نظر آئیگا۔ اُس کا اصل حال
معلوم ہو جایا کریگا۔ ایک کتاب ہے جس مین انسان کے افعال و کردار کی تاریخ لکھی
ہوئی ہے۔ بس وہی آپ کے پیش نظر ہو جایا کریگی اُس مین اُنکے تمام اغراض مصالح۔
اسباب امیدین وسوسے منصوبے سب درج ہونگے۔ اُس کے ملاحظہ سے انسان کے
بطون مآل حسن وعین کُھل جایا کرینگے۔

سر اڈمنڈ بہت ہی خوش ہوئے کہنے لگے واہ وا۔ اگر اس لمبے چوڑے وعدے کا دسوان حصہ بھی تم نے پورا کیا تو سمجھ لو کہ مجھے تمام عالم کی مسرتین بخشدین میرے نزدیک معلومات سے بڑھکر اور کوئی شئے اصلی خوشی اور فراغ خاطر کی کلید نہین ہوسکتی ہے۔ موکل نے حتمی وعدہ کیا اور غائب ہوگیا۔ سر اڈمنڈ متعجب و متحیر رہ گئے۔ قریب تھا کہ پھر طلب کرین۔ اتنے مین پھر وہی صورت ہاتھ مین کچھ لیے نظر آئی۔ ایک مختصر سی صندلی الماری خوش نما نقش و نگار سے آراستہ کوئی دو فٹ لانبی اور اتنی ہی چوڑی اور ڈو فٹ چھ انچہ کے قریب اونچی۔ اندر سبز مخمل منڈھا ہوا چاندی کے تہر دن کے خانے لگے اور باہر سنہری حرفون مین لکھا ہوا۔

ماسٹر موتھی کی کتاب القا

کچھ دیر تامل کرکے موکل گویا ہوا۔ اس بیش بہا مخزن معلومات سے بنی نوع انسان کے تمام راز آشکارا ہوجایا کرینگے۔ میرا وعدہ وفا ہوگا اور آپ کی مسرت پوری ہوگی جن لوگون سے آپ سے سابقہ پڑے اور ان کے سوانح اور واقعات حیرت انگیز قابل تفتیش معلوم ہون تو آپ اس لماری کو کام مین لائین اس سے بخوبی تشفی ہوجائے گی۔ تمام گذشتہ اور موجودہ امور کا علم ہوجائیگا۔ اور آیندہ کے واسطے بھی آپ قیاس تمام کرسکین گے۔ کوئی شخص اسکو نہ دیکھ سکے گا۔ صرف آپ ہی کو نظر آئیگی۔ حفاظت کی فکر ہوگی نہ اخفا کا اہتمام ہر جگہ ہر مقام پر ساتھ رہے گی۔ اپنے مکان مین ہونگے تو آپ کے خلوت خانے مین اور اگر کہین مہمان ہونگے تو آپ کے کمرے مین موجود رہیگی۔ لیکن ایک عرض ہے کہ اگر کسی شخص یا خاندان کی نسبت آپ کو کوئی شبہ پیدا ہو تو پہلے ہی سے

یہ کتاب کھول کر ملاحظہ فرمانا شروع نہ کر دیجیے گا - بلکہ حتی الوسع اچھی طرح بذات خود چھان بنان کر لیجیے گا کہ حرکات سکنات کیسے ہین اور بشرے اور قیافے سے کیا کیا کیفیتین ظاہر ہوتی ہین - قرائن سے کیا معلوم ہوتا ہے اور جب اسپر بھی اصل حال نہ کھلے تسکین خاطر نہو اور انکشاف راز پر پوری طرح طبیعت متوجہ ہو تب اس کتاب سے مدد لیجیگا اور پھر اپنی تحقیقات کے نتائج اور کتاب کے مضامین کی تطبیق فرمائیے گا - اس ترکیب سے آپ کو معاملات دنیا مین بہت کچھ فائدہ ہوگا - بس آپ کی خوشی مین نے پوری کر دی اس سے زیادہ آپ نہین طلب فرما سکتے اور نہ مجھے اور کچھ کہنے سننے کی ضرورت ہے!!

سر اڈمنڈ نے گھبرا کر جواب دیا "یہ تو ٹھیک ہے مگر ابھی مجھکو کئی باتین آپ سے دریافت کرنی ہین مثلاً یہ کچھ سمجھ مین نہین آتا کہ اس خاندان پر اس برکت خاص کے نزول کا کیا سبب ہے - اور جو کچھ آپ از راہ مہربانی عطا فرمایا کیے - وہ کیون موجب مصائب و تکالیف ہوا کیا یا اس مین کیا لم ہے کہ آج ہی شام کو یہ مکان مجھے چھوڑ دینا ہوگا - اور پھر جب موت قریب ہوگی تو آنا پڑیگا - ہر ایک کا کمرہ کیون علیحدہ علیحدہ کر دیا گیا - اور یون انکی نعشین ہمیشہ کے واسطے کیون مقفل کر دی گئی ہین - کمرے کل سات ہی کیون ہین - اور میرے خاندان اور مورث اعلےٰ اور ان کمرون سے آپ کو کیا تعلق ہے - اور یہ بھی نہین معلوم کہ میری نسل میرے بعد آ یا ختم ہو جائیگی یا قائم رہے گی -

موکل نے ہاتھ سے سلام کا اشارہ کیا اور یہ کہتا ہوا غائب ہو گیا" کہ اس کتاب مین سب حالات گذشتہ اور موجودہ آپ ملاحظہ فرمائینگے"

یہ بیچارے اِدھر اُدھر دیکھنے لگے کوئی بھی نہین - ہان جس جگہ موکل کھڑا تھا وہان پر وہی الماری موجود ہے یہ آگے بڑھے دیکھا اُسکے قفل مین چاندی کی کنجی لگی ہوئی ہے جلدی سے اُسکو کھولا - خانے بالکل خالی - بیساختہ زبان سے نکل گیا "ہے ولے قسمت !! ارے کیا یہ سب فریب تھا - دھوکا تھا - چھلاوا تھا - اس مین انسان کی تاریخ کہان ہے جو مین پڑھون اور کچھ نہ سہی کاش اپنے ہی خاندان کا حال مجھے معلوم ہو جاتا"!

بس اس خیال کا آنا تھا کہ بہت سے کاغذات سنہری فیتے مین لپیٹے ہوئے ایک خانے مین نظر آئے - دیکھتے ہی طبیعت بشاش ہوگئی سمجھ گئے اسی ترکیب سے کتاب القا سے کام لیا جاتا ہے - آگ کے سامنے کرسی پر بیٹھکر ان کاغذات کو پڑھنے لگے جنکا مضمون یہ تھا -

ماسٹر ٹودی

سنہ ۱۸۳۰ع کے موسم بہار مین ایک نوعمر آدمی بائیس برس کا سن وسال میلے کچیلے کپڑے پہنے فلاکت زدہ مبتلاے افلاس - اس امید پر لندن آیا تھا کہ محنت مزدوری کرکے بسر اوقات کرے - صورت شکل ایسی بری نہ تھی قوی الجثہ خندہ پیشانی ہنس مکھ - جری بیفکری سے سیٹی بجاتا - نان خشک کا ٹکڑا ہاتھ مین لیئے منگارکرتا چلا جاتا تھا - چھ بجے کے قریب سر شام شہر کے ناکے پر پہونچا - کا پاس نہین شہر مین کوئی جان نہ پہچان یار نہ مددگار دن کو ٹھہرنے کا سہارا نہ رات کو پڑ رہنے کا ٹھکانا - جی مین کہتا چلا تھا کہ آج کی رات کہین سڑک ہی پر پڑ رہین گے - چوری چکاری یا گداگری کی طرف نیت نہین جاتی - ہان صبح سویرے محنت مزدوری تلاش کرینگے کہ ایک دفعہ دیکھا گیا ہے

ایک سن رسیدہ شخص ساتھ ہے اور غور سے اسکو دیکھتا جاتا ہے کبھی پیچھے رہجاتا کبھی آگے بڑھتا کبھی برابر سے نکل جاتا ہے۔ یہ بیچارا بہت ہی سٹ پٹایا گھبرایا قریب تھا شاہ راہ چھوڑ کر گلی مین نکل جائے کہ اُسی شخص نے بڑھکر کہا "میان صاحبزادے تمھارا مکان شاید باہر ہے۔ شہر آنے کا کبھی اتفاق نہین ہوا اسی سے بوکھلائے اِدھر اُدھر پڑے پھرتے اور بھیانک ہو ہو کے عمارتین دیکھتے ہو کیون ہے نہی بات؟" اُس نے کہا "جی ہان" اور سر سے پاؤن تک ان بزرگوار کو بغور دیکھا ایک مسن اور معقول آدمی نفیس پوشاک پہنے کمر مین کیسہ پُر زر لٹکائے انداز کلام سے لطف و کرم پیدا بے تکلفی سے پوچھنے لگا۔

"بھیّا۔ تمھارا نام کیا ہے؟"

جواب۔ جی مجھے ہنری مارٹم کہتے ہین۔

سوال شغل کیا ہے؟۔

جواب کیا عرض کرون یتیم ہون بےبس ہون مفلسی مین گرفتار۔ کوئی دوست نہ غمخوار دور کے ایک رشتہ دار تھے۔ خدا اُنکو جنّت نصیب کرے انھین نے ترس کھا کر پالا پوسا تھا مگر قسمت کی بات خدا نے اُنکا سایہ بھی سر سے اُٹھا لیا۔ کوئی سہارا نہ رہا۔ اُنکا مکان تھا۔ اُسکا یہ حال ہوا کہ لوگون کا کچھ قرضہ اُنکے ذمے تھا مرنے پر نالش فریاد ہوئی۔ کچہری سے چپراسی آئے سب مال و اسباب قرق ہو کر نیلام ہو گیا گھر تھا اُسپر بھی جھنڈی لگی۔ ڈگی پٹی۔ وہ بھی بک گیا جس نے لیا وہ میرے رہنے کا کیون روادار ہوتا۔ آتے ہی کہنے لگا دوسری جگہ اپنا بسیتا کرو۔ یہ گھر خالی کرنا ہوگا زور ہی کیا تھا۔ چلا آیا وہان سے۔ مگر مجھ ایسے خانمان برباد کا زمین آسمان پر کہین

ٹھکا تا نہین در بدر خاک بسر پھرتا ہون۔ خدا علیم و دانا ہے کہ چار راتین (آسمان کی طرف اشارہ کرکے) آسمان کے تلے کٹی ہین۔ دیکھیے کپڑون کی یہ گت ہو رہی ہے آج کنٹربری سے سیدھا چلا آتا ہون کہ بلا سے اسی شہر مین محنت مزدوری کرون۔ ضرورت بھر پڑھا لکھا بھی ہون اگر عزت آبرو کی نوکری ملگئی تو زہے نصیب!!

اِن بزرگوار نے یہ سب سُنکر کہا "ہان یہ تو ممکن ہے۔ کوئی بڑی بات نہین ہمین تم کو اتنا دے سکتے ہین کہ اپنے چھوٹا موٹا کوئی کاروبار کرسکو۔ بشرطیکہ ہمارا ایک کام کردو"

اندھا کیا چاہے۔ دو آنکھین۔ یہ مژدہ سُنتے ہی ہنری کی باچھین کھل گئین کہنے لگا "بھلا آپ کے فرمانے کی بات ہے۔ مین بسر و چشم خدمت کو حاضر ہون" اُس پیرمرد نے کہا "اگر منظور ہے تو آؤ ہمارے ساتھ"

مارٹر انکے پیچھے ہولیا شاہراہین۔ گلیان کوچے طے کرتا چلا جاتا تھا۔ کہین بالکل سناٹا قبرستان کی طرح عالم خموشان کا نی چڑیا تک نہین۔ کسی جگہ بھیڑ بھاڑ چہل پہل شور غل کھوے سے کھوا چھلتا مشکل سے سیدھا راستہ ملتا۔ بگھیون کی گھڑگھڑاہٹ یا بائگھوڑون کی صدائے رفتار ہٹو بچو کی پکار۔ دو قدم باطمینان چلنا دشوار۔ مگر یہ بلا کی طرح چمٹا ہوا ساتھ ہی ساتھ چلا جاتا تھا۔ جاتے جاتے ایک عالیشان مکان ملا۔ یہ پیرمرد اُسکے روبرو ٹھہر گیا۔ آبدیدہ ہوکر اُسکو بغور دیکھتا رہا۔ پھر کہنے لگا۔ "ہنری اسکو اچھی طرح دیکھ بھال لو۔ دیکھو اتنی کھڑکیان ہین۔ برآمدے کی یہ قطع ہے ایوان پردہ بھدی سی تصویر بنی ہے۔ اچھی طرح دھیان پر چڑھا لو۔ اگر پھر دیکھو تو بھولوگے تو نہین" اسنے کہا کہ کیا مجال!! مگر تعجب بھی ہوا کہ آخر اس سے اسکا کیا

نشا ہے اور مجھ سے کون کام لے گا۔ اتنے مین پیر مرد نے کہا اچھا تو اب آؤ چلو ہمارے ساتھ۔ راستہ اچھی طرح دیکھتے بھالتے آنا۔" غرضکہ جدھر راستہ مڑتا تھا وہ فرض کرکے بتاتا جاتا تھا۔" دیکھو داہنے ہاتھ پر یہ دوسرا موڑ ہے۔ ایک پہلے گذر چکا ہے۔ دیکھا یہ بائین کو موڑ ہے۔ یہ گلی دیکھو یہان سے داہنے کو گئی ہے دھیان رکھنا یہ چڑھائی ہے۔ الحاصل اُس مکان سے کوئی آدھ کوس کے فاصلہ تک یون ہی بتاتا چلا گیا۔ یہان ایک تنگ تاریک گلی مین ایک چھوٹے سے مکان کے دروازہ پر ٹھہر گیا۔ جیب سے کنجی نکال کے ایک قفل کھولا۔ اور اُسکو اندر لے گیا اسنے دیکھا چھوٹا سا ایک منزلہ مکان اور اُس مین صرف مختصر سادا الان ہے۔ سامان بھی کچھ واجبی ہی واجبی ہے۔ ایک جانب نعمت خانہ رکھا ہوا تھا اُس مین سے بڈھے نے کچھ کھانے پینے کی چیزین نکالکر میز پر لگا دین اور کہا آؤ بیٹا تھوڑا بہت کھانا نوش کر لو تازہ دم ہو جاؤ اُسکے بعد کام بتایا جائیگا۔"

یہ تو دیر سے بھوکا تھا۔ آنتیں قل ہو اللہ پڑھتی تھین۔ خوب تن کے کھانا کھایا حکم کی تعمیل بہت اچھی طرح کی جب اس سے فرصت ہو گئی تو بڈھا کہنے لگا تم کو وہ مکان تو اچھی طرح یاد ہوگا۔ جو ہم نے راستے مین بتایا تھا۔ اسنے کہا "جی ہان بخوبی"

بُڈھا۔ بھلا اب تم پیچ در پیچ گلیون سے ہو کر وہان پہونچ سکتے ہو؟

مارٹھر۔ باسانی آج سے لیکر بیس برس تک جب فرمائیے آنکھین بند کیے چلا جاؤن اور ٹھیک وہین پہونچون۔

بُڈھا۔ (مسکرا کر) شاباش۔ کیون نہو۔ ماشا اللہ سے ہونہار معلوم ہوتے ہو اب سنو کام یہ ہے کہ ایک بچے کو لیکر اُس مکان مین پہونچانا ہے۔ پہلے جا کر تم لوگون سے

کہنا کہ مین نواب ڈیون پورٹ سے ملنا چاہتا ہون - وہی اُس قصر کے مالک ہین اور
جب اُنکے پاس پہونچنا تو لڑکے کو گود سے اتار کر اُنکے قدمون پر ڈالدینا اور کہنا کہ
خداوند نعمت شامت زدہ مریم نے اپنی شامت اعمال کی زندہ نشانی آپ کی
خدمت مین اس آس پر بھیجی ہے کہ آپ اپنی حیثیت کے مطابق اُسکی پرورش پرداخت
کا سامان فرماوینگے بس اتنا کہکر لڑکے کو وہین چھوڑنا اور خود چل کھڑے ہونا - لو اپنی
اُجرت پیشگی لو - یہ کہکر اُسنے پچاس اشرفیان میز پر گن دین بھلا اتنا طلائے خالص
دیکھکر مارٹمر کو کسی دغل فصل کا گمان کیون ہونے لگا تھا جھٹ جیب مین رکھ آپ
مستعد ہوے اور کہنے لگے کہ لائیے ابھی تو چٹکی بجاتے کام کیے دیتا ہون "
میز پر چھوٹی سی گھنٹی تھی - اُس شخص نے بجائی اور تھوڑی ہی دیر مین ایک
نوجوان آنکھون مین آنسو ڈبڈبائے - چہرہ زرد جیسے ہلدی کا گابھا مغموم اور
مضمحل گود مین کوئی دس مہینہ کا بچہ لیے ہوئے آئی مارٹمر نے دیکھا کہ وہ اُس بڈھے کی طرف تھوڑی
حسرت سے ٹکٹکی لگائے دیکھ رہی ہے - گویا کچھ کہا چاہتی ہے اس عورت اور بڈھے کی شباہت
بہت ملتی تھی جس سے ثابت تھا کہ اُسکی بیٹی ہے - مگر وہ بڈھا چلین بہ جبین کھڑا ہی رہا -
آخر اُس دکھیاری نے بچے کو خوب سا پیار کرکے باہ سرد مارٹمر کے حوالہ کیا - افوہ ! اسوقت
مریم کے غم کا حال نہ پوچھو - وہ اپنے حواسون مین نہ تھی ضدی باپ کے حکم پر وہ بچہ کو قربان
کرکے کمرے سے نکل بھاگی اور مارٹمر بھی بچہ لیکر چل کھڑا ہوا - اندھیری چھائی ہوئی تھی رات بھی
اچھی خاصی آگئی تھی - بچہ بے فکر چلین سے سو رہا تھا - مارٹمر نے اس طرح ہاتھون پر لیا تھا
کہ اُسکو کچھ تکان نہ معلوم ہوتا تھا - نہ چونکا نہ رویا گویا نرم بچھونے پر کسی نے تھپکیان دیکر
سلا دیا ہے بڈھا دروازے تک پہونچا اور "خدا حافظ" کہکے رخصت کر آیا -

الحاصل مارٹمر پہونچے اُسی مکان پر آہستہ کنڈی ہلائی۔ اندر سے ایک دربان نفیس وردی پہنے نکلا۔ پوچھا کیا ہے۔ مارٹمر نے کہا نواب صاحب کی خدمت میں جانا چاہتا ہوں دربان اُنکی قطع اور بچے کو دیکھکر قہقہہ مارکر ہنسا اور کہنے لگا جی بجا ہے نواب صاحب بچے کو دیکھکر بہت خوش ہونگے !!

یہ باتیں ہو رہی تھیں کہ ایک ادھیڑ امیر زرق برق مکلف پوشاک زیب جسم فرمائے قریب کے کمرے سے صدر کے کمرے میں تشریف لائے اور جھڑک کے فرمایا۔ بدتمیزو تم نے یہ کیا کھی کھی لگائی ہے۔ دربان نے عرض کیا۔ خداوند نعمت یہ ایک صاحب تشریف لائے ہیں اور اصرار کرتے ہیں کہ حضور کی خدمت میں حاضر ہوں !!

امیر صاحب بھی برزخ دیکھکر مسکرائے۔ اور کہنے لگے "اجی مہربان بندہ خیریت اسی میں ہے یہاں سے چلتے پھرتے نظر آئیے اور اسکو لے جائیے۔ اسکی ماں کے پاس۔ نہ معلوم کسکا ہے کسکا نہیں۔ کس کی بکری کون ڈالے گھاس ہم سے واسطہ غرض؟ ہوگا اپنے کسی یار کا۔ اُسکے کہدینے سے کیا ہمارا ہو جائیگا۔؟ یہ کہکر ایک ایسا دھکا دیا کہ مارٹمر صاحب لڑکھڑاتے دروازے کے باہر تھے۔ اور دروازہ اندر سے بند ہو گیا۔ اب کوئی شنوائی نہیں کرتا۔ یہ حق حیران کہ کریں کیا۔ یہاں اپنی ہی جان دوبھر ہو رہی ہے۔ اُسپر یہ بکھیڑا اور گلے پڑا۔ آخر یہی سوچے کہ اُلٹے پاؤں پھر چلو ماں کے پاس اُسی کے سر ارد دہ جانے اور اُسکا کام۔ غرضکہ وہاں سے پھر پلٹے اور بہزار دقت و خرابی بچے کو لائے پہونچے اُسی زٹیل مکان کلبہ احزان کے دروازے پر کنڈی کھڑکھڑائی۔ آوازدی زور سے پکارا۔ کوئی جواب ہی نہیں آتا۔ کوئی منکتا تک نہیں۔ جب بہت شور و غل کیا تو ایک بی ہمسائی اپنے مکان سے نکلیں اور کہنے لگیں "میاں کچھ سڑی ہوئے ہو چیختے چیختے۔ گلا پھاڑے ڈالتے ہو

سارا محلہ سر پر اُٹھالیا ہے۔ گھر مین سے بولے کون ہان کوئی ہے بھی۔ وہ لوگ تو آدھ گھنٹہ ہوا مکان خالی کرکے خدا جانے کہان چلدیے“ اب کاٹو تو بدن مین لہو نہین ہکا بکا رہ گئے انسے کچھ بنائے نہین بنتی جائے ماندن نہ پائے رفتن اسی ہمسائی سے ساری حقیقت حال کہی۔ اپنی مصیبت بیان کی اور کچھ اس انداز سے کہ اس نیک بخت کو اسپر بہت ترس آیا۔ کہنے لگی ”اچھا رات کو میرے یہان پڑ رہنا صبح اپنے چلےجانا“ اتنی ڈھارس انکو غنیمت معلوم ہوئی۔ بہت کچھ اس مہربانی کا شکریہ ادا کیا۔ اور بیٹھ گئے وہین۔ ساری رات گود مین بچہ لیے رہے ذرا کنمنایا اور انھون نے تھپکیان دین کروٹ لی۔ اور اللہ اللہ بھائی کرکے سُلا دیا۔ رویا اور انھون نے لوریان نئی شروع کین خدا خدا کرکے رات کا عذاب کٹا صبح ہوئی۔ اور انپر پھر دھن سوار ہوئی اُس امیر کے ہان جانے کی۔ چنانچہ پھر پہونچے وہین۔ اس دفعہ اچھی طرح مدارات کی گئی۔ خوب دھکے دیے گئے۔ گردن ناپی گئی۔ خوب پٹے۔ اور جو گالیان کھائین وہ گھاتے مین۔

اب انکو پوری مایوسی ہوگئی کہ اس بے دید سنگدل کو شفقت پدری یاد دلانا پتھر مین جونک لگانا ہے۔ اسکا دل پسیجنے سے رہا مفت خدا کی رحمت اٹھانے سے حاصل غضب خدا کا مان باپ دونون موجود۔ مگر دنیا کا لہو ایسا سفید ہوگیا ہے کہ بچہ یتیم سے بھی بدتر ہو رہا ہے۔ ہائے اب اتنی سی جان کو کہان پھینکون کس کو دون یہ تو میرے ہی گلے کا ہار ہوگیا۔ حیران ہون کیا کرون اب تو خدا نے اسکی پرورش پرداخت کا بار اپنے سر ڈالا ہے۔ کچھ اسی مین مصلحت ہوگی۔ مرضی مولیٰ ازہمہ اولیٰ۔ جو کچھ وہ کرتا ہے اپنے بندے کے واسطے بہتر ہی کرتا ہے۔ مگر مصیبت تو یہ ہے کہ شہر مین کوئی جان پہچان نہین۔ کوئی صلاح دینے والا نہ تدبیر بتانے والا

چلو کنٹربری پلٹ چلو بلا سے وہان دو چار صورت آشنا صاحب سلامتی تو ہین
سردست روپیہ پیسے کی مدد کی ضرورت نہین خدا نے کچھ دنون کے واسطے سامان
بھی کر دیا ہے پھر باہمی مشورے مین اب اسکو نجیل او تامل ہوگا۔ اس منصوبے کے
مطابق اب چل کھڑے ہوے کنٹربری کی طرف۔ اور وہ بھی پیدل کہ سواری کا
کرایہ ہی بچے۔ بچہ ماشاء اللہ سے پیارا پیارا۔ موٹا تازہ گل گوتھنا سا۔ ان کو بہت
پیار آتا تھا اور خدا نے کچھ ایسی محبت دل مین ڈال دی کہ انھون نے
ٹھان لی جس طرح بنے گا ہم ہی پالین گے۔ اور اسی وجہ سے نام بھی اپنے اُن
محسن کے نام پر **ٹودی** رکھا جنھون نے خود اُن کو پرورش کیا تھا۔

القصہ پا پیادہ منزلین طے کرتے بچہ بغل مین دابے تیسرے دن کنٹربری
مین جا داخل ہوئے اور دوستون کے مشورے سے ایک چھوٹی موٹی دُکان کھولنے
کا منصوبہ کیا اتفاق سے ایک بنیا دوکان اُٹھانے والا تھا اسی سے اونے پونے
معاملہ ہوگیا اور پرچون کی دُکان جم گئی۔ تین سال گذرے۔ دوکان بھی خوب
چل نکلی۔ اب **مارٹن** کو بار بار اُس بڈھے کا قول یاد آنے لگا جس نے اشرفیان
دیتے وقت کہا تھا کہ یہی سرمایہ تمھاری فلاح کا سبب ہوگا۔

اتفاق سے ایک روز سہ پہر کے وقت یہ بچے کو انگلی پکڑائے ہوا کھلانے کو
بستی سے باہر نکلے آسمان کھلا ہوا۔ ابر و باد کا نشان نہ گرد و غبار کا نام۔ مطلع
صاف ٹھنڈی ٹھنڈی معتدل ہوا چل رہی ہے۔ نہ لو کی لپٹین نہ سرد ہوا کے
تھپیڑے۔ خوشگوار جھونکے آرہے ہین۔ طبیعت بشاش خاطر شگفتہ۔ جو سڑک لندن
کو جاتی ہے اُسکی ایک پٹری پر جا کے بیٹھ گئے کہ ہوا کا لطف اُٹھائین۔ اور جیب سے

اضمحلال حرکات وسکنات سے پیدا تھے۔

ماں یہ حال دیکھ دیکھ کے بہت کڑھتی اور اکیلے دکیلے رویا کرتی تھی کہ اماں مین کی یہی ایک اولاد۔ حاصل عمر۔ زندگی کا سہارا۔ اگر خدانخواستہ یہی حال رہا تو آگے چلکر ہونی کیا ہے۔ ہنری بھی جس نے اپنی اولاد کی طرح اسکو پالا تھا۔ اور مثل باپ کے اُس سے اُنس رکھتا تھا یہ رنگ دیکھکر بہت ہی متفکر اور مغموم رہتا تھا۔ مگر چارہ ہی کیا تھا۔ رفتہ رفتہ اس حالت کو ترقی ہوئی۔ لاکھو تدبیرین کین مگر کوئی کارگر نہوئی ڈاکٹرون نے بہت علاج کیا مگر امراض نے ایسا گھیرا کہ جان بری محال ہوگئی آخر کار گرگیا اور ایسا گرا کہ پھر بستر علالت سے اُٹھ ہی نہ سکا ضعیف القوی تو خلقی تھا چند ہی روز مین ہزار دن حسرتین ارمان جی کے جی ہی مین لیے سوے عدم چل بسا انا ﷲ وانا الیہ راجعون ؎

پھول تو دو دن بہار جانفزا دکھلا گئے

حسرت اُن غنچون پہ ہے جو بن کھلے مرجھا گئے

ٹموڈی کی موت پر سب کو صدمہ ہوا جس نے سُنا تاسف کیا۔ اور ماں کی حالت تو قابل بیان کرنے کے نہ تھی۔ اتنا رنج کیا۔ اتنا رنج کیا کہ بالکل مجنون ہوگئی نہ تن کا ہوش رہا نہ بدن کی خبر عقل زائل۔ کھانا پینا ترک۔ اور مہینے ڈیڑھ مہینے کے اندر بیٹے کی پائینتی پہونچ گئی۔

جو کچھ جائداد اور دولت تھی وہ سب ہنری مارٹر کو ملی۔ مگر تابڑ توڑ دو موتون کے غم مین یہ بھی عرصہ تک نیم جان رہا۔ اس ثروت کے لطف اُٹھانے کو وہ دل و دماغ ہی نہ رہا۔ اگر آج کوئی اُس سے یہ سب لے لیتا اور اُسکے ٹموڈی کو لا دیتا تو بنسی خوشی پھر اپنی پرچون کی دوکان پر جا بیٹھتا اور صبح سے شام تک ٹکے ٹکے کا آٹا دال بیچتا

گوارا کر لیتا۔ اب بیکس و تنہا۔ کوئی یار نہ غمگسار۔ جورو نہ بچے دوست نہ آشنا غم کس سے
غلط ہو۔ دل کس سے بہلے۔ دنیا مین جنسے الفت محبت تھی وہ یون بے یار و مددگار
چھوڑ کر ٹھنڈے ٹھنڈے چل بسے۔ دنیا آنکھون مین اندھیر۔ شہر سنسان گھر پھاڑے
کھاتا ہے باہر نکلنے کو جی نہین چاہتا زندگی اجیرن کسی کام کی طرف رغبت نہین ہوتی
آخر یہ شغلہ تجویز کیا کہ ایک عالیشان قصر تعمیر کراے جس سے دنیا مین چند نام
قائم رہے اور جی بھی بہلے۔ چنانچہ زمین کا ایک وسیع قطعہ خرید کر کے ایک بہت بڑی
تعمیر کی بنیاد ڈالی اور اُسکو بنوانا شروع کیا چندروز کے بعد عمارت قریب طیاری کے
ہوگئی صدر کے کمرے پٹ گئے داہنی جانب کا درجہ مکمل ہوگیا ہنری اس مکان مین
اُٹھ بھی آیا صرف بائین پہلو کے کمرے باقی تھے۔ ایک شب پچھلے کو ہنری اپنی خوابگاہ
مین لیٹا تھا چار بج چکے تھے۔ کوئی دم مین صبح ہونے والی تھی بلکہ ہلکی ہلکی سفیدی آسمان
پر آگئی تھی کہ دیکھتا کیا ہے کمرے مین ایک بجلی سی چمک گئی اس سرے سے اُس سرے تک
نور ہی نور۔ کمرہ بھر جگمگا اُٹھا۔ آنکھین ملکر ادھر اُدھر دیکھا تو اسکے پلنگ کے پاس
ماسٹر ٹموڈی کھڑا ہے۔ بے اختیار جی چاہا۔ اپنے پیارے کو اُٹھکر گلے سے لگائے مگر اُسنے
ہاتھ سے اشارہ کیا۔ اب یہ سمجھ گیا کہ یہ انسان نہین صرف ٹموڈی کی روح ہے روح
نے نرم اور پُر درد آواز مین کہا "آپ مجھ پر باپ سے بھی زیادہ شفقت فرماتے رہے
مجھکو لازم ہے کہ اسکی عوض آپ کی خدمت بجا لاؤن۔ جو لوگ اس دُنیا سے گذر
جاتے ہین اور انکی خواہش ہوتی ہے کہ اپنے پس ماندون سے پھر مل سکین تو وہ
مل سکتے ہین۔ بس میری بھی خواہش ہوئی کہ جس نے بچگی سے میرے حال پر شفقت کی اور
مہربانی فرمائی اُسکی خدمت مین حاضر ہو کے احسانمندی اور محبت کا اظہار کرون

میری عرض کو ذرا غور و توجہ سے سماعت فرمائیے مجھے اتنی طاقت ہے کہ آپ کو اور آپ کے چھ وارثون کو ایک ایک نعمت دے سکون اور آپ کے وارث جو چیز دل خوش کرنے والی طلب فرمائینگے مین بسر و چشم حاضر کرون گا لیکن آیندہ کا حال چونکہ مجھے خود معلوم نہین عرض نہین کر سکتا کہ آخری نتیجہ ایسی خواہشون کا آپ لوگون کے حق مین کیا پیدا ہوگا۔ اس کام مین چند سخت شرائط بھی ہین اگر آپ یہ نعمات حاصل کرنا چاہین گے تو اُنکی پابندی بھی سب صاحبون پر لازم ہوگی۔ پہلی شرط تو یہ ہے کہ آپ کوئی خاص جگہ مقرر فرمائیے کہ جہان آپ کو وہ نعمت ملا کرے۔ ورمرتے وقت وہین آپ لوگ واپس آسکین۔ دوسرے یہ کہ پھر عمر بھر اُس جگہ آپ قیام نہ کر سکین گے۔ وہان صرف دو دن رہنا ہوگا۔ یعنے ایک دن تو اُس وقت جب جانداد ملے اور ایک دن اُس زمانے مین جب اس دنیا سے کوچ کرنا ہو۔ آپ کے واسطے البتہ اتنی رعایت ہوسکتی ہے کہ بجاے ایک ایک روز کے ایک ایک ہفتہ دو نون موقعون پر قیام کر سکتے ہین۔

تیسرے ہر شخص پر اپنی اپنی سوانح عمری قلمبند کر جانا لازم ہوگا۔ یہ تحریرین اُنھین کمرون مین محفوظ رکھی رہا کرینگی جن مین انتقال کے وقت موجود رہنا ہوگا انتقال کے بعد سے یہ کمرے ہمیشہ مقفل رہا کرینگے کیسی کی مجال نہوگی کہ کھول سکے جس دن خاندان ہی کا ساتوان وارث پورے پچیس سال کی عمر کو پہونچے گا اُس دن وہ مجاز ہوگا کہ ان تمام کمرون کی سیر کر سکے۔

پس جو کچھ مجھے عرض کرنا تھا مین نے کر دیا۔ اب آپ ان تمام مراتب اور شرائط پر غور فرمائیے۔ اور جس شئے سے آپکے دل کو مسرت اور خوشی مل سکے اسکو منتخب

فرمائیے۔ مین اپنی طرف سے اس بارے مین کچھ نہین بتا سکتا یہ آپ کی راے پر منحصر ہے"!

ہنری مارٹمر دیر تک خوض اور فکر مین رہے بار بار یہی جی کو سمجھاتے کہ یہ سب واہمے کی خلاقی ہے اصلیت کچھ بھی نہین محض خواب خیال معلوم ہوتا ہے۔ مگر صریحًا اپنی آنکھون سے ہنودی کی صورت دیکھ رہے تھے اور یہ بھی صاف تمیز ہوتا تھا کہ اس دُنیا کے انسانون کی سی صورت بھی نہین۔ آخر کار مسرت اور خوشی کے اسباب اور لوازم کی طرف اُنکا دھیان گیا اور دنیاوی لذتون کے سامان مثل صحت و طاقت و حسن جسمانی وغیرہ ذہن مین آنے لگے۔ دولت تو پاس موجود ہی تھی اللہ کا دیا سب کچھ تھا۔ اُسکا طلب کرنا فضول تھا۔ حوصلہ بھی بلند تھا ہان نام اور شہرت کی ہوس بے شک تھی جس سے خاندان دُنیا مین کچھ دنون نام آور رہے دیر تک مارٹمر صاحب اسی بات کو سوچا کیے اور آخر کو اُس روح سے یون گویا ہوئے"! اچھا۔ آپ کے شرائط مجھے بدل و جان قبول و منظور ہین واقعی آدمی کو پوری خوشی اُسیوقت مل سکتی ہے جب اُسکے دل کی خواہشین پوری ہون"!

روح۔ بہت بہتر۔ اب آپ اُس مقام کو تجویز فرما لیجیے جہان یہ نعمت ملا کرے اور یہ بھی ملحوظ خاطر رہے کہ پھر وہ مقام سات روز گذر جانے پر آپ کو چھوڑ دینا پڑے گا۔

ہنری۔ اس مکان سے زیادہ مناسب جگہ اور کون ہو سکتی ہے یہین خاندانی راز مخفی رہنا مناسب ہوگا۔ اور یہین میری اور میرے پانچ وارثون کی سوانح عمریا بخوبی محفوظ بھی رہین گی۔ زیادہ دقت بھی نہ پڑے گی عمارت تو بن ہی رہی ہے داہنی طرف گنجایش نہین رہی ہان بائین جانب البتہ باقی ہے بس وہین ساتون کمرے تعمیر کرا دیے جائین گے۔

روح - انسب ہے جیسی آپکی رائے ہو - اب مین تسلیم عرض کرتا ہون جب سب کمرے طیار ہو جائینگے اور آپ ایک ہفتہ قیام فرما چکین گے تو پھر حاضر خدمت ہونگا -
روح یہ کہہ کر غائب ہوگئی - کمرے بننے لگے - مزدور کاریگر کثرت سے لگا دیے گئے زر خطیر فراخ دلی سے صرف ہونے لگا چند ہی روز مین عمارت مکمل ہوگئی - اور ہنری مارٹمر صاحب اپنے پہلے کمرے مین جا کر فروکش بھی ہو گئے ہفتہ گذر گیا - ساتوین شب آئی ٹموڈی کی روح ٹھیک وعدے کے مطابق آحاضر ہوئی اور مارٹمر صاحب نے نام اور شہرت کو طلب کیا - اُس نے وعدہ کیا - اور تھوڑے دنون کے بعد انکو یقین آگیا کہ یہ سب خواب خیال یا فریب نہ تھا - بلکہ دراصل روح کو انکے اور انکے خاندان کے ساتھ سلوک کرنا منظور ہے - یعنے اس واقعے کے بعد ہی فوج مین ان کی ملازمت اعلیٰ عہدے پر جو انکے شایان شان تھا ہوگئی اور لیاقت وشجاعت کے ایسے کارنامے بن پڑے فوجی شہرت کی وہ ترقی ہوئی کہ معاصر خیرلون مین کوئی بھی ہمسری کا دعوے نہ کرسکتا تھا - بادشاہ وقت یعنے شاہ اڈورڈ ششم کے دربار سے مراحم خسروانی اور جوہر بسالت وشجاعت کی قدردانی سے سر کا خطاب نسلاً بعد نسلٍ عطا ہوا - خاندان کا اعزاز ہم چشمون مین بڑھا مختصر یہ ہے کہ دلی آرزو اچھی طرح پوری ہوئی - جو مانگا تھا وہ سب کچھ روح نے مہیا کر دیا -

آخر عمر مین جب سب ہوسین خدا نے پوری کر دین تو انکو شادی کی بھی سوجھی - خانہ آبادی ہوئی - ایک جیتا جاگتا چاند سا بیٹا بھی پیدا ہوا - جان مارٹمر نام رکھا گیا اور وہی وارث جاگیر وخطاب قرار پایا -

یہ سب تو ہوا مگر وہ اصلی خوشی اور مسرت نہ نصیب ہوئی جسکی آرزو مین یہ شہرت اور ناموری مانگی گئی تھی۔ قصہ مختصر جب عمر طبعی کو پہونچے پھر اُسی مکان مین آئے اور ہفتہ بھر زندہ رہکر انتقال کر گئے۔ انکے مہمات اور کارنامون کے تفصیلی حالات پہلے کمرے مین بحفاظت موجود ہین۔

اِن عجیب وغریب حالات کو پڑھکر سراڈمنڈ نے وہ تحریر پھر الماری مین رکھدی وہ غائب ہوگئی پھر یہ تعجب وحیرت کے ساتھ اس معاملے پر غور کرنے لگے اتنے مین وہ ہی بوڑھا دربان ناشتے کے واسطے کچھ چیزین کشتی مین لیے حاضر ہوا۔ اور آہستہ سے رکھکے چلا گیا مگر یہ اس قدر مستغرق تھے کہ انکو خبر بھی نہ ہوئی تناول کرنا تو بڑی بات تھی۔ تھوڑی دیر کے بعد جب اطلاع دی گئی کہ جنازہ طیار رہے سب لوگ آگئے ہین صرف آپکا انتظار ہے نماز کے واسطے گرجا تشریف لے چلیئے۔ تب جا کے یہ چونکے شہر کے صرف چند ہی آدمیون کو خبر دی گئی تھی اور اہتمام بھی کچھ رسمی ہی رسمی کیا گیا تھا غرضکہ جنازہ اُٹھا اور سب رواسم سے فرصت حاصل کر لی گئی۔

یہ کھڑے سوچ ہی رہے تھے کہ اب اس رسم سے بھی فراغت ہوگئی۔ پھر اسی مکان کو پلٹنا نہ چاہیے۔ کوئی اور جگہ ہوتی تو وہان شب بسر کرتے۔ کہ پشت کی جانب سے ایک شخص نے شانے پر ہاتھ رکھکر کہا۔ سراڈمنڈ مجھے معلوم ہے آج شام کو آپ اپنے دولت خانے تشریف نہ لے جائینگے۔ اور یہان آپ کا کوئی ایسا بے تکلف دوست بھی نہین جس کے یہان ایک شب کا قیام گوارا فرمائیے۔ رہے یہان کے ہوٹل وہ اس قابل نہین کہ اُن مین کوئی آسایش آپ کو مل سکے۔ حالانکہ بعد اس صدمۂ عظیم کے آپ کو خاص آرام و آسائش کی سخت حاجت ہے پس میری یہ آرزو ہے کہ آج

تو کمترین کو سرفراز فرمائیے یہ تو غریب خانہ ہے کچھ ایسا دور بھی نہیں ہاں سب طرح کا آرام بھی ملے گا اور میری عزت افزائی بھی ہو گی۔

سر اڈمنڈ نے مڑکر سر سے پانوں تک بغور دیکھا۔ اس شخص نے پھر کہا یہ تو میں سمجھتا ہوں کہ میری اس طرح کی گذارش پر آپ کو بہت کچھ تعجب ہوا ہوگا مگر اصل یہ ہے کہ عجب طرح کا یہ مقام ہے۔ کوئی اس قابل بھی نہیں کہ ساتھ دو دن میں اُسکو مہمان رکھکے ذرا جی تو بہلاؤں۔ اور کچھ اسباب بھی ایسے ہیں کہ سب سے الگ تھلگ رہنا۔ کنارہ کشی کیے پڑے رہنا ہی میرے حق میں بہتر ہے۔ اور آپ کا معاملہ بھی کچھ ایسا ہی گونگو کا ہے۔ بس جیسے ہم ویسے آپ ہمارے آپ کے خوب گذرے گی۔ چلیے تشریف لے چلیے۔ نہ آپ کو ہماری باتوں کی ٹوہ ہو گی نہ ہم کو آپ کی۔

سر بارٹمر نے کہا کہ دو سر الف لنسی۔ یہ سب آپ کی مہربانی ہے مجھے ہمراہ چلنے میں کیا عذر۔ بسر وچشم حاضر ہوں۔ ہاں یہ تو فرمائیے کہ آپ کے صاحبزادے جنکی بہت تعریف سُنی گئی ہے مکان ہی پر ملیں گے نا۔

سر الف۔ بندہ زادہ۔ بندہ زادہ۔ جی ہاں ضرور آپ کی خدمت میں حاضر ہو گا خدا اسکی عمر میں برکت دے بڑا نیک لڑکا ہے۔ اور بہت ملنسار ہے ماشاء اللہ۔

سر اڈمنڈ نے دربان کی طرف مخاطب ہوکر۔ ضروری ہدایتیں دیں۔ اور ادھر سے اُدھر سر الف کے ساتھ چلے گئے۔

انکو اب دُنیا میں کوئی اور کام نہ تھا بجز اسکے کہ جو تازہ نعمت انکو ملی تھی اس سے معلومات حاصل کریں۔ اور اسکے واسطے لنسی صاحب کے گھر سے بڑھکر کون جگہ زیادہ مناسب ملسکتی تھی

ان بزرگوار کا حال مختصر یہ ہے کہ اپنے لڑکے کو لیے ہوئے عرصہ دراز سے اس جوار مین رہا سہا کرتے تھے مگر سب سے الگ کسی سے میل جول نہین۔ راہ نہ رسم آمد نہ رفت۔ افواہاً انکی نسبت یہ بات بھی مشہور تھی کہ یہ اپنے اہل خاندان پر بہت ظلم کیا کرتے ہین حتی کہ ان کے سگے بھائی بیچارے مجنون ہوکر پاگل خانے پہونچا دیے گئے تھے۔ وہین پڑے پڑے سڑا کیے اور آخر کار وہین مر بھی گئے۔ ان بیچارے کا بیٹا یعنے سر الف کا سگا بھتیجا اور بیوہ بھاوج نان شبینہ کو محتاج ہوگئی خدا خدا کرکے اس لڑکے نے دس پانچ کی نوکری ایک مہاجن کی کرلی تب جا کر روٹیون کا سہارا ہوا۔

سر الف خوشحال امیر تھے انکے یہان بھی کچھ تھا۔ روپیہ پیسہ۔ دھن۔ دولت کسی بات کی کمی نہ تھی لیکن کیا مجال بھتیجے۔ یا بھاوج کو ایک تھت کھانے کو تو پوچھین یا ادھی کا سلوک توکرین۔ ہزار منھ ہزار باتین۔ لوگ اسی سبب سے طرح طرح کی بدنامیان بھی مشہور کیا کرتے تھے۔

مارٹمر صاحب کو تو آپ جانیے سرشت انسان کی جانچ پرتال کی دھن ہی تھی آپ نے کہا لاؤ انھین سے لگا لگاؤ۔

سر الف کا مکان کنٹربری سے کچھ فاصلہ پر تھا۔ انھون نے جاکر دیکھا تو عجب طرح کی عمارت بنی ہوئی ہے۔ اور کچھ سمجھ مین بھی نہین آتا کہ آخر کس مصلحت سے یہ بے جوڑ درجے بنائے گئے ہین۔ ایک حصہ پہلے کا بنا ہے ایک حصہ معلوم ہوتا ہے کہ بہت دنون بعد تعمیر ہوا ہے پہلی عمارت سے جوڑ ہی نہین کھاتا عین وسط مین ایک بڑا سا پھاٹک پُرانی وضع کا نوکدار محراب کا بنا ہے اُسکے اندر ایک بہت بڑا وسیع کمرہ ہے۔ اور بیچون بیچ سے ایک دیوار اس طرح کی چلی گئی ہے کہ پھاٹک کے بھی

دو حصے ہو گئے ہین اور دونون بیون کے سامنے نصف نصف ہال کا راستہ الگ الگ ہو گیا ہے دوسری منزل پر بھی اسی طرح کمرون کی تنصیف ہوتی چلی گئی ہے مختصر یہ ہے کہ سارا مکان ہر منزل پر اسی طرح دو سرا بنتا چلا گیا ہے نیچے جن کمرون مین بنیسی اور انکے بیٹے جولیس رہا کرتے تھے ٹھیک اُنھین کے اوپر والے کمرے مین اڈمنڈ کے رہنے کا انتظام کر دیا گیا جولیس ایک نحیف الجثہ لڑکا تھا دبلا۔ پتلا۔ نازک اندام۔ اور کسی قدر زنانہ پن لیے ہوے غزالین چشم۔ کشیدہ ابرو غنچہ دہن۔ عنبرین گیسو چہرے پر ابھی سبزہ کا پتہ نہین مسین تک نہین بھیگین مزاج ایسا شرمیلا اور جھینپو کہ اگر کوئی چھیڑ کر کوئی بات کہتا تو البتہ جواب دیتا اور وہ بھی لجایا شرمایا ہوا چہرے پر ہلکی سی سُرخی۔ آنکھین مارے شرم کے نیچی۔ مارٹر اسٹن ذرا سویرے سے پلنگ پر چلے گئے تھے دن بھر کے تھکے ماندے تھے لیکن پلک سے پلک نہ لگی نہین معلوم کیا بات تھی۔

بستر کے قریب ایک شمع روشن تھی لیٹے لیٹے گھبرائے انھون نے جی مین کہا کیا کہین اگر اس وقت الماری ہوتی تو کچھ اُسی مین سے نکال کر پڑھتے۔ وہ تو کنسٹر بری مین مکان ہی پر چھوٹ گئی۔ لیکن نہین اُس روح نے تو یہ کہا تھا کہ تم جہان جاؤ گے وہان تمھارے ساتھ رہا کریگی۔ بچھونے پر اُٹھکے بیٹھے۔ دیکھتے کیا ہین کہ کمرے کے بیچ مین میز بچھی اور الماری اسپر رکھی ہے اُسکے پاس اور بھی کئی کتابین پڑی ہین۔ مگر وہ مالک مکان کی تھین اب یہ شب خوابی کا چوغہ پہن میز کے پاس جا بیٹھے اور کتابین دیکھنے لگے لیکن میز چھوٹا تھا۔ کتابین ایک طرف الماری ایک طرف فراغت سے پڑھ نہ سکے۔ اُٹھے الماری اُٹھائی اور کمرے کے ایک سرے پر دیوار سے لگا کے رکھی۔ دیوار اندر سے کھوکھلی تھی تختے جڑے ہوئے ہاتھ لگنے سے آواز آئی۔ پھر ہاتھ سے ٹھونکا۔

[illegible] کی ہڈیون کی سی کھڑکھڑاہٹ معلوم ہوئی خوف
[illegible] مرہ وسیع سناٹا چھایا ہوا پچھلا پہر۔ مکان کے اردگرد
آباد [illegible] خاندان کے حیرت انگیز واقعات پڑھ چکے تھے۔ تاہم کا
زور۔ دل گداز۔ طبیعت مین درد طرح طرح کے خیالات باطل نے آگھیرا۔ مگر وہان
سے ہٹنے کو بھی جی نہ چاہا۔ ایک دفعہ پھر دیوار کو ٹھونکا پھر وہی آواز آئی اب یہ
میز سے روشنی اُٹھانے گئے۔ دیکھتے کیا ہین۔ دیوار کے تختے کچھ تو ڈھیلے ہو گئے
ہین اور کچھ نکل گئے ہیں اور بعضے ایسے لگائے گئے ہین کہ معلوم ہوتا ہے کسی نے
انکو کبھی نکالا تھا۔

مارٹمر نے ٹھان لی کچھ ہی ہو کھولنا ضرور چاہیے جیب مین چاقو پڑا ہوا تھا
اُس سے دو دلے جس طرح بنا ہٹائے۔ روشنی سے جھانک کے دیکھا جھجک گئے
قریب تھا شمع ہاتھ سے گر پڑے بات یہ تھی کہ دیوار اور تختون کے بیچ مین جو جوف تھا
اُسمین آدمیون کی ہڈیون کا ڈھیر بھرا تھا وہی کھڑکھڑا کے سب نیچے آ رہی تھین۔
انکے دل پر بڑی ہیبت طاری ہوئی دیر تک سناٹے مین رہے رفتہ رفتہ جب
طبیعت ذری ٹھہری ہمت بندھی توجی کڑا کرکے ایک ایک ہڈی کو غور سے دیکھنا
شروع کیا۔ ڈھانچا کسی عورت کا تھا۔ لیکن بہت دن گذر چکے تھے۔ کوئی تیرہ چودہ برس
جب یہ سب دیکھ چکے تو پھر اُسی طرح ہڈیان بھر دین۔ دلے لگائے۔ اور میز کی طرف پلٹ
آئے قریب تھا۔ کوئی کتاب کھول کر پڑھنا شروع کرین کہ دروازہ کھلنے کی آواز
کان مین آئی کہ ایسا معلوم ہوا زینہ پر سے کوئی آ رہا ہے۔ خاموش چپ چاپ دم بخود
بیٹھے رہے۔ پھر انھین لے کمرے کی طرف آتے ہوئے آدمی کی آہٹ ملی۔ اٹھے اور

کچھ تو بن نہ پڑی مسہری پر جا جھٹ پڑے گر لیٹ رہے۔ اچھی طرح دم بھی نہ لینے پائے تھے دیکھتے کیا ہین کوئی آہستہ سے دروازہ کھول رہا ہے۔ ایک شخص لمبا تڑنگا۔ سر سے پاؤن تک شب خوابی کی پوشاک مین لپٹا ہاتھ مین شمع لیے داخل ہوا یہ اس بلاے ناگہانی کو دیکھکے بہت سہمے مگر دیکھا کہ اور کوئی نہین انکے دوست اور میزبان خود لنسی صاحب ہین۔ خیر کچھ جان مین جان آئی ارادہ کیا پوچھین ایسے بے وقت آپ کے یہان آنے کا کیا سبب ہے۔ مگر لنسی کے بشرے چال ڈھال انداز و ادا دیکھکر فوراً سمجھ گئے کہ ہو نہو یہ اُس بیماری کا کرشمہ ہے جس مین آدمی سوتا ہوا ادھر اُدھر چلتا پھرتا ہے اور اُسکو خبر نہین ہوتی بس اب چپ چاپ دم سادھے پڑے رہو اور انکے حرکات دیکھا کرو لنسی صاحب آہستہ آہستہ قدم اُٹھاتے وہان پہونچے جہان اُنھون نے اپنی الماری رکھکر ڈیلے ہٹائے تھے لنسی صاحب نے کئی دفعہ ٹٹولا ہاتھ پھیرا اور اطمینان کر لیا کہ سب ٹھیک ہے۔ بولے اللہ نے چاہا یہ بھید کسی پر کھُلنے نہ پائیگا کوئی اندیشہ کی بات نہین۔ خدا جو چاہے سو کرے سر دست تو اطمینان ہے۔ اے ولیم! ولیم! تیری حرکتون کی بدولت مجھے کیا کیا کرتوت نہین کرنا پڑے" پھر اُنھون نے شمع اُٹھائی اور آہستہ سے واپس گئے۔ زینے سے اُترنے اپنے کمرے مین جانے اور دروازہ بند کرنے کی آواز صاف سنائی دی۔ سر اڈمنڈ نے جی مین کہا کہ ابھی اور کچھ دیکھ لو پھر اس بھید کو دریافت کرنے کی فکر کرو۔ الحاصل یہ اپنی کوچ پر اطمینان کے ساتھ سو رہے صبح کو ناشتے کے واسطے میز پر گئے تو لنسی صاحب کے چہرے کو غور سے دیکھا کہ رات کا کچھ اثر ہے یا نہین۔ مگر کچھ پتا نہ چلا۔ انکو بھی مناسب نہ معلوم ہوا کہ اس بات کا کچھ ذکر کرین

جولیس نے اچھی طرح ناشتا کرنے کے بعد کہا "آج ہم دوپہر تک سوار ہو کر سیر کرینگے" لفنی صاحب کے کچھ اسامی بھی آ گئے تھے انکو پٹہ بدلوانا تھا وہ تو اُس کام مین مشغول ہو گئے۔ اب اڈمنڈ کو سب سے فرصت مل گئی یہ چمن مین ٹہلنے اور رات کی باتون کو سوچنے لگے انکو کسی طرح سے گمان ہی نہین ہوتا تھا کہ لفنی صاحب نے کسی کا خون کیا ہوگا جس کا اسقدر پچھتاوا ہوتا ہوگا کہ راتون کو اُس جگہ پہونچتے ہون جہان لاش چھپا دی ہوگی۔ یہ صاحب بظاہر ایسے متین سنجیدہ خاطر اور حلیم المزاج معلوم ہوتے تھے کہ ان سے انسان کا قتل بالکل بعید معلوم ہوتا تھا لیکن پھر بھی اڈمنڈ کے دل مین کچھ کچھ شبہہ ضرور پیدا ہوتا تھا۔ ٹہلتے ٹہلتے انھین خیالات مین غرق۔ اسی الجھن مین مبتلا یہ پہونچ گئے باغ کے احاطے تک۔ وہان سے وہ سڑک صاف دکھائی دیتی تھی جو کنٹربری کی طرف نکل گئی تھی۔ یہ گھاٹیون جھاڑیون اور گرجا کے مینار کو جو کنٹربری مین تھا دیکھ رہے تھے۔ کہ انھون نے سڑک پر اک عجیب سما دیکھا۔ یعنی یہ برف بچھا ہوا ہے دو آدمی گلے مین باہین ڈالے ایک دوسرے سے چمٹے بیٹھے ہین۔ ایک ان مین سے جولیس یعنی لفنی صاحب کے بیٹے ہین دوسرا شخص اک فرق ستر دو او متفکر صورت والا۔ یہ دفعۃً اُٹھ کھڑا ہوا اور اپنے ساتھی سے دو دو باتین کرکے چلا گیا۔

[illegible] مشغول [illegible] ان کبھی کبھی اپنے پہلو ہاتھ سے [illegible]
[illegible] سے [illegible] زرد ہوتا ہے۔ [illegible]
[illegible] ایک [illegible]
[illegible]

ٹھہرا کرے گا - اور اسکا ساتھی پھر پلٹ کر آئے گا یا نہین - کوئی گھنٹہ بھر گذرا ہوگا
کہ وہ شخص پھر آیا - مگر ایک گھوڑا لیے ہوے جس کو اُنھون نے پہچانا کہ وہی ہے جس پر
جولیس سوار ہو کے سیر کو گیا تھا - دونون مین کچھ باتین ہوئین اور پھر رخصت ہوے -
ایک تو کنٹربری کی طرف چلا گیا اور جولیس نے اپنے والد کے مکان کی راہ لی
اِس واقعے کے سوا اور کوئی نئی بات دن بھر مین نہین ہوئی - لنسی صاحب نے لاکھ
سر مارا کہ اڈمنڈ کے سامنے وہ بے تکلف ہو مگر وہ اسی طرح چھپا چھپا اور شرمایا رہا
جیسا کہ اور آنے جانے والون کے سامنے رہا کرتا تھا -
ایک دفعہ اُسنے اپنے والد کو یہان تک الزام دیا کہ ابا یہ سب تمھاری ہی
بدولت ہے اسکو سنتے ہی باپ کا چہرہ سُرخ ہو گیا اور طیش مین آکر قہر آلود نگاہ
سے دیکھنے لگا رات آئی - مگر اُس شب لنسی صاحب اڈمنڈ کی خوابگاہ مین نہین
تشریف لے گئے - اور نہ کوئی بات ایسی ہوئی جس سے کوئی تعجب پیدا ہوتا - ہان
ہفتے کے دن رات کو البتہ ایک امر ایسا واقع ہوا کہ اڈمنڈ پھر کچھ چوکنا ہوے
اور لم دریافت کرنے کا خیال آپ کو آیا - بات یہ ہوئی کہ اُس دن سب لوگ
کھانے پینے سے فراغت کر کے ذرا سویرے سے اپنے اپنے ٹھکانے ہو رہے رہنے
کے واسطے خوابگاہون مین چلے گئے قریب تھا کہ ماریہ بھی معشوقہ نوم سے
ہم آغوش ہون اتنے مین ایک آواز سُنائی دی - پہیا ٹاپ کی چرچراہٹ سے
کان آشنا ہو چکے تھے معلوم ہوا وہی کھٹکا سنتے ہی یہ اُٹھ بیٹھی اور کھڑکی سے
دیکھا چاندنی چھٹکی ہوئی ہے سب صاف نظر آ رہا ہے اور ایک شخص نکل کے
باہر جا رہا ہے - غور سے دیکھا تو جولیس - اب یہ جم کر انتظار مین بیٹھ رہے کہ

دیکھین یہ پھر پلٹ کر کب آتا ہے۔ گھنٹہ بھر گذر گیا۔ اسکے بعد دیکھتے کیا ہین
لنسی صاحب کے چشم و چراغ ہاتھ مین ایک گٹھری لٹکائے چلے آ رہے ہین یہ
معاملہ کچھ انکی سمجھ مین نہ آیا۔ حیران و ششدر اپنے بچھونے پر چلے آئے اور
جس طرح بنا کچھ یونہین سے سو رہے۔ نیند اچھی طرح نہ آئی۔ ان تمام باتون نے
اطمینان سے سونے ہی نہ دیا تمام شب بدخوابی رہی۔ اور سویرے سے آنکھ کھلگئی
اُٹھ بیٹھے اور کھڑکی سے سیر دیکھنے لگے۔ آسمان پر ابر علیحدہ چھایا ہوا ہے۔ گویا
آفتاب ابھی تک خواب راحت سے بیدار ہی نہین ہوا۔ لحاف سے ہنوز مُنھ
نہین نکالا۔ زمین پر اس سرے سے اُس سرے تک برف کا شفاف سفید بُراق
فرش چاندنی کی طرح بچھا ہوا ہے درختون کے پتّے سب گر گئے ہین۔ خالی
ٹھونٹھ بیٹ بار بلا رونق کھڑے ہین اور اوپر سے برف روئی کے گالون
کی طرح برابر گر رہی ہے گویا خزان کی تیغ بے پناہ کے زخم جو جسد بہار کو لگے ہین
اُن کے واسطے مرہم کافور کے پھاہے جرّاح فلک بھیج رہا ہے۔

سر اڈمنڈ رات والے معاملے کی اُدھیڑ بن مین پڑے۔ کوئی بات سمجھ
مین نہ آئی۔ قریب تھا اُسی کتاب استانسے لنسی کے خاندان کا تمام راز سربستہ
دریافت کرین کہ اتنے مین ہی آواز پھر سنائی دی جیسی شب کو کان مین آئی
تھی یعنی پیانو کا کھلتا ہوا معلوم ہوا۔ انھون نے آنکھ اُٹھا کر دیکھا۔ راستے
پر بہت بڑا فرش بچھا ہوا۔ آمدرفت کے قابل نہین مگر اس پر بھی ایک حسینہ
قیامت قامت۔ نازک اندام۔ کبک خرام۔ زیبا شمائل۔ لب چپ کلی ہی
سے تناسب۔ غرض سراپا بے انتہا دل ہاتھ سے جاتا رہا۔ اُسی وقت ہوا کو کسی

سرد مہری کی لہر آئی۔ زور زور سے جھونکے آنے لگے اُس مہ جبین کی کھلی ہوئی زلفین
رخ روشن کے قریب لہرا رہی تھین یا کالے ناگ آبحیات کے چشمے کے ساحل پر
جمع تھے یا بقول فردوسی ؎

شب آمد بپا بوسی آفتاب

درختون کا یہ عالم کہ سرتاپا کانپ رہے تھے۔ پتے پتے کو لرزہ۔ ڈالی ڈالی کو
رعشہ معلوم ہوتا تھا اُس پریوش کے بے وقت نکلنے گھر سے جُدا ہونے پر بسیط
ہوا دلدوز آہین بھرتا ہے مرکب نباتات اضطراب و اضطرار مین مبتلا ہے۔
اس مہ جبین نے مڑکر مکان کی طرف ایک الوداعی نظر ڈالی۔ سر اڈمنڈ کو اُسکے
چہرے اور بشرے کو غور سے دیکھنے کا موقع ملا۔ سناٹے مین آگئے ارے یہ تو
وہی جولیس ہے۔ جس کے جسم نازک پر یہ زنانہ پوشاک زیب و زینت دے
رہی ہے کہ معلوم ہوتا ہے یہی خدا نے اُسکے واسطے قطع کی ہے یہ اٹھے اور
بے اختیار ان کا جی چاہا کہ اُسکے پیچھے پیچھے چلے جائین اور دیکھین یہ کیا طلسم ہے
مگر پھر کچھ سوچکر انھون نے تامل کیا کھڑکی کے پاس واپس آئے۔ وہان سے
دیکھا کہ جولیس سڑک تک پہونچ گیا ہے۔ اب انکا حال نہ پوچھیے بار بار جی مین آتا
ہے کہ کتاب القا سے اس قصے کا پورا حل دریافت کرین مگر پھر نصیحت یاد آجاتی
ہے اور ضبط کر جاتے ہین کہ ابھی جلدی کرنا مناسب نہین کچھ دن و تامل کرو
اگر اُس پر بھی حال نہ کھلے تو کتاب سے کام لو۔

چنانچہ اسی انتظار مین اور پانچ روز اضطراب اور بیتابی سے جون تون
کاٹے آخر جب پانچ روز کامل گذرے اور جولیس گھر واپس نہ آیا اور بشپ صاحب

بھی ان کو نوکر دن چاکرون پر چھوڑ چپ چپاتے مکان سے غائب ہو گئے۔
تو انھون نے دیکھا اب کوئی حالت منتظرہ باقی نہ رہی اور کتاب القا سے
کام لینا مناسب خیال کیا۔

نواب رالف لنسی کا راز

ان کے والد بزرگوار نے بعنایت الٰہی خاصی عمر پائی تھی۔ کوئی چورا سی
سال کے سن مین انتقال کیا۔ دو اولادین چھوڑین۔ ایک رالف لنسی اور
دوسرے ان کے چھوٹے بھائی ولیم لنسی۔ رالف اولاد اکبر تھے۔ یہی
وارث جائداد۔ وخطاب وجاگیر قرار پائے مگر جس وقت بڑے نواب نے
رحلت کی ہے اسوقت یہ جیل خانہ بھگت رہے تھے۔ ایک وجہ سے والد
نے ناخوش ہوکے ان کو گھر سے نکال دیا۔ جو کچھ جیب خرچ مقرر تھا وہ بھی
بند کر دیا تھا۔ نہایت عسرت اور افلاس مین بسر کرتے تھے بے زری مین کون
کسکا ہوا ہے۔ سب دوست آشنا کنارہ کر گئے تھے۔ کوئی صاحب سلامت
کا بھی روادار نہ تھا۔ رفتہ رفتہ نوبت باینجا رسید کہ قرضدارون نے دیوانی
مین نالشین کر کے ڈگریان حاصل کر لی تھین۔ جائداد تو تھی نہین کہ قرق ہوتی
صرف اپنی جان تھی۔ آئے دن گرفتاری کے وارنٹ جاری ہوتے اور یہ
بیچارے دیوانی کی حوالات مین بھیجدیے جاتے۔ اسی حال مین تھے کہ والد
کے انتقال کی خبر مشہور ہوئی۔ اب کیا تھا۔ دن پھرے اچھے۔ تارے آئے
نصیبون نے پلٹا کھایا۔ قرضے ادا کر دیے اور حوالات سے باہر نکلنے مین

کیا وقت تھی۔ سیکڑون توڑون کا مُنہ کھولے ہزارون نوٹون کے بنڈل لیے
وہین حاضر ہوئے۔ اسی وقت مطالبہ پاک ہوا اور چشم زدن مین راہ نشینی
خاک مذلت سے اُٹھکر تخت امارت پر پہونچ گئے۔ مفلسی کی مصیبت جیلخانے
کی صعوبت اُٹھاتے اُٹھاتے مزاج کسی قدر چڑچڑا ہو گیا تھا اور دل مین رحم اور
خداترسی بھی باقی نہ رہی تھی۔ جس وقت حوالات سے نکل کے کرایہ کی گاڑی پر
سوار ہو اپنے خاندانی قصر واقع کنٹربری ماتداری کو پہنچے تو وہان بہت
اعزا۔ اقربا۔ یگانے بیگانے۔ اپنے پرائے۔ نوکر چاکر خادم جمع پائے۔ سب نے لپک
کے بڑی آؤ بھگت۔ ذوق و شوق تعظیم و تکریم سے استقبال کیا۔ مگر ہمارے
نئے نواب نے اس دنیاسازی پر مطلق اعتنا کی۔ ظاہرداری [illegible]
پروانہ کی کسی سے صاحب سلامت۔ یا معانقہ تو بڑی بات تھی۔ سر کی جنبش۔ یا
آنکھون کے اشارے سے بھی کسی کا سلام قبول نہ لیا۔ چلے گئے سیدھے مردانے
کتب خانے والے کمرے مین۔ یہ وہ مقام تھا جہان سولہ سال ہوئے ان کو اپنے
والد کی خدمت مین حاضری کا اتفاق ہوا تھا وہ دن اور آج کا دن پھر کبھی
سامنا ہونے کی نوبت نہ آئی تھی۔ پہونچکر ایک کرسی پر بیٹھ گئے اور جو لوگ ساتھ
ساتھ وہان تک چلے آئے تھے انھین یہ کہکے رخصت کر دیا کہ آپ لوگ زیادہ تکلیف
نہ کیجیے مجھے کچھ غور کرنا ہے تخلیہ چاہیے۔ خیالات نے [illegible] کیا۔ اور
پچھلی باتون کو یاد کرنے لگے کہ اللہ اللہ کیا زمانہ کی نیرنگیان ہین۔ سولہ
برس ہوئے اسی کمرے مین ابا جان بیٹھے تھے مین دست بستہ [illegible] کھڑا
کمال عاجزی اور لجاجت سے عرض کر رہا تھا کہ جس معشوقہ [illegible] محبت

دل آیا ہے اُسکے ساتھ شادی کرنے کی اجازت عطا ہوجائے مگر مرحوم اُسکے
جواب مین اُس بیچاری کے افلاس و بے زری ہی پر طعن تشنیع فرماتے رہے
کہ تجھکو شرم نہین آتی غضب خدا کا میرا لڑکا اور ننگے کی بچی پر جان دے
اُسکو میری بہو بنانے پر اصرار کرے۔ ابا جان تو خیر دل پر زخم لگاتے ہی تھے۔ اِس
ولیم کو دیکھیے یہ اسپر اور بھی نمک چھڑکتا ہان مین ہان ملاتا تھا۔ ہاے وہ میرا انجاب
سے کہنا کہ بندہ آپ دونون صاحب تجھپر رحم فرمائین۔ اِن باتون سے کلیجہ
چھلنی نکرین۔ غضب خدا کا دُنیا کا لہو سفید ہوگیا ایک طرف سے تو دل کا
تیشِ عشق سے خانۂ زنبور ہونا۔ دوسری طرف ابا کا ملامت کے تیر پر تیر لگانا۔
وہ کل کے چھوکرے ولیم کا باوا کی طرفداری کرنا اور میرا دل جلانا۔ وہ اُنکا
خفا ہوکے بددعائین دینا۔ وہ روپیہ پیسے کی طرف سے بالکل ہاتھ کھینچ لینا۔
وہ میرا کوڑی کوڑی کو حیران پریشان ہونا اور یہ سب آفتین اس سبب سے
کہ جس پر مین ہزار جان سے عاشق تھا جو میری سرمایۂ عیش و راحت تھی جسکے
بغیر ایک آن زندگی محال تھی وہ بیچاری ایک نووارد فرانسیسی غریب کی لڑکی
تھی جسکو ترکے مین دولت ملنے کی کوئی امید نہ تھی۔ واللہ جب یہ سب یاد
آجاتے تو رونگٹے کھڑے ہوجاتے ہین۔ ہاے وہ دن کیا ستم کا تھا جب
ابا جان سے یہ گفتگو ہوئی ہے اور میری کچھ بھی نہ شنوائی ہوئی اور مین
اُس جا سے پلٹ گیا کہ اب یہان سے جاکر کچھ کھا کر سو رہون
اِن مصیبتون سے جان پر کھیل جاؤن پھر آخری دیدار کی غرض سے اُس
معشوقۂ وفادار سے ملنے جانا کہ ہمیشہ کے واسطے رخصت ہو لین قیامت تک

کے لیے الوداع کہہ لیں۔ مگر وہاں پہونچکر عشق صادق کا ہمت بندھانا دھمکیوں نا اور نصائح کو بالائے طاق رکھکر عقد کر لینا۔ پھر عرصے تک یہ بات خاندان والوں سے چھپانا کانوں کان کسی کو خبر نہونے دینا۔ اور آخر جب اولاد پیدا ہونے والی ہوئی اور مرتبۂ عشق نے اور بھی ترقی کی تو بجز اسکے اور کوئی تدبیر نہ بن پڑی کہ جو ہو تن بتقدیر جی کڑا کرکے ابا جان کو خبر تو کر دیجائے۔ اتنی تو مجال تھی نہیں کہ بالمشافہ کچھ عرض معروض کر سکیں ڈرتے ڈرتے ایک کاغذ پر سب حال لکھکر بھیجدیا۔ پھر ولیم کے ہاتھ جواب آتا کہ اچھا کیا تم نے الیزا سے نکاح کر لیا۔ پس آج سے تمکو وظیفہ وغیرہ کچھ نہ ملے گا۔ جاؤ اب عمر بھر اُسی کے ساتھ فاقے کرو۔ اس دن سے ایک حبہ بھی نہ ملنا۔ ہاے وہ اپنا عفو تقصیر کے واسطے سر پٹکنا اور ہزار ہزار تدبیریں کرنی کہ دل کچھ تو پسیجے۔ مگر توبہ کیجیے بڈھے کو اس بلا کی ضد ہوگئی کہ کوئی تدبیر نہ چل سکی۔ اور اُسپر طرہ یہ کہ ولیم کا اور بھی لگائی بجھائی کرنا۔ اشتعال دینا۔ جہاں تک معاملہ روبراہ آیا اور اُسنے ایسے جوڑ پیچ لگائے کہ سارا منصوبہ خاک میں ملگیا یہاں تک کہ جب میں نے لکھا ہے الیزا کو خدا نے میرے پہلو سے جدا کر لیا۔ وہ بیٹھے ہوے داغ جدائی دیکر اِس دُنیا سے ناشاد و نامراد اُٹھ گئی۔ بچہ جو پیدا ہوا تھا وہ بھی دایۂ اجل کی گود میں جا پہونچا۔ للّٰہ اتنا تو رحم فرمایا جائے قصور معاف ہو۔ میں بال بال قرضدار ہوں۔ میں آسمان میں ہوں یہ انہیں کا نہیں بتا جاؤں کس سے کہوں اب یہی ہوتی ہے کہ قرضخواہ نالش کریں جیل خانے بھجوا دیں اور وہیں پڑے پڑے بسر کروں۔ مگر اللہ ری سنگدلی کہ ابا جان کے دل پر کچھ بھی اثر نہوا بلکہ جتنی شفقت اس شور بخت کے حصے کی تھی وہ بھی ولیم کے حصے میں پڑ گئی۔

الحاصل رالف کرسی پر بیٹھے اسی قسم کی باتون کو یاد کر رہے تھے۔ سولہ برس اس واقعے پر گذر چکے تھے۔ کیسے سولہ برس مفلسی۔ ذلت۔ قید کے سولہ برس اور وہ بھی صرف اس جرم کی پاداش مین کہ اُسنے ایک نیک مزاج۔ عقیل۔ حسینہ۔ پریرو کو نقد دل نذر کر دیا تھا۔

اے ظالم محبت یہ سب کڑیان تیری ہی بدولت جھیلنی پڑی تھین حشر کو جب سب کا نامۂ اعمال کھلے گا اور انسان کو ذرہ ذرہ اور کاہ کاہ اپنے افعال و کردار کا حساب دینا ہوگا تو جو کچھ تیری بدولت ہوا ہے اُسکا جواب تجھی کو دینا پڑیگا۔

غرضکہ سر رالف ایکبارچونکے گھنٹی بجائی۔ ایک معمر قدیم دربان حاضر ہوا۔ سر رالف نے روکھے پن سے کہا "وہ کمرہ کونسا ہے جہان اّبا جان نے انتقال کیا تھا۔ چلو ہمکو بتاؤ" یہ دربان وہ تھا جس نے برسون اِنکو گود مین کھلایا تھا۔ کچھ نہ بولا۔ آنکھون سے آنسو پونچھ کے ساکت و صامت آہستہ آہستہ آگے آگے ہو لیا۔ سر رالف نے اضمحلال اور تساہل پر برہم ہو کے کہا "ارے جلدی قدم اُٹھا۔ کیا یہ بھی جنازے کی ہمراہی ہے" دربان نے عجب حسرت و غم کے ساتھ سر رالف کی طرف نظر پھیر کے دیکھا مُنھ سے اُف نہ کی اور گرتا پڑتا تیز تیز چل نکلا مکان تو قدیمی وضع کا بنا ہی تھا۔ کمرون مین آنے جانے کے راستے تنگ و تاریک غلام گردش ہو گئے تھے ان مین اور کچھ نہین صرف فرش بچھا اور اُداسی چھائی ہوئی تصویرین آویزان تھین بعض بعض تو خود رالف لنسی کے آبا و اجداد کی شبیہین تھین۔ اور بعض اگلے زمانے کی گڑھیون قلعون کے نقشے اور اگلی لڑائیون کے معرکے تھے۔ عمارت کے ایک سرے پر پہونچکر

دربان کمرے کے دروازے پر ٹھہر گیا۔ آہستہ سے تھپکی دی سر الف دربان کو ہاتھ سے ہٹا کر کہا "ہمارے واسطے اجازت طلب کرنا کیا معنی۔ کسی کی کیا مجال ہے کہ روکے" اور بلا تکلف درآنہ کمرے مین جا داخل ہوئے۔ باپ کا تابوت پر تکلف اور آراستہ بنا رکھا۔ سناٹا چھایا ہوا تھا۔ تین چار شخص سر سے پاؤن تک سیاہ ماتمی پوشاک مین غرق۔ قریب کھڑے دروازہ کھلنے پر سرگوشی کر رہے تھے۔ سر الف لنسی داخل ہوئے۔ ان مین سے ایک شخص آگے بڑھا اور ہاتھ بڑھا کر کہنے لگا بھائی صاحب قبلہ دولت و عزت مبارک۔ الحمد للہ حق بحقدار رسید۔ اگرچہ جناب مرحوم کے انتقال سے سخت صدمہ قلبی پہونچا ہے۔ مگر مرضی مولا از ہمہ اولیٰ خدا آپکو صبر جمیل عطا فرمائے" سر الف نے ہاتھ جھٹک تو نہین دیا مگر نہایت حقارت کی نظر سے دیکھا اور تابوت کی طرف بڑھتے چلے گئے۔

افسوس اے اشرف المخلوقات تیری سرشت کے واسطے یہ واقعہ کس قدر ذلت اور عبرت کے لائق ہے کہ بھائی بھائی کا ایسا دشمن ہو جائے اور وہ بھی اس شخص کے حرکات کی وجہ سے جو دونون کا باپ ہو اور جسکی نعش ہنوز سامنے پڑی زبان حال سے سبکتگین کی طرح کہہ رہی ہو "چشم نگران ست کہ ملکم با دگران ست" الدنیا جیفۃ وطالبہا کلاب۔ اے فطرت انسانی کے حصول تمام کرنے والو اے فلسفہ و حکمت کے ماہرو ذرا اس نیرنگ زمانہ اور کرشمۂ قدرت کو چشم عبرت سے دیکھو۔ دو ماں جائے حقیقی بھائی ایک نطفے سے پیدا ایک ہی ماں کی چھاتی سے دودھ پینے والے۔ ایک ہی گود کے پلے۔ اس دنیا مین کیسے مختلف دل مختلف طبیعتین رکھتے ہین۔ اور اس بخت نیا نے کیسا تفرقہ ڈالکر دونون کو ایک دوسرے سے کتنی دور پھینکدیا ہے۔ کیا اب بھی ان مین فساد

کے اصول اور کلیتوں کے علم کا تم ادعا کرسکتے ہو۔ نہیں نہیں۔ ہرگز نہیں۔

ایسے موقعے پر اور ان معاملات کا پیش آنا بہت بڑی عبرت کی بات ہے اگر چھوٹے بھائی ولیم کے دل پر چوٹ لگی تو باشد۔ رالف لنسی کو اس کی خس برابر بھی پروا نہیں ابھی تابوت بند نہیں ہوا کیلیں اور پیچ تختوں میں جڑنا باقی ہیں۔ رالف نے اک لاپروائی کی ادا سے تختہ اٹھایا میت کے بے جان چہرے کو دیر تک غور سے دیکھتے رہے۔ پھر دفعۃً تختہ گرا کر جو مڑ کے دیکھا [illegible] ولیم سے سرگوشی کر رہا تھا بولے "جنازہ کب اٹھے گا"؟

وکیل۔ مسٹر ولیم لنسی نے حکم دیا ہے پرسوں اٹھانا چاہیے۔

رالف لنسی۔ نہیں ہمارا حکم ہے کل ہی سب باتوں سے فراغت کر دیجائے۔

وکیل۔ مگر جناب۔

سر رالف لنسی۔ نہیں۔ ہرگز نہیں۔ ہماری خوشی ہمارا حکم۔ ہمارے ہوتے ہوئے وہ ہوتا کون ہے۔

ولیم اس بات پر مارے غصے کے کانپ اٹھا۔ مگر مجال کیا تھی جو کچھ چون و چرا کرتا۔ سب سناٹے میں آگئے۔ اور سر رالف حکم دیکر سیدھے ان کمروں میں جا کر اطمینان سے متمکن ہوئے جن میں تنہا کسی [illegible] رہا کرتے تھے۔

جنازہ دوسرے ہی دن صبح اٹھا۔ آگے آگے دونوں بھائی برابر برابر چلے جاتے تھے مگر چپ خاموش۔ نہ یہ بولتا نہ وہ کچھ کہتا۔ آگے چلکر دونوں بھائی ماتمداروں کے ساتھ گاڑیوں پر سوار ہوئے گرجا کی طرف چلے جہاں خاندان لنسی کی [illegible] اور مادر زمین آغوش قبر کھولے میت کی منتظر تھی۔

پلٹتے پلٹتے شام ہوگئی جب سب پہونچ لیے تو سالسٹر نے سب کے روبرو وصیت

پڑھی۔ جاگیر پر تو بار تھا۔ ہان اور ترکہ مثل زر نقد و اسباب ذاتی کی نسبت وصیت
کرنے کا متوفی کو اختیار تھا۔ یہ بھی کچھ کم نہ تھا۔ اور سب کو یہی یقین تھا کہ وصیت
چھوٹے ہی بیٹے کے نام نکلے گی۔ مگر جب ذیل کا مضمون سنا گیا تو سب کو حتی کہ
دونون بھائیون کو نہایت تعجب ہوا۔ عبارت یہ تھی "اور یہ سب مین اپنی اولاد
اکبر سر الف لنسی کو دیتا ہون اور چھوٹے بیٹے ولیم کے ساتھ سلوک اور مہربانی کرنا
وصی مذکور کی رائے پر چھوڑتا ہون مگر دلی خواہش یہ ہے کہ اگر الف ہمیشہ اپنے چھوٹے
بھائی ولیم پر نظر عنایت رکھے گا تو موجب انفراح روح منمقر ہوگا۔ یہ اختیار اسوجہ سے
اور بھی دیا جاتا ہے کہ سر الف لنسی کے ساتھ مدت تک سختی کی گئی اور اسکے حقوق
عرصہ دراز تک پامال رہے۔ اور ولیم کے حقوق بھی وصی مذکور کے بعض اقتدار مین چھوڑے
جاتے ہین تاکہ وہ اپنی اُن حرکات اور غمازیون کی تلافی کا خواستگار ہو جنکی وجہ سے
منمقر نے سر الف لنسی کو اتنے دنون شفقت پدری سے محروم رکھا"

ان الفاظ کا سننا تھا کہ ولیم کا رنگ فق ہو گیا۔ تب تو جوان بکھٹن سامعین
مین بھی آہستہ آہستہ گفت و شنید ہونے لگی۔ اور سر الف بھی جوش مین آ گئے۔
وصیت نامہ ختم ہوا۔ دوسرے کمرے مین ناشتہ چنا ہوا تھا۔ وکیل اور مہمان وہان
چلے گئے۔ دونون بھائی رہ گئے تنہائی تھی۔ ولیم بھائی کے قریب پہنچ کر بھری
آواز غمگین لہجے مین کہنے لگا "بھائی صاحب والد مرحوم کی یہ آخری نصیحت
ہے کہ آپ سے اُن تقصیرات کا عفو چاہون جنکا مین مرتکب ہوا تھا"
سر الف نے نظر اٹھا کر دیکھا گویا اجازت دی کہ اچھا کہو یہ سنتے ہی
ولیم کو کچھ ڈھارس ہوئی کہنے لگا "اگر آپ یہ خیال نہ کرین بدسلوکیون

مین میری کسی طرح کی غمازی اور شتعال لک شامل رہی ہے اور اسوجہ سے آپکے دل مین شکایت اور کدورت ہے تو للہ معاف فرمائیے۔ اور سب گلے شکوے دل سے نکال ڈالیے سر رالف نے کچھ دیر تامل کرکے کہا "ولیم کہو تمھارے معاملات کا کیا حال ہے"

ولیم بیم و رجا کی حالت مین پڑا کبھی تو خوت امید دلاتی۔ اور کبھی کمینہ یاس کرتا۔ اسنے لجاجت سے عرض کیا "معاملات کیا روپیہ پیسہ تو میرے پاس کچھ ہے نہین۔ جو کچھ جناب والد مرحوم نے مقرر فرمایا تھا اُسی مین بسر ہوتی تھی"

رالف لنسی۔ کوئی چالیس ہزار سالانہ۔ کیون۔؟

ولیم۔ جی ہان۔ اور باقی رہنے کو کنٹر بری کا مکان دے دیا تھا۔

رالف۔ تمھاری کئے اولادین ہونگی۔

ولیم۔ جی۔ صرف ایک چھچھڑا۔ خدا اسکو زندہ وسلامت رکھے جمعہ جمعہ آٹھ دن کی عمر۔ خدا وہ دن لائے کہ آپ کا بھتیجا بنکر چاچو سمجھتون مین عزت پائے رالف نے بھائی کی آنکھون مین آنکھین ڈالکر کہا "وہ تو خدا ہی نے کہا۔ اُسکے سوا تمھارا کون ہے اور تمھارے سوا ہمارا کون۔ اور پھر سارے خاندان کی عزت آبرو سب اُسی کی ذات سے وابستہ"

ولیم اپنی سادگی سے جی مین خوش ہوا کہ وظیفہ کم کہنے کی عوض کیا عجب کچھ اور بڑھا دین مگر سر رالف ایک عجیب ہی انداز سے ولیم کو سر سے پانون تک گھور رہے تھے اور جب ولیم نے جواب مین کہا کہ "جی بجا ارشاد ہوا" تو سر رالف کے لبون پر زہر خند کی ادا پیدا ہوئی۔ ازراہ طنز بولے "ہان تو تمھارے پاس بجز اس وظیفے کے اور کچھ نہین۔ ابھی مین اپنی بسر اوقات کرنا

بیوی کو دنیا بچے کو بھی پرورش کرنا۔ اور پھر خاندانی وقر اور آبرو قائم رکھنا
سبھی کچھ تو تمھارے سر ہے" اور پیشانی پر شکن لا بروپر بل ڈالکر ترشروئی سے کڑک کر
کہنے لگے کہ کیون ولیم شکر ہے خدا کا اب جاکے تمکو ان سب باتون کی قدر عافیت معلوم
ہوئی۔ اب تمھارا دل اچھی طرح آگاہ ہوگیا ہوگا کہ میرے دل مین تمھاری طرف سے
کیسے شکایتون کے دفتر کے دفتر ہین۔ ہماری بسراوقات کا سہارا ابھی یہی وظیفہ تھا۔ ہمارے
سر بھی ایک بیوی اور ایک بچے کا بار تھا اور ہم وہ تھے جو ہس تمام جاگیر اور دولت کے
وارث تھے۔ مگر ہمارا وظیفہ یک قلم بند کردیا گیا ہم نے جھیلنا نہ بھاگتا۔ ہمارے پاس اتنا بھی
نہ رہا کہ جہان تم ہر وقت دنیا کی نعمتین کھاؤ وہان ہم اپنے جورو بچون کو آٹھ پہر مین تو
روکھی سوکھی دے سکین۔ بلا سے دن بھر تیل اڑ کر منہ پر نہ جائے شام کو دو گھونٹ پانی کے
سہارے تو مٹھی بھر چنے حلق سے نیچے اتارین۔ ہائے دریچے آنکھون پر ٹھیکری سر پر
بدنامی کا ٹوکرا رکھ یہ بے غیرتی اختیار کی کہ اس نیک بخت اور دودھ پیتے معصوم کو
اسکے غریب پیسے پیسے کو محتاج۔ ماں باپ کے گھر لندن بھجوا دیا کہ بلا سے یہین بار کر ہو۔ مگر افسوس
قسمت مین تو آفت پر آفت لکھی تھی۔ اس مصیبت کی ماری کی خالہ کا خط چند ہی روز
بعد آیا۔ کہ رنج و غم مفلسی اور غریبی کی حالت مین اسنے [illegible] جان دی دم
اسی کے ساتھ میرا لخت جگر۔ نور نظر۔ آنکھون کا تارا۔ جان سے پیارا! میرا نام و نشان
ننھا سا بچہ بھی چل بسا پیسے کی دوا ہوسکی نہ تو ڑی کفن کو تھی۔ اور دیکھ تجھے تو بے مروتی
اسی مصیبت کے زمانے مین تم ہی میری جانب سے ابا جان کو بھڑکاتے اور ہم لڑتے تھے
یہ مصیبت کے دن مین نے جس طرح کاٹے ہین۔ اسکو خدا ہی خوب جانتا ہے یا میرا دل
مگر صرف آج ہی دن کا انتظار میری زندگی کا سہارا تھا نہین تو مین کبھی کا [illegible] خاطر

جب ہان نصیب سے ہو امرکھپ گیا ہوتا اور سب کی ہڈیان سڑ گل چکی ہوتین۔"

ولیم - انتظار کس بات کا انتظار -

رالف یہی عوض لینے انتقام لینے - بدلہ لینے کا انتظار - اور اب دیکھنا کیسی کسر نکالتا ہون
ولیم نے بھائی کے چہرے کی طرف دیکھا مارے غیظ و غضب کے لال بھبوکا - آنکھین نیلی
پیلی منہ پر کف - مارے خوف کے بدن مین رعشہ پڑ گیا بوٹی بوٹی کانپنے لگی - سہم کر بولا "
بھائی صاحب یہ آپ کیا فرماتے ہین" رالف نے دانت پیسکر اور زور سے مٹھی
باندھکر کہا "کیا فرماتے ہین - فرماتے یہ ہین کہ تیرے کرتوتون کی سزا تجھکو ملے گی دیکھ تو
سہی تجھسے کیسی کسر نکالتا ہون جس مصیبت اور افلاس مین مجھکو تونے ڈالا تھا اب تجھکو
اُسکا مزا چکھاؤنگا - اب تجھکو معلوم ہوگا کہ لاچاری اور بیبسی مین جورو کا ایک ایک
ٹکڑے روٹی کے واسطے ترسنا - اور بچے کا بلکنا کیسا ہوتا ہے - اب دیکھیے گا کہ وہ
بھائی جسکی پیاری بیوی اور لخت جگر کی موت تیری بدولت ہوئی وہ کیونکر تجھکو اپنے
سامنے سے بدون توقع عفو نکال باہر کرتا ہے - خداوندا تیرا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ تونے
عوض لینے کا مجھکو موقع دیا تاکہ مکار کو مکاری اور ریاکار کو ریاکاری کی سزا
دون اور میری الیزا کا رویان جس نے ستایا اُس سے اُسکا انتقام لون -
ولیم بھائی کے قدمون پر گر پڑا - اتنا رویا اتنا رویا کہ جل تھل بھر گئے - سر کے
بال نوچنے گڑگڑا کر کہنے لگا "للہ بھائی صاحب رحم کیجیے - ترس کھائیے اس گنہگار
کی خطا معاف فرمائیے واسطہ آپکو والد مرحوم کی ارواح کا دیکھیے ایسا نہ کیجیے گا -
مجھ گنہگار کی بیوی جب یہ حال سنے گی مصیبت اور مفلسی کے خوف سے بے مارے
مرجائیگی - فاقہ کشی کے خیال سے بچہ بلک بلک کر جان دیدیگا - اچھا چالیس ہزار

نہ سہی چار ہی سو سال بھر مین اپنے ہاتھ پاؤن کا صدقہ دیدیا کیجیے گا۔ بلا سے ہم سب صبر شکر کر کے موٹے جھوٹے سے پیٹ پال لین گے۔

مگر اللہ رے سنگدل رالف لنسی! اُس مرد خدا نے ایک نہ سُنی۔ بلکہ پاؤن سے ولیم کا سر ٹھکرا کر اُٹھ کھڑا ہوا اور چلا گیا اپنے کمرے مین کینہ دیرینہ نکالنے کے خیالات سے دل خوش کرنے۔ ولیم نے لاکھ سر مارا کہ ایک دفعہ تو وہ بھائی سے مل لے۔ مگر توبہ کیجیے اُسنے یہ بھی نہ خیال کیا کہ کون کُتا بھونکتا ہے۔ آخر جھک مار کے یہ بیچارہ مایوس، مغموم، وہان سے اُٹھ آیا۔ اور مہمان بھی جو اس حادثے کی وجہ سے آئے تھے ایک ایک کر کے اپنی طرف رخصت ہو گئے اب صرف رالف تن تنہا اس لق ودق مکان مین رہ گئے دنیا مین کسی سے رسم نہ ملت داری نہ دوستی رہے نوکر چاکر اُنکا یہ حال کہ سامنے جاتے خوف کھاتے صورت دیکھے لرزہ چڑھتا اور کیون نہو پندرہ برس سے حضرت جیل خانے مین پڑے سڑ رہے تھے بھلا وہان کے لوگون مین میل محبت کہان اپنی مصیبت مین کس کو دوسرون کی فکر ہوتی ہے۔

اب سر رالف کو اپنی معشوقہ الیزا اور بچے کی یاد بہت ستاتی تھی۔ دولت اور اطمینان مین سب کچھ سوجھتا ہے۔ ایک زمانہ تھا کہ جھٹ بیوی کو [illegible] یہان بھیج دیا تھا۔ اب ترنگ آئی کہ سدن چلکر اُنکی [illegible] تلاش کرین اور ایک خوبصورت سا مقبرہ تعمیر کرائے عشق و محبت کی یادگار [illegible] کی قبرین دیکھی کس سے جاتی [illegible] تو وہان پہونچ کے جنون نہو جائے تو عجب ہو وہان جانے [illegible]

چند ہی روز کے بعد اپنے کیبل کے ذریعے [illegible]

وکیل صاحب بھی خدا کی عنایت سے بڑے ہی سنگدل تھے انکو کیا پڑی تھی کہ سمجھا بجھا کر اس بیرحمی سے باز رکھتے۔ بلکہ انھون نے فوراً ولیم کو جورو بچے سمیت اُسی وقت گھر سے باہر نکالکر کنجیان لے لین۔ اُسوقت ولیم سے ضبط نہو سکا غم اور غصے کے جوش مین آکے کہنے لگا "بھائی صاحب کی بدسلوکیان اب حد سے گذر گئی ہین۔ خدا جب کی داد دے گا۔ خیر ہم تو صبر کرتے ہین مگر وہ خدا کو بھول گئے۔ کیا وہ جانتے نہین۔ کہ انکی عمر مجھسے بہت زیادہ ہے۔ ایکدن سب کو مرنا ہے اگر میری زندگی نے وفا نہ کی تو میرا لڑکا تو رہے گا ایک دن ہو گا کہ وہی اس مکان کا وارث ہو گا۔

یہ بات رالف کے کان تک پہونچا دی گئی۔ اُسنے کہا "اللہ اللہ سلامتی سے یہ ارادہ ہے خدا نے چاہا تو آرزو جی کی جی ہی مین رہیگی۔ ایسی تدبیر کی جائیگی کہ اُسنا شدنی کو خاک بھی نہ ملے"

چار مہینے گذر گئے۔ رالف کو تنہا رہتے رہتے خانہ آبادی کی سوجھی۔ آپ نے اپنے ایک اسامی کی لڑکی سے شادی کر لی۔ اور دھوم دھام تو کچھ نہین کی مگر سوختنی کی غرض جی جلانے کی نیت سے ولیم کو طعام ولیمہ کا حصہ ضرور بھیجا۔

آٹھ مہینے کے بعد نواب رالف کی بیگم صاحبہ نے حمل کا مژدۂ جانفزا سنایا۔ باچھین کھل گئین جامے مین پھولے نہ سمائے۔ مُنھ مانگی مراد پائی۔ وارث کے پیدا ہونے کی اُمید بندھی۔ ہان کبھی کبھی یہ خدشہ ضرور ہو جاتا تھا کہ دیکھیے اولاد نرینہ پیدا ہوتی ہے یا لڑکی کہین ایسا نہو کہ یہ جائداد نصیب اعدا ہو۔ رفتہ رفتہ یہ دھڑکا اتنا بڑھا کہ گھنٹون اسی بات کو سوچنے اور پریشان رہنے لگے۔ آخر ایک دن ایک تدبیر سوجھ گئی تھوڑا بہت اطمینان ہو گیا۔ اب ترمیم و ترتیب مکان کی بڑی فکر رہنے لگی۔ معمار بلوائے بڑھئی لگائے

بیچون بیچ مین اِس پار سے اُس پار تک دیوار کھچوا ئی۔ راستہ تو ایک۔ یا مگر یہ گھر کے دو حصّے ہوگئے۔ ایک مین نوکر چاکر رہتے۔ اور دوسرے مین بیگم اور ایک بڑھیا خادمہ جسکو کہین دور کے دیہات سے بُلوا لیا تھا۔

وضع حمل کے زمانے سے کچھ دن پہلے آپ کہین باہر سے ایک ڈاکٹر لے آئے اُسکو بھی انھین کمرون کے قریب جگہ دی گئی۔ اب سب سامان لیس تھا بیفکری سے اُسدن کا انتظار کرنے لگے۔ خدا خدا کرکے وہ گھڑی بھی آن پہونچی۔ اب تمام ملازمین کو حکم دیا کہ اپنی اپنی جگہ پر رہا کرین۔ کوئی ادھر اُدھر آنے جانے نہ پائے۔ خواہ مخواہ بیگم صاحب کو زحمت ہوگی۔ الغرض بیگم صاحب کو دردِ زہ شروع ہوا۔ ڈاکٹر صاحب مستعد ہو بیٹھے اور خود رائف صاحب قریب ہی دوسرے کمرے مین گوش برآواز ہوئے کہ دیکھیے پردۂ غیب سے کیا آواز آتی ہے۔ کئی گھنٹے گذر گئے ہین۔ نواب رائف ٹہل رہے ہین انتظار کی کوئی حد ہی نہین۔ ایک تو مابوجھی کا لڑکا بیگم کی تکلیف کا خیال پھر اُسپر یہ وعدہ کہ دیکھیے لڑکا ہوتا ہے یا لڑکی ہر لمحہ انتشار و اضطرار اسی طرح بڑھتا جاتا جیسے قصاص کے ملزم کو حکم اخیر کا۔ مگر لڑکا آج ہوتا ہے نہ کل۔ آخر کو جب ڈاکٹر صاحب آہستہ سے باہر نکلے اور کمرے کا دروازہ بھی بہت آہستہ بند کیا تو انھون نے گھبرا کے کانپتی ہوئی آواز سے پوچھا "کہیے کیا ہوا۔ کیا ہوا؟"

ڈاکٹر نے اُترا ہوا چہرہ بناکر دبی زبان سے کہا "لڑکی"!

رائف نے چھاتی پر ہاتھ مار کے کہا "بدبخت! ارے اس حال مین بھی قسمت کی بُرائی نہین جاتی۔ ع کوئی امید بر نہین آتی"

ڈاکٹر۔ تو کیا آپنے کوئی انتظام نہین سوچ لیا تھا۔

رائف ۔اس بات کا۔ ہان سوچ کیون نہین لیا تھا۔
تھوڑی دیر تک تو کمرے مین ٹہلتے رہے بعد کو بولے "موبرے۔ تمکو اپنا وعدہ یاد ہے؟
موبرے ۔جی ہان۔
رائف ۔ڈاکٹر کا ہاتھ تھام کے بس اُس کا یہی وقت ہے۔
ڈاکٹر وہان سے نوکرون کی طرف چلے گئے۔ اور ہنسی خوشی اُن سب کو خبر سُنایا کہ مبارک ہو۔ مبارک شکر ہے بڑی آسانی کے ساتھ بچہ ہوا خوشی کا مقام ہے کہ تمھارے آقا کو خدا نے ماشاء اللہ جیتا جاگتا۔ چاند سا وارث عطا کیا۔
سب ملکر یک زبان بول اُٹھے "لڑکا ہوا" موبرے نے کہا "ہان ہان لڑکا تمھارے فیاض آقا نے حکم دیا ہے کہ ہمارے تمام ملازمین کو عام اجازت ہو کہ آج جس قدر جی چاہے جشن منائین خوشیان کرین۔ کوئی روک ٹوک نہین۔ جو نعمت جسکو مرغوب ہو کھائے جس قسم کی شراب پسند ہو اڑائے۔ اور نوکرون کے علاوہ ہماری جاگیر کے سب اسامی اور مزدور آئین اور وارث کی صحت کے جام اُڑائین ناچین گائین اور خوشی کے جشن منائین۔
ڈاکٹر صاحب دارو غہ نعمت خانہ کو مخاطب کر کے یہ صلاے عام دے ہی رہے تھے کہ خود رائف صاحب اضطراب مین جھپٹے ہوئے آئے کہنے لگے "ڈاکٹر صاحب چلیے جلد چلیے دیکھیے تو اُنکی کیا حالت ہو رہی ہے"
سارے محل مین سناٹا پڑ گیا۔ سب مجخود ہو گئے۔ ڈاکٹر اُلٹے پاؤن پھرے آکر دیکھتے ہین زچہ دم توڑ رہی ہے۔ بہت تدبیرین کین سخت کوشش کی مگر کوئی بن نہ پڑی سب علاج بیکار۔ ساری دوائین بے اثر۔ اور آخر کو گھنٹے بھر مین روح نے جسم سے

مفارقت کی۔ یا تو ابھی زچہ تھی سیامیت ہوگئی چشم زدن مین کیا سے کیا ہوگیا۔ زمانے نے کیا کیا نیرنگیان دکھائین۔ ابھی تھوڑی دیر ہوئی۔ سر رالف بچے کے انتظار مین پریشان خاطر ٹہل رہے تھے لڑکے کی اُمید سے کبھی خاطر شگفتہ کبھی لڑکی کے اندیشے سے دل پژمردہ کبھی لڑکی کو لڑکا مشہور کرنے کی تدبیر۔ ڈاکٹر صاحب لوگون کو اولاد نرینہ کا مژدہ جشن عام کی صلائے رہے تھے کہ طرفۃ العین مین وہ مصنوعی مسرت بھی خاک مین ملگئی۔ زچہ کی موت کی خبر سے سب خوشیون پر پانی پھر گیا۔ ع تدبیر کند بندہ تقدیر زند خندہ

قصہ مختصر ماتمداری کی رسوم کے بعد ڈاکٹر صاحب رخصت کیے گئے۔ اُنھون نے لڑکے کا جعلی سرٹیفکٹ دیا۔ اور بہت سی اشرفیان اور ایک ہنڈی بیس ہزار کی لندن کے مہاجن کے نام نذرانے مین دیگئی اور وکیل ریاست نے ولیم کے کان تک وارث پیدا ہونے کی خبر پہونچادی ایک آس تھی وہ بھی ٹوٹ گئی اور ولیم نے سمجھ لیا کہ مقدر مین غریبی اور تنگدستی بدی ہی خدا کو یہی منظور ہے۔ بیچارہ دل مسوس کے خاموش ہو رہا۔

بچے کی مان تو مرہی چکی تھی۔ اور اتنا افشائے راز کے خیال سے رکھنی مناسب نہ تھی سر رالف کا اُس بوڑھی کھلائی کو یہی تاکیدی حکم رہتا تھا کہ جس طرح بنے اوپر ہی کے دودھ پر بچے کو رکھے اور خبردار باہر نکلنے نہ پائے اور نہ کوئی اور نوکر اُسکے پاس جانے آنے پائے۔ یہ تو سبھی جانتے تھے کہ نواب صاحب دل سے چاہتے ہین کہ بعد اُنکے ولیم کو جاگیر سے ایک حبہ نہ ملے۔ اِسی مارے جس قدر بچے کی پرورش پرداخت مین مصروف دیکھتے اُسی قدر خیال کرتے کہ بچے کا ویان میلا نہین دیکھ سکتے۔ بیچارے شب و روز پھول پان کی طرح اپنی نظرون کے سامنے رکھتے ہین راتون کو اپنے کمرے ہی کے پاس بچے اور کھلائی کو سلاتے اگر کہین باہر جاتے تب بھی اُسکو کمرے مین بند

کر جاتے۔ کیا مجال پرندہ پر مار سکے۔ کوئی چھینٹے ڈیڑھ مہینے کے اندر قریب کے گرجا مین بچے کا مردانہ نام جولیس رکھا گیا اور اصطباغ کی رسم بھی ادا ہوگئی۔

اسی طرح تین برس گذر گئے۔ سلامتی سے لڑکی ذات اچھی چانگلی ہوتی گئی۔ کسی دن چھینک تک نہ آئی۔ کھلائی بھی خوب پرورش مین تندہی کرتی رہی۔ کسی پر بو بھی نہ پھوٹنے پائی۔ کانون کان خبر نہوئی۔ سر رائف بھی چین سے بیفکر تھے کہ چال چل گئی، نازک وقت کٹ گیا۔ اللہ نے چاہا چار دن مین اپنے ہاتھ پانون کی ہو جائیگی پردہ ڈھنکا کا ڈھنکا ہی رہیگا۔ مگر اتفاق کی بات ایک امر ایسا پیش آیا جس نے نواب صاحب کو بہت ہی گھبرا دیا۔ ڈرے کہ بس اب بھانڈا پھوٹا ہی چاہتا ہے۔ ساری عزت آبرو خاک مین ملجائیگی۔ اتنے دنون کی محنت مشقت اکارت ہوگی۔ ہوا یہ کہ ایک ضرورت سے انکو لنسٹر بری جانا پڑا۔ یہ حسب معمول بچی اور اسکی کھلائی کو کمرے مین بند کر گئے تھے اتفاق سے کھلائی دفعۃً بیمار ہو گئی اب بچاری باہر کدھر سے نکلے کمرے مین آپ یا تین برس کا بچہ جب کچھ بن نہ پڑی تو ہار کر اسنے کھڑکی کھولکر آواز دی "لللہ خدا کے واسطے لوگو میری خبر لو میرے دم پر بنی ہے۔ کوئی دم مین ہین چلی" نوکرون مین سے کسی نے آواز سن لی۔ ایک نوکر اس خیال سے دوڑا گیا قریب کے ایک گانون مین۔ کہ مالک گھر مین نہین بڑھیا کا یہ حال کہ اب مری اب مری چلو وہان سے کسی ڈاکٹر کو بلا لائین۔ اگر اتنے عرصے مین نواب صاحب تشریف نہ لائے تو دروازہ توڑ کے علاج کرانا چاہیے چنانچہ ایسا ہی ہوا دیکھا تو بڑھیا کو دورے پر دورے آ رہے ہین۔ قریب تھا کہ ڈاکٹر اسکی فصد لے کہ سر رائف آ پہونچے اور جھپٹے کمرے کی طرف خیریت یہ تھی کہ بچہ گہوارے مین پڑا سو رہا تھا سمجھے شکر ہے ابھی تک راز نہین کھلا۔ مگر بڑا غضب

بڑھیا ہذیان بک رہی ہی اور اسی مین خدا جانے کیا کیا ...... بکتی ہے۔
طرح تڑپتی جاتی اور کہتی جاتی ہے۔ لوگو خدا کے لیے مجھے اس اذیت سے چھڑ
ا ہوتا ہے سانس نہین پیٹ مین سماتی۔ ہائے سانس لینے کو ترس گئی اندر وا
ہے جان نکلی جاتی ہے۔ لوگو مین تم سے آنکھ چار نہین کرسکتی۔ مین ایسی
رو سیاہ ہون۔ خدا مجھکو ہرگز نہ بخشے گا۔ مین بڑی گنہگار ہون مین کہدونگی
مین سب بھید کھول دونگی۔ دل تو ہلکا ہوجائے گا لے سنو۔ اتنا کہکر بڑھیا
پر کو چپ ہوئی۔ سرپرالنت کے اوسان کسی قدر درست ہوئے اور نوکر سے بولے
تم نے اچھا کیا۔ ہم موجود نہ تھے ایسی ضرورت کے وقت ڈاکٹر کوٹے آئے اور
صاحب سے کہا آپ نے کمال مہربانی فرمائی کہ ایسے وقت فوراً تشریف
مگر کوئی تردد کی بات نہین۔ اسکو اکثر ایسا دورہ ہوجایا کرتا ہے۔ اسکا علاج
معلوم ہے۔ آپ زیادہ تکلیف نہ کیجیے۔ کوئی اندیشہ نہین۔ اگر خدانخواستہ
ی ضرورت ہوگی تو اطلاع دی جائیگی۔ اُسوقت تشریف لائیے گا"۔ یہ
بٹ جیب سے نوٹ نکالکر ڈاکٹر صاحب کے ہاتھ دھرا اور دروازہ تک
باکر پہونچا آئے آپ جانیے دیہاتی نقمان کی اس سے بڑھکر کیا مدارات ہوتی
اپنے حلوے مانڈے سے کام تھا۔ ہانڈی گرم ہونے کے سامان قرار واقعی
یے یہ بھی خوشی خوشی گھوڑے پر سوار ہو گھر کی طرف راہی ہوئے نامس بھی
جگہ چلتا ہوا۔ اب جو نواب صاحب پلٹ کر کمرے مین آئے۔ تو کھلائی کی نا
ت ناشایستہ پر بھوت کی طرح غصہ چڑھ آیا آؤ تو جاؤ کہان۔ اللہ دے اور
لے سیدھے تیر کی طرح بڑھیا کے پلنگ پر پہونچے اُس بچاری آفت کی ماری

کی بیماری اور ضعیفی کا مطلق لحاظ نہ کیا۔ پکڑکے ہاتھ اس طرح زور زور سے جھنجھوڑا جس طرح بلی چوہے کو "کم بخت ڈھڈھو قحبہ قطامہ شفتل۔ تو ہمارا حال کہیگی۔ ارے ہمارا وہ دن بھول گئی جب گلیون گلیون کی خاک چھانتی ٹکڑے مانگتی پھرتی فاقون مرتی تھی۔ ہم تجھکو یہان لائے سب طرح کا سلوک کیا۔ روپیہ پیسہ دیا۔ اس بڑھاپے مین چھین دیا۔ اب تو ہماری قلعی کھولے گی" بڑھیا چیخنے لگی "نہین نہین نہین مین مانونگی تم نے مجھے گنہگار کیا تمنے میری عاقبت خراب کی۔ ہان مین مصیبت مین تھی فاقے کرتی تھی۔ دنیا مین ٹھکانا نہ تھا مگر مین گنہگار نہ تھی مجھسے کوئی خدا کا گناہ نہوا تھا مگر ہائے اب تو مین روسیاہ اٹھونگی مین تمھارے گناہ مین شریک ہوئی ہائے ایک بیگناہ اور بے خبر آدمی کو حق سے محروم رکھنے کی چال مین مین نے تمھارا ساتھ دیا۔ ہائے تمھارے بھائی نے میرا کیا بگاڑا تھا۔ تمھین بتاؤ"

یہ سنکر نواب رائف کے غصے کی آگ اور بھڑکی۔ آنکھون مین لہو اتر آیا۔ زور سے ڈانٹا "چپ رہ چڑیل" اور زور سے اسکا منھ ہاتھ سے دبا دیا جب ہاتھ ہٹا تو پھر بھی وہ یہی کہے گئی "نہین نہین مین نہ مانونگی جی بھر کے دل کا بخار نکالونگی۔ مرتے وقت تو جی ہلکا ہو جائے۔ مین سب قبول دونگی۔ مین اب دنیا سے اٹھتی ہون کوئی دم کی مہمان ہون۔ آخری وقت آ پہونچا نواب مین چلی" نواب نے کہا "اچھا تو بکے جا" دیکھ غصہ جو آیا اور ساتھ ہی اسکے خطرہ گذرا کہ دیوار ہم گوش دارد۔ اسکا تنہائی مین بھی زبان سے ایک حرف نکالنا اچھا نہوگا۔ لپک کر ایک ہاتھ سے منھ بند کیا اور ایک سے اس طرح گلا دبایا کہ بڑھیا کی آواز بالکل بند ہوگئی۔ آنکھین نکل پڑین اور یہ اپنے دل مین خوش ہوئے کہ اب تو چون نہ کر سکے گی۔ لمحہ بھر کے بعد گلے کی رگون اور پٹھون

مین عجب طرح کا تشنج پیدا ہوا۔ مارے خوف کے انکے ہاتھ سے گلا چھوٹ گیا لیمپ
اُٹھا کر دیکھتے جو ہین تو بیچاری بڑھیا بالکل بیجان مردہ۔ ہوش اُڑ گئے۔ آنکھون
تلے اندھیرا آ گیا۔ ع کاٹو تو لہو نہین بدن مین۔ این یہ کیا ہوا۔ مگر آدمی
تھے بلا کے سفاک۔ بیباک قسی القلب۔ بیرحم۔ دُنیا کے اکھاڑے مین خوب
کٹ پٹ چکے تھے مصیبتین جھیلتے جھیلتے اُن کو ڈھب آ گیا تھا کہ جب کوئی کڑی پڑے
تو عین وقت پر کیا کیا چالین کرنی چاہیئے جب اُنھون نے دیکھا کہ جان یون میرے
ہاتھون ضائع ہوئی۔ تو اپنے تئین سنبھالا۔ اور سوچنے لگے اب اس الزام سے بچنے
کی ترکیب کیا ہے پہلے تو اسکی لاش کا سترا بہرا کرنا چاہیئے۔ پھر اسکے غائب ہونے
کا حیلہ سوچ لیا جائے گا۔

کمرون کی دیوارین دُہری تو تھین ہی سب مین برابر سے تختے جڑے ہوئے تھے۔
اور یہ بھی معلوم تھا کہ تختون اور دیوارون کے بیچ مین کہین کہین الماریون کے لیے خول
بھی رکھا گیا ہے۔ الماری مین مردہ چھپانا ٹھیک نہین مبادا کوئی کھوج لگنے لگا کر کسی الماری
کو کھولڈالے اس سے بہتر یہ ہے آؤ دو تین تختے دیوارین سے نکال ڈالین اور وہین
اس مردے کو ڈالکر پھر جیسے کے تیسے جڑ دین حشر تک تو کسی پر کھلنے گا نہین۔
خیال کا آنا تھا کہ فوراً اس جوان نے یہی کیا۔ اور اسی طرح پھر تختے برابر لگا دیے
بچے کو ان سب باتون سے پہلے اپنے کمرے مین پہونچا آئے تھے۔ جب اس سے فرصت
کر لی تو گئے وہین۔ کہ ذرا استائین۔ رات کو بیفکر ہو کر سو رہے صبح سویرے
آپ نے نوکرون مین مشہور کیا کہ بڑھیا کچھ کچھ سنبھل چلی ہے۔ کوئی اُن کمرون تک
جانے تو پاتا نہ تھا۔ جو کچھ دینا لینا ہوتا تھا وہ اگلے ہی کمرے سے دے لے لیا جاتا

تھا۔ ہان ٹامس کو البتہ اُسدن کھلائی کے کمرے تک جانے کا اتفاق ہوا تھا سو وہ بھی صرف ایک دفعہ جو کچھ اُن لوگون پر ظاہر کیا گیا کسی کو اُسپر کوئی شبہہ بھی نہوا مختصر یہ ہے کہ ہفتہ بھر کے بعد نواب صاحب نے مشہور کر دیا کہ کھلائی اب خدا کی عنایت سے بالکل اچھی بھلی چنگی ہو گئی۔ اور جب مہینہ بھر پورا ہو گیا تو حکم دیا کہ کھلائی نوکری چھوڑتی ہے اپنے گھر جائیگی کنٹر بری تک کے واسطے گاڑی کر دیجائے۔ لیکن تھوڑی دیر بعد حکم دیا کہ اسکی ضرورت نہین۔ ہم خود بھی وہان جانے والے ہین نو بجے شب کو ہماری گاڑی تیار ہو ہمارے ہمراہ وہ بھی چلی چلے گی اور اپنے گھر اُتر جائے گی۔ مگر پھر یہ حکم بھی منسوخ کیا گیا۔ اور سب لوگ رات کو اپنی اپنی جگہ جا کر سو رہے۔

صبح جب سب بیدار ہوئے دیکھا تو معلوم ہوا کہ یہ سب سوتے کے سوتے ہی رہے اور نواب بڑے تڑکے اُٹھکر اور گھوڑا خود ہی گاڑی مین لگا کر کنٹر بری کی طرف راہی ہو گئے۔ کمرہ اُسی طرح بند تھا۔ مگر اُن کو یقین تھا کہ کھلائی اور بچہ ساتھ ہین۔ نواب صاحب شام ہوتے ہوتے واپس آئے۔ ہمراہی مین ایک گونگی بہری عورت بچے کو گود مین لیے ہے۔ نواب صاحب اُترے اور کہنے لگے بھئی صبح کو کیا اچھی ہوا تھی۔ کھلائی اور بچے کو لیکر گاڑی پر نکلے تو ایسی تفریح ہوئی کہ بیان سے باہر وہ تو خیر چلی گئی۔ مگر اتفاق کی بات دوسری بھی وہین ملگئی۔ اچھی ہے چلیے یہ بات گئی گذری ہوئی کسی کو کسی شبہہ کی گنجایش نرہی۔

نواب صاحب نے جب پہلے پہل اپنے قصر مین ترمیم و اصلاح کی ہے اسکو کوئی ساڑھے تین برس ہوئے ہونگے تب سے اوپر کی منزل مین خود ہی رہا کرتے تھے۔ لیکن جسدن سے اس کھلائی کو لائے اُسدن سے حکم دے دیا کہ ہم نیچے رہا کرینگے۔ یہ نئی کھلائی جو

آئی تھیں خدا کی عنایت سے کانوں سے بجز بہری اور زبان سے گونگی عمر کوئی بیس اور
پانچ پچیس سال کی پہران سے بڑھکے کون شخص ایسے کام کے واسطے مناسب ہوسکتا
تھا۔ اگر کچھ حال بھی کھلا گونگے کا خواب ہوگیا۔ نہ دوسرے کی سن سکتی ہین نہ اپنی
کہہ سکتی۔ لوگ رائفت کو جھکی تو سمجھتے ہی تھے یہی خیال کیا کہ یہ بھی ایک جھک ہے
اور باقی اس انتخاب پر کسی کو کوئی شبہہ نہوا۔ جولیس بچپن سے موٹی تازی توانا
تھی۔ اگر کوئی دیکھتا تو واقعی لڑکا ہی سمجھتا۔ مگر سلامتی سے جیسی جیسی سیانی ہوتی
گئی۔ ویسے ویسے زنانہ پن آتا گیا چہرے پر نسائیت نیلی نیلی آنکھون مین نرمی۔ اور
حیا۔ رفتار مین پائونگی زنانہ دھنک۔ مگر پوشاک ہمیشہ مردانہ رہتی تاکہ کوئی اصل
جنس کو پہچان نسکے جب عمر آٹھ سال کی ہوئی تو ایک اتالیق نوکر رکھا گیا تاکہ
جو تعلیم لڑکون کو دیجاتی ہے وہ اسکو دیجائے۔

القصہ لاطینی اور یونانی زبانین۔ علم ہندسہ۔ اور اسی طرح علوم وفنون جو لڑکون
کے واسطے مخصوص ہین اُن سب کی تعلیم ہونے لگی۔ لیکن جس وقت تک اتالیق پڑھاتا
لکھاتا۔ اُس وقت تک سر رائفت سامنے بیٹھے رہتے۔ اتالیق کو بعض وقت باپ کی
اس محبت پر تعجب بھی ہوتا کہ اللہ اللہ بچے کی کیا محبت ہے! جب تک لڑکا پڑھتا
ہے برابر باپ چپ چاپ بیٹھا رہتا ہے اور مطلق جی نہین گھبراتا۔
مگر اسکی وجہ اسکو کیا معلوم تھی کہ یہ بیچارے اس خوف کے مارے جمے رہتے
تھے کہ کہین ایسا نہ ہو کسی وقت پردہ فاش ہوجائے۔ اور ساری
کی کرائی محنت اکارت ہو۔

جولیس کے پاس اور کوئی تو آجا سکتا نہ تھا۔ ٹرون ٹون وہی ایک گونگی۔

سو وہ اس نوسٹ [illegible] دھنگ پر اگر تعجب بھی کرتی ہوگی تو کس سے [illegible] کوئی
اُسکے تھا بھی نہین صرف ایک بڑھیا رانڈ بیوہ مان۔ نواب کے ہان سے آتا اُسکو ملتا
رہتا کہ مزے سے کھاتی اُڑاتی اور مان کی خبر گیری اچھی طرح کر لیتی۔ اپنے حال مین مگن
تھی اُس کو کیا پڑی تھی کہ مان سے خواہ مخواہ یہ باتین کہنے بیٹھتی۔
جب جولیس کو تیرھوا برس شروع ہوا تو نہایت ہی دلربا صورت نکلی سیلا کی حسین
چہرے مُہرے سے درست ناک نقشہ سے ٹھیک۔ پری جمال حور خصال مرشاسمھومان
ہان بال البتہ لڑکون کی طرح چھوٹے چھوٹے رکھے جاتے تھے اس سے کسی قدر چہرے پر
مردانہ پن پایا جاتا تھا۔ مگر حُسن ذاتی و حقیقی کہین ان باتون سے دبنے والا تھا ہزار ہزار
پردون مین اپنا جلوہ دکھا ہی جاتا تھا۔ جو کوئی دیکھتا محو حیرت رہجاتا۔ لڑکی نہ سہی
امرد ہی حسین مہ جبین سمجھا جاتا حتی کہ خود مکار باپ اکثر جی مین پچھتاتا تھا کہ مجھے کیا
حماقت ہوئی جو ایسی خوبصورت لڑکی کو لڑکا مشہور کر دیا۔ ورنہ میری بیٹی آج وہ
پدمنی نکلتی کہ چشم فلک نے عمر بھر نہ دیکھی ہوگی دُنیا کی کوئی حسینہ جمیلہ اسکا مقابلہ نہ
کر سکتی۔ مگر ولیم سے کینہ دیرینہ نکالنا بھی بہت ضرور تھا۔ اور واقعی کسی قدر یہ کینہ
نکلا بھی تھا۔ یعنی بیچارہ ولیم بے یار و مددگار۔ فلاکت زدہ مفلس قلاش ہوکر
پہلے مجنون ہوگیا اور بعد اُسکے پاگل خانے ہی مین اُسنے جان بھی دی۔ ایک بٹیا
ہنری اور بیوہ چھوڑی ہنری غریب کی عمر اب کوئی اٹھائیس سال کی تھی۔ اسنے
دوڑ دھوپ کرکے ایک مہاجن کی کوٹھی مین نوکری کر لی تھی صبح سے شام تک وہین
آنکھین پھوڑتا۔ آنہ پائی جوڑتے جوڑتے دماغ مین چکر آجاتا۔ تب جاکر اپنی اور
رانڈ بیوہ مان کی اوقات بسر کر سکتا۔

طبیعات کے فلاسفر کیسے ہی دلائل پیش کرین - اعضائے انسان کے خواص و فعال جاننے والے کچھ ہی اصول قائم کرین مگر سچ تو یہ ہے انسان بالخلقت اسقدر سادہ دل بنا ہے کہ اپنی ہی عقل اور احساس کے وسیلے سے کسی واقعے پر اُسکو تسکین نہین ہوتی چنانچہ نواب رالف کو چند ہی روز بعد کھٹکا ہوا کہ اب بڑی مشکل کا سامنا ہے - جولیس ماشاءاللہ سے سولھوین برس مین ہے اور ابھی تک واقف نہین کہ دنیا اور خود اُسپر پوشیدہ کیا گیا ہے کہ وہ اصل مین لڑکی ہے لڑکا نہین -

ایک دن باپ اور بیٹی مین اس بات پر بڑی گفتگو رہی - اُسکی تفصیل تو یہان فضول ہی - مگر انجام یہ ہوا کہ بیٹی نے خوب قائل معقول کیا - اور ان سے کچھ بھی نہ بن پڑی جولیس سے صرف کھلائی کا مار ڈالنا تو البتہ مخفی رکھا گیا تھا اور باقی ساری حقیقت حال سے بخوبی آگاہ تھی - اُس نے عرض کیا آپ کو اب مناسب ہی سیدھے کنٹربری تشریف لیجائیے اور ہنری سے سب اصلیت بیان کر دیجیے - اور جس مصیبت افلاس مین وہ گرفتار ہے اُس سے رہا کیجیے - مگر بوڑھے نواب نے بیٹی کے قدمون پر سر رکھدیا اور لجاجت سے کہا وہ میرے ان سفید بالون کی عزت رکھو - خدا کے واسطے کسی پر یہ راز کھلنے نہ پائے - تم مردانہ ہی پوشاک مین رہو نہین تو میرے منھ مین کالک لگ جائیگی اور مین ذلیل و خوار روسیاہ اِس دُنیا سے اُٹھون گا"

نواب رالف نے اس مصلحت سے کہ تنہائی اور بے شغلی سے جولیس کا جی نہ گھبرائے اُسکے واسطے کئی ایک بیش قیمت گھوڑے خرید کر دیے کہ مردون کی طرح سوار ہو کر ہوا کھا آیا کرے بلا سے کچھ دیر اسی سے تفریح کی صورت ہو جائے کبھی تو اُسکے ہمراہ خود ہی سوار ہوتے اور کبھی اپنے کسی معتمد ملازم کو ساتھ کر دیتے - اور جولیس قریب قریب

کی سیر کرآتا۔ رفتہ رفتہ اب یہ مشغلہ روزمرہ کا ہوگیا۔ اور اب دور دور تک جولیس ہوا کھانے
نکل جانے لگا۔ اتفاق کی بات ایک دن علی الصباح مُنھ اندھیرے یہ گھر سے نکلا ہوا ے
خوشگوار وخنک اٹھکیلیان کرتی پھولون کی مہک۔ دوش نسیم پر سوار۔ مشامِ جان کو فرحت
بخشتی تھی۔ صبح کا سہانا سمان۔ مرغزارون میدانون کا منظر۔ ایسا کچھ دل کو بھایا۔
صبا رفتار رہوار کے بھی کانون مین ہوا بھری کر نکل گیا کوئی دو ڈیڑھ کوس کے فاصلے پر
نوکر جو ہمراہ تھا اُسکا گھوڑا معمولی سا تھا۔ کیونکر ہمعنان و ہم قدم رہ سکتا تھا وہ راستے ہی
مین رہگیا تھا ایک دفعہ جولیس پیچھے پھر کر جو دیکھتا ہے تو نوکر کا کہین پتہ نہین سیکڑ تنہا
بے روک ٹوک۔ سامنے کوئی کوس بھر کے فاصلے سے کنٹربری کے کلیسا کا مینار سنگ
موسیٰ کے ستون یا کوہ طور کی چوٹی کی طرح آسمان سے باتین کرتا۔ ارفی ونترالی کی
حجت کے لطف اُٹھا رہا ہو یا عشاق کی آہ و فریاد نیم شبی نے سوے فلک راہ لی ہے
اُسکے چارون کنگرون کے گرد گھیرا حلقہ کیے ہے یا اجابت دعا استقبال کو نیچے اتری
ہے سیہ بختون کے دن پھرے مین رحمت باری نازل ہوئی ہے۔ یہ کیفیت دیکھکر جولیس
کو دفعۃً خیال آیا اہا اس قصبے مین ہمارے چچازاد بھائی ہنری غریب مان کو لیے
ہوئے عسرت اور افلاس کے دن کاٹتے ہین وہ ہی قدم پر ہین۔ آج نوکر بھی ساتھ
نہین۔ چلو ذرا اُدھر تو چلین۔

گھوڑے کو مہمیز کیا باگ اُٹھائی۔ اور اُسی طرف چل نکلا۔ کوئی آدھ گھنٹے مین
پہونچ گیا۔ اُس مہاجن کی کوٹھی کا پتا پوچھکر جہان ہنری نوکر تھا۔ جا پہونچا ٹھیک
وہین پر سامنے ایک غریب لڑکا کھڑا تھا اُتر کر گھوڑا اُسکو دیا اور کوٹھی کے اندر داخل
ہوا۔ ہنری کو پوچھا۔ چپراسی نے ایک کمرے مین پہونچا دیا جہان ہنری بیٹھا ایک خط

کی نقل کر رہا تھا۔ اُسوقت جولیس کا حال نہ پوچھیے مُنھ سے آواز نہین نکلتی۔ گویا جوش خون سے کلیجہ باہر نکلا پڑتا تھا۔ گلے مین پھندا پڑ گیا سر مین چکر آنکھون کے تلے اندھیرا سکرسی پڑی تھی بیٹھ گیا۔ کئی دفعہ کھانسا کھنکارا صورت شکل مین خاندانی شباہت پاکر بدقت بولا "آپ کا اسم مبارک لنسی صاحب ہے؟"

جواب۔ جی حضور ارشاد؟

ہنری نے سرتاپا غور سے دیکھا چھریرا بدن زیبا قامت۔ خوش لہجہ۔ سریلی آواز اور چہرے پر زنانہ پن۔ دیسر پیاری صورت نقش ہی تو ہوگئی۔

جولیس۔ آپ سے صرف ملاقات کرنا تھا۔ راہ و رسم بڑھانے مین شاید آپ کو بھی تامل ہوگا۔

ہنری۔ معاف فرمائیے گا۔ یہ تو عجیب فرمایش ہے خصوصاً جبکہ آپ کی خدمت مین پہلے سے نیاز نہین حاصل۔ بالکل اجنبی۔

جولیس۔ (ازراہ بےتکلفی) جی کوئی بھی عجیب بات نہین میرے نزدیک۔ اور شاید ہم آپ ایسے اجنبی بھی نہون۔

ہنری۔ (زہرخندہ کے ساتھ) خیر یہ تو آپ کی بندہ نوازی ہے۔ مگر بعنایت الٰہی آپ بیش بہا جواہر کی انگوٹھی زیب دست فرمانے۔ بیش قیمت گھڑی جیب مین لگائے ہین پھر خدا ہی نے کہا کیسہ بھی پرزر ہوہی گا۔ بھلا ہم نا چیز سے اور آپ سے امیر کبیر سے کیا واسطہ۔ اجنبی نہین تو اور کون ہین۔ کہین فلاکت دولت مین میل ملاپ ہوا ہے۔ کہان گنگوا تیلی کہان راجہ بھوج۔

جولیس۔ مگر نہین بعض واسطے ایسے بھی ہین جنکو امیری غریبی کوئی توڑ نہین سکتی۔

ہنری۔ (ذرا ترش ہوکر) مگر دوستی کی نسبت تو نہین کہا جا سکتا (تامل کرکے)

اچھا اس گفتگو سے غرض کیا ہے۔ آپ ذری مہربانی کرکے اصل بات تو بتایئے۔ یہ معمے تو میری سمجھ مین ذرا کنہین آتے۔

جولیس نے ہاتھ بڑھایا اور کہا "بھائی تمھارا دل بھی نہین بولا وہ تو ہمکو جانتا ہی" ہنری نے ہاتھ ہٹایا اور پیچھے ہٹکر (گویا چھوت کا ڈر تھا) کہنے لگا "نہین نہین یہ اپنے کا ہاتھ نہین ہے۔ نہین ہرگز نہین"

جولیس جو کرسی سے اٹھا تھا۔ پھر بیٹھ گیا۔ اور زار و قطار رونے لگا۔

ہنری حیرت زدہ ہوکر دیکھنے لگا۔ دل مین انتہا کا نادم ہوا کہ مجھسے کیا بیہودہ حرکت سرزد ہوئی ممکن ہی یہ اپنے باپ کی طرح بیدرد نہون۔ انکے افعال و کردار کی وجہ سے آخر ان سے مین کیون خفا ہون اسنے کہا "بھائی جان آؤ ہاتھ ملائین"

غرضکہ دونون نے بڑی گرمجوشی سے مصافحہ کیا۔ اور گھل ملکر باتین کرنے لگے ان دونون کو دیکھکر نہایت تعجب معلوم ہوتا تھا۔ اس طرح تو دونون الگ تھلگ تھے اور پھر ملے تو یون ایک خوبصورت وجیہ۔ جوان رعنا۔ ہاتھ پانون سڈول۔ رعب داب دوسرا حسین خوشرو نازک بدن۔ دلربا۔ شرمیلا۔ ایک بھروسے کا آدمی۔ اور ایک مجسم حیا و احتیاط۔ ایک خندہ پیشانی من موہن۔ دوسرا آبدیدہ کم سخن قصہ مختصر دونون کے تقابل سے صاف ظاہر ہوتا تھا کہ قسمت نے ایک بنایا اور بنایا مگر قدرت نے تو ایک کو دوسرے کا محافظ ضرور بنایا ہے۔

جولیس نے تھوڑی دیر مین سنبھلکر کہا "اچھا وعدہ کرو آج سے ہمارے تمھارے دوستی ہوگئی۔ اب ہم کبھی کبھی تم سے ملجایا کرین"

ہنری پر کچھ ایسا جادو ہوا۔ وہ اثر پڑا کہ جسکو چند لمحہ قبل ٹھوکر مارکر اپنے سامنے

سے ہٹا دینے مین تامل نہ کرتا اُسکا بالکل گرویدہ اور دلدادہ ہوگیا۔ جواب مین کہنے لگا "واہ اب اگر تم نے مجھسے مُنھ موڑا۔ اور یون بلکہ چھوڑا تو سمجھ لو زندہ درگور کر چلے۔ دل لیے جاتے ہو تو دلداری بھی شرط ہے"

جولیس ہنری کے دلکو شکار کیے۔ کلیجے پر چوٹ کھائے جبراً قہراً کوٹھی سے باہر نکلی۔ گھوڑے پر سوار ہوئی۔ اور اپنے مکان کو واپس چلی۔ رستے مین ملازم بھی ملگیا۔ یہ بیچارہ حیران۔ پریشان سراسیمہ و بدحواس ایک موڑ پر تردد مین کھڑا تھا کہ نہین معلوم کیا معاملہ پیش آیا کون سانحہ ہوا کہ صاحبزادے کا پتا نہین۔

القصہ جولیس اُسکو ساتھ لیے گھر آیا۔ دل مین بہت ہی خوش طبیعت چاق کہ بارے آج مین نے ایک نیک کام انجام دیا یعنی اپنے چچازاد بھائی سے مل آئی۔ چھ مہینے تک اسکا دستور رہا کہ ہفتے مین دو ایک دفعہ اس سے ضرور مل آتی رفتہ رفتہ چچی سے بھی میل ملاپ ہوگیا۔ اور یہان تک بے تکلفی بڑھائی کہ جو کچھ اُس سے ہوسکتا روپیہ پیسے سے بھی ایک خوبصورتی کے ساتھ سلوک کرتی اور وہ قبول کر لیتی۔ ہنری کے دل مین جولیس کی محبت کا شجر روز بروز پھیلتا جاتا تھا۔ بعض اوقات اُسکو حیرت ہوتی تھی کہ ایسے بیدرد و سنگدل باپ کی اولاد ایسی شائستہ خصال۔ جورجال کیونکر پیدا ہوئی۔

بعد چندے سردی کا موسم آگیا۔ خزان نے جوانان چمن کو برگ و بار سے معرا کر دیا۔ گلستان پامال خزان ہوا۔ کوہ و صحرا باغ و بوستان پر اُداسی چھائی وحشت برسنے لگی۔ جولیس کی آمدرفت کچھ کم ہوگئی۔ گاہے ماہے ملجایا کرتی تھی مگر جب آتی اور ہنری کا غنچۂ خاطر نسیم دیدار سے کھلاتی تو دیر تک بیٹھی رہتی گھنٹون کے

بعد جانے کا نام لیتی - ہنری کا یہ حال تھا کہ جس روز کا وعدہ ہوتا اُس دن دفتر کے
کام کاج سے جلدی جلدی فرصت کرکے یار دلنواز کے انتظار مین فرط شوق سے سڑک
پر دور تک نکل جاتا - استقبال کی آرزو مین گھنٹون راستہ دیکھا کرتا - ایک روز اسی طرح
محو انتظار جا رہا اور دل مین سوچتا جاتا تھا کہ اب کچھ دیر مین جولیس کے دیدار سے
آنکھین شاد ہوتی ہین کہ اتنے مین دور سے گھوڑے کی ٹاپون کی آواز کان مین آئی اور
چند ہی لمحون کے بعد وہی ٹٹو جس پر اکثر جولیس آیا کرتی تھی برابر سے ہوا ہوکر سرپٹ نکل گیا -
این جولیس تو ہے نہین :
ہنری کا ماتھا ٹھنکا ہونہو کوئی سانحہ ہوا - طرح طرح کے اندیشے اور خطرے
گذرے بے اختیار جان چھوڑ سر پر پاؤن رکھکر بھاگا وہان سے جاتے جاتے
اسنے دیکھا کہ ایک شخص بیچ سڑک پر برف مین دبا پڑا ہے بجلی کی طرح تڑپ کے
پہونچا - دیکھتا کیا ہے جولیس بیہوش پڑی ہے - اگر ملاقات سے پہلے ہنری کو اس
حال مین جولیس ملتی تو اُسکی بلا اُٹھاتی وہین اینٹھ جانے دیتا - اور خود وارث
ہوجاتا - مگر اب معاملہ ہی اور تھا - اُس نے لپک کر اُٹھایا - نہایت متردد ہوا -
پیشانی سے بال ہٹائے - اور لاکر سڑک کی پٹری پر ایک طرف لٹا دیا جولیس کی
آنکھین بند ہاتھ پاؤن بے سکت - ٹھنڈے پالا - ہنری یہ حال دیکھکر
مایوس ہوگیا سمجھا حرارت غریزی بجھ چکی - دم درود باقی نہین - اوسان
خطا ہوگئے - گھبرا گھبرا کر تدبیرین کرنے لگا مگر کوئی کارگر نہوتی تھی اسنے ایک دفعہ
گلوبند ہٹا دیا قمیص کے بوتام بھی کھول ڈالے سینہ واشگاف نظر آیا - اور ساتھ ہی
اُس راز کا بھی پردہ فاش ہوگیا جسکو اتنے دن سے نواب رائف اور اُنکی صاحبزادی

نے پوشیدہ کیا تھا۔

ہنری کی نظر جونہیں وہاں پڑی چونک پڑا۔ بیساختہ زبان سے نکل گیا "یا اللہ یہ کیا ہی۔؟" جولیس کے کان مین صداے یار نے ہونچکر دم عیسوی کا کام دیا۔ آنکھین کھولدین۔ اِدھر اُدھر بدحواس ہوکر نظر دوڑائی دیکھا۔ کہان ہون کسطرح ہنری کے سامنے بے حجابانہ پڑی ہون بیساختہ چیخ نکل گئی۔ مگر لمحہ بھر بعد درد کافور ماندگی فقرو۔ کچھ بھی نہ تھا۔ یہ اچھی خاصی بھلی چنگی اُٹھ کھڑی ہوئی۔ اور جھٹ پٹ قمیص کے بوتام لگانے لگی۔ مردذات کے سامنے نہایت جھینپی۔ شرمندہ خجل۔ گردن نہوڑاے آنکھین نیچی کیے چپ چاپ گنہگار کی طرح ساکت۔ ہنری نے کہا "اب سے مین تمھارا مردانہ نام نہ لیا کرونگا بلکہ جولیا کہا کرونگا کیون جانی جولیا۔ اب تو بھید کھل گیا تم عورت ہو۔ خدا کا لاکھ لاکھ شکر تم عورت ذات نکلین۔ وہی تو مین جی مین کہتا تھا یہ اس قدر تمھاری محبت اور الفت کیون میرے دل مین پیدا ہوگئی آج جا کر اسکی لم معلوم ہوئی۔ افسوس

عشق مین تیرے کوہ غم سر پہ لیا جو ہو سو ہو عیش و نشاط زندگی چھوڑ دیا جو ہو سو ہو
عقل کے مدرسے سے اُٹھ عشق کے میکدے مین آ جام شراب بیخودی اب تو پیا جو ہو سو ہو

سچ سچ کہو جولیا۔ تم بھی اس محبت کو نبا ہوگی"

جولیا نے جھینپ کر جواب دیا "بھئی اب یہان ٹھہرنا مناسب نہین لیکن پھر کچھ سوچی اور کہنے لگی "لیکن"

ہنری۔ جان من مین سمجھا۔ قربان اس "لیکن" کے اس "لیکن" سے مجھے بڑی ڈھارس ہوئی بہت کچھ اُمید بندھی لے اب خدا کے واسطے صاف صاف کہدو

جانی۔ ہم تو "دل وجان و دین و ایمان" سب تمھاری نذر کر بیٹھے۔ کہو تمھارے دل پر بھی کچھ ہماری محبت نے اثر کیا ہے"

جولیا اگرچہ کسی قدر شرمائی لجائی نیچی نظرین کیے تھی۔ مگر مردانہ عادت کے سبب سے اُسنے ہاتھ بڑھا کر ہنری کا ہاتھ پکڑا۔ اور کہنے لگی "ہنری یہ تم کیا کہتے ہو۔ ہماری سمجھ مین یہ باتین تو آتی نہین۔ ہان اتنا جانتے ہین کہ ابا جان کے پاس بیٹھنے سے تمھارے پاس بیٹھنے مین ہمکو مزا ملتا ہے۔ اب چاہے اسکو کوئی عیب سمجھے یا گناہ جانے۔ خدا گواہ ہے جب سے تم سے ملاقات ہوئی ہے بس تمھارا ہی خیال ہر گھڑی رہتا ہے تم سے ملنے کی آرزو مین شب و روز بسر ہوتے ہین۔ اتنے دن جو ملنا نہین ہوا۔ کیا کہون فراق کے دن کس طرح کاٹے ہین۔ اور جب راتے مین دیکھا تو نہین معلوم کتنا بڑا کوہ غم سینے سے ہٹا ہے۔ راتون کو چارون طرف سناٹا پڑا۔ عالم خموشان۔ دنیا کی ہر چیز کو سکون۔ مگر اپنا یہ حال کہ کمرے مین پڑے محو خیال یار۔ آپس کی باتون کو یاد کر کے مزے لے رہے ہین جس وقت پہلے پہل ہاتھ سے ہاتھ ملے ہین۔ سارے بدن مین بجلی سی دوڑ گئی سنسنی پڑ گئی جب تم سے آنکھین چار ہوتی تھین خدا جانے کیا بات تھی کہ ایک عجیب سی آجاتی تھی مین نے پہلے ہی دل مین یہ ٹھان لی تھی کہ چاہے دھن دولت سے محروم ہون خطاب نہ ملے اتنی بڑی جاگیر ہاتھ سے نکل جائے۔ گانون گرانون جاتے رہین۔ مگر تمھاری آرام آسایش پر سب صدقہ کر دون۔ اور کھلکھلا کہ دون مین عورت ذات ہون۔ ابا جان خفا ہون۔ صورت سے بیزار ہون۔ دُنیا چھوٹ جائے۔ بانسے کچھ غم نہین۔ تمکو بیکل گوشہ گیر ہون۔ تمھاری خدمت لونڈیون کی طرح کرون [illegible] کرون اور

تمکو آرام چین پہونچاؤن۔ اس منصوبے پر جس قدر غور کرتی ہون اُسیقدر
جی چاہتا ہے کہ کسی طرح جھٹ پٹ یہی کر گذرنا چاہیے۔ بس یہی باتین میرے
جی مین رہتی ہین۔ اب چاہے اسکو محبت کہو۔ الفت کہو عشق کہو جو چاہو کہو۔
ہنری نے معشوقہ کی زبان محبت ترجمان سے جو یہ الفاظ سُنے بیخود ہو گیا
جامے مین پھولا نہ سمایا۔ فرط مسرت سے جھپٹ گیا۔ خوب سا پیار کیا۔ پھول سے
گالون پنکھڑی سے لبونکے بے گنتی بوسے لیے۔
ہنری اور جولیا دیر تک بیٹھے لطف ہم آغوش لوٹا کیے۔ آخر کو ہنری نے کہا "
اچھا اب ہم ایک بات کہین۔ اگر سچ مچ تمکو ہم سے محبت ہی تو پھر جو ہم کہین وہ کرو گی؟
یعنے ہفتے کے روز سر شام اپنے باغ کے پھاٹک پر کسی طرح ملو۔ ہم زنانہ پوشاک لے آئینگے
تم اُسکو پہن کر اتوار کو علی الصباح آفتاب نکلنے سے پہلے دھند لکے مین نکل آنا
اور وہین ہم سے ملنا بس تمکو اتنا ہی تکلیف اُٹھانی ہوگی اور باقی پھر ہم دیکھ لینگے"
جولیا نے نرم اور نازک آواز سے جواب دیا "ہنری تمھاری بات اور نہ مانون!
سر آنکھون سے ہزار جان سے مجھے تو آرزو ہی کہ تم حکم کرو اور مین خوشی خوشی اُسکی
تعمیل کرون۔ سچ جانو تمھاری بات ماننے۔ تمھارے کہے پر چلنے مین مجھے وہ لطف
ملتا ہے کہ ع "دل من داند و من دانم و داند دل من" ہنری نے اپنے
یار دلنواز کی زبان سے یہ وعدہ سنکر پھر فرط مسرت سے خوب سا پیار کیا۔
گلے سے لگایا۔ اور گھوڑے کی تلاش مین اُٹھ کھڑا ہوا۔ گھوڑے کو دیر ہو چکی تھی۔
خدا جانے کہان سے کہان نکل گیا تھا۔ اسنے جب دیکھا ہی اُسکو بھی کئی گھنٹے ہو چلے
تھے۔ اب یہ ڈھونڈھنے کو نکلا تو کہین پتا ٹھکانا نہ ملا۔ اِدھر اُدھر تلاش مین دو

نکل گیا۔ بارے بڑی دوا دوش کے بعد ایک باغ کی کھائین مین سبزہ چرتے دکھائی دیا۔ لپک کے اسنے لگام لی۔ اور جولیا کے پاس لاکر حاضر کیا۔ یہ گھوڑے پر سوار ہوئی۔ اور دونون رخصت ہوکر اپنی اپنی طرف چلے گئے۔

قصہ مختصر جیسی صلاح ہوئی تھی اُسی پر جولیا نے عمل کیا۔ اور اتوار کے دن اپنے مکان سے نکل آئی۔ تھوڑے فاصلے پر ڈاک گاڑی کھڑی تھی۔ وہان پہنچ گئی گاڑی کے اندر ہنری کی مان مبیٹھی ہوئی تھی۔ بڑے تپاک اور شفقت سے ہاتھون ہاتھ لیا۔ گاڑی مین بٹھاکر ہنری نے کوچبان کو حکم دیا ہنکاؤ گاڑی لندن کی طرف۔ حکم پاتے ہی کوچبان نے گھوڑون کو تیز کیا۔ گاڑی تھوڑی دیر مین لندن کی سڑک پر بہت دور نکل گئی۔ راستے مین کسی قسم کی کوئی روک ٹوک نہوئی بخیریت تمام سب لندن مین جا داخل ہوئے۔

صبح دوشنبے کو فوراً یہ لوگ سیدھے گرجا کو گئے اور اجازت حاصل حاصل کرکے دونون کا نکاح ہوگیا۔ ۵

نزدیک آکے دور وہ رنج و تعب ہوا چٹ منگنی پٹ بیاہ سُنا تھا وہ اب ہوا

سراڈمنڈ مارٹمر اس نرالے قصّے کو پڑھکر نہایت تعجب و متحیر ہوئے اور دل مین کہنے لگے کہ عام معلومات واقعی ایک بہت بڑی نعمت ہی۔ مگر افسوس انسان کی فطری کمزوری کہان کہان نہین ظاہر ہوتی۔ خدا گواہ ہی بھی مین لنسی صاحب کو ایسا بدطینت اور حقیر نہ سمجھتا تھا کہ ایسے ایسے سخیف حرکات کر گذرنے مین انکو کچھ تامل نہ ہوگا۔ لاحول ولا اتنی بڑی مکاری اور پھر اسپر خود رائی ایشیائی فلاسفر شیخ سعدیؒ نے لاکھ روپے کی بات کہی ہے۔ اب جاکر اس کتاب نقا

کو پڑھکر یقین آیا کہ ؎

تو ان شناخت بیکروز درشمائل مرد — کہ تا کجاش رسید ست پائگاہ علوم
ولے ز باطنش ایمن مباش دغرہ مشو — کہ خبث نفس نہ گردد بسالہا معلوم

اور غضب خدا کا! یہ جولیا۔ جولیا۔ صورت کیسی پیاری پیاری۔ بھولی بھولی گویا دنیا کے چھل و مکر سے ناواقف۔ اور ایسی ریاکار۔ مکار۔ کہ اتنے زمانے تک اس فریب مین باپ کی شریک اور مددگار رہی۔ افوہ ع موم سمجھے تھے ترے دلکو سو تپھر نکلا مگر پھر اُنکو وہ باتین یاد آگئین جو کبھی کبھی جولیا کی زبان سے نادانستہ نکل جاتی تھین۔ اب اُنکا مطلب سمجھے اور جی مین کہنے لگے نہین۔ جو کچھ اُسنے کیا وہ بدرجہ مجبوری کیا بے بس تھی۔ لاچار تھی۔ تابع تھی جو کہا ہوگا وہ کیا ہوگا۔ لیکن اس راز کا کھل جانا تو کچھ اچھا نہوا ایسی صورت شکل کی لڑکی۔ اور پھر ایسی کمزور طبیعت کی نکلی کہ اپنے باپ کی بدکرداری سے علحدہ نہ رہ سکی! اس سے بہتر تو یہ تھا کہ ہم اسکو ایک سعید۔ نیک بخت۔ معصوم۔ نوعمر لڑکا ہی سمجھا کرتے ان خیالات کے بعد سر اڈمنڈ نے ارادہ کیا کہ اب وہان نہ ٹھہرین ایسا شخص جو اس قدر بدافعال۔ اور اتنے بڑے جرم یعنی انسان کے مار ڈالنے کا مرتکب ہو اس لائق نہین کہ اُسکی واپسی کا انتظار اس واسطے کیا جائے کہ اُس سے رخصت ہوکر اُسکے گھر سے جائین۔ پس اُنھون نے ایک رقعہ مین اس طرح اُٹھ کھڑے ہونے کی معذرت لکھی۔ ایک ملازم کو بُلا کر دیا کہ جب نواب صاحب تشریف لائین تو اُنکو دیدینا اور گاڑی منگوا سیدھے کنٹربری چلے گئے۔ وہان سے شام ہی کو ڈاک گاڑی پر سوار ہو لندن کو روانہ ہوگئے۔ راستے مین طرح طرح

کے خیالات پیدا ہوئے۔ پہلے تو اُنکو اپنی اُس قدرت کا خیال آیا جو موکل نے بخشی تھی اور جس کے ذریعے سے یون راز آشکار ہونے لگے۔ کبھی تو وہ بہت گھبراتے متردد اور مخوف ہوتے کہ رازون کے اس طرح افشا ہونے سے بجز اسکے اور کیا ہونا ہے کہ تشویش اور رنج۔ غم و غصہ کا ہر وقت سامنا رہے اور کبھی خیال کرتے کہ فطرت انسانی سے جس قدر واقفیت ہوگی اُسی قدر مسرت دُنیا مین کم ہوتی جائیگی۔ افسوس یہ عام معلومات تو اور مصیبت بڑھائے گی خوشی و مسرت کو سون نظر نہ آئیگی۔ اسی طرح ساری دُنیا کے گڑے مرُدے میرے سامنے اُکھاڑے جائین گے میرے دل کو ایسا ہی صدمہ پہونچا ئینگے۔ مگر پھر آخر کو یہی ارادہ کیا کہ اچھا چندروز اور اُس رنگ کو دیکھنا چاہیئے بعد کو جیسا مناسب ہوگا کیا جائے گا۔

پس حضرات ناظرین آپ بھی اس پیچیدہ مسئلے پر رائے زنی ملتوی فرمائیے اور قصے کو گوش توجہ سے سماعت کیجیے۔

جس شب کو مارٹم صاحب لندن روانہ ہوئے ہین چارون طرف عالم مین تاریکی تھی۔ آدھی دُنیا سیاہ چادر سے ڈھنکی آسمان پر گھنگھور گھٹا چھائی ہوئی گھرے گھرے بادلون نے رات کو بھیانک بنا رکھا تھا۔ برف بڑے زور شور سے پڑ رہی تھی۔ ہاتھ کو ہاتھ نہ سوجھائی دیتا تھا سراڈسنڈ کوچبان سے بار بار تاکید کرتے جاتے تھے کہ دیکھو گھوڑون کو روکے ہوئے بہت سنبھل کے چلانا بے تکان بگٹٹ ہرگز نہ ہانکنا۔ کہ اتنے مین بوٹن ہل پہاڑی کی چڑھائی پر پہونچے۔ انھون نے پھر تاکید کی دیکھو سنبھلے ہوئے۔ اُتار پر گھوڑون کو

اور تکلیف ہوتی۔ آپ ایسے وقت مین میرے ٹبرے ہی محسن نکلے۔ جہان یہ احسان کیا ہو وہان اتنا اور کیجیے کہ اس شرمندۂ احسان اور بندۂ بے درم کو اسم گرامی اور نام نامی سے بھی آگاہ فرمائیے۔

سر اڈمنڈ "مجھکو سر اڈمنڈ مارٹمر کہتے ہین۔ اور احسامندی کی کون بات ہو۔ یہ کون ٹبری خدمت تھی۔ ایسے موقعون پر سبھی ایسا کرتے ہین اور اگر آج مجھپر یہ مصیبت ہوتی تو آپ بھی ایسا ہی کرتے۔

جواب بسر اڈمنڈ مارٹمر۔ سر اڈمنڈ مارٹمر۔ اہا! آپ ہین۔ ہم آپ تو پرانے دوست نکلے۔ میرا نام جیمس کیمیل ہے۔

مارٹمر کو راہ چلتے اس طرح بچپن کے دوست سے ملاقات ہو جانے کی نہایت خوشی ہوئی ٹبری گرمجوشی سے مصافحہ کیا اور کہنے لگے "اہا۔ آپ ہین۔ ہم آپ تو ایک ہین ہم مکتب تھے" اسکے بعد اسی عمر اور زمانے کی باتین چھڑ گئین۔

دونون مدت کے بچھڑے ہوئے دوست اپنے اپنے حالات ٹبرے ذوق شوق سے بیان کرتے رہے جب کیمیل ابتداے شباب کے حالات کی لمبی چوڑی داستان ختم کر چکے تو پوچھا کہ آپ لندن کس کام کے واسطے تشریف لیے چلتے ہین۔ وہان آپ کا مشغلہ کیا ہوگا۔ اور کہان قیام فرمائیے گا۔

انھون نے کہا "ٹھہرونگا تو مین ہوٹل مین۔ مگر میرا انشا اس سیر سے یہ ہے کہ انسان کی زندگی کے حالات کا تجربہ حاصل کرون۔ لندن مین کوئی ذاتی مکان نہین اور یہ بھی نہین معلوم کب تک شہر مین قیام کی ضرورت رہے۔ اس سبب سے جدید مکان بھی خرید کرنے کا ارادہ نہین۔ ہان خدا کی عنایت سے کنٹربری مین ایک

اچھی خاصی کوٹھی موجود ہی۔ مگر ایک بات ایسی ہی کہ جس سے وہان چند روز جانا نہین ہوسکتا۔
اتنا کہکر انکو خیال آیا کہ اس مکان مین واپسی اسوقت ہوتی ہی جب مرنے کے
دن قریب ہون گے بے ساختہ آہ سرد دل سے نکل گئی۔ مگر بات ٹالنے کو کہنے لگے۔
ایک اور مکان برک شائر مین بھی ہی۔ بس وہین اس موسم بہار مین قیام کا قصد ہی۔"
کیمبل نے بہت لجاجت سے کہا کہ لندن مین تو آپکا کفش خانہ ہی موجود ہی قیام
کے واسطے کسی دوسرے مقام کے تلاش کی ضرورت نہین۔ جتنے زمانے تک وہان
ٹھہرنے کا قصد ہو بلا تکلف وہین قیام فرمائیے گا۔ اپنے گھر کی طرح سب قسم کا
آرام بھی ملے گا اور نیازمند کو ایسے مہربان اور معزز مہمان کی میزبانی کا موقع بھی
نصیب ہو گا آپ کو واللہ ہی۔ دیکھیے انکار نہ کیجیے گا چند روز کی یکجائی سے
ہم لوگون کو لطف صحبت حاصل ہوگا۔ دنیا مین ایسے موقعے چار دن ہنسے بولنے
کے بہت کم ملتے ہین ؎

خوشا وقتے وخرم روزگارے کہ یارے برخورد از وصل یارے

مارٹر۔ اچھا اگر آپ کی یہی خوشی ہی تو مجھے انکار کی کیا مجال ہی۔ مگر یہ تو کہو تمنے
جو کہا کہ "ہم لوگون کو لطف صحبت ملے گا" تو کیا تم اپنی گردن مین حبالۂ مناکحت
ڈال چکے ہو۔

کیمبل۔ یہ تو آپ کو خیال ہوگا کہ میری عمر آپ سے چھ سات سال زیادہ ہے۔
ہان چار یا پانچ برس ہوئے مین نے شادی کرلی ہی۔ اور خدا کا شکر ہی کہ خیر اب
چلکر آپ خود ملاحظہ کیجیے گا کہ وہ نیکبخت کیسی ہین اور کیسی کیسی خوبیان ان مین ہین۔
انکی ملنساری۔ اخلاق حسنہ سیرت حسن صورت سب دیکھ لیجیے گا۔ میری تو خیر وہ

بیوی ہین مجھپر تو "لیلی را بچشم مجنون باید دید" کی مثل صادق آتی ہی۔ سند تب کی ہی جب آپ بھی اِن صفات کے قائل ہو جائین۔

مارٹمر نے مسکرا کر کہا "یار کیمبل معاف کرنا۔ اگر تم ایک ناول لکھو اور اُسمین اپنی بیوی کو ہیروئن قرار دو تو بہت مناسب ہو"

کیمبل۔ مین آپ سے اُنکی خوبیان کیا بیان کرون۔ اب تو آپ چلتے ہی ہین اور قیام بھی فرمائینگے بہت سی ہمارے آپس کی باتین دیکھین گے۔ ایک ادنی سی بات یہ ہے کہ اپنی بہن کے ساتھ اُن کا سلوک اس طرح کا ہی کہ شاید دنیا مین کسی عورت نے کیا ہو۔ اے حضرت انسان کا ہیکو فرشتہ ہے۔ آپ چلکے دیکھین گے کہ ایک لڑکی چھوٹی سی ایک نوعمر عورت کے ساتھ آیا کرتی ہو لیکن اُس زمانے مین جب مکان مجمع اغیار سے خالی ہوتا ہی۔ وہ عورت میری سالی روزا اور لڑکی روزالی اس کی بیٹی ہی۔ روزا کمبختی سے ایک بدمعاش کے پھندے مین پھنس گئی تھی۔ اور جب وہ اسکی عزت آبرو خاک مین ملا چکا تو چھوڑ چھاڑ سیدھا ہندوستان کو مُنھ کالا کر کے چلدیا۔ اب یہ بیچاری آفت کی ماری شکستہ خاطر لفیبون جلی کسی کو مُنھ دکھانے کے قابل نہ رہی چنانچہ سب سے کنارہ کیے۔ چادر ندامت و خجالت مین مُنھ چھپائے۔ لوکن ہم مین ایک ذلیل سا مکان لیے اپنی قسمت کو بُری جھینکتی اور اُس ناہنجار کی جان کو روتی ہی۔ مگر واہ ری امیلائن یہ اُن کا نام ہی کیا کہنا ہی۔ وہ کوئی دقیقہ اُسکے جی بہلانے۔ خاطر داری کرنے کا کسی وقت اُٹھا نہین رکھتین ہزار ہزار تدبیرین کرتی رہتی ہین کہ بہن کے دل سے یہ کوہ غم ہٹے۔ اور پھر ایسی محبت اور اس جوش خروش سچے دل سے کہ مین آپ سے کیا عرض کرون شاید ہی

کسی بہن نے اپنی بہن کے ساتھ ایسا سلوک کیا ہوگا۔
سراڈمنڈ مارٹمر۔ ہا! خدا کی مار اُس بدکار۔ بدمعاش پر جو بھولی اور ناسمجھ عورتون سے اپنا مطلب نکال کر اس طرح گھاٹ کرے۔
کیمبل دیر تک چپ رہے۔ اسکے بعد پھر اِدھر اُدھر کی باتین ہونے لگین بچپن کے کھیل کود کے تذکرے چھڑ گئے۔ اور وہ بات گئی گذری ہوئی۔
علی الصباح نور کے تڑکے ڈاک گاڑی شہر مین داخل ہوئی اور کیمبل کے مکان پر بخیریت تمام پہونچ گئے۔
دونون صاحب اُترے۔ مارٹمر کیمبل کی بیوی سے ملے۔ سبحان اللہ ایمیلائن کا کیا کہنا۔ ہزار دو ہزار مین ایک چہرے مُہرے ناک نقشہ سے درست۔ ماشاء اللہ سے اچھے ہاتھ پانون۔ بھاری بھرکم مگر اعضا کچھ ایسے سڈول کہ بل جلکر نظر کو بہت ہی بھلے معلوم ہوتے نگاہ تاب حُسن سے خیرہ ہوتی۔ اور اگرچہ صورت عجب دلربا تھی لیکن پھر بھی آنکھون مین کچھ ایسی شرم وحیا۔ حرکات وسکنات مین وہ انداز و ادا کہ ممکن نہ تھا انسان کی نظر پڑے اور متوجہ ہو کے غور سے دیکھنے نہ لگے۔ کیسا ہی شوخ نظر کیون نہو مگر کیا مجال کہ نگاہ بد سے دیکھ سکے یا گمان کر سکے کہ لمحہ بھر کو بھی شوہر کی خاطر داری اور دلنوازی اُسکے دل سے دور کر سکے گا۔ چہرے اور بشرے سے وہ پاکبازی عصمت اور عفت مترشح تھی کہ دیکھنے والے کے دل مین خواہ مخواہ ایک طرح کی عظمت قائم ہوتی تھی۔ پھر ہنس مکھ خندہ پیشانی دُنیا کے افکار اور آلام سے بالکل ناآشنا۔
سراڈمنڈ نے جب پہلے پہل دیکھا ہے تب اُنکو بھی ایسا ہی معلوم ہوا صبح

شب خوابی کی پوشاک مین سارا جسم ڈھنکا ہوا تھا۔ اور اُس سادہ پوشاک مین بھی حسُن اپنا جلوہ بہت اچھی طرح دکھا رہا اور ایک عجیب آن بان پیدا کر رہا تھا۔ وہ بھرے بھرے دست و بازو وہ گدرایا جوبن۔ اُسپر کمر کا لوچ۔ اور بھی آفت تھا۔ بقول برق۔

کیسی نرالی سج دھج تھی کیا بھولی صورت پائی تھی
ہاتھ سے اپنے خالق نے کیا پیاری شکل بنائی تھی
گورا گورا پیارا پیارا بھولا بھولا مکھڑا تھا
شانے بازو کیسے بھرے کیا نازک نرم کلائی تھی
غمزون مین بیساختہ پن تھا ناز و ادا مین الھڑ پن
کیسی اکڑ کیا پیاری چھب تھی کیا ظالم انگڑائی تھی

نازک پاؤن مین زیرپائی۔ گویا دل عشاق پابوسی کو حاضر۔ سر پر چھوٹی سی ٹوپی بانکی رکھی ہوئی گویا پھولون کے چنگیر پر گل سر سبد۔

بکھرے بکھرے بالون کے کیا گھونگر تھے پیشانی پر ہائے کمر تک کا فرچوٹی کیا لہراتی آئی تھی

ایک ریشمی فیتے سے وہ کالے ناگون کا جھرمٹ ایک جگہ بندھا ہوا جس کے دونون سرے ہوا مین اُڑتے اور اس بے تکلفی۔ سادگی۔ اور الھڑ پن کا پتہ بتاتے تھے جو بناؤ سنگھار سے لاکھ درجہ بڑھکر باعث حسُن دلفریب تھے۔

سر ہائمر یہ صورت۔ یہ شکل۔ یہ انداز۔ یہ ادا۔ یہ رنگ۔ یہ ڈھنگ دیکھکر محو ہو گئے اور اس پری جمال حور خصال نے بخلاف متوسط حیثیت والون کی بیویون کے جو مہمان سے صرف کھانے کے اصرار ہی کو سارا اخلاق سمجھتی ہین۔ بنفس نفیس اپنے ہاتھ سے میز پر ناشتہ لگانا شروع کیا۔ سر اڈمنڈ نے جی مین کہا "واقعی ایک اِنسان

آج ملا ہے جسکو خدا نے اُسی قدر نعمت مسرت عطا کی ہے جسقدر دولت حسن بخشی ہے!"

کیمبل چونکہ ایک بہت بڑے مالدار تاجر تھے۔ کاروبار کی ضرورت سے انکو ناشتے کے بعد شہر جانا تھا۔ وہ تو اُدھر چلے گئے۔ اِدھر یہ اپنے کمرے مین جاکر خطوط لکھنے مین مصروف ہوئے تاکہ میزبان کی بیوی کو بے تکلف ہوکر اپنے گھربار کے کامون مین مشغول ہونے مین آسانی ہو۔

کوئی دو بج گئے ہونگے کہ سراڈمنڈ ملاقات والے کمرے مین پھر آئے۔ دیکھا کیمبل صاحب کی بیوی اور ایک اور لیڈی اور چھوٹی سی لڑکی بیٹھی ہین ایمیلائن نے سراڈمنڈ سے کہا "یہ میری بہن ہین" یہ تو سارے حال سے واقف ہی تھے۔ بڑے اخلاق سے صاحب سلامت کی۔ اور بیٹھ گئے۔ اُسوقت ایمیلائن ایسی پوشاک زیب جسم کیے تھین کہ حسن اور بھی دوبالا ہو رہا تھا۔ انداز و ادا مین اگرچہ تکلف کا کہین پتہ نہ تھا مگر۔ اس طرح کی دلربائی تھی کہ سراڈمنڈ جتنا اُنکا نظارہ کرتے اُتنا ہی دل اور اُس طرف کھنچا جاتا تھا۔ ایمیلائین کی بہن سن مین کم تھین۔ مگر چہرے پر افکار اور تردد کے آثار ظاہر تھے۔ صورت خدا نے پیاری بنائی تھی۔ اور تمام اعضا اور جوارح بھی خوبصورت تھے مگر وہ اطمینان قلب اور سکون مفقود تھا جو ایمیلائن مین پایا جاتا تھا۔ بلکہ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ کسی امر کا خار غم ہر وقت نازک دل مین کھٹکتا اور بے چاری کو مضطرالحال بنائے رکھتا ہے۔ ذرا سی آواز سُنی اور چونک اُٹھی۔ دروازہ کھُلا اور اُسکو وحشت ہوئی۔ کوئی اجنبی صدا کان مین آئی اور یہ مضطرب ہوگئی۔

سراڈمنڈ نے یہ رنگ دیکھکر خیال کیا۔ واقعی ان دونون بہنون کے مزاج

مین عجیب و غریب اختلاف ہی۔ مگر اصلی وجہ ہی۔ ایک کو اپنی عصمت و عفت پر
اطمینان ہی۔ اور دوسری کو اپنی حرکت پر انفعال۔ اسی سبب سے ایک مطمئن
اور دوسری مضطرب ہی۔

ان دونون کے باہم برتاؤ اور مدارات کا یہ حال تھا کہ ایمیلائین اپنی بہن کے
ساتھ بڑی ہی مہربانی سے پیش آتی اور سخت کوشش کرتی رہتی کہ دل پر کسی بات کا
میل نہ آنے پائے مگر روزا ان تمام باتون کو ایک طرح کی لاپروائی کی نظر سے دیکھتی تھی
سر اڈمنڈ کو یہ بات کھٹک گئی۔ اور بہت متعجب ہوئے کہ آخر اسکے کیا معنی ہین۔

روزا لی ایک بہت ہی پیاری لڑکی تھی اور ایمیلائین کو اُس سے محبت بھی
انتہا کی تھی۔ اور جب وہ لڑکی اُسکے پیار پر خوش ہوتی تو ایمیلائین اسقدر محظوظ
ہوتی کہ پھولے نہ سماتی بلکہ سچ پوچھو تو فراج اور عادت دیکھتے آپے سے باہر ہوجاتی
المختصر کوئی گھنٹہ بھر دونون بہنون مین یکجائی رہی اُسکے بعد روزا اور لڑکی
رخصت ہوئی اور جب لڑکیکو رخصت کرنے لگی تو ایمیلائین ایسی رنجیدہ اور مغموم
ہوئی کہ آنکھون مین آنسو چھلک آئے۔

سر ایڈمنڈ نے خیال کیا "کہ بھئی واہ کیا نیک عورت ہی۔ دیکھو روزا نے اگرچہ
حرکت ناشایستہ کی ہی مگر اللہ ری بہن کی محبت ایمیلائین اُسی طرح سمجھے جاتی ہی۔
گویا کچھ کیا ہی نہین۔ اور تو اور گناہ کی زندہ نشانی یعنی بھانجی تک سے ویسی ہی
محبت رکھتی ہے"!!

کئی دن گذرے اور اب سر اڈمنڈ کو ایمیلائین کی خوبیان اور نیک خصلتین
روز بروز زیادہ دکھلائی دینے لگین جس قدر بے تکلفی بڑھی اسی قدر راز کھلتا گیا

کہ امیلا ئین بہت زیرک عقیل۔ فرزانہ۔ خوش مذاق۔ باسلیقہ اور سگھڑ اور خوش نیت ہی ہر بات مین ظن نیک رکھتی ہی اور لوگون کی لغزشون غلطیا کاریون پر عذر معقول سمجھکر در گذر نے والی ہو۔ اور پھر تکلف یہ کہ ان باتون کا کوئی اظہار اپنی طرف سے نہین۔ صرف حرکات وسکنات سے پتہ چلتا ہو۔ مارٹر صاحب کو رفتہ رفتہ ان نیک بخت سے ایسی محبت اور اُلفت ہوگئی کہ اگر آج اپنی حقیقی بہن ہوتی تو اُس سے اتنی ہی ہوتی۔ اور بہت ہی خوش ہوئے کہ اُنکے دوست کو خدا نے ایسی انتخاب روزگار بیوی عطا کی۔

چند روز مین مارٹر صاحب سے بڑے بڑے امرا اور روسا سے ملاقات بھی ہوگئی اعلیٰ درجے کی صحبتون مین آنے جانے لگے۔ اُن کے حالات کا بھی تجربہ ہونے لگا۔ جب کبھی کسی معاملے مین ان کی عقل کام نہ کرتی کسی بات کا بھید نہ کُھلتا تو اُسی کتاب القا سے دریافت کر لیا کرتے!

اتفاق سے ایک دن نو بجے رات کو ایک شخص سے ملنے کا وعدہ تھا میزبانون سے یہ حیلہ کر کے کہ آج ایک دوست کے ہان ہماری دعوت ہی چل کھڑے ہوے۔ جاتے جاتے جب بانڈ اسٹریٹ تک پہونچے ہین تو بھوک کی شدت سے مجبور ہوئے قریب کے ایک قہوہ خانے چلے گئے۔ اور کھانے کا حکم دیا۔ جب تک میز پر کھانا چنا جائے یہ ایک اخبار اُٹھا کر پڑھنے لگے سامنے کی میز پر دو شخص کھانا کھا رہے تھے اور باتین کرتے جاتے تھے۔ ایک تو ادھیڑ سا تھا اور دوسرے کی عمر کوئی اٹھائیس سال کی ہوگی مگر شراب خواری اور رات بھر کے مشاغل سیر و تفریح مین جاگنے سے اُسکے چہرے سے پیدا تھا کہ ادھیڑ سے بھی

زیادہ مُسن ہے۔ یہ تو اپنی اخبار بینی مین مشغول تھے اور شاید اُنکی گپ شپ پر متوجہ بھی نہوتے۔ مگر ایک بات ایسی ان کے کان تک پہونچی کہ اب ذرا یہ متوجہ ہوئے یعنی جوان شخص نے اپنے ساتھی سے کہا "یار وسن مین تو کہتا ہون عورتین یا تو حد کی مجسم نیکی و عفت ہوتی ہین یا سراپا بدی و شرارت۔ اعتدال تو ان مین نام کو نہین ہوتا۔ اگرچہ یہ بات ضرور ہی کہ انمین اکثر صفات حمیدہ سے بھی متصف ہوا کرتی ہین"

وسن نے کہا اڈگر "خیر شکر ہی اتنا اعتراف تو تم کرتے ہو"

اڈگر نے جواب دیا "بھئی ایمان کی تو یہ ہی کہ مین ایسا احمق اور گاؤدی نہین کہ پوپ صاحب کے اُس حکم پر خواہ مخواہ عقیدہ رکھون کہ ہر عورت کے دل مین بدی ہی بدی بستی ہی یقین جانیے جب کبھی مین کسی جوان جہان کو بال بچون مین گھر گرستی کے کام دھندون مین مشغول دیکھتا ہون تو حضرت مریم کی پاکدامنی۔ حور مقصورات کی عصمت آرائی یاد آجاتی ہی۔ اور جس وقت کم بخت چڑیلون۔ بازاری فاحشاؤن۔ ہزارون کُتّون کی چچوڑی ہڈیون مجسم آوارگی اور بدکار عورتون پر نظر ڈالتا ہون تو اُنکی حالت سے نہایت درجہ نفرت ہوتی ہی"

وسن نے کہا "انسان کو لازم ہی کہ جب کبھی کسی اجنبی ملک مین جائے تو وہان کے لوگون کے اخلاق۔ عادات۔ چال چلن۔ وضع حرکات کا اندازہ۔ چوٹٹون قزاقون۔ قاتلون۔ اور جرائم فوجداری کے ارتکاب کرنے والون کو دیکھکر نہ کرے کلیات مین مستثنیات بھی ہوتے ہین۔ یہی بات عورتون کی بابت رائے قائم کرنے مین بھی بخوبی ملحوظ رکھنی چاہیے اگر کچھ نکائیان سڑکون۔ چوراہون پر پڑی پھرتی نظر آتی ہین۔ تو اُس سے کیا ہوتا ہی۔ ہزارہا لاکھا بہو بیٹیان بیوی کا دانہ

کھانے والیان تو ایسی پڑی ہوئی ہین کہ عزت آبرو دیدیے اپنے اپنے گھر دن کنبون کو بیٹھی ہین خاندان مین اُنکی عزت چار ہی چشمون مین اُنکی حرمت دلون مین اُنکی محبت جمی ہوئی ہو اور اُن کے دامن پہ نماز پڑھنے کو جی چاہتا ہے ؛؛

جوان - نے یہ تقریر سُنکر کہا ہان - آپ درست فرماتے ہین - اسمین کیا شک ؛؛

ولسن - مگر فرانسیسی مضمونون کو تو دیکھو - اِن لوگون نے عورتون کی نیکی کی نسبت عجب بیہودہ - قابل نفرت اصول قائم کیے ہین کئی کتابین مین نے دیکھین - اُن مین اِن حضرات نے کلیون اور مستثنیات کو خلط مبحث کر کے کلیے کو مستثنیٰ اور مستثنیٰ کو کلیہ قرار دیدیا ہو - انسان سے ناممکن ہو کہ ایسے واہیات خیالات پڑھے اور درگذر کرے - مین تو عورتون کی نیکی کا پکا معتقد ہون بلکہ اس اعتقاد کو داخل عبادت و مذہب سمجھتا ہون جب کبھی کسی پارسا بیوی یا معصوم لڑکی کو اپنے شوہر یا باپ کے ساتھ دیکھتا ہون تو مین بیان نہین کر سکتا کس قدر مسرت اور عقیدت کا دریا میرے سینے مین موجزن ہوتا ہو -

نوعمر شخص - نے یہ سُنکر شراب کا ایک جُرعہ اُڑایا اور مُسکرا کر کہا وہ اللہ اللہ آپ تو آپ کو جذبہ آچلا ؛؛

ولسن - اور یہ بھی عجب بات ہو کہ لاکھ کوئی بدنگاہ - بدکار - شہدا - لُچا ہو مگر ممکن نہین اصلی پارسا اور باعصمت عورتون کو دیکھے اور اُنکی عزت و حرمت نہ کرے اُن کے چہرۂ منور و مقدس کو دیکھکر اُسپر وہی عظمت و جلالت طاری ہوگی جیسے خفاش کو چوتھے آسمان کے خورشید خاور پر نظر کرنے سے ہوتی ہو جس کے نظارے کی اُس کو تاب ہی نہین ہو سکتی -

اڈگر۔ یہ بھی واللہ تمھارے اِس جوش خروش پر مجھے ہنسی آتی ہی سلامتی سے طبیعت اسوقت بہت زوروں پر ہی۔ خیر بلاغت کو اسوقت تہ کر رکھیے مگر یہ تو فرمائیے اُس بڈھے دسٹ مور کی چھوکریوں کو بھی دیکھا ہی؟

ولسن۔ (کسی قدر تامل کے بعد) ہاں۔ یاد ہین۔ معاذ اللہ۔ بلائین ہین بلائین مگر اُنکا حشر کیا ہوا۔

اڈگر۔ ہونگی کہین۔ کسکی بلا کو غرض پڑی ہی کہ اُنکی فکر رکھے۔ ہاں ایک زمانے مین بڑی سے اور یاروں سے لمبے پینگ تھے۔ اور بعنایت الٰہی وہ اُن ٹھیک بختوں کے گروہ مین نہ تھین جسکی ثنا و صفت مین آپ ابھی گرمجوشی فرما رہے تھے مگر بھئی سچ کہین۔ ایمان کی تو یہ ہی کہ ایک زمانے مین ہم بھی اُن پر ایسے لٹو تھے کہ خدا کی پناہ ہمارے خدا کو کچھ نیک کرنا منظور تھا۔ بڑے میاں نے اُس بلا سے نجات دلانے کی یہ ترکیب نکالی کہ جھٹ ہمکو ہندوستان ڈھکیل دیا تم جانو کہ پرانے آدمی تو بلا کے چالاک ہوتے ہین۔ بس وہاں جاکر آنکھین کُھلین۔ بلا ٹلی۔ سودا سر سے گیا۔ ہوش آیا۔ بلکہ یہ لو ایک اُن کی چھٹی اِسوقت بھی جیب مین پڑی ہی۔ آج ردیوں مین اتفاق سے مل گئی تھی۔ مین نے اُٹھا کے جیب مین ڈال لی۔ کہ یہ بھی ایک یادگار چیز ہی آپ کی باتوں کے جواب مین بندہ پیش کرتا ہی۔ فرمائیے کیا جواب آپ کے پاس ہے۔ اور یہ کہکے جیب سے خط نکالکر میز پر رکھدیا۔ ولسن نے ایک سرسری نظر سے اسکو دیکھا مسکرائے۔ اور پھر اُن کو دیدیا۔ اتنے مین ایک تیسرے دوست اُنکے آگئے اور پھر ادھر اُدھر کی باتین چھڑ گئین۔

سر اڈمنڈ۔ اس تمام گفتگو کو بڑے ڈر سے بیٹھے سُنا کیے۔ اور طرح طرح کے

خیالات اُن کے دل مین آتے رہے۔

یہ ولسن کے طرفدارون مین تھے۔ اور اپنی رائے کے ثبوت مین اور کچھ نہین ایمیلائین کو تو پیش کر سکتے تھے کہ دیکھیے دنیا مین ایسی ہی نیک باعصمت عورت موجود ہین سراڈمنڈ کے اُٹھنے کے پہلے ہی وہ لوگ جا چکے تھے۔ اب یہ تنہا بیٹھے مزاتے جرعہ نوش کرتے جاتے اور غور کرتے جاتے تھے۔ کہ تو کی آواز کان مین آئی۔ اُٹھ کھڑے ہوئے خدمتگار کو بُلایا۔ کھانے کا بل لائے اور قیمت لیجائے وہ تو اُدھر گیا۔ یہ انتظار مین ٹہلنے لگے کہ ایک دفعہ انکی نظر اُس مقام پر پڑی جہان اڈگر اور ولسن بیٹھے ہوئے تھے۔ دیکھا کوئی سفید چیز فرش پر پڑی ہی۔ جاکر اُٹھا لی پڑھتے جو ہین ایک میلی کچیلی چھٹی کسی عورت کے قلم سے "جناب اڈگر بیری صاحب" کے نام ہی انھون نے جیب مین رکھ لی۔ کیا وجہ کہ سب حال سُن چکے اور جان گئے تھے کہ یہ خط شوق کسکا ہی۔ اور کس بات کے ثبوت مین ولسن کے روبرو پیش کیا گیا تھا

مارٹمر صاحب اُس شب دیر کو واپس گئے۔ اور جسوقت کیمبل کے مکان پر پہونچے ہین اُسوقت چھٹی اور اُس گفتگو کا واقعہ بھی دھیان مین نرہا تھا۔ فرے سے جا کے استراحت کی اور صبح بہت دن چڑھے بیدار ہوے ایسا کہ جب یہ ناشتے کے واسطے نیچے اُترے ہین تو انکو معلوم ہوا کہ انکے دوست عرصہ ہوا کام کاج کے واسطے شہر جا چکے ہین پھر اس دفعہ بھی ایمیلا ین انکو تخلیہ ہی مین ملین۔ اسمین تو کوئی کلام نہین کہ ایک حسین اور دلربا سے سطرح میٹھی میٹھی باتون مین مارٹمر صاحب کا بہت جی لگتا تھا مگر کوئی ناجائز خیال یا خلاف شان مہمان نوازی کوئی ارادہ ہو۔ معاذ اللہ کیا مجال ایسی باتون سے کوسون دور تھے۔ بلکہ روز بروز ایمیلائین کی پارسائی اور پاکدامنی

کا جبروت دل پر اور بڑھتا اور تقدس خاطر مین ترقی کرتا جاتا تھا۔

ایک کمرے مین ایک تصویر آویزان تھی۔ اُسکی خوبیون کی تعریف سر اڈمنڈ نے کی۔ پھر باتون باتون مین فنون نفیسہ یعنی مصوری۔ نقاشی۔ موسیقی وغیرہ کا تذکرہ چھڑ گیا۔ ایملائین سادی بغیر روغن کی تصویرون کی عاشق تھین اور مارٹمر کو اُس مین کمال حاصل تھا۔ خوب دونون مین گھل ملکر باتین ہوتی رہین ہم مذاقی کے آب ورنگ نے نقش موالفت کو اور اچھی طرح کرسی نشین کردیا۔

غرضکہ ناشتہ ختم ہونے پر مسز کیمبل آئینہ خانے سے اپنا ایلبم (مرقعہ تصاویر) اُٹھا لائین۔ اور مہمان کے ملاحظے مین گذرانا۔ دستور ہے ایسے مرقعون مین تصویرون کے علاوہ کچھ مناسب اشعار بھی لکھدیا کرتے ہین۔ چنانچہ اس مین بھی لکھے ہوے تھے۔ مارٹمر جو دیکھتے ہین تو خط کچھ پہچانا ہوا۔ کہین دیکھ چکے ہین مگر پھر انھون نے خیال کیا کہ اس گھر مین تو رہتے ہی ہین۔ ایملائین ہی کا خط کہین نظر سے گذرا ہوگا۔ اُسی کی شان ذہن مین ہوگی۔ اور یہ اشعار بھی چونکہ انھین کے ہاتھ کے لکھے ہین۔ وہی دھیان آگیا ہوگا۔ چلیے بات گئی گذری ہوئی بھول بھال گئے۔ اور البم اُٹھا کر پنسل سے ایک تصویر کا خاکہ بنانے مین مصروف ہوگئے۔ دن اسی کام مین تمام ہوا۔ رات آئی۔

چونکہ صبح کو طے ہوا تھا کہ آج شب کو اوپیرا (تماشاے رقص وسرود) دیکھنے چلین گے شب کا کھانا ذرا سویرے طیار رہا۔ اور سر اڈمنڈ تصویر کو رکھ ہاتھ مُنھ دھونے پوشاک بدلنے اُٹھے۔

آج کیمبل صاحب کی خاتون پری پیکر۔ حور منظر۔ زاہد فریب عاشق کش

کے بناؤ سنگار زیبایش کا حال کچھ نہ پوچھیے مثل مشہور ہے۔ ایک نور آدمی ہزار نور کپڑا۔ صورت شکل ایک تو خدا ہی نے آفت کی بنائی تھی۔ اُسپر آرائیش۔ زیبایش پوشاک اور سونے مین سُہاگہ ہوگئی۔ نکھر نکھرا سج سجا کے اس بلا کی کلین کہ بناہ بخدا۔ سچ پوچھیے تو زاہد خشک کا وضو نصوح کی توبہ کچے دھاگے کی طرح ٹوٹی جاتی تھی۔ ون کی پوشاک بدلکر جب چم و خم کے ساتھ کمرے سے نکلی ہین معلوم ہوتا تھا ناگن نے کیچل بدلی۔ چاند گرہن سے نکلا یا گھرے بادلون سے بجلی چمکی۔ رنگ روپ کی چمک۔ پوشاک کی بھڑک۔ پھر اُسپر تناسب اعضا قامت رعنا کا سامنا اور بھی قیامت نہ تھا۔ خدا کی قدرت تھی کہ چشم ظاہر کے سامنے مجسم کھڑی تھی اڈمنڈ صاحب یہ حُسن گلوسوز دیکھ اور تیر غمزۂ دلدوز کھا کر اور بھی غش کر گئے کیمبل تو خیر اپنی میم صاحب کے حُسن لاثانی پر جس قدر مغرور ہوتے کم تھا لطف یہ کہ آپ کو بھی نازش ہوئی ایسی پری زاد لاثانی پر یہجال جو خصال معشوق کا ساتھ اوپیرا مین ہوگا ایک پورا بکس کیمبل صاحب نے لے لیا تھا۔ یہ سب لوگ ٹھیک اُسی وقت پہونچے جب پردہ اُٹھ رہا تھا۔ جا کر بیٹھے اور گانا شروع ہوگیا۔

خدا کی عنایت سے ایمیلائین اس مین بھی اچھا مذاق رکھتی۔ خوب سمجھتی تھین اس کے متعلق جو کبھی کبھی اڈمنڈ سے کچھ کہا تو اُنپر یہ کمال بھی ظاہر ہوا اس اثنا مین مہلت کے وقت اڈمنڈ ادھر اُدھر نظر جو دوڑاتے ہین تو ٹھیک مقابل مین وہی جوان شخص بیٹھا ہوا دکھائی دیا جو کل رات کو عورتون کو بُرا بھلا کہہ رہا تھا مسٹر پرسی (ناظرین کو خیال رہے انکا پورا نام اڈگر پرسی ہے) وضعدارون کی طرح نہایت پرتکلف پوشاک پہنے دو تین نوعمر بےفکرون کو ساتھ لیے بیٹھے

اور وہ لوگ خوب قہقہے لگاتے جاتے تھے جس سے ثابت ہوتا تھا کہ سب کے سب نادان
لااُبالی - اور عقل سے بھی کم واسطہ رکھتے ہین - اب اِسوقت اِنکو وہ خط یاد آیا
جو رات کو قہوہ خانے مین میز کے پاس پڑا ملا تھا اِن کو فکر ہوئی کہ اُس کو
کسی طرح پڑھنا چاہیے - قریب تھا کہ خط پڑھنے کے لیے بکس سے اُٹھین - اس
عرصے مین دفعۃً ایک صاحب آگئے - اور کیمبل صاحب کی طرف مخاطب ہوئے
ان کے دوست نے ان سے بھی تقریب کی نام معلوم ہوا ہربرٹ ہے اب انکو
بے موقع معلوم ہوا کہ کیمبل صاحب کے ایسے دوست کے آتے ہی یہ اُٹھ کھڑے
ہون - ضبط کیے بیٹھے رہے - ہربرٹ صاحب مسز کیمبل کی جانب مخاطب
ہوکر کہنے لگے " اللہ اللہ کس مدت کے بعد ملنے کی نوبت آئی آپ تو آپنے
ناچ اور دعوت کے جلسون مین آنا جانا ایسا ترک کردیا ہو کہ -
مسز کیمبل (مسکراکر) آپ کو شبہہ ہونے لگا کہ ہم لوگون نے گوشۂ عزلت اختیار
کرلیا تارک الدنیا ہوگئے -
ہربرٹ نہین - ایسا تو نہین - ہان یہ تو کہو مس ولیسٹ مور کا مزاج تو اچھا ہے
اڈمنڈ بارمڑ یہ نام سُنکر چونک پڑے - سوال کا جواب تو نہین سُنا - مگر اتنا خیال
اِن کو ضرور آیا کہ کل شب کو پرسی نے جو اپنا حال بیان کیا تھا - اُسمین ویسٹ مور ہی
کا نام آیا تھا کچھ ہواب تو اُس خط کو ضرور پڑھنا چاہیے - گھبراکر بکس سے باہر
نکلے اور عقب کے کمرے مین خط پڑھنے چلے گئے - اتفاق سے جو صدری پہلے پہنے
تھے اُسکی جیب سے سب کاغذ نکالکر اُنھون نے آج صدری مین رکھ لیے تھے - وہ
چٹھی بھی چلی آئی تھی جلدی سے نکالی اور پڑھنی شروع کی مضمون یہ تھا -

پیارے اڈگر۔

ابا جان سب جانتے ہین۔ ہان میری خطا سے البتہ آگاہ نہین۔ محبت اُن پر ظاہر۔ تمھاری خالہ کے ہان چھپ چھپ کے ملنا اُنکو معلوم۔ جو خطوط آپس مین آئے گئے اُنکا بھی اُن کو علم ہی۔ مگر اب ڈر ہی کہ کوئی گل نہ پھولے۔ کرتوتون کا بھانڈا نہ پھوٹے کا ہے سے کہ اب سامان اور نظر آتے ہین۔ ہائے اڈگر مین کیا کھون جیسی گھبراہٹ اسکی مجھے ہی عجب کشمکش مین جان ہی۔ ایک طرف تو مان بننے کی حسرت۔ دوسری طرف سنگدل بے دید دُنیا کی روسیاہی میری بات مانو۔ اب اسکے سوا جو تجویز مین نے آج بتائی ہی کوئی دوسری تدبیر نہین۔ مین ابا جان کے قدمون پر گرون۔ اور سب کچھ صاف صاف کہدون اور شادی پر راضی کر لون۔ یہ سب مین آج ہی کر لون گی۔ پھر کل تم کو خبر کرونگی۔ اڈگر۔ پیارے اڈگر۔ دیکھو مجھسے مُنھ نہ موڑنا۔ محبت نہ چھوڑنا۔ مین تمھاری مہر و محبت کی بھوکی۔ تمھاری اُلفت کی پیاسی ہون۔ کیا کھون مجھ بدبختی پر مصیبت ہی ایسی پڑی ہے۔

تمھاری بے ریا اور رضا جو ا۔ د

اِس چٹھی کی شان خط وہی تھی جو اڈمنڈ صاحب نے البم مین لکھی تھی دیر تک تعجب و حیرت مین غرق رہے۔ اب اُن کو یقین ہوگیا کہ امیلائین کے ہاتھ کی لکھی ہوئی یہ چٹھی ہی۔ اور یہ بھی یاد آیا کہ ابھی ہربرٹ صاحب نے ویسٹ مور کا نام بھی لیا ہے یہی انکا خاندانی نام ہی۔ اور یہ بھی یاد آیا کہ یہ سی ویسٹ مور ہی کے خاندان کی بڑی لڑکی کے ساتھ راہ رسم

پیدا کرنے کی ڈینگ بھی مارتے تھے۔ اور ایملائین ہی بڑی بن ہین ایک طرف تو یہ سب باتین ٹھیک ٹھیک ہین جنمین کوئی شبہہ ہی نہین ہوسکتا۔ اور دوسری طرف اُنکی عصمت اور پارسائی کا کوئی ثبوت ہی نہین۔ مگر لغزش تو روزاسے ہوئی ہو۔ روزا ہی ننگ خاندان نکلی ہے۔ ایملائین نے ایسے شخص سے شادی کی ہو جو اُس کا عاشق زار۔ تابعدار۔ قدردان ہو جیسا ایک عصمت دار کا ہونا چاہیے پھر ایملائین بن پر ایسی مہربان ہے کہ اُس کی حرکات گویا بالکل ہی بھول گئی اُسکے نزدیک بالکل دھوئی دھائی پاک صاف۔ اور ایملائین کی صورت۔ حرکات۔ انداز سے بھی کوئی ایسی بات خدانخواستہ ظاہر نہین ہوتی کہ جس سے شبہہ ہوسکے کہ ایسی نیک بیوی نے اور یہ چھٹی پرسی کو لکھی ہو۔ لیکن ایک دفعہ انکو یہ بات سوجھی کہ ایملائین کی پارسائی جانچنے کا تو اسی وقت موقع ہی۔ پرسی یہین موجود ہین۔ چلو کتاب النقاد دیکھنے سے پہلے بھید کھولنے کی کوشش اپنے طور سے تو کر لو۔ چنانچہ بکس مین پھر واپس آئے ہربرٹ جہان سے اٹھکے گئے تھے وہین آکر بیٹھ گئے۔

ایملائین نے اُن سے مخاطب ہوکے کہا "سبحان اللہ کیا سُرین ڈوبی ہوئی آواز ہی ایسا معلوم ہوتا ہی کہ روح عالم سرخوشی مین وہی لطف اُٹھا رہی ہی جس کی لذت یوم الست کو ملی تھی۔

اڈمنڈ نے اڈگر پرسی کی طرف اشارہ کرکے کہا "مگر ذرا ان حضرت کو دیکھیے گانے والی کی خوش گلوئی سے بڑھکر اپنے دوستون کے خندہ ہاے زیر لب ہی کی صدا مرغوب ہے"

ایمیلائین نے نظر اُٹھا کر اُدھر دیکھا۔ اتفاق کی بات اُڈگر بھی اسیطرف دیکھ رہے تھے جونہین اُڈگر کی صورت پر نظر پڑی۔ زرد ہوگئین۔ مُنھ پر ہوائیان اُڑنے لگین۔

مگر واہ ری ایمیلائین۔ فوراً ہی خود کو سنبھال کے اُدھر سے مُنھ پھیر کر سر اڈمنڈ سے بولی "مجھے بڑا تعجب ہی کہ اس زمانے کے مردوے جو بڑے وضعدار بنے پھرتے ہین اس بات کا کچھ لحاظ ہی نہین رکھتے کہ ایسے عام مجمعون اور جلسون مین اُن کی بیہودگیان اور بدتمیزیان نہ کھُلنے پائین۔ سچ پوچھو تو اب تماشا گاہین تھیٹر ناچ گانے کے جلسے صرف اس واسطے رہ گئے ہین کہ ایسے تھمڑے۔ کندہ ہاے ناتراش بے تمیز لوگ آکر اپنی ہی گایا کرین اور گانا صرف آنکھون سے دیکھ لیا کرین"

یہ کہکر ایمیلائین نے تماشے کی طرف رُخ کر لیا۔ گویا گانا سُننے مین پھر مستغرق ہوگئین۔ سر اڈمنڈ کو اس ادا سے اور بھی یقین ہوگیا کہ انسے خدانخواستہ کوئی علاقہ نہین۔ بالکل بے گناہ ہین بھلا اس طرح کی اس طبیعت اس مزاجکی عورت اور یہ حرکات۔ اجی نہین۔ نام مین غلطی ہوگئی ہوگی یہ سوچکر سر اڈمنڈ نے سامنے نظر اُٹھا کر دیکھا کہ غور کرین اُڈگر سر سی بھی ایمیلائین کو پہچانتے ہین کہ نہین۔ مگر وہ لوگ اُٹھ جاچکے تھے جگہین خالی پڑی ہوئی تھین۔ اب بجز اسکے اور کوئی تدبیر نہ تھی کہ جسوقت انکو مہلت اور فرصت ملے فوراً جا کر اپنی کتاب القا کھولین اور گتھی کو سلجھائین کہ آخر یہ معاملہ کیا ہی۔ اور اصل حقیقت کتنی ہی۔ آخرکار تماشا ختم ہوا۔ اور اگرچہ کیمبل صاحب کہتے رہے

کہ آخر کی نقل دیکھ لین مگر اُنکی میم صاحب اُٹھ کھڑی ہوئین اور سب مکان واپس آئے۔
کیمبل۔ افوہ آج کتنا مجمع تھا۔ کس قدر لوگ آئے تھے۔
ایمیلائین۔ ہان۔ پورا مکان بھرا ہوا تھا۔
پھر سرآڈمنڈ کی طرف مخاطب ہوکے اک لاپروائی کی ادا سے کہنے لگین "
"کیون جناب۔ آپ اُن صاحب سے واقف ہین جنکی جانب آپ نے اُس وقت اشارہ کیا تھا۔ وہی جو سامنے بیٹھے ہوے اپنے آپس کی باتون پر سوکھے ٹھٹھے اُڑا رہے تھے"
مارٹمر نے آنکھ ملاکر جواب دیا "جی ہان جانتا ہون۔ اڈگر پرسی نام ہے"
ایمیلائین کے چہرے پر نہ تو کچھ جھینپ تھی اور نہ کسی طرح کا کوئی تغیر۔ اطمینان کے ساتھ بولین "مگر آپ کے دوست نداق سلیم سے محروم معلوم ہوتے ہین"
یہ جملہ کچھ ایسی بے تکلفی سے کہا کہ مارٹمر صاحب کو جو تھوڑا بہت شبہ رہا تھا وہ بھی بالکل جاتا رہا۔ بلکہ اُسکے عوض سخت نادم ہوئے کہ لاحول ولا کیا بیہودہ حرکت تھی کہ ایسی پاکباز اور نیک عورت کی نسبت مین نے کیسے کیسے شکوک کو دل مین راہ دی اور کچھ ایسے مطمئن ہوے کہ کتاب لقا کا دیکھنا تک فضول سمجھے اور جاکے بستر استراحت پر آرام کرنے لگے۔
دو تین دن کے بعد مسٹر کیمبل کی میم صاحب اپنی بہن کو دیکھنے ٹوکن ہیم جانے لگین یہ تو معلوم ہی تھا کہ اُنکے شوہر نے روزا کا سب مفصل حال اپنے دوست سے کہدیا ہے۔ اُن کو بھی ساتھ لے چلین۔ تاکہ ایسے معزز اور امیر کے آنے سے روزا دل مین خوش ہو جائے کیمبل صاحب بھی ہمراہ تھے۔

روزا اِن لوگوں کے پہونچنے سے بہت خوش ہوئی۔ ایمیلا میں چھوٹی لڑکی (روزالی) کو بہت دیر تک پیار کرتی رہیں۔ لڑکی ماشاءاللہ سے دن بدن بہت ہی پیاری نکلتی آتی تھی۔ مگر ایک بات تھی کہ روزا اور اُس میں کچھ بھی شباہت نہ تھی۔ روزا جس مکان میں رہتی تھی وہ سواد نوکن ہیم میں نہایت خوشنما اور دلچسپ تھا گرمیوں میں تو چاروں طرف دور دور تک صاف شفاف میدان نظر آتا اور بہت کچھ تفریح پیدا کرتا تھا۔ مگر جس زمانے کا حال ہم لکھتے ہیں وہ جاڑے (خزان) کا موسم تھا اُسوقت البتہ درختوں کا پت جھاڑ ہوچکا تھا اور ہر طرف سناٹا ہی سناٹا تھا۔

سر اڈمنڈ کو آج بھی موقع ملا کہ دونوں بہنوں کے قیافے اور بشرے کا مقابلہ کریں۔ بڑی بہن کے اطمینان قلب بتسکین خاطر کے آگے چھوٹی کا اضطراب اور اضطرار اور بھی نمایاں معلوم ہوتا تھا۔ اور یہ بھی خیال ہوتا تھا کہ ایک باعصمت اور پارسا ہے اور دوسری گنہگار اور خجالت زدہ اسوجہ سے وہ مطمئن اور یہ مضطرب ہے خیر اصلیت کچھ ہی ہو۔ مگر اڈمنڈ صاحب تو یہی سمجھے اور غالباً ہمارے ناظرین بھی ایسا ہی خیال کرتے ہوں۔

قصہ مختصر دعوت کا دسترخوان بچھا سب نے مل جُلکر کھانا نوش فرمایا اور کوئی ساڑھے چار بجے ہوں گے۔ کہ واپسی کا سامان ہونے لگا۔ گاڑی دروازے پر لگائی گئی۔ اور قریب تھا کہ سر اڈمنڈ ہاتھ کا سہارا دے کر کیمبل صاحب کے سرمایۂ عیش و راحت یعنی ایمیلا ئین کو سوار کرائیں کہ دو شخص نفیس پوشاک پہنے شریف وضع جو ذرا آواز سے باتیں کرتے اور سگریٹ پیتے

جاتے تھے برابر سے ہوکر نکلے۔ ان مین سے ایک شخص مسز کیمبل کو دیکھکر دفعۃً رُک گیا اور استعجاب کے ساتھ ساتھی سے بولا "بھئی اپنی جان کی قسم ان میم صاحب کے دیکھنے کی مجھے عرصے سے تمنا تھی۔

یہ جملہ سُنکر ایمیلائین پہلے تو چونک پڑین چہرے کا رنگ فق ہوگیا مگر فوراً ہی ایسی سرعت سے یہ حالت دفع ہوگئی کہ اگر سر اڈمنڈ نے دیکھی بھی ہوگی تو انکو اپنی ہی نظر کے دھوکے کا شبہہ ہوا ہوگا۔

میم صاحب تو ضبط کر کے جیسی کی تیسی بنگئین۔ مگر اُس شخص نے پھر ایک دفعہ کہا "ہان وہی تو ہین ممکن نہین وہ نہون۔ وہی بریزا تو ہین جن کے دیدار کی اتنے دنون سے مجھے تمنا تھی" یہ کہکر وہ شخص لپکا کہ ہاتھ ملائے۔ مگر ایمیلائین بڑے اوسان اور اطمینان سے تمکنت و ملائمت کے ساتھ اسکی طرف مخاطب ہوکر کہنے لگین "جناب آپ کو دھوکا ہوتا ہے۔ مجھسے آپ سے تو کبھی کی جان پہچان نہین" یہ کہکر گاڑی مین سوار ہوگئین۔ وہ پشیمان اور خجالت زدہ ہوکر چُپ ہورہا۔ اور گاڑی چل نکلی۔

حضرات ناظرین یہ شخص جس نے ایمیلائین سے مصافحہ کرنا چاہا تھا کون تھا؟ وہی اڈگر برسی۔ بات گئی گذری ہوئی۔ میم صاحب کی بھی خاطر سے گویا جاتی رہی۔ مگر اڈمنڈ صاحب کا خبط پھر تازہ ہوگیا۔ کہ آخر یہ معاملہ کیا ہی۔ اس معاملے کی حقیقت اب تو سنو کام چھوڑ کے دریافت کرنی چاہیے۔ ضرور اڈگر برسی کسی بڑے دھوکے مین پڑے ہین۔ اچھا اُنکو غلط فہمی ہوئی سہی مگر ویسٹ مورنام۔ اور خط کی شان مین تو کوئی مغالطہ نہین۔ مگر جو اطمینان

اور بے فکری ایمیلا مین ہین پائی جاتی ہے وہ تو ہرگز نہوتی۔ اگر کچھ بھی اہلیت
ہوتی۔ لیکن یہ تو یقین ہے کہ اڈگر سے مطلق نا آشنا ہین۔ صورت سے واقف
نہین۔ اور اڈگر کو دھوکا ہوا۔ انشاء اللہ اس مغالطے کا حال کتاب القا
سے سب کھلجائے گا۔

لیکن قبل اسکے کہ اڈمنڈ صاحب کتاب سے حال دریافت کرین۔ انھون نے
ارادہ کیا کہ لاؤ ایک امتحان اور کرلو۔ شب کے کھانے کے وقت انھون نے
اڈگر کے اس طرح ملنے کا تذکرہ چھیڑا۔ اور مسز کیمبل صاحب سے کہنے لگے "یہ جو
آج سہ پہر کو آپ سے مصافحہ کو بڑھے تھے اور جو آپ کی خدمت مین نیاز رکھنے
کے شبہہ مین تھے۔ وہی صاحب ہین جن کی طرف تماشے مین بندے نے اشارہ
کیا تھا۔ اور ایک بات اس سے بھی زیادہ تعجب انگیز یہ ہے کہ ایک چھٹی انکے
نام کی ہے جس کو غالبًا آپ ملاحظہ فرمائین اور منفعل ہون کہ کیون یہ لغزش ہوئی
یہ کہکر انھون نے وہ خط مسز کیمبل کے حوالہ کیا انھون نے ایک سرسری
نظر سے اُسکو دیکھا۔ اور واپس کردیا۔ شوہر سے کہنے لگین "اونہہ کوئی خط
ہے۔ کسی نادان چھوکری نے کسی کو لکھا ہے جس پر شاید کوئی حق اسکو
ہو" مارٹر صاحب نے بھی یہ سمجھکر کہ اڈگر پرسی سے واقعی بالکل یہ
ناواقف ہین۔ وہ خط پھر جیب مین رکھ لیا۔ رات آئی۔ اڈمنڈ صاحب
اپنے کمرے مین گئے۔ بڑے ذوق و شوق سے دعوت دی۔
الماری نمودار ہوئی۔ اور مقوے سے کاغذات نکالے جنکا مضمون
یہ تھا۔

دیگر است۔ ان پیامون مین محبت کے کوڑ کے الفاظ۔ اور دل کی بیری کی قوت صرف ہی۔ خیال کرتے ہی تن بدن مین آگ ہی تو لگ گئی۔ جی مین بہت برہم ہوئے۔ کہ این عضب ہی میری ایسی حور لقا۔ پری چہرہ لڑکی۔ اور ایسے احد من الناس سے رشتۂ موافقت و مناکحت جوڑے! جب تک میرے دم مین دم ہی ہرگز ایسی بات روا نہ رکھونگا۔ خیر اُسوقت تو بات ٹالگئی گذری ہوئی مگر علی الصباح اُٹھتے ہی باپ گے ایمیلائین کو پاس بلاکر اس بات کا تذکرہ چھیڑا لڑکی اپنلی۔ صاف دل۔ اُسنے سنسیا باتون کا اعتراف کیا اپنی محبت کا سارا حال بے کم و کاست کہدیا۔ قدمون پر گر پڑی۔ اور روکے کہنے لگی۔ " اباجان جو ہو سو ہوا۔ تبو پرسی کو دل دے چکی۔ اب کیونکر پھیرون۔ خطا معاف ہو۔ للہ معاف کیجیے۔

ولیسٹ مور صاحب نے لاکھ سمجھایا بجھایا نشیب و فراز دکھایا کہ دیکھو کیا نادانی کرتی ہو۔ وہ ناشدنی اس لائق نہین۔ مفلس۔ قلاش شہر مین آبرو نہ گھر مین جھنجھی۔ پھر اُسپر طرہ یہ کہ مین سُنتا ہون۔ آوارہ مزاج بھی ہے۔ ناہنجار۔ ناشایستہ۔ شراب خوار۔ خراباتی۔ اکثر اوقات بندوق لیے شکار کے پیچھے پڑا پھرتا ہے۔ نوکری کرتا ہی نہ چاکری عزت آبرو کا خیال نہ کمائی کی فکر۔ بھلا ایسا بیہودہ آدمی اس قابل ہی کہ تم میری اولاد نور نظر ہو کر اُسکے پلے بندھو۔ توبہ توبہ خدا وہ دن مجھے نہ دکھائے کہ تم اُسکے گھر بیاہ جاؤ۔

ایمیلائین نے جواب دیا "اباجان کچھ ہی ہو۔ اب تو میری خوشی۔ اور

زندگی اسی مین ہے کہ آپ اسی چولھے مین جھونک دیجیے یُ اسکے میری زندگی محال ہے۔ اور نہ مین اب کسی دوسرے سے محبت کر سکتی ہون"

مگر ویسٹ مور صاحب نے نہ ماننا تھا نہ مانا۔ کچھ ایسے جھلائے کہ بلا پس و پیش بے دھڑک قطعی حکم لگا دیا کہ "خبردار آج سے جو کوئی واسطہ راہ و رسم پرسی سے رکھو گی تو تم جانو گی۔ پس اپنا بھلا چاہو۔ اُسکا خیال دل سے نکالو محبت کو قطع کرو" اور اُدھر پرسی کو بھی ایک خطّ مین (مگر ذرا ملامت کے ساتھ) لکھ بھیجا کہ "مناسب ہو آپ یہان تشریف لانا ترک کر دیجیے"

آپ جانیے عورتون کی سرشت مین ہو کہ جس قدر روک ٹوک کیجیے اُنکے خلاف کام پر اصرار کیجیے اُسی قدر اُنکو اور بھی ضد ہو جاتی ہو۔ یون اپنا جی چاہے تو کوئی کام نہ کرین۔ مگر جہان بندا بندی ہوئی۔ بس اد بدا کے وہی کرینگی۔ پس ایسے بے موقع قدغن نے ایمیلائین کو اور بھی آمادہ کر دیا کہ اب تو ضرور اپنے باپ کے حکم سے سرتابی کرے۔ ایک دن عاشق جانباز نے خفیہ نامۂ شوق بھیجا۔ فوراً نسخۂ تسکین سمجھکر لے لیا۔ پھر ایمیلائین کچھ سوچ سمجھکر جواب لکھنے پر بھی آمادہ ہوگئین چلیے خفیہ رسل رسائل کا چور دروازہ کھُل گیا۔ اور بلا تکلف خط کتابت ہونے لگی۔ آخر ایک دن پرسی صاحب نے فردِ شوق مین لکھ بھیجا کہ مدت ہوگئی صورت دیکھنے کو ترس گئے خدارا رحم کرو مجھ کو تو کسی تدبیر سے اس حرمان نصیب کو شربت دیدار سے شاد کام کر جاؤ

یہ دیدے ندیدے ہین دیدار کے

پہلے تو ایمیلائین کو کچھ تامل ہوا۔ مگر آخر کار راضی ہوگئی۔ پرسی کی ایک خالہ

تھین۔ یہ اُسکو اور بھی پُرچاک دیا کرتی تھین۔ کیا وجہ کہ سمجھی تھین ایک امیر کبیر۔ روپیہ پیسے والے گھرانے کی لڑکی لانے سے خاندان کے دن پھرینگے چار ہمچشمون مین آبرو بڑھے گی چنانچہ انھین کے مکان پر دونون آکر ملنے لگے۔ اور پھر دو ایک دفعہ نہین بارہا اتفاق ہوتا اور دونون دل کی ہوسین جی کھول کے نکالتے۔

قصہ مختصر امیلائین باپ اور بہن دونون کی چوری سے وہ کر گذرین جو بعد شادی کے ہونا چاہیے۔ خیر لعنت ہیچ کچھ دن اس طرح کٹے۔ کئی مہینے یہی حال رہا کہ ادھر موقع ملا۔ آنکھ بچی اور امیلائین ہوتخین پرسی کی خالہ کے ہان رفتہ رفتہ نوبت باینجا رسید کہ اس چھپ چھپ کے ملنے کا نتیجہ نکلا۔ نیا گل پھولا۔ چراغ تہ دامن کے کاجل نے دامن عصمت مین دھبا لگایا۔ بھانڈا پھوٹنے۔ کلنک کا ٹیکا لگنے کے سامان ہوئے شامت اعمال کے ہیولے نے صورت اختیار کرنی آغاز کی۔ ذوق مین شوق ”کیا ہوا“ کھاتے مین فضیحتے کے آثار نمودار ہوچلے۔ اضطراب انتشار۔ انفعال بڑھا۔ اور بجز اسکے کوئی تدبیر نہ سوجھی کہ یہ نیکبخت اپنے باوا جان کے قدمون پر سر رکھین۔ روئین۔ گڑگڑائین اور سارا کچا چٹھا کہہ سنائین۔ تاکہ بدنامی مٹانے کو شادی کی اجازت دین۔ بات ڈھنکی کی ڈھنکی رہے مگر وہان معاملہ دگرگون تھا۔ باپ کے مزاج کو اچھی طرح نہ پہچانا تھا۔ انکا منصوبہ تھا کہ لڑکیون کی شادیان دولت والون مین کرینگے ان کو بھی چین نصیب ہوگا اور اپنے بھی دن پھرینگے۔ کیسی اُلفت محبت کہان کی عشق عاشقی دولت عجب چیز ہے۔ اگر یہ ہوگی تو عمر مزے مین کٹے گی۔ اور جو

یہ نہین تو کچھ بھی نہین۔
مگر جب ایملائین نے دست بستہ عرض کیا کہ "ابا ایک بات آج کہنے آئی ہون تم خفا تو نہو گے؟"
ویسٹ مور۔ کیا؟ وہی پرسی سے محبت والی بات؟ این کیا ابھی تک اُسکا خیال تیرے دماغ مین باقی ہی۔ ارے مین تو سمجھتا تھا تو نے دل سے بھلا دیا ہوگا۔
ایملائین۔ ابا جان۔ کیا کہون۔ وہ بات تو بہت دور تک پہونچ گئی۔ مین آپ کے سامنے نظر نہین اُٹھا سکتی۔
ویسٹ مور۔ کچھ کہو تو سہی۔ خیر تو ہی۔ کہین اُس لونڈے سے تم پھر ملنے جُلنے تو نہین لگین۔
ایملائین۔ جی ہان کئی دفعہ۔ بلکہ اکثر۔
ویسٹ مور نے ترش رو ہو کے کہا "یہ کیا حماقت کی۔ بیحد نادانی ہوئی کہین بے سمجھے بوجھے کوئی وعدہ تو نہین کر بیٹھین۔ کہین یہ تو نہین قبولا کہ تمھارے دل مین بھی اُسکی محبت ہی۔ کہین ۔۔۔۔
ایملائین۔ کیا کہون یہ سب ہو چکا ہی بلکہ اس سے بھی سوا۔ اب آپ کو اختیار ہی جو چاہیے مجھے سمجھیے۔ ٹھوکر مار کے سامنے سے ہٹا دیجیے۔ ذلیل کیجیے۔ خوار کیجیے مگر خدا کے واسطے لعنت ملامت نہ کیجیے۔

یہ کہکر قدمون پر گر پڑی۔
باپ نے کہا کمبخت کچھ کہہ تو سہی۔ پھر اب چاہتی کیا ہے۔
ایملائین نے دونون ہاتھون سے مُنہ چھپا لیا اور کہنے لگی ابا جان مین

چاہتی ہون اُڈگر کو اجازت دیجیے۔ اس وقت وہ بھی آپ کے قدمون پر گر کر اپنی خطا معاف کرالے۔

یہ سُنکر بڈھے کو بیحد غصہ معلوم ہوا کانپنے لگا اور بولا "نہین نہین ہرگز نہین۔ یہ کسی طرح نہین ہو گا"

لڑکی زار و قطار رونے لگی اور باپ خاموش کھڑا رہا۔ ایکبارگی جوش جو آتا ہے۔ ہاتھ پکڑا اوپر اُٹھایا اور خشونت کے ساتھ کہنے لگا کیون "تجھے معلوم ہے۔ اسکا نتیجہ کیا ہوتا ہے۔ اگر اسوقت تو نے بات نہ مانی تو دیکھ لینا تیرا باپ ایک دن پاگلخانہ مین سر ٹکرا ٹکرا کر جان دیدے گا۔

ایمیلائین۔ جو فرمائیے قسم ہے۔ مین وہی کرونگی۔ مجھ سے نافرمانی ہوئی۔ مین نے گناہ کیا۔ جو سزا دیجیے مین اُسکی سزاوار ہون۔

ویسٹ مور۔ اچھا سردست تو یہ چاہیے کہ خبردار خبردار کسی پر یہ بات کھلنے نہ پائے پس اسکا انتظام اسی وقت سے چاہیے۔

ایمیلائین۔ سب سے بہتر بات یہ تھی کہ ابا جان آپ شادی کی منظوری دیتے لڑکا اُسی کا قرار پاتا۔

ویسٹ مور۔ نے مایوس ہوکر جواب دیا "بیٹی مین تم سے کہہ چکا ہون کہ مین دیوانہ ہو جاؤنگا۔ اسکی داستان پُر غم ہے اب مین تم سے کہتا ہون"

ایمیلائین۔ آپ اور خدانخواستہ پاگل۔ نوج دشمنون کی یہ حالت ہو

ویسٹ مور نے میز پر زور سے ہاتھ مارا اور کہا "ہان ہان مین۔ مین ہی کیا کہون میری ساری وہ دولت جو تم دونون کے لیے جمع کی تھی ضائع ہوگئی مین تباہ ہوگیا"

ایمیلائین۔ بہت ہی خوف زدہ ہوئی گھبرا کر بولی "ابا آپ اور تباہ!"
ویسٹ مور نے دانت پیس کے اور بال نوچ کر کہا "ہان تباہ ہوگیا۔ برباد ہوگیا۔ کچھ بھی میرے پاس نہین رہا اب ایک جھنجھنی باقی نہین۔ ایک کام مین روپیہ لگا دیا سمجھا تھا دونے ہونگے۔ اس مین سب ڈوب گیا اب میری ساکھ۔ میری بات تمھارے ہاتھ ہے۔ تمھارے پھیرے میرے دن پھر سکتے ہین۔
ایمیلائین نے متحیر ہوکے پوچھا "میرے کرنے کا کون کام ہے؟"
ویسٹ مور۔ ہان تمھین مجھے بچا سکتی ہو۔ تم جانتی ہو جیمس اپنے مان باپ کا اکلوتا ہی آج شہر مین کوئی سوداگر اسکے باپ کی ٹکر کا نہین جیمس مدت سے شادی کا خواستگار ہی تم سے اسکو محبت بھی ہی۔ اور بہت کچھ دولت دینے کا وعدہ کرتا ہی۔ میرا کارخانہ تو بگڑ ہی چکا۔ لوگ جب مطالبہ پیش کرینگے تو بجز دیوالے کے اور کوئی صورت نظر نہین آتی۔ اگر تمھارے ساتھ اُسکے بیٹے کی بات چیت قرار پاگئی تو بلا تکلف وہ میری ضمانت کو اُٹھ کھڑا ہوگا۔ اور یون بھی لوگون مین اس نسبت کی وجہ سے بے کہے سُنے ہوا بندھی رہے گی۔
ایمیلائین۔ ابا یہ نہین ہونی۔ ہرگز نہین۔ بھلا آپ اور مجھ سے کہین۔ ایک بھلے آدمی کے ساتھ ایسا فریب کرون۔
ویسٹ مور۔ تو پھر پاگلخانہ ہی ہمارے لیے بڑا ہی۔ اندیشہ پورا ہوکے رہیگا۔
ایمیلائین نے تھوڑی دیر تک غور کر کے کہا اچھا مین نے ٹھان لی ہی اب جو آپ کہیے گا کرون گی۔

بڈھے نے نہایت خوش ہوکر کہا "شاباش بیٹیا واہ تیرا کیا کہنا اولاد کو یہی چاہیے یہی عین سعادتمندی ہے"

یہ باتین ہو رہی تھین کہ روزا نے آہستہ سے کمرے کا دروازہ کھولا۔ زرد ہلدی کا گا بھا مضطرا ور پریشان بہن سے آکر چمٹ گئی پھر باپ کے قدمون پر گر کے کہنے لگی مین سب سُنتی تھی ۔باجی معاف کرنا۔ ابا معاف کرنا دونون بہت گھبرائے ۔اور ایک زبان ہوکر بولے کیا تمنے سُن لیا۔

روزا اسوقت ایک طرح کے جوش مین تھی اور کسی قدر اُسکو اِس پردہ داری پر رنج بھی تھا۔ اُس سے ضبط نہو سکا اور بلا تامل یون گویا ہوئی

روزا۔ ہان ہان مین سب سُنتی تھی جسوقت باجی ڈری سہمی۔گھبرائی۔ ملول اور مغموم آپکے کمرے کی طرف آئی ہین مین دیکھتی تھی۔ مین نےجی مین کہا اللہ! وہ کون ایسی بات ہو کہ مجھسے یون چھپائی جاتی ہو۔ ہم تو یون اپنی باجی کو دل وجان سے چاہین اور وہ ہم سے ایسا پردہ رکھین۔ پھر مین دبے پاؤن کمرے کے دروازے تک آئی۔ اور کچھ سُن گُن لی۔ میرے تو ہوش اُڑگئے زمین مین گڑ گئی۔ وہان سے سرکنے کو جی ہی نہ چاہا۔ قدم ہی نہ اُٹھ سکا کھڑے کھڑے سب باتین سُنین۔

ولسٹ مور۔ خیر کی تو تم نے نادانی۔ مگر ایک طرح سے بہتر ہوا کہ یہ سب ناگوار باتین تمھارے سامنے دُہرانی نہ پڑین۔ لے اب تو سب سُن چکی ہو۔ کہو اب تمھارا تقاضائے سعادتمندی کیا ہو بہن اور بوڑھے باپ کے واسطے تم کیا کرسکتی ہو

روزا۔ مین اپنی باجی اور ابا پر جان تک نثار کرنے کو حاضر ہون۔

اِس جملے کو دونون اچھی طرح نہ سمجھے کہ روزا کہان تک اپنی آبرو۔
آرام آسایش اور ساری عمر صدقے کرنے پر تیار ہی۔ دونون خاموش رہے
پھر روزا نے اسکی یون تصریح کی "مین اپنی باجی کی آبرو بچانے کو تیار ہون
جو کچھ بدنامی کی باتین ہین سب اپنے سر اوڑھ لونگی۔ اور آپ بلا تامل
اُنکی شادی ایسی جگہ کر دیجیے جہان سے ایسی دولت ہاتھ لگنے کہ آپ کا
کاروبار سنبھل جائے"۔
حضرات ناظرین! بہن اور باپ کی محبت جس قدر اس نیکبخت کے
دل مین تھی اُسکا پورا اندازہ کرنا انسان کے حوصلے سے باہر ہی اور
کیا امید ہوسکتی تھی کہ عمر بھر روزا اس وعدے پر مستقل رہے گی۔ مگر
آگے چلکے قصے سے خود ہی سب حال آئینہ ہو جائے گا۔
الحاصل سب سے پہلے تو ویسٹ مور نے یہ کیا کہ اڈگر میسی کی خالہ
کے پاس پہونچے اور اچھی طرح اُسے جالی کر دیا۔ کچھ ہی ہو مگر اُنکے بھانجے
کے ساتھ لڑکی کی شادی ہو ہی نہین سکتی۔ اگر وہ اُسکا پیچھا چھوڑ دے
تو ہندوستان مین فوجی عہدہ حاصل کرنے کے واسطے کافی روپیہ دیا
جائے گا۔ مگر آپ جانیے اڈگر تو ہزار جان سے عاشق تھا طمع مین نہ آیا
صاف انکار کر گیا۔ اب ویسٹ مور صاحب ایک اور چال چلے جس سے
اس بیچارے کی ہمت بالکل ہی ٹوٹ گئی۔ اور سب طرح سے مایوس ہوگیا
یعنی اس بڈھے تاجر نے جیب سے نکالکر ایمیلائین کی تحریر پیش کی
جس مین اُس نے خود اس عقد سے صاف صاف انکار کر دیا تھا۔ اڈگر

اب کیا کرتا غم وغصہ کھا کر چپ ہو رہا۔ ع جڑ کٹ گئی نخل آرزو کی
جسپر اطمینان تھا۔ جسپر ناز تھا۔ اُسی کی جانب سے جب انکار دیکھا۔ تو اب
زور ہی کیا رہا۔ جی مسوس کے رہ گیا۔ عورتون کی بیوفائی پر لعنت ملامت کی
اور ویسٹ مور کی مدد سے ہندوستانی کمیشن مول لیکر با دل پُر ارمان۔ چشم
گریان وسینہ بریان سیدھا ہندوستان سدھار گیا۔
اس کانٹے کے نکلنے۔ بلا کے دفع ہونے کے بعد اطمینان خاطر کے ساتھ ویسٹ مور
صاحب جیمس کیمبل کے پاس خوشی خوشی گئے اور اُنکو عقد کا مژدۂ جانفزا سُنا آئے
مگر ساتھ ہی اُسکے مصلحتہً یہ بھی شرط لگا دی کہ لڑکی اتنی بات البتہ چاہتی ہے
کہ نکاح ایکسال کے بعد ہو تو بہتر ہے۔ اور کہنے لگے کہ علاوہ ایمیلائین کی خواہش
کے اُسکی مان نے اپنی وصیت مین لڑکیون کی شادی کے واسطے عمر کی جو قید لگادی
تھی وہ اس سال پوری بھی نہین ہوتی۔ پس مناسب ہے اس قدر مہلت آپ دیدین۔
یہ سب منظور ہوا۔ سب مراحل ومراتب طے ہو گئے۔ اور اقرارنامے پر
جانبین نے دستخط بھی کر دیے۔ اب بعد چند روز کے کیمبل کی امداد سے ویسٹ مور
کا کاروبار بھی سنبھل گیا چند ہفتے گذرے تھے کہ شہر مین پہلے افواہ اُڑ گئی کہ
ویسٹ مور کی چھوٹی بیٹی روزا یکایک غائب ہو گئی۔ اور بعد کو چرچے
ہونے لگے کہ ایک بدمعاش سے اٹاک گئی تھی وہی اسکاٹلنڈ لے اُڑا۔ اور
وہان پہونچکر اُس نے اُسکو چھوڑ بھی دیا اور یہ بھی مشہور ہو گیا کہ مسٹر ویسٹ مور
اور اُنکی بڑی صاحبزادی روزا کی تلاش مین باہر گئے ہین چند روز کے
بعد دوستون مین سے ایک کے نام خط آیا کہ اس واقعے کی وجہ سے چونکہ

ندامت ہی اس لیے چندے لندن آنے مین تامل ہے۔

اُدھر یہ انتظام کیا گیا کہ اسکاٹلنڈ کے ایک چھوٹے سے موضع مین ایک مکان لیا اور امیلائین نے وہین لڑکی جنی۔ روزا لائین نام رکھا گیا۔ اور جب سب باتون سے فرصت ہوگئی اور زچہ کو صعوبت سفر برداشت کرنے کی طاقت بھی آگئی تو دونون لندن واپس آئے اور لوگون مین مشہور کرا دیا گیا کہ روزا کی شامت اعمالی کی زندہ نشانی ایک لڑکی پیدا ہوئی ہے۔

غور کا مقام ہی کہ اس نیک عورت نے اپنی بہن کی آبرو اور باپ کی بہبود کے واسطے کس بات کو عمر بھر کے واسطے گوارا کیا۔ اور گویا ساری عمر دُنیا کی مسرتون کی کوئی طمع نہ کی اور وہ کر گذری جو اس عالم مین ابتدا سے اسوقت تک کسی سے نہ ہوسکا ہوگا۔

الحاصل لوٹی کن ہیم گاؤن مین ایک مختصر سا بنگلہ لے دیا گیا اور چند روز کے بعد بیچاری روزنا اُس لڑکی کو لے کے زندگی کے دن کاٹنے لگی۔ باپ اور بہن کبھی کبھی اُس سے آکر ملجاتے۔ اور جب یہ بدنامی دور دور پھیلی کہ یہ عورت یون ایک بدکار کے پھندے مین پھنس چکی ہی تو گانون مین پاس پڑوس کے رہنے سہنے والون۔ جوار کے لوگون نے بھی اُس سے ملنا جُلنا معیوب سمجھکر ترک کردیا۔ اور پھر کس جرم کی پاداش مین جسکی وہ مرتکب ہرگز نہ تھی۔

اب خدا کی عنایت سے سال بھر کی میعاد ختم ہوگئی۔ دھوئی دھائی پاک صاف بی ایمیلائین کیمبل کے ساتھ امی جمی بیاہ گئین۔ ویسٹ مور نے بھی کیمبل کی دولت کی مدد سے اپنے سارے مطالبے پاک کردیے۔ ساکھ جم گئی۔ کاروبار

بھی چل نکلا اور اس دفعہ اتنا نفع ہوا کہ پہلے سے بھی زیادہ دولت جمع ہوگئی۔

تین چار سال تک زندہ رہکر ویسٹ مور نے انتقال کیا اور تمام جائداد اپنے داماد کیمبل کے نام چھوڑ دی۔

ایمیلائین اپنی بہن کے سلوک کی ممنون تھیں۔ اسکو بہت چاہتی تھیں۔ اور چونکہ بظاہر اُنکے کوئی اولاد نہ تھی۔ اس سبب سے روزالائین نئی ہوئی بھانجی کے ساتھ انتہائی شفقت کرتی۔ اور اسی بہانے اکثر اُس لڑکی کو اپنے مکان میں رکھا کرتی تھیں اور روزا بھی اُسکی بھولی صورت پیاری پیاری باتوں پر ایسی عاشق تھی کہ اگر آج اُسکے پیٹ سے ہوتی تب بھی اتنی ہی شفقت کرتی۔

ناظرین اندازہ فرما سکتے ہیں کہ سراڈمنڈ یہ کچا چٹھا پڑھکر کس قدر متحیر اور متعجب ہوئے ہونگے اور اپنے حسن ظن پر کس قدر ندامت ہوئی ہوگی۔ این! معاملہ بالکل ہی برعکس۔ پتھر کو موم خبیث کو فرشتہ چڑیل کو حور۔ خار کو گل۔ زاغ کو بلبل بوم کو ہما سمجھتے رہے اور مطلق کوئی شبہہ نہوا۔ اللہ ری مکاری۔ اللہ ری مکاری اس ریاکاری کی بھی کوئی حد ہے! تو پھر کیا یہ ساری لاپروائی اور بیفکری محض برقعہ تھی جو مصلحتاً اوڑھ لیا گیا تھا تاکہ صورت حال پوشیدہ رہے اور باقی دل کا چور اپنی سیہ کاری کا دھڑکا لکڑی کے کیڑے کی طرح ہر وقت اندر ہی اندر کریدا کرتا ہوگا کہیں ایسا نہو بھانڈا پھوٹے اور ظاہری پارسائی۔ اور عصمت کی بودی نمایشی عمارت ذرا سے صدمے سے اررا کے منہدم ہو جائے۔ کیا ایسے لوگ بھی دُنیا میں پڑے ہیں کہ اتنا لمبا چوڑا مکر اس استقلال سے اختیار کریں اور اتنے دنوں تک چہرے سے وہ تردد اور انتشار نہ ظاہر ہونے دیں جو ہر مجرم

دل مین طوفان خیز موجین پیدا کرتا رہتا ہو - بیشک یہ ممکن تھا - ایمیلا ئین -
ایسی ہی ڈھیٹ عورت تھی - یہ سب کچھ اُس سے بن پڑا تھا - سچ ہو انسان
جب جی پر رکھ لیتا ہو تو خدا جانے کیا کیا کر گذرتا ہو - ادھر روزا پر بھی نہایت
تعجب ہوتا تھا کہ کیسی نیک دل اور معصوم صفت عورت ہو - باپ اور بہن کی خوشی
اور چین کے واسطے اُسنے اتنی ٹری روسیاہی بدنامی تفضیح - یون ہنسی خوشی گوارا
کرلی اور ذرا بھی نہ ہچکچائی - لیکن اسکی کیا وجہ ہو کہ ایمیلا ئین تو اسکے آگے مارے
محبت اور مہربانی کے بچھی جاتی ہو فرش ہوئی جاتی ہو اور یہ چندان خاطر مین نہین
لاتی کیا یہ سمجھتی ہو کہ مین نے وہ کام کیا ہو کہ کچھ ہی کیون نہ کیا جائے مگر اُسکا
معاوضہ ممکن ہی نہین - یا بعض اوقات اسکو خیال آجایا کرتا ہو کہ افسوس جھوٹا
الزام اپنے سر اوڑھ کے مین نے اپنی ساری عمر اکارت کی - ہان کیا عجب ایسا ہی
ہو - یہ امر کوئی بعید از عقل تو تھا نہین - اور سراڈ منڈ بھی کتاب القا دیکھنے کے
بعد ایسا ہی کچھ سمجھنے لگے - اللہ اللہ! بنی نوع انسان کی بھی عجب سرشت ہو
کیا بالکل مکر و فریب اور ریا کاری سے اسکی مٹی کا خمیر ہو ؟ کوئی کس کا اعتبار
کرے کسکو سچا جانے - جو کچھ بظاہر دیکھے یا سُنے کیا اُسکے خلاف سمجھا کرے کیا حقیقت
حال جاننے کے واسطے تصویر کو اُلٹ ہی کر دیکھے کیا نیکون کو بد سمجھے اور جو
بدکار سیہ کار کہلاتے ہون اُن سے ملا کرے - افسوس گر معلومات حاصل کرنے
کا یہی ثمرہ ہو تو بلا شبہہ مجھسے بڑی غلطی ہوئی کہ ایسی چیز منتخب کی - ارے
اس سے تو میری دلی خوشی اور مسرت الٹی تلخ رہا کرے گی - اور جب تک
کُل عالم کا مجھے حال معلوم ہو تب تک یہ زندگی تو مجھے اجیرن ہو جائیگی کیا

واقعی "العلم حجاب الاکبر" صحیح ہی کیا سچ مچ یہ دنیا ایسی جگہ ہی جہان انگریزی
شاعر گرمی کا یہ قول صادق آتا ہی کہ "جس مقام پر ناوانی ہی سے خط خاطر ہے
وہان دانائی عین ناوانی ہی" اُس شاعر بیچارے کو خیال بھی نہ ہوگا کہ اُسکے
قول کی تصدیق ایسے قوی ثبوت سے ہوجائیگی - مگر اس معاملہ سے یقین ہوگیا
کہ جو کچھ اُس نے کہا ہی حرف بحرف ٹھیک ہی لیکن ایک بات ہی صرف وہی ایک
باتون پر خیال کرکے ابھی عام کلیہ قرار دینا نہ چاہیے - ممکن ہی اگر معاملات دنیا
پر رائے قائم کرتے وقت - احتیاط اور ہوشیاری صرف کی جائے تو معلومات
عام کی نعمت شاید اس قدر تکلیف وہ نہ نکلے - بلکہ برعکس اُسکے باعث مسرت
ہوا کرے غرضکہ اس طرح دل کو سمجھا کر سر اڈمنڈ اُٹھے اور کوچ پر جاکر سو رہے
صبح ہوئی - بیدار ہوئے شب گذشتہ کی باتون کا اثر ایک خواب وخیال سا
رہگیا - مگر جب ناشتے کے کمرے مین آئے اور لیڈی کیمبل کا سامنا ہوا تو وہ
سب خیالات تازہ ہوکر ایک مرکز پر جمع ہوگئے - اور انکو ایسا حجاب آیا کہ چار آنکھین
نہ کرسکے - گویا بجائے اُنکے یہ خود وہی فریب اور ریا کے مرتکب تھے - اُدھر لیڈی
صاحب ماشاء اللہ سے اُسی طرح چونچال ہشاش بشاش بے تکلف جیسی
روز رہا کرتی تھین - وہی حسن وہی انداز واوا وہی اطمینان وہی بے فکری -
سر اڈمنڈ بیچارے اپنی جگہ پر متاسف اور نادم کہ لاحول ولا کیا ناگوار حالات
اپنے ہاتھون آپ سننا پڑے - اگرچہ جی تو یہ چاہتا تھا کہ سب باتین غلط ہوتین
تو بہتر تھا مگر کتاب القا کے بیان کو کیونکر جھٹلا سکتے تھے رنجیدہ مغموم اور متاسف
ہوکر رہ گئے -

واقعی انسان کے واسطے بڑی مصیبت اور رنج کی بات ہی کہ ناگوار واقعات جو طبیعت کو ناپسند ہون اُنکے باور کرنے پر مجبور کیا جائے۔ ابھی تو دل خوش کرنے والے دھوکون مین بڑا مسرور اور محظوظ ہوا ور طرفۃ العین مین پردہ اُٹھ جائے اور نہایت ناخوش اور ناگوار اصلی واقعات پیش نظر ہوجائین خاصکر کسی ایسی عورت کی عصمت پارسائی اور نیکبختی کے خلاف جب کوئی بات معلوم ہوتی ہے۔ جو حُسن صورت سے بھی متصف ہو تو اُسوقت دل پر بہت بڑا جبر کرنا پڑتا ہے۔ ایک خوبصورت کے حُسن سیرت کا خیال ایسا دل کو پیارا اور بھلا معلوم ہوتا ہی جیسا بچے کو اپنی مان کے گلے مین ننھی ننھی باہین ڈالکر چمٹنا اور جب واقعات کی بیرحمی سے وہ خیال دور کردینا پڑتا ہی تو دل ویسا ہی کڑھتا ہی جیسے اُس بچے کا جو مان سے زبردستی جُدا کرلیا جائے۔ پس یہی حال فرط تاسف سے مراڈمنڈ بارہ مر کا ہوا اور قریب تھا کہ آبدیدہ ہوجائین کہ اور خیال انکے دل مین پیدا ہوا۔ یعنی روزا کے قدمون پر گر کر اُسکی تپاک دلی اور نفس پر جبر کرنے کی تعریف و توصیف کرین اُنکے دل مین بیحد اسکی محبت پیدا ہوگئی۔ اُسکے صفات کے اچھے جاننے عاشق ہوگئے۔

جس شب کو اڈمنڈ صاحب میلائین کے تمام حالات کتاب لقا سے دریافت کرینگے اُسی شام کو ایک مسٹر ہربرٹ اتفاق سے کیمبل کی ملاقات کو آئے تھے۔ ان کی عمر چھیالیس سنیتالیس سال کی ہوگی بہت کم سخن منکسر المزاج بشرے سے فکرمندی کے آثار پائے جاتے تھے۔ اور ایک عجیب عادت انکی یہ تھی کہ جب کوئی شخص ان سے مخاطب ہوتا تو دفعۃً چونک پڑا کرتے تھے

خود اپنی جانب سے گفتگو چھیڑنے مین کبھی تقدیم نہ کرتے اور اگر کوئی دوسرا مخاطب ہوتا تو اُسکے نہایت ممنون ہوتے۔ یہ صفت اُن سادہ مزاج لوگون مین اکثر پائی جاتی ہے جنکو اپنی بات کی پچ کرنے کی عادت اور کسی قسم کی انانیت اور رعونت نہین ہوتی۔ بلکہ اپنی ہر چیز سب سے کم ہی نظر آتی ہو۔ اور اورون کی خوبیان بہت کچھ معلوم ہوا کرتی ہین۔ الغرض یہ آئے تھوڑی دیر بیٹھ کر چلے گئے۔ اسکے بعد ایمیلائین کی زبان سے نکلا کہ مسٹر ہربرٹ کا حال عجیب معمّا ہو کہ اُسکا حل ہی نہین ہو سکتا۔ آپ جانیے میری عادت نہین کہ کسی کی بھلائی بُرائی کی ٹوہ مین رہون۔ مگر انکے حالات البتہ کچھ ایسے معلوم ہوتے ہین کہ بے اختیار جی چاہتا ہو کہ کچھ کہئے۔ آدمی امیر کبیر ہین۔ اور ملک انڈیس سے بعنایت الٰہی بہت دولت کما لائے ہین۔ بعض لوگون کا بیان ہو کہ وہان نقاشی کا انکا بڑا کارخانہ تھا اس کام کو خوب جانتے ہین آج انکا کوئی مدمقابل نہین۔ اسی وجہ سے تھوڑے ہی دنون مین بہت سی دولت کما کر لندن واپس آ گئے ہین۔ یہان تو چند ہی روز ہمئے ہین اور یہان کا تجربہ بھی انکو کم ہو۔ مگر ہان آدمی تجربہ کار جہاندیدہ اور سیاح ہین۔ بہت سے ملکون کی سیر کر چکے ہین۔

مسز اڈمنڈ۔ ہان اُنکی باتون سے تو معلوم ہوتا ہو۔ کہ فرانس اور وہان کے جلسون مجمعون کے حالات سے اچھی طرح واقف ہین اور وہان کے تذکرون مین اُنکا جی بھی بہت لگتا ہے لیکن ایک بات پر تو ہمکو بھی تعجب ہوتا ہو یعنی جب کوئی اُنکی طرف مخاطب ہوتا ہو۔ تو یہ بے حد گھبرا و بوکھلا جاتے ہین۔ پھر چاہے انکا پُرانا دوست واقفکار ہو۔ چاہے اجنبی دونون کے ساتھ انکا یہی حال ہے۔

ایمیلائین۔ ایک طرح کا خبط کہنا چاہیے۔ اے ہان۔ اور کیا۔ باقی آدمی بہت ہی رحمدل۔ نیک مزاج۔ مخیر ہین۔ بہت کچھ چپ چپاتے۔ خیرات مبرات کرتے رہتے ہین بہت سی خیراتی انجمنون مین خفیہ چندہ دیا کرتے ہین۔ مین آپ سے کیا کہون۔ یہ شخص ایسا مخیر ہی کہ جیلخانون مین جا جاکر قیدیون تک کے ساتھ سلوک کرتا ہی۔ ابھی چھ سات مہینے کی بات ہی کہ ایک شخص کو جعلی نوٹ بنانے کے جرم مین پھانسی کی سزا تجویز ہوئی۔ مگر یہی مسٹر ہربرٹ اسکی مدد پر اُٹھ کھڑے ہوئے اور محض حسبتہ للہ وہ کوشش کی کہ پھانسی پر سے اُتار لائے۔ اور سزا مین تخفیف کرا دی۔

ابھی یہ باتین ہو رہی تھین کہ ایک نوکر نہایت بدحواس گھبرایا ہوا دوڑتا۔ ہانپتا۔ کانپتا آیا اور کہنے لگا "بڑا غضب ہوا۔ ہربرٹ صاحب ابھی مکان سے باہر نکلے ہی تھے کہ عین پھاٹک پر غش کھا کر گر پڑے اور گرتے ہی جان نکل گئی"! ایمیلائین کے مُنہ سے بے اختیار چیخ نکلگئی۔ اور اڈمنڈ صاحب جھپٹے پھاٹک کی طرف دیکھتے جو ہین ہربرٹ صاحب بیہوش پڑے ہین حلقون مین آنکھین متحرک ہین اردگرد لوگون کا مجمع ہی۔ مگر سب کھڑے تماشا دیکھ رہے ہین۔ کوئی اُنکو اُٹھانے کی فکر نہین کرتا۔

آخرکار اڈمنڈ صاحب نے کیمبل صاحب کے ایک نوکر کو لیکر ہربرٹ کو بہزار دقت و کوشش جس طرح بنا زمین سے اُٹھایا اور مکان کے اندر لے گئے۔ اُسی وقت ڈاکٹر کو بلوایا۔

جب تک ڈاکٹر آئے۔ اڈمنڈ کی رائے ہوئی کہ سونے کے کمرے مین لوگ اُنکو لیجائین اور وہان انکے کپڑے اُتار ڈالین۔ کیونکر ایسی غشی کی حالت مین

تنگ چست پوشاک ناگوار ہوگی - چنانچہ ایسا ہی ہوا - اڈمنڈ کمرے مین تنہا پوشاک اُتار رہے تھے - نوکر باورچی خانے مین کوئی چیز لانے گیا ہوا تھا - کوٹ - واسکٹ - اور جُرابین اُتر چکی تھین مگر ہربرٹ صاحب اس طرح ہانپ رہے تھے جیسے کسی نے انکا گلا دبا دیا ہو - اُنھون نے قمیص کا کالر بھی کھول ڈالا - پیٹی بھی جدا کر دی - اور سینے پر سے قمیص ہٹا دیا کہ ذرا ہوا لگے اور تنفس مین آسانی ہو - مگر ہربرٹ اس طرح تڑپ رہے تھے کہ معلوم ہوتا تھا سخت کرب مین مبتلا ہین بار بار کروٹین لینے اور تڑپنے مین قمیص کی بائین آستین چاک ہوگئی - اڈمنڈ صاحب سمجھے اب کوئی دم مین مریض کا دم نکلتا ہی - جان کندنی کی حالت ہی - چہرہ دیکھتے دیکھتے جھکتے جو ہین تو اُسی کھلے بازو پر کچھ نشانات نظر آئے جس سے انکو نہایت تعجب ہوا پہلے تو سمجھے نگاہ کا دھوکا ہی - آنکھین ملکر غور کیا واقعی جلد پر تین گل نظر آئے جو معلوم ہوتا تھا کسی چیز کو گرم کرکے لگائے گئے ہین - گوشت مین لہو کی جھلک نظر آتی تھی - اور صاف صاف معلوم ہوتا تھا کہ یہ گل تین حرفون - غ ج - ح - کی صورت پر لگائے گئے ہین - کچھ مطلب سمجھ مین نہ آیا کہ آخر ان مرموزات کا کیا مطلب ہی کسکی نشانی اور کن الفاظ کے شروع کے حروف ہین - اور کیون - اور کس ملک مین لگائے گئے ہین -

غرضکہ ان خیالات نے اڈمنڈ کو بہت پریشان کیا اور انکو یقین ہوگیا کہ ہو نہو کسی اہم بات کو ان سے تعلق ہی - اس راز کو جس طرح بنے دریافت کرنا چاہیے

تھوڑے عرصے کے بعد ہربرٹ کو ہوش آچلا - کرب بھی کم ہوا - اِدھر اُدھر دیکھنے لگے کہ ایکبارگی نظر اپنے داہنے بازو پر پڑی - دیکھا قمیص پھٹا ہوا ع

کھلے ہین۔ زور سے چیخ اُٹھے۔ اور بڑے جوش خروش سے ہذیان شروع ہوگیا
بہت سی باتین تو ایسی تھین کہ سمجھ مین نہ آتی تھین مگر بار بار یہ الفاظ زبان
سے نکلتے تھے "ستم ہوگیا غضب ہوگیا انھون نے دیکھ لیا۔ اب یہ ساری
دُنیا مین مشہور کر دینگے۔ ہائے مین کمبخت وہین کیون نہ ٹھہر گیا مجھے وہان سے
آنے کی کیا پڑی تھی۔ کمبخت ہیوگر نے مجھے رہنے نہ دیا اپنے ساتھ لیے چلا آیا۔
ہائے آج سلس ٹائن جیتی ہوتی۔ میری جدائی نہ گوارا کرتی۔ مجھے نہ چھوڑتی
سلسٹائن ہائے سلسٹائن۔ افسوس اتنوا سنے دیکھ لیا۔ اب سب سے کہدے گا"
اس قدر کہکر چپ ہو رہے۔ تھوڑی دیر سکوت رہا۔ اُسکے بعد حواس درست
کر کے سنجیدگی کے ساتھ مارٹم کی جانب مخاطب ہوکے یون کہنے لگے "آپ نے
یہ نشانات جو میرے بازو پر ہین دیکھ لیے ہین۔ ملک بھر مین کسی کو نہ معلوم
تھے۔ دیکھیے اگر مجھے معلوم ہوا کہ کبھی آپ نے انکا مذکور کسی سے کیا تو جبتک
جان نہ لیلونگا۔ خون نہ بہا لونگا تب تک مجھے چین نہ آئے گا۔ اگر ڈاکٹر
کو میرے لیے طلب کیا ہو تو جب وہ آئے اُس سے کہدیجیے گا کہ اب اُسکی
کوئی حاجت نہین مین صحیح ہون"
یہ کہکر ہربرٹ کوچ پر سے اُٹھ بیٹھے۔ جھٹ پٹ پوشاک پہنی اور
کہنے لگے "ایک گاڑی جلد منگوا دیجائے" جس وقت گاڑی آئی اور ہربرٹ
سوار ہونے لگے مارٹم سے مصافحہ کیا اور پھر باصرار کہا کہ دیکھیے اس بات کو
اچھی طرح گرہ مین باندھیے گا کہ یہ راز اتفاقیہ آپ پر فاش ہوگیا ہے"
اڈمنڈ۔ مین حلفیہ عرض کرتا ہون کہ مجھے ہمیشہ اسکا خیال رہے گا اور کبھی

اسکا افشا کسی پر نہونے دونگا۔

ہربرٹ رخصت ہوگئے۔ دن تمام ہوا۔ اور شام کو اڈمنڈ اس بہانے سے کہ آج کسی قدر درد سر ہو۔ ذرا سویرے اپنے کمرے مین چلے گئے۔ کتاب القا سے حسب ذیل حالات معلوم ہوئے۔

نقاش کا کچا چٹھا

۱۸۴۷ء کے موسم سرما مین ایک شب سخت طوفان ابر و باد برپا تھا برف شدت سے پڑ رہی تھی۔ اندھیری جھکی ہوئی۔ ہاتھ کو ہاتھ نہ سوجھتا تھا کہ ایک غریب مفلس فلاکت زدہ عورت پھٹے پرانے کپڑے پہنے۔ بغل مین ایک چھوٹی سی گٹھری داب۔ بیکلی ہوئی پیرس کے محلے سینٹ جیکس کی طرف چلی جاتی تھی۔ اس وقت سب اپنے اپنے گھرون مین بیٹھے تھے۔ مینھ کی شدت سے کسی کو گھر سے باہر قدم رکھنے کی جرأت نہوتی تھی گشت کرنے والے سپاہی بھی جلدی جلدی گھوم گھام کے اپنی جگہ پہونچ چکے۔ پولیس کے مخبر اس اطمینان پر کہ اس آفت مین کس کو اپنی جان دو بھر ہوگی کہ جرائم کرنے کو نکلے گا۔ اپنے گھر پہونچ کے آرام سے بیٹھ رہے تھے۔ سڑکو نپر گری پڑی چیز بیتھڑے گودڑ سمیٹنے والے وہ ”پرانا گودڑ کڑ وا تیل“ کی صدا لگانے والے بھی خاموش جھونپڑون مین دبکے پڑے تھے۔ مگر یہ آفت زدہ عورت۔ مینھ پانی سے نڈر سرتاپا شرابور کیچڑ پانی مین لت پت لپ جھپ چلی جا رہی تھی۔ اور جاتے جاتے اس وسیع عمارت کے آہنی پھاٹک تک پہونچی جو سینٹ جیکس کے محلے کے سرے پر

بنی ہوئی تھی دروازے پر ایک لکڑی کا زینہ لگا تھا بس وہین ٹھہر گئی یہان پر ایک کل رکھی ہوئی ہو شکل بالکل ایسی ہو جیسے کسی نے نہبت ٹبرا ڈھول لا کر کھڑا کردیا ہو نصف تو دروازے کے باہر ہو اور نصف دروازے کے اندر گھما دینے سے یہ ڈھول گھوم جاتا ہے اور اس مین چھوٹا سا موکھا نظر آتا ہے۔ اندر سے اس مین خول ہو بس اس مین اُس عورت نے وہ گٹھری ڈالدی اور پھر اُسکو گھما دیا گھنٹی جو پھاٹک پر لٹکتی تھی بجادی۔ اور دبے پانون وہان سے کھسک کے باہر نکل آئی۔ اودھر گھنٹی کی آواز سُنکر دربان آیا۔ اور ایک بچہ اُس کل سے نکالکر لے گیا کوئی آٹھ نو مہینے کا ہوگا۔ نہایت میلے کچیلے پُرانے کپڑے مین لپٹا تھا سینہ پر اُسکے ایک کاغذ کا پرزا رکھا ہوا تھا جسپر یہ عبارت لکھی تھی "جیمس ہربرٹ تاریخ ولادت ۱۲- اپریل ۱۸۴۶ء- والدین قوم انگریز"۔

المختصر یہ لاوارث بچہ حسب قاعدہ ایک انّا کے سپرد کردیا گیا۔ کپڑے بدلوائے گئے۔ اور اچھی طرح پرورش پرداخت ہونے لگی۔ تھوڑے دنون کے بعد بچہ چانگلا ہوگیا۔ ہاتھ پانون سڈول نکل آئے۔ اچھا خاصہ موٹا تازہ صحیح توانا نظر آنے لگا غرضکہ اسی حالت مین کئی سال گذر گئے اور کوئی اُسکا پوچھنے والا نہ نکلا۔ ہان اتنا ہوتا تھا کہ وہان کے منتظم کے پاس چھماہی اسکے جیب خرچ کو ایک قلیل رقم آجایا کرتی تھی۔ اور یہ روپیہ ضابطہ کے مطابق بطور سرمایہ کے جمع ہوجاتا تھا۔ تاکہ جب یہ سیانا ہوا ور کسی پیشے کے اختیار کرنے کا زمانہ آئے تو اُسکے کام آئے۔

مگر جیمس ہربرٹ یعنی یہ لڑکا کسی قدر بالخلقت متفکر اور اداس تھا۔ اور جب اسکو اتنی سمجھ آئی کہ اپنی حالت پر کچھ غور کرسکے اور دیکھے کہ اس کارخانہ مین وہ کس حیثیت سے رہتا ہے اور سیکڑون بچے جو پرورش پاتے ہین کیسے ہین تو اُسکو اپنی حالت نہایت ذلیل معلوم ہوئی اور بار بار جی مین سوچنے لگا کہ اس طرح یہان پڑے رہنے سے تو بہتر ہے کہ موت ہی آجائے۔ منتظم کارخانہ بڑے نیکدل آدمی تھے۔ وہ اسپر بہت مہربان اور اُسکو نظر شفقت سے دیکھا کرتے تھے کبھی کبھی وہ کھیل تفریح کے واسطے اپنے گھر بھی بھیجدیا کرتے۔ کہ اُنکے بچون کے ساتھ کھیلا کودا کرے۔ اس رعایت و شفقت پر ہربرٹ بھی اپنی جگہ نہایت ممنون احسان ہوتا تھا۔

جب بعنایت الٰہی سولہ سال کا سن ہوا تو ایک روز منتظم نے اُسکو اپنے پاس بلایا اور پوچھا کہو تمھارا دل کونسا پیشہ اختیار کرنے کو چاہتا ہے۔ اور تم کونسا کام سیکھنا چاہتے ہو تمھارے نام پر دوسو ہزار فرانک اسکہ فرانس جمع ہین۔ یہ رقم کوئی غیر معلوم شخص تمھارے واسطے صندوق مین ڈال جایا کرتا تھا وہ برابر آج تک جمع ہوتی رہی پس یہ روپیہ تمھارے واسطے جمع ہے۔ جو کوئی کام اختیار کروگے اُسکی تعلیم اور سرمائے مین لگایا جائے گا۔

ہربرٹ۔ تو اس سے معلوم ہوتا ہے۔ میرے مان باپ نے مجھے بالکل ہی چھوڑ نہین دیا۔ اب رہا پیشہ اُسکا یہ حال ہے۔ کہ آپ کو معلوم ہے جس حلقے مین ہون اُسکو نقاشی اور اسی قسم کے کام سکھائے جاتے ہین۔ چنانچہ مین بھی چار سال سے یہی کام سیکھتا ہون۔ پس مجھے کسی نقاش کے سپرد فرما دیجیے۔

منتظم۔ اچھا یہ تمھاری خوشی کی بات ہے۔ اس امر مین ہم تم پر جبر نہین کرسکتے۔

جو پسند ہو جو کر سکو وہ اختیار کرو۔ مگر پہلے اچھی طرح اپنی جگہ سوچ سمجھ لو تمکو اپنے
دل مین طے کرنے کے واسطے مہلت دی جاتی ہی۔ ارادہ مضبوط کر لو۔ پھر ہم سے
آکر کہنا۔ ویسا انتظام کر دیا جائے گا۔

ہربرٹ۔ ہان صحیح ارشاد ہوا۔ مگر مین فضول تساہل مین عمر عزیز ضائع
کرنی نہین چاہتا میری دلی آرزو یہ ہی کہ جس قدر جلد ہو سکے۔ کوئی کام
اختیار کرون اور اپنی بسر اوقات اپنی کمائی سے کرنے لگون پس آپ مجھکو فوراً
کسی نقاش کے حوالے فرمائیے۔ اب اس مین زیادہ سوچنے سمجھنے کی ضرورت
نہین۔ الحاصل ہربرٹ کی درخواست بطیب خاطر منظور ہوئی۔ اور چند ہی
روز مین ایک مشہور نقاش کے کارخانے مین جو محلہ روسینٹ ہنوری مین
واقع تھا کام کرنے کو بھیجدیا گیا۔

ہربرٹ نے چند روز تک خوب جی لگا کے کام کیا۔ اور مالک کارخانہ مسٹر
لیگرا ینڈ اسکی مستعدی ہوشیاری اور جفاکشی سے بہت خوش بھی ہوئے
مگر سال بھر کے بعد مالک کارخانہ کی بیٹی سلسٹاین کی چشم فسون ساز نے نگین دل پر
ایسا گہرا نقش محبت جمایا کہ اکثر اوقات نقاشی چھوڑ چھاڑ گھنٹون حسن و جمال یار
کے خیال مین محو رہنے لگے۔

معاملہ ایسا ٹیڑھا۔ دل ایسی جگہ اٹکا کہ جہان نقش مطلب کو کرسی نشین ہونے کی
اُمید نہین پھر خدا نے ایسا جھینپو اور شرمیلا بھی بنایا تھا کہ حرف مدعا زبان تک آسکتا تھا
لیکن آپ جانیے عورتون مین ایک خدا داد تمیز ہوتی ہی جس سے محبت کی
نظر کو خوب تاڑ جاتی ہین۔ وہ لڑکی کچھ سمجھ گئی۔ اور تھوڑی بہت خاطر بھی کرنے لگی

سچ ہے اپنے چاہنے والے کو کون نہین چاہتا مثل مشہور ہی "دل سے دل کو راہ ہوتی ہے" چاہیے اور کہین ٹھیاک اُترے نہ اُترے مگر یہان تو پوری اُتری تھی۔ اب سلطاین کا میلان ہربرٹ کی طرف زیادہ ہونے لگا۔ اور اگرچہ دونون نے ایک دوسرے سے اپنے دل کا حال زبان سے نہ کہا تھا۔ مگر دونون کی چتونین ایسی پڑنے لگین جنسے تاڑنے والے تاڑ سکتے تھے کہ دال مین کچھ کالا ضرور ہے۔

سلطاین اور ہربرٹ کے سن و سال مین بہت فرق نہ تھا۔ کوئی دو تین مہینے کی چھٹائی بڑائی تھی یعنی سلطاین کسی قدر عمر مین زیادہ تھی۔ مگر احسن الخالقین کی سرکار سے خلعت حسن اس بلا کا پایا تھا کہ گرد نواح مین ثانی نہ رکھتی تھی۔ ؎

تعالٰی اللہ زہے پاکیزہ اندام	کہ پیشش خاک بودے نقرۂ خام

کشیدہ قامت۔ مجسم قیامت۔ حور شمائل۔ زیبا خصائل۔ گیسوے سنبلیں عاشق کے واسطے بلاے جان تو مخمور آنکھون کی مستانہ چتون رہزن ایمان ؎

امی۔ پلا ہل۔ مدھ بھرے سیت شیام رتنار	جیت۔ مرت جھک جھک پرت جہ چتوت اکبار

عارض باصفا اور اُن مین خون شباب کی جھلک جنکو دیکھکر بے اختیار زبان سے نکل جائے۔ ؎

صفا یہی ہے اگر عارض صفا کے لیے	حلب کو آئینے پھر جائینگے جلا کے لیے

عناب لب مسیحائی مین رشتۂ مریم۔ رنگینی مین برگ گل تر ؎

لبش پرورد اما پر شکر بود	ز گفتارش جہانے پر گہر بود

گوہر دندان گویا لالہ احمر کی کٹوری مین قطرہائے شبنم۔ پھر اسپر تبسم کی آئینہ داری خرمن ضبط و قرار پر بجلی گراتی۔ غرضکہ سرتاپا بحر حسن مین غرق۔ بقول فائق ؎

شوخ نگارے تازہ بہارے سرو قدے چون شمع منور
شمع چہ شمعے شمع تجلی۔ سرو چہ سروے سرو خرامان
قامت موزون شور قیامت جلوۂ قامت صبح قیامت
فتنہ و آفت شوخی و شنگی ۔ ناز و ادا کا رسیا مان
دوش برش از جوش صفا محو و صفائے لوح بلورین
زد گل نسرین رنگ پریدہ برگ سمن یہ جوں آئینہ حیران
بازو د ساعد گرد و مدور فربہ دلا غر ہر دو بموقع
عقد جواہر وست برنجن۔ داد بہر یک زیب فراوان

غرضکہ یہ تو شکل صورت ۔ یہ عمر۔ اور حرکات سکنات تعلیم تربیت کی نگرانی
کرے والا کوئی نہین۔ مان کا سایہ عاطفت خدا نے کمسنی مین سر سے اُٹھا لیا تھا۔
صرف باپ یعنی مسٹر لیگر ینڈ ہی باقی رہ گئے تھے۔ اُن بیچارے کو اپنے کاروبار
کی وجہ سے ہر وقت نگرانی کی مہلت ہی نہ ملتی تھی۔ نہ کوئی اونچ نیچ سمجھانے
والا۔ نہ نصیحت اور فہمایش کرکے بیراہ روی سے روکنے والا۔ اب اسین
کوئی سال بھر کا زمانہ اور گذر گیا تنہائی مین آہ وزاری ہشتاقانہ نظربازی
ہوتی رہی۔ آخر ایک دن ایسا موقع پیش آیا کہ ہربرٹ سارا دردِ دل
زبان پر لایا۔ اور سائن نے بھی بلا تامل اپنے دل کا حال صاف صاف
کہہ سنایا اب خوشی کا کیا کہنا۔ ادھر یہ خوش کہ دل سے بڑا بھار ہٹا اور
بڑی بات یہ کہ نقش مراد کرسی نشین ہوا۔ ادھر وہ بھی پھولی نہین سماتین
کہ چاہنے والا مل گیا۔

اگر ہم اُن پہ مرتے ہین تو وہ بھی جان دیتے ہین		بحمد للہ محبت دونون جانب سے برابر ہی

اور سچ بھی یہی ہی کہ معشوق عاشق مزاج - اور عاشق معشوق حال ملنا طرفین کی خوش قسمتی کی بات ہے۔ ف

دونون طرف ہو آگ برابر لگی ہوئی		اُلفت کا یہ مزا ہی کہ ہون دونون بیقرار

اب ہربرٹ صاحب اچھی طرح مطمئن ہو کر کام کرنے لگے۔ دل بردا شتگی کا فور ہوئی اُداسی اور اضمحلال نے رخصت لی - وہی بشاشت وہی تسکین خاطر جو پہلے تھی آگئی - اور کام بھی خوب جی لگا کر ہونے لگا۔ اپنے بیٹھے کام کر رہے اور طرح طرح کے دل خوش کن منصوبے گانٹھ رہے ہین۔ شادی و وصلت کے خیالی پلاؤ پکائے جاتے ہین۔ یون شادی خانہ آبادی ہو گی - یون دل کی حسرتین نکلین گی یون مدتون کی آرزو پوری ہو گی - یون دن عید رات شب برات منائینگے - یون جام عیش و عشرت رات دن اُڑائین گے۔

اب ہربرٹ کی عمر پورے ۱۹ سال کی ہوئی - ہاتھ پانون اچھے نکالے قد و قامت چھرے ٹھرے سے ٹھیک - غزالین چشم - مرغولہ مو - جوان خوش رو - نیک کردار - گبرو اپنے کام مین اوّل درجے کا دستکار - لیگرینڈ کا سرمایۂ ناز اور رونق بازار اعلیٰ درجے کی کاریگری جس کام مین درکار ہوتی - وہ ادھر بدا کے انھین کو ملتا اور مالک کارخانہ بھی دل مین بہت خوش تھا کہ اسکے ہان اتنا بڑا اُستاد کاریگر کام کرتا ہے

اُسی زمانے مین ایک دن ایک اجنبی شخص دوکان پر آیا اور آتے ہی کہنے لگا۔ "ہمنے سُنا ہی آپ کے کارخانے مین کوئی کاریگر جیمس ہربرٹ نامی بہت ہوشیار آدمی ہین،، چنانچہ ہربرٹ آکر ملے انھون نے کہا "ہم بھی تو دیکھین

آپ کیسے کاریگر ہین ایک کام امتحاناً دیا جاتا ہی - اگر خاطر خواہ بن پڑا تو بہت
کچھ سلوک تم سے کیا جائے گا اور ہمیشہ کے واسطے تمھین سے کام بنوایا جائے گا۔
اسکے بعد اسی شخص نے مہاجنی ہنڈوی کا ایک خاکہ پیش کیا - بنانے والے
نے اُسکو ہوشیاری اور صنعت سے ایسا مشکل اور پیچیدہ بنایا تھا کہ اُسکا جعل بنانا
نہایت دشوار تھا - اِس شخص نے کہا اِسکو تین دنون مین تیار کر دیجیے اور خاطر خواہ
اُجرت لیجیے - لیگر ینڈ نے اس کام کو لے لیا اور وہ شخص رخصت ہو گیا -
بعد چندے مدت مقررہ گذر گئی - اور حسب وعدہ صاحب فرمایش بھی اُسی دن
آموجود ہوے - کام بھی ایک دن پہلے ہی تیار ہو گیا تھا - دیکھکر بہت ہی خوش ہوئے
دستکاری پر عش عش کر گئے - اور جو کچھ اُجرت طے ہوئی تھی بلا پس وپیش ہنسی خوشی
حوالے کر کے چلے گئے - مگر چلتے وقت ایک خاکہ اور دیا - وہ اس سے بھی زیادہ
نازک باریک اور پیچیدہ تھا - اس کے واسطے انھون نے تین مہینے کی مہلت دی
اور کہا اس عرصے مین آپ اسکو تیار کر رکھیے - آج سے پورے تین مہینے کے بعد
مین آکے لے جاؤنگا - یہ کام بڑی دیدہ ریزی کا تھا ہربرٹ کو ایسی محنت کرنی
پڑی کہ بیمار ہو ہو گیا مگر تین مہینے گذر گئے صرف ایک دن رہا اور کام بہت کچھ باقی
تھا - بیچارے لیگر ینڈ نے بھی ہاتھ بٹایا - خود بھی دیر تک کام کرتا رہا - لیکن شام
ہوتے پھر بھی تین چار گھنٹے کا کام باقی رہگیا جسمیں بہت ہی مضطرب ہوا - سمجھا
بس اب بات جاتی ہی اگر کام بن نہ پڑا تو پھر ایسا صاحب فرمایش ملنا دشوار
ہو گا - کچھ ہی ہو آج ضرور ختم کرنا چاہیے - سلٹاین نے بھی کہا "اچھا جب تک تم
کام کرتے رہو گے ہم بھی تمھارے پاس بیٹھے رہین گے" ہربرٹ کے واسطے اس سے

بڑھکر اور کون نعمت ہوسکتی تھی۔ مسٹر لیگرینڈ کام کرتے کرتے تھک بھی گئے تھے آرام کرنے اپنے کمرے مین چلے گئے اور یہ دونون تنہا رہگئے۔ ہربرٹ جمکر بیٹھے۔ سلطانین بھی کرسی قریب لاکر نگرانی کرنے لگی۔ کبھی کبھی ایک آدھ بات بھی درمیان مین ہوجایا کرتی تھی مگر ہربرٹ بار بار سلطانین کے چہرے کو دیکھتا جاتا تھا۔ نظرون سے نظرین دوچار ہوتی تھین بوسہ بازی بھی ہوتی جاتی تھی۔

ایک بجے جاکر لوح پوری ہوئی۔ اور ہربرٹ کے مُنھ سے بیساختہ نکل گیا "اب جاکے تمام ہوئی"۔ سلطانین نے بوسہ دیا ہربرٹ کرسی کا تکیہ لگاکر بیٹھے اور آغوش مین تنگ کھینچکر خوب پیار کیا۔ شباب کا زمانہ۔ دونون تنہا۔ کسی کے آنے کا دھڑکا بھی نہین۔ ع یار جوان و من جوان دیدہ شود چہ می شود + اشتیاق کی آگ بھڑکی ہوئی۔ دل کی ہوسین ضبط سے باہر مختصر یہ کہ جو نہونی تھی وہ ہوگئی۔

اللہ رے عشق تیری ستمکاری۔ تیری ظلم پرستی! تیری ادنیٰ سی یہ سفاکی کیا کم ہے کہ تیرے معبد مین عورت ذات کی عصمت تک سے کبھی کبھی بخور (دھونی) کا کام لیا جاتا ہے۔ ارے تو کوئی مذہب اور دین قرار پاسکتا ہو؟ نہین حاشا نہین اگر ہے تو بتا تجھ مین الہام کہان ہو؟ تیری کوئی شرع ہے؟ تیرا کوئی پیمبر رسول نبی؟۔ کوئی بھی نہین۔ اسکے علاوہ انسان کے دل پر علم اور آزادی کے ساتھون ساتھ تو نازل بھی نہین ہوا۔ تو تو سدا اندھی تقلید کا غلام رہا ہے۔ اور انسان کی بڑی کمبختی یہ ہے کہ آج تک اُسکو اپنے نفس ذات مین کوئی ایسی قوت یا نیکی یا ہمت نہین ملی۔ کہ تیری کمند اطاعت سے مردانہ وار اپنی گردن بخیر و عافیت نکال سکے۔ مگر تیری قسمت مین یہی بدا ہے کہ بدتک تو اپنی ہی سُلگائی ہوئی

آگ مین آپ ہی جل بھنکر خاک سیاہ ہوجایا کرے ع ہمان آتش کہ دارد شمع را روشن ہمان سوزد
اور خود غرضی نفسانیت انانیت اور غرور کی پاداش مین انسان کی بھی تقدیر
مین لکھ گیا ہے کہ جو پاک اور مقدس مرہم اس دار المحن کے مجروح دلون کے
واسطے جراح علی الاطلاق نے بھیجا ہو اُسکو وہ اپنے ہاتھون سم قاتل بنا تا رہے
اور زبان حال سے یون اپنی قسمت کو جھینکا کرے۔ ع

از شبنم عشق خاک آدم گل شد		صد فتنہ و شور در جہان حاصل شد
صد نشتر عشق بر رگ روح زدند		یک قطرہ فرو چکید نامش دل شد

القصہ اس واقعے کے دوسرے ہی دن علی الصباح صاحب فرمایش آموجود
ہوئے اور اپنی لوح طلب فرمائی۔ یہان تورات ہی کو سب طرح سے ٹھیک اور
مکمل ہو چکی تھی۔ حاضر کی گئی۔ دیکھکر عش عش کرنے لگے۔ نہایت محظوظ ہوئے۔
جو اُجرت مالک کارخانہ سے طے ہوئی تھی اُسپر کئی ہزار فرانک بطور انعام اضافہ
کرکے حوالہ کیے اسکے بعد ہربرٹ کو ایک اور خاکہ دکھایا۔ یہ پہلے سے بھی زیادہ
نازک اور مشکل تھا۔ اُسکی لوح تیار کرنے مین بڑی ہی مشقت اور کاریگری درکار
تھی۔ ہربرٹ نے خوشی خوشی اُسکو لے لیا اور بنا دینے کا وعدہ بھی کیا۔ وہ
اجنبی شخص تین مہینے کی مہلت دیکر رخصت ہوگیا۔

ادھر ہربرٹ کی معشوقہ بی سلطائین کا حال سنیے کہ اب انکی طبیعت نے
رنگ بدلا گویا وہ تھی ہی نہین۔ نہ تو مزاج مین اطمینان۔ نہ خاطر مین سکون۔
کسی لمحہ دل کو قرار نہین۔ ہر وقت جوش اور ہیجان کا طوفان سینے مین موجزن
صبر و قرار ضبط و شکیبائی خس و خاشاک کی طرح بہا کر کہین کے کہین پہونچے۔

یا تو پہلے طرح طرح کی اُمیدون سے دل خوش خاطر شاد رہا کرتی تھی یا اب ہزار ہا قسم کے اندیشے اندھیری کے بھوتون کی طرح اپنی ڈراونی صورت دکھا دکھا کر ستانے ڈرانے لگے۔ ہمارے میان ہربرٹ کا کیا پوچھنا اب اُس دن سے اور بھی لٹو ہوگئے۔ سرتاپا بحر عشق و محبت مین غرق اور غلطان پیچان۔ دُنیا مافیہا سے بے خبر۔ ایک نشہ تھا کہ دن رات اُسی مین چور۔ اور بڑا لطف یہ کہ دونون اتنے بڑے غافل۔ نادان۔ البیلے۔ اطفرکہ کسی کو اتنی بات نہ سوجھی کہ ایسا تعلق بلا استرضا و استمزاج مسٹر لیگرینڈ سراسر معیوب انتہا کا ناجائز ہی۔ مگر سچ پوچھو تو دونون معذور اور مرفوع القلم بھی تھے۔ کیا سبب کہ عشق و محبت کا خمیر ہی کچھ اس طرح کی بیہودگیون۔ حماقتون نقیضون۔ غلط کاریون غفلتون۔ افراط تفریط سے بنا ہی کہ اس اندھے موکل کے دونون غلامون کا حالت سہو محو مین ازخود رفتہ رہنا کچھ بے جوڑ نہ تھا۔

کچھ زمانہ اس حال پر گذر گیا۔ اب ان نیک بخت کو یقین ہوگیا۔ کہ بھانڈا پھوٹا ہی چاہتا ہی خفیہ شوق کا نتیجہ دُنیا مین طشت از بام ہوگا ”رنگ زلیخا“ کی وہ شکست درخلوت“ تہمت یوسف کی طرح ”بازار“ پہونچے گی۔ تازہ اُلجھن یہ پیدا ہوئی کہ اس بیچاری کو نہ تو رنج کرتے بن پڑتی ہی نہ خوشی مناتے۔ آخر ایک دن سلٹاین نے ہربرٹ سے سارا حال کہا سُنتے ہی ہاتھون کے طوطے اُڑ گئے بہت گھبرائے اور بجز اسکے کوئی تدبیر نہ سوجھی کہ جس طرح ہو جھٹ پٹ نکاح کر لیا جائے۔ گھبرائے ہوئے تو تھے ہی فوراً لیگرینڈ کے پاس اُٹھے چلے گئے اور ساری داستان عشق کہ سُنائی۔ بہت گڑگڑائے خوشامد منت سماجت کی

کہ خیر جو کچھ ہوا سو ہوا خطا ؤن پر خاک ڈالیے تقصیر معاف کیجیے اور اجازت نکاح دیجیے۔ شد۔ آبرو اور جان بچائیے۔

لیگرانیڈ خدا کی عنایت سے صاحب زر و مال تھا۔ اگر اسکی خواہش ہوئی کہ اپنی بیٹی کو اونچے گھرانے مین بیاہ دے تو کوئی بیجا بات نہ تھی۔ مگر ایک تو نیک مزاجی۔ رحمدلی اُس مین۔ یادہ تھی اور دوسرے یہ بھی جانتا تھا کہ ہربرٹ کے ہاتھ مین ہنر ایسا ہے کہ اپنے کام مین ماشاء اللہ سے اُستاد کامل ہو خدا نے چاہا چندہی روز مین دولت سے مالامال ہو جائیگا۔ پس اُس نے جواب دیا کہ بیٹا جیمس اس بارے مین تم اطمینان رکھو مجھے تمھاری خواہش بسر و چشم منظور کرنے مین کوئی تامل نہین۔ اب تمھارا کام بھی چل نکلا ہے۔ اور ایک سرپرست بھی فی الحال تمکو ایسا سیر چشم مل گیا ہے۔ اور کام بھی ایسا ملنے لگا ہے کہ انشاء اللہ چندہی روز مین تمھاری حیثیت تمھاری شہرت پایۂ استقلال کو پہونچ جائیگی۔ یہ جو اخیر لوح بنانے کو ملی ہے جسکو تم نے بنانا شروع بھی کر دیا ہے۔ اگر اسی مستعدی سے کام کرتے رہے تو تین مہینے کے بعد ختم ہو جائیگی۔ اور صاحب فرمایش وعدے پر آکر لیجائین گے اور اُجرت بھی خاطر خواہ دینگے۔ پس جو دن اُنکے آنے کا ہو گا اُسی دن سلسلا ین سے مین ہنسی خوشی تمھاری شادی کر دونگا۔ اور کیا عجب ہے کہ وہ تمھارے سرپرست مہربان بھی اُس تقریب مین شریک ہو سکین۔

جیمس کو تو ایک ایک دن ایک ایک سال سے زیادہ بھاری معلوم ہوتا تھا۔ ارادہ کیا کہ اس دیر کی نسبت کچھ عذر اور تقریب کے جلد سرانجام پر اصرار کرے۔ مگر لیگرانیڈ نے کچھ اس لب و لہجے سے کہا تھا کہ اس کو چون و چرا کی

مجال ہی باقی نرہی۔ چُپ ہو رہا اور سلسٹائن کو مژدہ روح افزا سُنایا
سُنتے ہی فرطِ مسرت سے باچھین کھل گئین۔ جامے مین پھولی نہ سمائی۔ خدا کا
شکر ادا کیا ہربرٹ کا اطمینان کر دیا "تم اس التوا پر نہ گھبراؤ اُس بات کو
شادی کے زمانے تک جس طرح بنے گا ہم اپنے چھپائے جائین گے"

الحاصل میعاد ختم ہو گئی۔ اور خدا نے وہ دن بھی دکھایا کہ جب دونون
کی آرزو بر آئی اُمید پوری ہوئی یعنی شادی رچی۔ عقد مناکحت ہو جانے بڑے
اہتمام۔ نہایت دھوم دھام سے جا بجا اعزا اقربا دوستون یگانون کو رقعے گئے
جشن اور دعوت مین شرکت کو بہت سے لوگ مدعو ہوئے۔ نہایت بیش قیمت
جامہ عروسی تیار ہوا سلسٹائن دُلھن بنین۔ اور اچھی بنین آرایش زیبایش
پوشاک۔ بناؤ سنگار نے اور بھی حُسن دوبالا کر دیا۔ اب ہربرٹ کی مسرت
اور خوشی کا کیا پوچھنا۔ قریب تھا کہ شادی مرگ ہو جائے۔

لوح تو تیار ہو ہی چکی تھی۔ صاحب فرمایش کے آنے کا آج ہی انتظار بھی تھا
کہ اتنے مین ٹھیک ساڑھے نو بجے وہ بھی آ ہی پہونچے۔ اور لوح بھی حوالے
کر دی گئی۔ دیکھتے ہی خوش ہو گئے۔ بہت تعریف کی۔ اور پوچھنے لگے اسکی
کیا اُجرت ہو گی۔ آپ جانیے لیگرانڈ کو اپنے کاریگر کی دستکاری پر بڑا ناز
تھا ہی۔ کہنے لگا "اسکی اُجرت جناب پانچ ہزار فرانک ہو گی"

یہ رقم بلا تامل اُسی وقت دیدی گئی یعنی پانچ نوٹ ہزار ہزار فرانک کے
صاحب فرمایش نے نکالکر میز پر رکھدیے۔ لوح جیب مین رکھکر رخصت ہی ہوا چاہتا
تھا کہ ہربرٹ نے لجاجت کے ساتھ عرض کیا "آپ کی قدردانی اور مہربانی اس ناچیز کے

حال پر اس قدر ہی کہ زبان بیان سے قاصر ہی۔ ایک عرض یہ ہی کہ آج مالک کارخانہ کی بیٹی سے میری شادی ہو گی۔ اگر اس تقریب مین شرکت فرما کے عزت افزائی فرمائیے تو بڑی ذرہ نوازی ہو۔"

کچھ سوچ کر اُس شخص نے جواب دیا "بسر و چشم۔ کیا مضائقہ۔ مگر ایک شرط پر"

ہربرٹ۔ جو کچھ ارشاد ہو فخریہ تعمیل کی جائے۔

صاحب فرمائش۔ شرط یہ ہی کہ جسوقت رسم نکاح سے فراغت ہو جائے اور گرجا سے آپ دونون واپس آجائین اُسی وقت ہمارے ہمراہ آپ تھوڑی دیر کو ہمارے مکان چلین۔ وہان دو ایک دوست آئے ہوے ہین۔ وہ ملاقات کے نہایت مشتاق ہین اُنکے ملنے سے آپکو آیندہ بہت کچھ فائدہ ہوتا رہے گا۔ پھر وہان سے پلٹ کے دعوت مین ہم آپ شریک ہو جائین گے۔ مہلت بھی کافی ہو گی کوئی حرج بھی نہو گا۔

ہربرٹ فوراً راضی ہو گئے۔ اور اپنے مہربان کو لیے مہمانونکے کمرے مین چلے آئے۔

ہربرٹ۔ آئیے تشریف لائیے۔ اس کمرے مین۔ یہان سب مہمان جمع ہین اور ہان۔ حضور کا اسم شریف۔

صاحب فرمائش۔ نام۔ اجی نام ہمارا۔ ہمکو لوگ برجن صاحب کہتے ہین

الحاصل ہربرٹ نے خوشی خوشی اپنے مہمانون سے ملاقات کرائی۔ اور برجن صاحب نے نام بتایا۔ اتنے مین گاڑیان آئین اور سب کے سب گرجا چلے گئے۔ جب وہان کے مراسم سے فراغت ہوئی اور واپس آ گئے۔ تو برجن صاحب نے ہربرٹ سے کہا۔ اسوقت کسی قدر مہلت ہی۔ آؤ چلین اُن لوگون سے مل آئین

تب تک شام بھی ہو جائیگی دعوت کے وقت تک باسانی واپس آئین گے۔
ہربرٹ راضی ہو گئے۔ باطمینان تمام اُسی طرح شادی کی پوشاک پہنے
اُٹھ کھڑے ہوے اور برجن صاحب کے ہان چلے گئے۔

اب ادھر کا حال سنیے کہ گھنٹہ گذرا۔ دو گھنٹہ گذرے تین گھنٹہ گذرے
غرضکہ پہر دن ہو گئے اور نوشاہ سلامت آج آتے ہین نہ کل کہین ہربرٹ کا
پتا نہ اُنکو لگا لیجانے والے دوست برجن صاحب کا نشان۔ سب لوگ انتظار
کرتے کرتے نہایت حیران پریشان یا اللہ کیا ہوا۔ کونسا کام ایسا پیش آگیا۔
کہ تھوڑی دیر کو گئے تھے۔ پہرون لگا دیے اور پھر عین شادی کے دن اپنی
تقریب کے روز۔ چار اپنے پرائے گھر مین مہمان شام ہونے کو آئی۔ کوئی دم مین
دستر خوان چنا جائے گا۔ اوغضب ہر کہ براتیون کو چھوڑ دولھا صاحب
یون بے فکر جا کر بیٹھ رہے کہ آنے کا نام ہی نہین لیتے۔ عروس اب تک تو
مطمئن تھی۔ مگر جب دعوت کا وقت آیا۔ اور کھانا چنا جانے لگا تو اُسکو بھی فکر
پڑی۔ نہایت تشویش ہوئی۔ کہ این یہ معاملہ کیا ہر۔ اتنی دیر ہوئی اور وہ
اب تک نہ لوٹے۔ لیگرینڈ بیچارے اپنی جگہ متردد کہ آخر بیٹی کو کیا کہکر سمجھاؤن
کیونکر تسلی دون۔ رات اپنی طرف آتی جاتی تھی۔ مہمان جدا انتظار کرتے کرتے
بے چین ہو رہے تھے۔ آخر جب آٹھ بج گئے اور ہربرٹ کی کہین صورت نظر
نہ آئی۔ تو سب نے بہزار حزن و ملال کھانا کھا لیا۔ جشن مسرت کیا خاک ہوتا۔
صرف لیگرینڈ کی خاطر سے لوگ بیٹھ گئے۔ اور نہایت بے لطفی سے رسم ادا کر دی۔
نو بجے۔ دس بجے۔ گیارہ بجے۔ اے لیجیے بارہ کے گجر پر بھی موگری پڑی اور

ہربرٹ ابھی تک آتے ہی ہین۔ مہمان آخر کب تک بیٹھے رہتے۔ اُنکے بھی گھر بار تھے جھک مار کر سب اپنی اپنی طرف رخصت ہو گئے۔ اور حرمان نصیب سلسٹائن نا شاد نامراد۔ ہزارون آرزوؤن۔ لاکھون تمناؤن کے لاشے دل مین لیے خلوتخانہ عروسی مین اس طرح جا کر پڑ رہی جس طرح کوئی رانڈ بیوہ مُنہ ڈھانکے۔ اپنی قسمت جھینکے غلدے مین جا کے لیٹ رہے۔

رات تو جس طرح بنی کٹی مگر صبح سویرے مُنہ اندھیرے لیگرینڈ صاحب اُٹھے اور سیدھے حاکم پولیس کی کوٹھی پر پہونچے۔ داماد کے اس طرح گم ہونے کی داستان غم سُنائی۔ انھون نے بڑے غور سے سب سُنا۔ اور مفصل و مشرح حال دریافت کیا۔ جب اُنھون نے برجن صاحب کے آنے اور کام دینے کا ذکر کیا تو اُنھون نے پوچھا۔

مجسٹریٹ۔ اچھا برجن صاحب نے جو لوح اخیر مین دی تھی۔ کیا وہ لیگئے یا آپ کے ہان چھوڑ گئے۔

لیگرینڈ۔ حضور وہ تو اپنے ساتھ لے گئے۔

مجسٹریٹ۔ تو گویا۔ یہ لوح تیسری تھی۔ جو آپ نے بلکہ آپ کے داماد نے اُنکی فرمایش سے تیار کر دی تھی؟۔

لیگرینڈ۔ جی ہان خداوند یہ تیسری لوح ہوئی۔

مجسٹریٹ۔ بھلا آپ اُن کو پہچان لین گے۔

لیگرینڈ۔ بے شک۔

مجسٹریٹ نے میز کی دراز گھسیٹی۔ اُس مین سے ایک لوح نکال کے دکھائی

"دیکھیے یہی ہی نا" لیگرینڈ اسکو دیکھکر تھوڑی دیر تو متحیر رہے۔ پھر بولے۔ "جی ہان حضور یہ لوح پہلی مرتبہ بنوائی تھی مجھے خوب یاد ہی۔ اگر ہزارین ہوتو فوراً شناخت کر دون"۔ اب مجسٹریٹ نے پھر ایک لوح نکالی اسکو دیکھتے ہی لیگرینڈ نے کہا جی ہان یہ دوسری ہی شاید تیسری بھی آپ کے پاس ہوگی۔ صرف اتنی بات ان لوحون مین کی گئی ہی کہ کارخانہ کا نام مٹا دیا گیا ہی۔ مجسٹریٹ نے سر کے اشارے سے ظاہر کیا کہ نہین تیسری تو نہین ہی۔ اور پھر کچھ غور کرنے لگے اسکے بعد سر اُٹھاکے اُنھون نے ہربرٹ کے حالات دریافت کرنا شروع کیے۔ اُنکے کیسے عادات ہین۔ کس وضع کے آدمی ہین۔ چال چلن کیسا ہی۔ کیونکر برجن صاحب نے اُنکو کام دیا۔ کسطرح کام سرانجام پایا۔ کیا اُجرت ملا کی۔

لیگرینڈ نے سب باتون کے صاف صاف صحیح صحیح جواب اس طرح دیے کہ صاف ظاہر ہوتا تھا یہ شخص بلا کم و کاست حال بیان کر رہا ہی۔ مجسٹریٹ صاحب سُنکر پھر غوطہ مین گئے اور دیر تک سوچا کیے اسکے بعد پوچھا۔

مجسٹریٹ۔ آپ کو کچھ یاد ہی۔ ان آخری دو لوحون کی اُجرت جو آپ کو برجن نے دی تھی وہ کہان کا روپیہ تھا۔

لیگرینڈ۔ جی روپیہ اشرفی کچھ نہ تھا۔ فرانس بنک کے نوٹ تھے۔

مجسٹریٹ وہ نوٹ آپ کے پاس ہین کہ خوردہ کرا لیے۔

لیگرینڈ حضور مین نے وہ نوٹ اسی وقت اپنے مہاجن کے یہان داخل کر دیے۔

مجسٹریٹ۔ اچھا اب آپ انکو واپس لیجیے۔ اور اطمینان رکھیے۔ دو ایک دن مین آپ کے داماد کا کچھ نہ کچھ پتہ ملجائے گا۔ زیادہ تو ہم آپ سے نہین کہہ سکتے۔

سرکاری معاملہ ہے۔

لیگرینڈ کو کچھ امید بندھی۔ مگر بجائے خود بہت حیران کہ خدا جانے کیا معاملہ ہے کچھ بھید نہین کھُلتا۔ گھر آکر بیٹی کو بہت کچھ تسلی دی اور جو کچھ مجسٹریٹ سے گفتگو ہوئی تھی کہہ سنائی اور کہا کہ خدا نے چاہا عنقریب ہربرٹ آتے ہونگے۔

کئی دن گذر گئے مگر ہربرٹ نہ آئے۔ لیگرینڈ بالمرہ حاکم پولیس کے پاس جاتے ہین مگر روز یہی جواب پاتے کہ ابھی تک کوئی بات نہین معلوم ہوئی کچھ کہا نہین جا سکتا۔

اس مایوسی غم اندوہ سے سلطانئن کی جو حالت تباہ ہوئی وہ احاطہ تحریر سے باہر ہے عروسی کی پہلی شب۔ اور اس طرح تمناؤن کا خون ہونا کیا کم ستم تھا۔ اُسپر یہ اندیشہ اور بھی قیامت تھا کہ جو تدبیر بعد چھپانے۔ بدنامی مٹانیکی کی تھی اور جو بیان تک بن بھی پڑی تھی۔ وہ سب اکارت جاتی ہے۔ اب جو اولاد پیدا ہوگی تو کیا کہا جائیگا۔ ہائے ایسی مصیبت مین اپنا غمگسار ہمدم وہمراز بھی نہین کہ بلا سے دلکو کچھ ڈھارس تو رہتی۔ یہ بیچاری آفت کی ماری ایکدن اداس مضمحل پریشان کونج پر چپ چاپ بیٹھی محو خیال یار تھی کہ اسکا باپ آیا اور وہی مایوسی کی معمولی خبر لایا کہ آج بھی ہربرٹ کا کچھ پتا نہ چلا۔ مگر یہ خبر کہکر اُسنے ایک خاص ادا کے ساتھ بیٹی کو گھور کے دیکھا۔ اور اسنے بھی اس دیکھنے کو تاڑا۔ باپ تو خیر بات ٹالتے خیال ٹہانے کو کارخانہ کی طرف چلا گیا۔ مگر بیٹی کھٹک گئی۔ چور کی داڑھی مین تنکا سمجھ گئی کہ ہو نہو اصل بات جسکے چھپانے کو یہ سب پاپڑ بیلے تھے آبا پر کھُل گئی۔ ضرور انکو شبہ ہوگیا۔ مین اب دُنیا مین مُنھ دکھانے کے لائق نہ رہی۔ مجھسے تو نہ ہوسکے گا کہ کسی سے

آنکھین چار کرسکون پس اسی طرح کی چند باتین سوچکر دفعتہً اُٹھ کھڑی ہوئی۔ اور ٹوپی سر پر رکھ۔ گھر کو خیرباد کہہ یہ جا وہ جا۔ نہ مڑکر دیکھتی ہو نہ کسی جگہ ٹھٹکتی کڑی کمان کے تیر کی طرح سیدھی چلی جارہی ہو۔ کدھر۔ کس طرف۔ کس رُخ۔

دریائے سین کی جانب لیجیئے دریا کنارے والی سڑک پر پہونچ گئی۔ کنارہ مل گیا۔ گھاٹ پر پہونچ گئی۔ بے تھاہ پانی دیکھکر پہلے سہمی۔ پھر دل مضبوط کیا۔ ہمت باندھی اور پانی سے آواز آئی چھپکا ہوا۔ لہرون نے ساحل سے سر ٹکرائے۔ کوئی چیز سطح پر اُبھری چیخ کی صدا اُٹھی۔ مردنی چھایا ہوا چہرہ نکلا۔ آنکھین کھلی ہوئین۔ دیدے پھٹے پھٹے۔ پل مارتے پھر ڈوب گیا۔ سطح آب پھر ویسی کی ویسی ہموار کچھ پتہ نہ نشان موج نہ حباب۔ جیسے کچھ تھا ہی نہین چادر آب کفن بنی۔ موجون نے آغوش مین لیا۔ اور دنیا نے اُس دُر یکتائے خوبی کو اپنے سینۂ باصفا مین جگہ دی۔ دوسرے دن بڑی دقت اور خاک بیزی سے سینٹ کلوڈ کے مچھوؤن نے اُس ماہی بحر حسن کی لاش جال ڈال کر نکالی اور بارگو بھیجدی۔ اگر کوئی والی وارث ہو تو لے جاکر گور و کفن کرے۔ دیر تک معائنے کو رکھی رہی۔ لوگ جوق جوق آنے لگے تو جیل مین چل آن کی آن مین تماشائیون کے ٹھٹ لگ گئے مگر کسی نے حامی نہ بھری۔ بڑی دیر کے بعد ایک سن رسیدہ۔ بار غم سے پشت ضبط خمیدہ۔ روتا پیٹتا جزع و فزع کرتا روا ہوا ہلسے میری۔ ہاے میری بیٹی کے دلدوز نعرے مارتا آیا اور اُس نے پہچانی۔ وہ کون تھا؟ وہی بدبخت لیگرینڈ!

قصہ مختصر۔ ادموسلٹائن کا تو یون خاتمہ ہوا۔ لیگرینڈ عمر بھر کی امیدون پر پانی پھرنے سے بقیہ عمر کے واسطے غم والم کے دریائے ناپیدا کنار مین

سرتاپا غرق ہوا۔ اُدھر ہربرٹ کا حال سُنیے کہ ان پر کیا گذری اور نوشاہ بننے کی کیا آؤ بھگت ہوئی۔

یہ اپنے وعدے کے مطابق رچی رچائی شادی کا جلسہ چھوڑ چوتھی کی دُلھن سے مُنھ موڑ۔ اسی شخص کے ساتھ چل کھڑے ہوے۔ جاتے جاتے بہت دور ایک مکان پر پہونچے۔ اچھا خاصہ بھلے آدمیون کے رہنے کا مکان نظر آیا۔ اندر گئے۔ فرش فروش شیشہ آلات میز کرسی جملہ سامان سے بخوبی آراستہ و پیراستہ پایا۔ ایک کمرے مین کوئی دو تین صاحب بظاہر بھلے آدمی شریف صورت۔ مُہذب وضع بیٹھے پائے۔ ان کے انداز سے ظاہر ہوتا تھا کہ یہ سب معززین سے ہین۔ اُس کمرے مین تین کھڑکیان لگی ہوئی ہین جہان سے دار القضا کی پُرشوکت عمارت صاف نظر آتی ہی۔ اور پشت ناٹرڈم کے کلیسا کی طرف ہی جسکے سربفلک مینار کھڑکیون کے بالاخانون سے صاف دکھائی دیتے ہین۔

ام ڈی برجن نے پہونچتے ہی ایک شخص کو مژدہ سُنایا تو بھئی وہ لوح بھی تیار ہوگئی۔ اور بڑی بات یہ ہی کہ کاریگر کو بھی ساتھ لائے ہین۔ تاکہ آپ سب صاحبون سے رسم ہو جائے۔ یہ سُنکر اُس شخص نے ہربرٹ کو بڑے غور کے ساتھ سر سے پاؤن تک دیکھا کہ اتنے مین اُن مین سے ایک اور شخص بولا "دُبارس نے جو بہت دن سے خاکہ تجویز کیا تھا۔ اگر وہ ان سے بنوالیا جائے تو بہتر ہی۔

برجن۔ (ہربرٹ کی طرف نظر کرکے) اور آخر ہم انکو یہان لائے کس کام کے واسطے ہین۔

شخص اوّل۔ تو پھر ان کو سب باتین سمجھا بجھا دو کیا سبب کہ پولیس والون پر بڑی بات تو کھل ہی چکی ہی۔

برجن صاحب آج تک تو ایک خاص متانت کے ساتھ بات چیت کرتے تھے مگر اسوقت نہایت بے تکلفی سے کہنے لگے کہ "یار جے لے پہلے بیٹھ جاؤ ہم تمھین اپنا اصلی بھید بتاتے ہین۔ بات یہ ہی کہ تم ہمارے واسطے تین بنکون کے نوٹون کا جعلی خاکہ بنا چکے ہو اگر کوئی بنکون سے معاملہ رکھنا چاہے تو بہت کچھ اُسکے کام آسکتے ہین انھین کوٹھیون کی آج بڑی ساکھ ہی۔ چنانچہ لوح کی بدولت یار لوگ ساٹھ ہزار پیدا کر چکے اور دوسری سے نوے ہزار اینٹھ چکے اور تیسری جو آج ملی ہی اُس سے دو لاکھ ہتے چڑھنے کی امید ہی"

اتنے مین مارس کہنے لگا "اجی دو لاکھ کیا تین لاکھ کہو اگر گھات چل گئی تو پولیس والے وہ لوحین لیے شہد لگا کے چاٹا کرینگے۔ اور یہان یار لوگون کا مطلب ہو جائے گا" برجن نے جواب دیا "اجی ان باتون سے انھین کیا واسطہ"

ہربرٹ بیچارے یہ گفتگو سُنکے بالکل کھو گئے۔ سمجھے بُرے پھنسے۔ اب نہ معلوم انکے ہاتھون کون گت بنے اور کیا کیا کرنا ہو۔ اتنے مین برجن بولے "اجی انھین کرنا ہی کیا پڑے گا سیدھی سی تو بات ہی ہمارا کہا کرین جو کہین وہ بنا دین۔ اپنی اُجرت خاطر خواہ لین اور ٹھنڈے ٹھنڈے گھر سدھارین چلو چھٹی ہوئی۔ ہربرٹ تو بُت بنے چُپ چاپ خاموش بیٹھے رہے مگر برجن نے اپنا مطلب یون بیان کرنا شروع کیا "ہان بھائی تو سمجھ گئے نا؟ تمکو فرانس بنک تمے نوٹون کی دو لوحین تیار کرنی ہونگی ہزار کی ایک اور پانچسو کی ایک اور یہ سمجھ لو جب تک ختم نہ کرلوگے یہان سے جنبش نکرنے پاؤگے جس وقت کام ٹھیک ہو جائیگا پچاس ہزار تمکو انعام دینگے۔ ارے ہان بھئی کھری مزدوری چوکھا کام مگر ہان اسپر حلف دینا ہوگا

کہ ہرگز ہرگز کسی پر یہ بات کھلنے نہ پائے۔

ہر برٹ مطلب سمجھ گئے اور بلا پس و پیش بول اُٹھے "یہ تو ہزار برس ہرگز نہوگا غضب خدا کا جیل مین دھروایا چاہتے ہو جعلی نوٹ بنواتے ہو۔ جان جوکھم کا معاملہ جسکی سزا موت ہی۔ برجن نے رُکھائی سے کہا "تو پھر یہان سے تم جانے بھی نہ پاؤگے۔ جب تک ہمارا کام نہ کرو گے سوچو تو سہی مصلحت وقت کیا ہی۔ اتنا نہین خیال کرتے کہ آج ہی صبح تمھاری شادی ہوئی ہی شب عروسی کا لطف اُٹھانا اچھا ہی یا یہان قید مین پڑے پڑے سڑنا۔ مجھے تو تم عجب احمق معلوم ہوتے ہو کیسی نادانی کی باتین کرتے ہو جی؟"

اتبو ہر برٹ صاحب کی آنکھین کھلین گھبرا کے کہنے لگے "اچھا گھر جانے دو پھر مین تمھارا کام جو کچھ کہوگے تیار کر دونگا۔ ایک کوڑی اُجرت نہ لونگا۔

برجن۔ یہ تو ہونی نہین۔

ہر برٹ (غصے سے) کیا اتنی تو عین ہمنے آپکو نہین بنادین۔

برجن لیکن اُسوقت تمکو یہ سارا بھید کیا معلوم تھا۔

ہر برٹ بہت مایوسی کے ساتھ کہنے لگا "اچھا اتنی اجازت دیجیے کہ مین اپنی بیوی کو خبر تو کر دون۔

برجن۔ واہ وا۔ اچھی کہی۔ یہ دم کسی لونڈے کو دیجیے اپنا گلا آپ پھنسائین بھانڈا پھوٹے۔ دھرے جائین۔

ہر برٹ۔ اچھا مین جو اُن کو خط لکھون آپ دیکھ لیجیے گا۔

برجن۔ جی نہین ہرگز نہین۔ اور کچھ نہین اتنا تو ضرور لکھوگے کہ جہان سے

خط بھیج رہے ہو وہان زبردستی روک لیے گئے ہو۔ یا تم خود ٹھہر گئے۔ بہرنوع تفتیش شروع ہو جائیگی۔ اس حجت سے کیا فائدہ۔ صاف صاف بتاؤ جو کہا گیا ہی اُسے مانتے ہو یا اس تہ خانے مین جو دریائے سین کے نیچے ہی قید رہنا گوارا کرتے ہو؟

ہربرٹ نے کچھ سوچکے کہا "وُہ بہت اچھا جو کہیے سب منظور ہی۔ اتبو پھنسے ہی ہین اور بیڈھب پھنسے۔ بندھا خوب مار کھاتا ہی۔ آج نہین کل۔ کل نہین پرسون۔ اگر سرکار پر یہ بھید کھل گیا تو سمجھ لو مین تلوا بچ جاؤنگا۔ کچھ یہ کام اپنی خوشی سے تو کرتا نہین۔ زبردستی دھمکا دھمکا کے یہ جُرم مجھسے کرایا جاتا ہی"

برجن نے خوش ہو کے کہا "ہات تیرے کی اب جا کر راہ پر آئے۔ تو منظور ہی نا؟ بس یہی یار لوگ بھی چاہتے ہین رہین دلیلین اور حجتین یہ آپ اپنی تہ کر رکھیے یہان اسکی ضرورت نہین"

ہربرٹ۔ لے اب لائیے کام جس طرح بنے شبانہ روز محنت مشقت کر کے ختم کردون۔

برجن اُٹھے اور ان کو قریب کے کمرے مین لے گئے۔ یہان نقاشی کے سب اوزار موجود تھے اور ایک گوشے مین پلنگ بھی بچھا ہوا تھا جس سے معلوم ہوتا تھا کہ یہین کام کرنا اور یہین سورہنا بھی ہوگا۔ اور ہربرٹ کو یہ بھی معلوم ہوگیا کہ ہمین پر یہ مصیبت نہین پڑی ہی۔ اور بیچارے بھی پھنس چکے ہین۔ بہت اسیے سمجھ گئے کہ بیڈھب لوگون سے پالا اب پڑا ہی۔ برجن صاحب نے میز پر کے اوزار دکھا دیے اور چلتے ہوئے۔

ہربرٹ نے سب فکرین چھوڑ چھاڑ کام بھی شروع کردیا۔ مگر جس وقت اپنی

معشوقہ سلطانئن کا خیال کرتے۔ کلیجہ منھ کو آتا دیوانے سے ہو جاتے اور بار بار جی مین کہتے کہ وہ بیچاری اپنا حال لوگون سے چھپا سکے گی۔ مگر جی بہلانے اسی طرف سے خیال ہٹانے کو کام مین پھر مصروف ہو جاتے۔

الغرض۔ یہ رات دن کام مین مصروف رہتے۔ بڑے تڑکے سے اُٹھتے اور بہت رات گئے تھوڑی دیر کو پڑ رہتے۔ جو کچھ اچھے اچھے کھانے ملتے اُنکے بھی دو چار نوالے اُلٹے سیدھے ہزار دقت پانی کے سہارے حلق سے اُتار لیتے اور پھر کام مین جٹ جاتے خیر خدا کی عنایت سے کام اچھا بنتا جاتا تھا اور جلدی بھی بنتا تھا۔

اُسی زمانے مین ایک کاغذی کو بھی یہ لوگ پھانس لائے تھے۔ اُس سے اُسی قسم کا کاغذ بنوایا جاتا تھا جیسا بنک مین صرف ہوتا تھا جس کمرے مین ہربرٹ قید تھے ٹھیک اُسکے اوپر والے کمرے مین یہ بیچارہ بھی بند تھا۔

برجن کی یہ تمام کارروائیان اُسی ترتیب کے ساتھ پیچیدہ اور شاخ درشاخ تھین جیسی کسی بے ایمان وزیر سلطنت کی ہون۔ جو جائز ناجائز تمام تدبیرون سے اپنا عہدہ برقرار رکھنا چاہتا ہو۔ برجن دن مین دو تین دفعہ آکے کام کی نگرانی کر جایا کرتے تھے۔ ایک ہفتہ اسی طرح کٹ گیا آٹھوین دن ہربرٹ نے ایک پلیٹ بنا کے پیش کر دی دیکھیے ہزار کے نوٹ والی لوح تیار ہو!! برجن دیکھکے بہت خوش ہوئے۔ اور اسوقت سے اور بھی اپنر مہربانی کرنے لگے۔ اچھے اچھے کھانے نفیس نفیس میوے۔ کثرت سے دسترخوان پر ملنے لگے لیکن ہربرٹ نے چونکہ لگاتار محنت کی تھی تھک بھی گئے تھے سستانے کو چند روز کی مہلت

درکار تھی۔ دم لینے کے بعد اب جو کام شروع ہوا تو اس تیزی کے ساتھ نہ کر سکتے تھے۔ لا محالہ اُس قید مین تین ہفتے گذر گئے تب جاکر دوسری لوح تمام ہوسکی۔ اُس وقت کی مسرت کا کیا کہنا۔ ہربرٹ رہائی کی امید پر بہت ہی خوش برجن نے لوح دیکھکے کہا کام بہت ہی اچھا آپ نے بنایا۔ بڑا احسان کیا ہم بھی ناشکر گذار نہین۔ انشاء اللہ اسکا بدلہ ایسا کرینگے کہ یاد کیجیے گا۔ مگر یہ آپ کو ہو کیا گیا۔ افسوس آپ تو اچھے خاصے بیمار ہوگئے ہین۔ قریب ہے غش آ جائے۔ اور یہ کہکے دوسرے کمرے سے جھپٹ کے ایک جام شراب لا دیا کہا "لیجیے نوش فرمائیے حواس درست ہون ذرا تازگی آئے"۔

ہربرٹ کو اسکی ضرورت بھی تھی۔ جی بھی چاہتا تھا۔ لیکے فوراً پی گئے۔ اور پیتے ہی بیہوش ہوکے کرسی سے نیچے گر پڑے برجن نے اُٹھاکر بچھونے پر لٹا دیا اور چلدیا۔ ہربرٹ دیر تک اسی حالت مین پڑے رہے۔ جب نشہ اُترا آنکھین جو کھولتے ہین کمرہ بند بالکل اندھیرا گھپ۔ ہاتھ کو ہاتھ نہین سوجھتا۔ ذرا دم لیکے حواس درست کیے۔ بچھونے سے اُٹھے اِدھر اُدھر ٹٹولا۔ دیا سلائی تلاش کی۔ ایک جگہ مل بھی گئی۔ اُس سے لیمپ روشن کیا۔ دیکھا تو میز پر ایک لفافہ رکھا ہوا ہے۔ انھین کے نام کا ہے اسکو چاک کیا۔ اسمین خط وط تو کچھ نہین ہان بہت سے بنک کے نوٹ البتہ ہین۔ انھون نے بلا تامل جیب مین رکھ لیے اور اب نکلنے کی فکر مین اُٹھے کواڑ صرف اٹکائے ہوئے تھے۔ کوئی تھا بھی نہین کسی طرح کی روک ٹوک نہ تھی۔ بالکل سناٹا کانی چڑیا تک نہین۔ یہ نکل کے کھلی سڑک پر آئے۔ اور رہائی پر خدا کا لاکھ لاکھ شکر ادا کیا۔

تھوڑی دیر کھلی ہوا مین ٹھہرے۔ آسمان پر نظر کی۔ ستارے چھٹکے ہوے سامنے نا ٹر ڈیم کے بلند مینار اپنا لطف دکھا رہے تھے وہ ہیلیکر مسٹر لیگرینڈ کی کوٹھی پر پہونچے۔ دور سے روشنی نظر آئی۔ کھڑکیان کھلی ہوئی تھین اطمینان ہوا کہ سب خیریت ہی ہو گی۔ دل مین مسرت کا دریا موج زن کہ بڑے عذاب سے نجات ملی۔ کوئی دم مین معشوقہ کا دیدار۔ عروس کی ہم آغوشی نصیب ہوتی ہے۔ لپک کے زینے پر قدم رکھا ملاقات والے کمرے کی طرف جھپٹے۔ دروازے پر جو پہونچے تو دیکھتے کیا ہین بیچ مین گول میز بچھا ہوا اور تین چار آدمی بیٹھے ہوے ہین اور ایک شخص لکھ رہا ہے یہ ذری دیر ٹھہرے۔ جو شخص لکھتا تھا اُسنے آنکھ اُٹھائی۔ قلم رکھدیا۔ اور اُنکی طرف دیکھکے غصے سے کہا "یہ کون غیر آدمی چلا آتا ہے"!

ہربرٹ۔ مین ہون جیمس ہربرٹ میری پیاری بیوی سلسٹائن کہان ہے۔

وہی شخص۔ کون سلسٹائن۔ بھلا ممکن ہے اُسکا حال اور نہ معلوم ہو۔ ہربرٹ کا ماتھا ٹھنکا بولا "حال کون حال"

"یہی کہ اُس بدنصیب جنم جلی چھوکری کا کیا حشر ہوا۔ جسکو تو نے جھوٹی جھوٹی باتون سے فریب دے کے یون چھوڑ دیا۔ اُسکی دین دُنیا خراب کی۔

ہربرٹ۔ کیا ہوا برائے خدا کچھ کہو تو سہی؟

ہوا کیا اُس بیچاری نے اپنی جان دیدی اس دنیا سے نا شاد نامراد اُٹھ گئی۔ اور اُسی غم مین آج صبح کو اُسکا باپ بھی چل بسا۔

اتنے مین گھڑی مین بارہ بجے۔ ہربرٹ جسوقت سے شراب پیکے بیہوش ہوئے تھے اُس گھڑی سے اب جاگے ان کو معلوم ہوا کہ اتنی رات آ گئی ہے۔

جو شخص ہربرٹ سے باتین کرتا تھا وہ رجسٹرار تھا۔ اُسنے کہا تمھاری ہی بدولت اُس بیچاری کی جان گئی۔ مین رجسٹرار ہون۔ لیگرینڈ کی جائداد کی فہرست تیار ہو رہی ہو اُس نے سب خیر کے کامون کے واسطے وقف کردی اور تمھارے نام بجز بددعا کے ایک کوڑی نہین لکھی۔

یہ جملہ اگرچہ آہستہ سے کہا تھا لیکن ہربرٹ کے دل پر وہ کام کر گیا کہ آج بجلی کی کڑک ہوتی تب بھی اتنا اثر نہ پڑتا۔ بالکل ہکا بکا رہگیا۔ حواس جاتے رہے سناٹے مین آگیا۔ زمین مین گر گیا۔ اور کچھ ہوش نہ رہا کہان ہے اور کیا ہو رہا ہے۔ دیر کے بعد ہوش آیا۔ دیکھا صبح کا دھندھلکا ہو چلا ہے اور رجسٹرار کھڑا ہے اُسنے کہا "فہرست مکمل ہوگئی۔ تمھارے نام کوئی وصیت نہین اور نہ متوفی سے کوئی قرابت ہے بس معاف کرنا۔ لیکن ہمکو منصبی فرض ادا کرنا ضرور ہے۔ اور"

ہربرٹ مطلب سمجھ گیا بات کاٹ کے خود ہی بول اُٹھا "آپ کا منشا ہے کہ اس مکان مین رہنے کا مجاز نہین"

یہ کہکے اُٹھ کھڑا ہوا چارون طرف حسرت سے نظر کی باہر نکل آیا۔ ۷ بجے ہونگے جب یہ عشرت کدہ اُس سے چھوٹا جو کسی زمانہ مین اسکی معشوقہ دلربا و عروس باوفا کا مسکن تھا۔ بیچارہ وبکیس و بے یار و غمگسار۔ جائے ماندن نہ پائے رفتن۔ رہنے کا ٹھکانا۔ نہ روے زمین پر کسی سے یارانہ۔ بے زر و بے در کرے تو کیا کرے۔ جائے تو کہان جائے ملے تو کس سے ملے۔ داستان غم مصیبت و الم۔ سنائے تو کسکو سنائے۔

اسی سوچ مین تھا کہ ایکدفعہ کچھ خیال آیا جیب مین ہاتھ ڈالا۔ نوٹون کی

لڈی نکالی۔ غور سے دیکھتا ہو تو اسی لوح کے چھپے ہوئے نوٹ ہین جیلے بنانے کیواسطے تنی بڑی مصیبت مین پھنسا تھا۔ قریب تھا کہ انکو پھینک دے لیکن اُسکے ہاتھ کی بنائی ہوئی لوح چھپی ہوئی تھی۔ اُسکو اُسی طرح اپنی محنت سے اُنس معلوم ہوا جس طرح کسی مصوّر کو اپنی بنائی تصویر۔ بت تراش کو اپنی تراشی مورت۔ شاعر کو اپنے کہے ہوئے قصیدہ سے ہوا کرتا ہی۔ اُسنے انھین گنا تو انمین پچاس تھے۔ حساب لگا کے دیکھا تو معلوم ہوا کہ اگر ذرا بھی چلکے صراف کی دوکان پر خوردہ کرالین تو پچاس نہر تو فرانک بھی ملتے ہین۔ مگر غور کرکے جو دیکھا تو سیاہ زمین پر سفید حرفون مین یہی لکھا ہی کہ "ان نوٹون کے جعل بنانے کی سزا موت ہی"!

اب ان سب کو ہربرٹ نے سراسیمہ ہوکے اُسی طرح جیب مین پھر رکھ لیا جس طرح کوئی آدمی وہ بھرا ہوا تمنچہ جیب مین رکھ لے جس سے ایک لمحہ قبل خودکشی کا ارادہ ہو۔ اور لوگون نے دیکھ پایا ہو۔ الغرض یہ چل نکلا بسلٹائن کے خیال مین غرق جعلی نوٹونکے جیب مین ہونے سے بے خبر۔ پیرس کے محلون مین دھر اُدھر پھرنے لگا۔ شہر کے قہوہ خانے اسوقت کھل گئے تھے۔ آپ جانیے حاجت بُری بلا ہی ؎

آنکہ شیران را کند روبہ مزاج
احتیاج است احتیاج است احتیاج

یہ کمبخت مرض کی طرح انسان سے چمٹی بدصورتی کی طرح نمایان رہتی۔ اور انفعال کی طرح غالب ہو جاتی ہی۔ اور یہ بھی دستور ہی کہ وفور غم مین انسان کو کبھی کبھی اپنی حالت موجودہ کا بھی خیال آجاتا ہی چنانچہ ہربرٹ بھی سوچا۔ ؎

صائب اگر زگریہ میسر شدے وصال
صد سال می توان بہ تمنا گریستن

مگر غم و الم گریہ و بکا سے اب معشوقہ کا ملنا محال۔ خواب عدم مین سوئی ہوئی عروس کا جاگنا محض خواب و خیال ہی۔ اگر ساری دنیا چشم اشک بار طوفان مین غرق ہو تب بھی در مقصود ہاتھ آ سکتا نہ کوئی سلسٹائن کو عاشق خستہ حال سے پھر ملا سکتا ہی۔ اب دیکھنا چاہیے کہ اپنی بسر اوقات کیونکر ہو گی۔

چنانچہ پیرس کے ایک تاریک ٹٹیا پھوس محلے کی سرا مین ایک کوٹھری لی مگر جھنجی پاس نہین۔ بالکل تہی دست بھٹیاری کا یہ حال کہ کچھ پیشگی کی طالب "میان پیسے دین تو بازار سے سودا آئے کھانے پینے کا سامان ہو"

ہربرٹ تو غم سے مبہوت ہو رہا تھا ہی۔ ناداری کی صورت ایسی خوفناک ہی کہ قبر سے نکلے ہوئے مردے کو مات کرتی ہی مجبوراً اسنے ایک نوٹ خوردہ کرانے کو دیا۔ بھٹیاری نے متعجب ہو۔ بڑے غور سے انھین دیکھا اور چلی گئی جاتے ہی شوہر سے کہنے لگی "یہ مسافر تو بڑا مالدار معلوم ہوتا ہی۔ اسکی جیب مین نوٹ ہی نوٹ بھرے ہین۔ روپیہ پیسے کا کیا ذکر بقول شخصے نوٹون سے بات کرتا ہی۔ صراف کی دوکان قریب ہی تھی وہان تک جاتے جاتے چھ سات آدمیون سے یہی خبر کہتی چلی گئی

ہربرٹ تھکا ماندا تو تھا ہی۔ تنہائی جو پائی پلنگ پر لیٹتے ہی خراٹے لینے لگا۔ مگر ایسے خوفناک خواب دیکھے کہ نیند کا لطف بالکل نہ میسر ہوا۔ کبھی سلسٹائن کا مردہ سر سے پاؤن تک کفن مین لپٹا ہوا۔ اور پس پشت شانے کیطرف سے بدمعاش برجن اپنی منحوس صورت دکھا رہا ہی۔ کبھی بڈھے نقاش کی بھیانک

تصویر آسمان کی طرف سوکھے ہاتھ اُٹھائے اسکو بددعائین اور کوسنے دیتی نظر آتی ہی۔ ایک دفعہ دیکھتا ہی جلسازون کے گروہ مین کھڑا ہوا ہے۔
غرضکہ ان ہولناک خوابون کو دیکھکے ایک دفعہ چونک پڑا پسینے مین عرق عرق۔ دل زور زور سے دھڑکتا گھگھی بندھی ہوئی۔
کرچ کے کھڑکھڑانے کی آواز کان مین آئی۔ نظر پھیر کر دیکھتا ہی تو دو جوان وردی پہنے برابر کھڑے ہین اور ایک ادھیڑ افسر جسکی کلائی پر تین رنگ کا بلا لگا ہے میز کے قریب بیٹھا ہی جون ہی اسکی نظر سے اسکی نظر ملی اُسنے کہا "حضرت آپ دیکھتے کیا ہین آپ زیر حراست ہین"۔
ہربرٹ۔ آئین آپ کے زیر حراست؟ کونسی جرم؟
افسر پولیس نے زبان سے تو کچھ جواب نہ دیا لیکن وارنٹ گرفتاری نکالکر دکھایا۔ اُس مین جعلی نوٹ چلانے کا جرم درج تھا۔ ہربرٹ نے دیکھتے ہی مُنھ پر دوہتڑ مارا اور چلا اُٹھا "ہائے اب کیا ہوگا"۔ یہ کہکے پلنگ پر گر پڑا اور اُلٹی سیدھی سانسین لینے لگا۔ جوانون نے بڑھکے جامہ تلاشی لینی شروع کی۔ ویسے ہی ایک کم پچاس نوٹ آپ کی جیب سے اور برآمد ہوئے اب کیا تھا مقدمہ بالکل صاف۔ ثبوت کامل موجود۔ لوگون نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا گویا یہ کہا دو کہ اتنا بڑا تو مقدمہ اور کس آسانی سے کھلگیا۔
اسکے بعد مکان کی تلاشی لی گئی۔ چپہ چپہ دیکھا گیا۔ لیکن اور کچھ نہ نکلا اتنا ہی کیا کم تھا زیادہ کی حاجت ہی کیا تھی۔
ہربرٹ کو کاٹو تو بدن مین لہو نہین۔ حواس غائب بہت رو یا پیٹا۔

گڑگڑایا جب دیکھا کہ کچھ بس ہی نہین چلتا اور کچھ تو بن نہ پڑی۔ لگا نوٹ پھینکنے
یہ بھی اسکا جنون تھا بھلا کہین ٹکڑون سے گاجین ٹلتی ہین۔
قصہ مختصر افسر پولیس نے بیانات لکھے۔ اور اُس بھٹیاری کو بھی بلا کے
مفصل حال پوچھا جو کچھ اُسنے بتایا وہ قلمبند کیا۔ اُسکے بیان سے معلوم ہوا کہ
جس وقت وہ نوٹ لے کے صراف کی دوکان پر گئی ہی۔ تو اسکو شبہہ ہوا کہ مال گیلا
ہی نوٹ چوری کا ہی۔ اُسنے اچھی طرح سے پوچھ گچھ کی۔ اسوقت سب کچا کچا حال
بیان کر دیا کہا میرے ہان ایک مسافر اُترے ہین۔ بڑے امیر آدمی ہین نوٹون
کی گڈیون کی گڈیان انکے پاس ہین۔ یہ سُنکر صراف کو شبہہ ہوا کہ آخر اُسکے کیا معنی
اتنے بڑے تو آدمی اور اس مبتذل سرا مین آکر ٹھہرین۔ ہو نہو کچھ دال مین کالا
ضرور ہی۔ وہ بھٹیاری کو لیے سیدھا فرانس بنک چلا گیا وہان تحقیقات جو ہوئی
تو بھید کھل گیا اور نوٹ جعلی نکلے۔
افسر پولیس نے بیانات لکھکے ہربرٹ کو تولا فورس کی حوالات مین بھیجدیا۔ اور
خود تمام روداد لکھکے نائب حاکم فوجداری کی عدالت مین بھیجدی۔ کیونکہ وہ زمانہ
عہد حکومت شہنشاہ اعظم نپولین کا تھا۔ اور اُس زمانہ مین یہی ضابطہ تھا کوئی مہینے
ڈیڑھ مہینے کے بعد عدالت سشن مین مقدمہ پیش ہوا۔ شہادت ہربرٹ کے بالکل خلاف
تھی اور سچ بولے بغیر چارہ بھی نہ تھا۔ الزام کا جواب اگر کچھ تھا تو سچی بات کا کہدینا
تھا۔ اگرچہ انکے وکیل بہت لائق تھے۔ اور مقدمہ مین بیچارے نے جان توڑکے کوشش
کی بہت سارا کوئی بات اُٹھا نہ رکھی۔ مگر اتنا الزام ضرور ثابت ہوگیا کہ نوٹ جعلی تھے
پس فوجداری عدالتون کے واسطے یہ بات بہت تھی اُنھین کیا پڑی کہ ارتکاب جرم

کے وقت مجرم کی ضرورتون یا نیت پر لحاظ رکھین۔

آخرکار جوری نے بالاتفاق مجرم قرار دیدیا۔ مگر مراحم خسروانی کی بھی سفارش کی۔ چنانچہ شاہنشاہ نپولین نے سزاے دار مین تخفیف فرماکر حبس دوام کی سزا دیدی۔

حبس دوام مین تمام عمر رہنا جیلخانے مین پڑے پڑے سڑنا۔ اور بازو پر گرم گرم لوہے کے داغ کھانا انسان کو نیم مردہ بنانے والی باتین تھین۔ لیکن ہربرٹ اسکو خوش قسمتی سمجھا دوامی ذلت وخواری۔ مدت العمر کے مصائب وصعوبات مین گرفتاری۔ اگرچہ انتہا درجہ کی خوفناک بات تھی۔ مگر جان بچنے زندہ رہنے کی خوشی ایسی تھی کہ ہربرٹ اسی کو غنیمت سمجھکر خدا کا لاکھ لاکھ شکر بجا لایا نہایت درجہ خوش ہوا سجھا جان بچی اور لاکھون پائے + اسکے بعد لوگ گاڑی مین سوار کرا کے اُس مقام پرلے چلے جسکا نام دارالمحن تھا گاڑی کھلی ہوئی۔ اژدھام عام خلقت کا ہجوم۔ ہزارہا آدمی شور وغل کرتا ہمراہ تھا انھین سب کے روبرو جلاد نے لوہا گرم کیا اور جب لال انگارا سا ہوگیا تو بازو کھول کے جلد پر داغ دیے جن مین تین حرف۔ غ۔ ل۔ ج (جنسے غلام جیلخانہ مرموز تھا) بنے تھے۔ لوہا گوشت مین جا کے جل سے بیٹھ گیا کھال اُڑ گئی سرخ سرخ بوٹی نکل آئی لہو چھلک آیا۔ اور جو کچھ تکلیف اس تصحیحہ غلامی سے ہربرٹ کی روح کو پہونچی ہوگی اُسکا صدمہ اسکی روح ہی جانتی ہوگی طاقت تحریر سے باہر ہے۔ اس کارروائی کے بعد لوگ بسٹیر کے جیلخانہ مین لے گئے تاکہ جب تک ٹولون جانے کے واسطے کافی قیدی جمع نہ ہولین وہین رہا کرے۔ یہان پہونچ کے ہربرٹ کو اِس

کثرت کے ساتھ سنگین جرائم کے مجرم ایک ساتھ بسر کرنے کو ملے کہ اُسکے احاطہ خیال سے باہر تھے۔ یہ لوگ اپنے جرائم پر نادم اور پشیمان ہونے کی جگہ فخر کرنے والے قتل و خون۔ لوٹ کھسوٹ اور دیگر جرائم کو جنکا نام سنتے ہی رونگٹے کھڑے ہوں مثل بازیچۂ اطفال بیان کرتے۔ اور اسی طرح خوش ہوتے جیسا ناٹک والے نقل کرنے کا ندکور کرتے ہوں۔ کوئی مذہب و ملت کے احکام کا مضحکہ اُڑاتا۔ تو کوئی قانون کو اوکھیاں سُناتا۔ اُنکے نزدیک دُنیا مین وہی شخص قابل ستائش اور تعریف ہوتا ہو جو سفاکی اور بیباکی مین اعلیٰ درجہ کا ہو۔

چند دن اسی طرح کٹے۔ ایک روز صبح سویرے اس ضلعے کے قیدی جس مین سربٹ تھا بیدار کیے گئے۔ اور حکم سنایا گیا کہ آج پابزنجیر کرنے کی کارروائی کی جائے گی۔ چنانچہ تمام قیدی ہانک ہانک کے صحن مکان مین جمع کیے گئے۔ ایک بہت لمبی زنجیر صحن کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک پھیلی ہوئی تھی۔ اور دو دو فٹ کے فاصلے پر کوئی سوا سوا گز کی چھوٹی چھوٹی اور زنجیرین بیڑی و نو جانب لگی ہوئی تھین اور اُنکے سرون پر لوہے کے طوق یا پٹے لگے ہوئے تھے محبوسین کے نام حروف تہجی کے حساب سے پکارے جاتے تھے اور ہر ایک کے گلے مین پٹہ ڈالدیا جاتا تھا لیکن اس خیال سے کہ کوئی مجرم فرار نہو جائے طوق کے دونون سرے ملا کر اس طرح کیل ٹھونکی جاتی تھی کہ لوہار ایک ایک کی پیٹھ پر نہائی رکھتا اور اُسپر طوق مین کیل بٹھا کر بلحاظ تکلیف بڑے زور سے گھن کی چوٹ لگاتا تھا۔ یہ صدمہ ایسا سخت تھا کہ بڑے بڑے قوی اور طاقتور جین بول جاتے اور بے اختیار چیخنے چلانے لگتے تھے۔ اسکو دیکھکر معلوم ہوتا تھا کہ یہ اشرف المخلوقات انسان اُن حیوانات سے بھی بدتر اور

ذلیل ہوگیا ہی جو زندہ عجائب خانون مین پکڑ پکڑ کے بند تو کیے جاتے ہین۔ مگر ایک ہی زنجیر مین گردنین باندھکر سیکڑون قطارین نہین بنائی جاتین۔

جب یہ کارروائی ختم ہوچکی اور ایک ہی زنجیر مین سب قیدیون کی گردنین بندھ چکین تو جیلخانے سے سب باہر نکالے گئے۔ اور سوارون کے گارد کی حراست مین جو بھری بندوقون سے مسلح تھے چالان کر دیے گئے۔ سختی کا یہ حال کہ کیا ممکن آپسمین آواز سے بات کر سکین اگر کسی سے ادنیٰ سی کوئی ایسی حرکت ہوئی جو ان محافظین کے خلاف مزاج ہوئی فوراً ہی قضائے مبرم کی طرح سارجن سر پر آموجود ہوا۔ اور لگا ڈنڈے برسانے اور اگر اُس مجمع مین یہ نہ معلوم ہوا کہ دراصل کون شخص خاطی ہی تو پھر اٹکل سے جس پر شبہ ہو بلا تکلف اسکی مرمت شروع ہوگئی۔ سچ ہی ان مجرمون سے روبکاری کے وقت حاکم جو یہ جملہ کہا کرتے تھے کہ "آیندہ سے قانون کی نظر مین تم بے جان اور مردہ تصور کیے جاؤ گے" حرف بحرف صحیح تھا۔ بلکہ بجائے قانون کے انصاف کہا جاتا تو بہت ٹھیک ہوتا۔ غرضکہ اسی طرح ایک زنجیر مین تیس یا چالیس آدمی یکسان ایک ہی طرح قدم اُٹھاتے چلے جاتے۔ اور پیرس سے ٹولون تک پڑاؤ پڑاؤ ایک مہینے کے عرصے مین جا پہونچتے تھے۔ راستے مین سوا باجرے کی روٹی اور دال کے تیسری چیز نصیب نہوتی تھی۔ ہان پانی کے واسطے کوئی قید نہ تھی۔ جتنا چاہتے پیتے۔ اور دوزخ شکم کی آگ بجھاتے۔ لیکن اس مین بھی اتنی قید ضرور تھی کہ راستے مین جس چشمے پر جا پہنچین جس ندی کو دیکھین اُسکے پانی سے بغیر روک ٹوک کے سیراب نہو سکتے تھے۔ رات کو جہان ٹھہرتے وہان کے جیلخانے مین صرف پھوس پر سونے کی اجازت تھی۔ ہان اُنکے محافظین کے واسطے نہایت نفیس نفیس

بچھونے بہت کثرت کے ساتھ مہیا رہتے تھے۔ جنکے مقابلے مین اتنی ہی راحت بھی ہزار درجہ تکلیف سے بد تر معلوم ہوتی تھی۔

جس دن ٹولون کے جیلخانے پہونچے ہین۔ اُنکے گلے سے طوق نکالے گئے اور قیدیون کو غسل کرنے کا حکم ہوا۔ کیا وجہ کہ جا بجا کے جیلخانون مین جہان پتا ور اور پھوس پر رات بسر کرنی پڑتی تھی اس قدر جلوئے کھٹمل اور پسو تھے کہ بغیر نہائے انکے جسمون مین خون کا ایک قطرہ باقی رہنا محال تھا۔

آلغرض بعد غسل دو دو آدمی ایک ایک زنجیر مین باندھے گئے مگر اس دفعہ گردن مین طوق کے عوض پائون مین بیڑیان ٹھوک دی گئین۔ لال کرتے پہنائے گئے۔ اور چند روز دم لینے سُستانے کے واسطے اُن سے کوئی کام نہین لیا گیا۔ بعد اُسکے اُنکو تعمیر جہاز و قلعہ کے کارخانون مین کام کرنا پڑا۔

ہربرٹ کا ساتھی جو ایک ہی زنجیر مین بندھا ایک ہی بستر پر سونے والا۔ یکسان مشقت کرنے والا۔ ایک ساتھ ستانے والا۔ حروف تہجی کی وجہ سے ہر بات مین ساتھی جسکو خدا نے سایہ کی طرح ساتھ کر دیا تھا۔ جو رات دن بلا کی طرح اُسکے ساتھ لگا تھا۔ اور جو تمام حرکات و سکنات کا نگران اور مختصر یہ کہ بجز خیالات کے سب باتون مین متحد تھا بلکہ حرکات سے اُن خیالات کا بھی کچھ کچھ پتہ لگا لیتا تھا۔ یہ ایک بڈھا آدمی تھا چوری چکاری مین بلا کا مشاق اور یہ دوسرا مرتبہ تھا کہ اس جیلخانے مین آیا تھا۔

ایک شب کو اُس بڈھے نے اس سے کہا "کیون ہربرٹ کیا اس جہنم مین عمر کاٹنے آئے ہو" ہربرٹ مایوس تو تھا ہی آہ سرد بھر کر آہستہ سے بولا "پھر اور

چارہ ہی کیا ہی۔
ہیوگو (یہی اسکا نام تھا) بھلا اگر کوئی راستہ نکلے تو بھاگ چلوگے۔
ہربرٹ نے سُنکر جواب دیا "واہ نیکی اور پوچھ پوچھ ذراسی بھی امید ہو تو پہلے ہمین ہونگے"!
ہیوگو۔ ذرا آہستہ بولو۔ تم آدمی جیوٹ کے معلوم ہوتے ہو۔ ہمارا تمھارا ساتھ تو ہئی کل چھٹی تاریخ ہی نا؟
ہربرت۔ ہان اور کیا۔ مگر یہ تو بتاؤ تم نے پوچھا کیون۔
ہیوگو۔ بات یہ ہی کہ کل ہم لوگ بندرگاہ مین کام کرنے کو بھیجے جائینگے۔ ہم نے ایک دوست سے قبل روبکاری کے یہ سب انتظام کر لیا تھا۔ ہم مین سے اگر کوئی پھنس بھی جاتا ہی تو یہ دستور نہین کہ اور ساتھی اُسکو بالکل ہی چھوڑ دین دوستی کے یہ معنی ہین کہ جیل سے باہر والا جو اندر والے کا برابر دوست بنا رہتا ہی۔ کل وہ ضرور ہمارے واسطے سب سامان سے لیس موجود ہوگا۔ بس اتنا کہکر اُسنے اور کچھ نہ کہا۔
ہربرٹ کو یہی بہت تھا۔ اندھا کیا چاہے دو آنکھین۔ رات بھر نہایت بےچینی اور اضطراب مین بسر ہوئی پلک سے پلک نہ لگی۔ دیوانہ را ہوئے بس است نہین معلوم امید کی سرگوشیون نے کیا کیا سامان مُہیّا کیے۔ اور کون کون دل خوش کرنے والے سین دکھائے۔
صبح ہوتے ہی سب قیدیون کو وہی حکم ملا جو ہیوگو نے کہا تھا۔ جس وقت یہ لوگ زیر حراست وہان پہونچا دیے گئے۔ انکو یہ کام سپرد ہوا کہ معمارون کو

بڑے بڑے پتھر پہونچائین جو جا بجا پڑے ہوے تھے ۔ محافظین بھی اپنی اپنی جگہ پر آرام کرنے لگے کبھی کبھی تھوڑی بہت نگرانی کر لیتے اور باقی بیفکری سے بیٹھے رہتے تھے ۔

دوپہر کا کھانا تقسیم ہوا ۔ اور ایک گھنٹے کی مہلت ملی ۔ بعد اسکے پھر کام کرنے کو قیدی بلائے گئے ۔

دن گذرتا جاتا تھا شام قریب ہوتی جاتی تھی ۔ ہربرٹ کا اضطراب لمحہ لمحہ بڑھتا اور یہ بار بار ہیوگو سے بھاگ چلنے کی صلاح کرتا تھا مگر وہ ایسا ظالم کہ نہ کچھ سنتا اور نہ جواب دیتا ۔

جاڑے کا موسم بونڈ ساون چار بجتے بجتے جھٹپٹا ہو گیا اتنے مین چار کی آواز کان مین آئی اسوقت یہ دونون ایک بڑی سی سل ڈھکیل ڈھکیل کر پہونچا رہے تھے ہیوگو نے پوچھا "تم تیر سکتے ہو" ہربرٹ نے کہا "ہان"

ہیوگو ۔ اچھا اب موقع ہو اسکا ۔

اتنے مین یہ دونون ساحل پر پہونچ گئے ۔ یہان پر صرف گھاٹ بنا تھا کوئی دیوار نہ تھی اور حسن اتفاق سے اس وقت کوئی دیکھتا بھی نہ تھا ۔ کاریگر اندھیرے کی وجہ سے کام چھوڑ کر جا چکے تھے رہے محافظ وہ فاصلے سے تھے ۔

ہیوگو ۔ لے اب جوٹ دکھانے کا وقت ہو اب پھرتی سے غوطہ لگانا چاہیے پہلے تو ہربرٹ ہچکچایا مگر کرتا کیا یا تو جوکھم مین جان ڈال کے بھاگ نکلے نہین جیتے جی قبر مین دفن رہے ۔

آخر دونون ان بلیون کو پکڑ پانی مین چھپ گئے جو گلی ہوئی تھین ۔ گارڈ والون نے پانی کا چھپکا سن لیا فوراً دوڑ پڑے ۔

ہیوگو نے کہا "لو جدھر ہم بتائیں نکل چلو" پلٹ کر جو دیکھتے ہیں ایک مجمع کثیر ہو گیا ہے لوگ لالٹین لیے اِدھر اُدھر ڈھونڈھ رہے ہیں۔ ایک بندوق بھی چلی دائیں سے گولی بھی پاس سے سَن سے نکل گئی۔ یہ دونوں بھی کڑی کمان کے تیر کی طرح جا رہے تھے ہیوگو نے کہا "ہاں شاباش ہو گھبرانا نہیں۔ ان انگریس گویوں سے کچھ ہوتا نہیں اتنے میں دوسری گولی چلی وہ بھی خالی گئی۔

ہربرٹ۔ ارے کہو کشتی بھی کہیں ہے اب تو یار دم پھولا جاتا ہے۔

ہیوگو۔ یہ تو ہے بہت ہوگی سو گز کے فاصلے پر۔ وہ دیکھو سامنے سیاہ سیاہ ایک چیز نظر آتی ہے۔

ہربرٹ نے بھی کشتی دیکھ پائی۔ دم میں دم آیا ہمت بندھی اتنے میں تیسری بندوق چلی دائیں سے یہ نشانہ بھی باد ہوائی گیا۔

ہیوگو۔ بچا لے اب بیڑے پار کرد فیر کی نوبت بھی نہ آئیگی۔ یار لوگ نکل آئے لمحہ بھر میں یہ دونوں کشتی کے پاس پہونچ گئے اور ملاحوں نے اٹھا لیا۔ برانڈی تو موجود ہی تھی ایک ایک گلاس فوراً پلایا۔ ہوا موافق تھی۔ پال بھی بڑے بڑے تھے۔ ملاح بھی واقفکار تھا کشتی زن زن نکلی چلی جاتی تھی کوئی دس منٹ گذرے ہونگے قلعے سے توپ چلی ہیوگو بولا "یہ دیکھو ہمارے بھاگنے کی خبر دیگئی مگر اب پا جانا کارے دارد"

ہربرٹ بولا "ارے بڑی خیریت ہوئی" اتنے میں ملاح نے ایک ایک سوہن لاکر دیا اور ان دونوں نے بیڑیاں کاٹ کوٹ الگ پھینکدیں۔ کپڑے بھی موجود تھے جیلخانے کی پوشاک اور بیڑیاں دریا برد کی گئیں۔

ہر برٹ - بڑی آفت سے جان بچی مگر یہ تو بتاؤ جاتے کدھر ہین۔
ملاح - اسپین کے کنارے۔ کچھ کشتیان بچھا کیے آ رہی ہین۔ مگر توبہ کرو کہان وہ اور کہان ہم۔ پا جانا اب ہنسی ٹھٹھا نہین ہو۔

قصہ مختصر یہی ہوا اور دونون بالمینان تمام اسپین کے ساحل پر پہونچ گئے
سر آڈمنڈ نارٹن نے جب یہ ساری داستان ختم کی تجی ہین کہنے لگے انسان کی زندگی کیا ہو۔ ایک سلسلہ ہو جھوٹ۔ مکر۔ فریب۔ ریا کا۔ جتنی اصلیت کھلتی جاتی ہو اُتنا ہی یقین ہوتا جاتا ہو۔ کہ ظاہری باتون پر انسان کو اعتبار نکرنا چاہیے مگر کس قدر دلخراش بات ہو کہ یہ دُنیا جو طرح طرح کے خوبصورت پُر لطف سامان سے آراستہ۔ دلفریب چیزون سے پیراستہ ہو جس مین اتنے بڑے شاہنشاہ اور والیان ملک موجود ہین کہ اسکے تمام نعمات کا مہیا ہونا محض اُنکے ادنیٰ اشارے پر موقوف ہو وہ ایسے فریب ایسے جھوٹ ایسی ریاکاری سے مملو ہو بھئی اب تو اِن مکاریون دغابازیون اور جرائم کی داستانون کو دیکھتے دیکھتے جی کو نفرت ہوگئی۔ لیکن شاید یہ بات ہو کہ ہمارے ملک کے لوگ ایسے ہون اور اور ملکون مین اس طرح کے نہوتے ہون۔

خدا کی یہی مرضی ہوگی کہ یہ لوگ زیادہ گناہون مین مبتلا رہین۔ یہ بھی تقدیر سے مجبور رہونگے۔ خیر ان باتون مین کسکو مجال گفتگو ہو خدا کی باتین خدا ہی جانے۔ انسان اور اُسکے خالق کے تعلقات کچھ ایسے پیچیدہ ہین کہ ایک کے اعمال اور دوسرے کی قدرت پر چون و چرا کرنا مناسب نہین معلوم ہوتا غرضکہ ایسی ایسی باتون سے دُنیا کی تمام چیزون سے اُنکو نفرت سی ہوتی جاتی

تھی۔ یہان تک کہ روزا کے ساتھ جو انکو عشق تھا اُسکی لذت بھی بھول گئے۔ اب یہی دُھن سمائی کہ اور ملکون مین چلکر بنی نوع انسان کے اقوال و افعال دیکھنا چاہیے۔ اتفاق کی بات ایک معاملہ بھی ایسا پیش آگیا یعنی تھوڑی دیر کے بعد نوکر ایک خط لایا کھول کر دیکھتے جو ہین ایک فرانسیسی دوست کی تحریر ہے۔

جس زمانے مین انکا نام موشیر لاکارج تھا اُس وقت اڈمنڈ صاحب کو اپنے علاقے پر کئی مہینے تک قیام کرنے کا اتفاق ہوا تھا۔ وہین انسے ملاقات پیدا ہوئی تھی مضمون خط کا خلاصہ یہ تھا کہ فی الحال بہ عنایت الٰہی ایک نہایت حسین مہ جبین سے نیاز مند کی شادی پیرس مین ہوگئی ہے اور وہان سے رخصت کرا کے گرانڈیہ مین ہم لوگ چلے آئے ہین۔

ایسے زمانے مین اگر آپ تشریف ارزانی فرمائین تو بعید از نوازش دوستانہ نہ ہوگا۔

خوشا وقتے و خرم روزگارے کہ یارے برخوردار وصل یارے

اڈمنڈ صاحب تو فکر ہی مین تھے فوراً مستعد ہوگئے۔ اُٹھکر جواب لکھا۔ شکریہ دعوت ادا کیا۔ اور خط روانہ کر کے ڈاک والے کے ہان آدمی بھیجا کہ آج شام کو میل لیکر جو گاڑی جائے اُس مین ایک مسافر کی جگہ خالی رکھی جائے۔ سر اڈمنڈ کی وضع بہت سادہ تھی۔ نمایش پسند نکرتے تھے اور انکا یہ بھی قول تھا کہ جب تک اعلیٰ اور ادنیٰ سب ہی طرح کے لوگون سے نہ ملین گے۔ ہر رنگ کی صحبت کا حال معلوم نہوگا۔ اگر امیرانہ عادت رکھے تو بہت سی باتین عمر بھر نہ کھلین گی پس اُنھون نے اسی وجہ سے ایک معمولی مسافر کی طرح سفر

اختیار کیا اور اپنی دولت ثروت کے مطابق امیرانہ اہتمام و دھوم دھام کی کچھ پروا نہ کی۔

کیمبل صاحب کے مکان سے جہان مہمان تھے اس طرح دفعتہً اُٹھ کھڑے ہونے کا ایک معمولی حیلہ پیش کردیا اور چل کھڑے ہوے۔

جس وقت شام کو صدر ڈاکخانہ سے ڈاک روانہ ہوا کرتی ہی وہ وقت عجب پرلطف ہوتا ہی خصوصًا اندھیرے مین وہ جا بجا لمپون لالٹینون کی روشنی مین لوگون اور سواریون کی چلت پھرت۔ وہ عظیم الشان عمارت کا اندر باہر سے جگمگاتا۔ وہ سُرخ سُرخ گاڑیون کے رنگ کی جھلک۔ وہ انکے بیچین گھوڑون کا اضطراب۔ وہ لوگون کا اندھیرے اُجالے مین کبھی چھپ جانا کبھی نظر آنا مختصر یہ کہ ایک طلسم کا کارخانہ معلوم ہوتا ہی تھوڑی دیر مین گاڑیان چل کھڑی ہوتی ہین۔ بگل کی آواز سُنائی دیتی ہی۔ جا بجا ان کی سُرخ لالٹینون کی روشنی کم کم نظر آتے آتے بالکل غائب ہوجاتی ہی اور پھر وہی سناٹا پھر وہی تاریکی کانی چڑیا تک نظر نہین آتی۔

المختصر سرا ڈمنڈ مارٹمر سرا کے دروازے پر کھڑے یہ پورا سمان بڑے غور سے دیکھا کیے اور آخر کو جب ڈاک چھوٹنے لگی تو گاڑی مین بیٹھ ڈوور کی طرف روانہ ہوگئے گاڑی مین آگے کی طرف یہ اور پس پشت دو شخص اور بیٹھے تھے اُنکی آپس کی بات چیت سے پایا جاتا تھا کہ یہ دونون اہل فرانس سے ہین۔ اور باہم دوستی بھی ہی دونون نوعمر ہمسن کوئی تیئس ۲۳ تیئس چوبیس ۲۴ چوبیس سال کے۔ صورت شکل بھی کچھ بُری نہین۔ فرانسیسی لوگون کی عادت ہی کہ

ساری دُنیا کے معاملات سے کچھ نہ کچھ ضرور واقف ہوتے ہین۔ اسی سبب سے دیر تک ایک ہی بات پر گفتگو نہین کرتے۔ ابھی کوئی اہم مسئلہ پیش ہو تھوڑی دیر مین نہایت معمولی خفیف معاملات پر گفتگو ہونے لگی۔ سر اڈمنڈ فرنچ زبان اچھی طرح جانتے تھے جو کچھ ان مین گپ شپ اُڑتی جاتی تھی اُسکو برابر سمجھے جاتے تھے۔ اُن مین سے ایک شخص نے تھوڑی دیر تامل کر کے کہا۔ فرڈی ننیڈ ہفتہ کے دن خدا نے چاہا ہم لوگ پیرس مین بیٹھے ہونگے۔

دوسرا شخص۔ الحمد للہ یار اگسٹ اگر اس کمبخت اُداس شہر لندن مین ایک ہفتہ اور ٹھہرنا پڑتا تو بھئی مجھکو تو مالیخولیا ہو جاتا مجھے ان انگریزون کی صورت دیکھکر بڑا تعجب ہوتا ہے جسکو دیکھو اپنے کاروبار کی دُھن مین روکھا پھیکا۔ اُداس خشن صورت بنائے چہرہ لٹکائے چلا آتا ہے نہ چہرے پر ہنسی نہ مسرت نہ چہل پہل۔ اتنے دن ہوٹل مین ٹھہرے صرف ایک دن تو مالک صاحب مسکراتے نظر آئے۔ سو وہ بھی اُس وقت جب ذرا مزے مین تھے یعنی دو ایک گلاس زیادہ چڑھا گئے تھے۔ بھائی مین سچ کہون الف لیلیٰ والے شہر خموشان مین رہنا جہان سب ہی پتھر کے ہو گئے تھے گوارا۔ مگر لندن مین نہین۔

اگسٹ۔ ہان بھئی بات یہ ہے کہ تمکو خدا نے ہنس مُکھ زندہ دل بنایا ہے۔ ٹھنڈے طمع کے انگریزون سے تم کو کیا دلچسپی ہو سکتی ہے۔ مگر یہ تو کہو انکے ہان کی عورتین کس طرح کی ہوتی ہین۔

فرڈی ننیڈ۔ یار عورتین تو پرنیزاد ہوتی ہین۔ بڑی بڑی آنکھین لمبے لمبے

گیسو والیان ستم ہی توڑھاتی ہین - مگر یار ایک بات ہی - قد و قامت ڈیل ڈول انداز و ادائین وہ نزاکت اور لطافت نہین جو اپنے ہان ہی - اور اچھے پانون سے تو انگریزنون کو مور کی طرح خدا نے محروم ہی رکھا ہے -

اگسٹ - یون جو تمھارا دل چاہے کہو - مگر انگریزنین ہوتی بلا کی نازک اندام اور دلربا ہین -

فرڈی نینڈ - مگر بھائی ہمکو تو اپنے فرانس ہی کے معشوقان طناز بھلے معلوم ہوتے ہین ذراسی بات مین تم سے کہون بھلا کسی انگریزن سے تھوڑی دیر بات چیت کرو - وہ بے مزہ پھیکی باتین کریگی کہ اجیرن ہوجائیگی - وہ کرے کیا اُسکو آتی ہی نہین - اپنی طرف سے کوئی بات چھیڑے گی نہین اگر آپ کچھ کہیے تو البتہ وہ بھی جواب مین بول اُٹھے گی نہین تو منھ مین گھنگنیان بھرے بت بنی بیٹھی رہے گی - شاید بعض لوگ کہین - یہ انکی حیا اور شرمیلاپن ہی - مگر لاحول ولا - یہ بھی کوئی شان معشوقیت ہی - پیرس کی کسی بیگم خانم کو دیکھو انسان کیسا ہی سُست - مضمحل خاموش ہو - ایسی دلچسپ باتین کریگی کہ خواہ مخواہ دل بہلنے لگے گاہان خوب یاد آیا تمکو وہ عورتین یاد ہین جو ٹلیوریز کے باغ مین دو دفعہ ملی تھین -

اگسٹ - بھئی ایمان کی پوچھو تو وہ مجھے بھولتی ہی نہین - اُنکی صورتین لوح دل پر ایسی نقش ہوگئی ہین -

فرڈی نینڈ - دونون بہنین تو تھی نہین - مگر حُسن و دلربائی مین دونون یکسان - وہ قد زیبا - وہ قامت رعنا - ایک ہی سانچے مین ڈھلا - وہ اُنکے لمبے لمبے کالے کالے گیسو وہ سیاہ سیاہ آنکھین وہ چھوٹے دہانے وہ موتی کی لڑی سے دانت

معاذ اللہ کوئی کس کس بات کو کہے - ایسے لوگون سے خدا پناہ مین رکھے۔ بھلا دل اپنے کہین بچ سکتا ہے -

اگسٹ - (ہنسکر) ارمان ہم تو جب ہی سمجھ گئے تھے جب تمنے کہا تھا کہ بائین طرف والی کے ساتھ مین ابھی بلا تامل بے پوچھے گچھے شادی کرنے کو تیار ہون -

فرڈی ننینڈ - ہان بھئی اس وقت تو دل کا یہی حال تھا - مگر بعد کو مزہ بھی چکھتے اپنے کیے پر پچھتاتے بھی بہت - بھلا جب کوئی جوان جہان، اٹھتی کوپل، جوانون کو دیکھکر مسکرائے اور جب وہ اسکو سنا کر آپسمین کہین کل بھی ہم یہان سیر کو پھر آئینگے - اور پھر دوسرے دن وہ عورت بھی وہین ملے - تو بھلا وہ گھر کی بیوی بنانے کے لائق ہے؟

اگسٹ - لیکن اتنی سنگدلی بھی نہ چاہیے - وہ دونون اپنلی الھڑ تھین - انکی یہ حرکت اتنی ملامت کے لائق نہین - نادانی بھولے پن سے ہوگئی - کوئی خدا نخواستہ انکی نیت اور کچھ تو تھی نہین - اگر کوئی اور بات ہوتی تو اسوقت کھسک کیون جاتین - جب انکو معلوم ہوا ہی کہ ہم لوگ چھیڑ کر ان سے ضرور بولینگے -

فرڈی ننینڈ - جی ہان - اسی مارے تو ایک نیکبخت اپنے نام کا کارڈ وہین گرا گئین -

اگسٹ - ارمان ہان خوب یاد آیا اور مزہ یہ کہ وہی نیکبخت جنکو تمنے بتایا تھا -

فرڈی ننینڈ - وہ کارڈ تو ابتک میرے پاس موجود ہی - مگر خدا نہ کرے اور کوئی رنگ لائے ایسے خواب پریشان بہت دیکھے ہین -

اگسٹ۔ نام کیا تھا۔
فرڈی نینڈ۔ جولی بیگم۔
اگسٹ۔ دوسری کا نام تو ہمنے سُنا ہی۔ انھین نے مریم شیائل کہکے پکارا تھا۔ اور
فرڈی نینڈ۔ ہان تمنے ہم سے کہا بھی تھا۔ اور اسی سے تو معلوم ہوا کہ دونون بہنین نہین ہین۔
اگسٹ۔ ارمان ہوگا بھی کہان کا خرافات تذکرہ نکالا۔
سرآڈمنڈ۔ اب تک خاموش بیٹھے تھے یہ گفتگو سُنکے کہنے لگے "معاف کیجیے گا اس قسم کی باتین کچھ بھلی نہین لگتین یون عام طور سے کوئی کسی کی نسبت اغیار کے روبرو کچھ کہے۔ خیر مضائقہ نہین۔ مگر ایسے راز زبان پر لانا لازم نہین"
فرڈی نینڈ۔ ہان درست ہی۔ مگر یہ تذکرہ تو معمولی باتون کا تھا ایسے خفیف خفیف واقعات دن مین سیکڑون ہوا کرتے ہین آدمی کہانتک لحاظ رکھے۔ جنکا ذکر تھا وہ خدا جانے کون تھین۔ اپنے راستے راستے وہ بھی چلی جاتی تھین اور ہم بھی جاتے تھے۔ اُس دن سے پھر آج تک اُنکو دیکھا بھی نہین صاحب نہ سلامت دوستی نہ محبت۔ غرض نہ مطلب اور شاید اب عمر بھر نہ ہم اُنکو جانین کون بلائین تھین۔ نہ وہ واقف کہ ہم دونون کون تھے۔ نظرے خوش گذرے کا معاملہ تھا۔ ؎

دو چیز مفت حلالست فی ہم لشرع درست سرود خانۂ ہمسایہ حسن رہ گذرے

جب کبھی کوئی اور بات نہین ہوتی تو انسان اس طرح کے تذکرے چھیڑ ہی دیتا ہو۔
سرآڈمنڈ۔ لیکن یہ بھی تو ہی کہ کبھی کبھی یہی خفیف واقعات ایسے ہوجاتے ہین

کہ آدمی کی سوانح عمری مین بہت بڑا انقلاب پیدا کر دیتے ہین۔
اگسٹ - بجا ہی - مگر ایسا شاذ ہوتا ہی - اگر ایسی ہی باتون کا انسان خیال رکھے تو دُنیا کا کام نہ چلے۔
المختصر اسی قسم کی باتین بڑھتے بڑھتے اچھا خاصہ مباحثہ قائم ہوگیا اور گفتگو اسپر ہونے لگی کہ ایسی ہی خفیف باتین مل ملا کر ایک بڑی بات ہو جایا کرتی ہین یا نہین اثنا رتقریر مین معلوم ہوا کہ ان دونون شخصون مین سے ایک صاحب مصوری کا پیشہ کرتے ہین اور دوسرے صاحب فوجی انجنیر ہین۔ یہ دونون کچھ اپنے اپنے کام کے واسطے ایک ساتھ انگلستان آئے تھے۔ اب پیرس کو واپس جارہے ہین۔ ایک کا پورا نام اگسٹ ڈومسنل ہی۔ اور دوسرے کا فرڈی نینڈ کلاری دونون ہوشیار۔ اور بے تکلف تھے۔ راستہ اچھی طرح کٹا۔
فرانس والون کی عادت ہی کہ جب اس طرح سفر کرتے ہین تو خاصکر غیر ملک کے مسافرون کے ساتھ ایسے ذی اخلاق ہوتے اس قدر اُنکی خاطر داری کرتے ہین کہ اُنکے مقابلے مین انگریزون کو شرم آنی چاہیے۔ انگریزی ڈاک گاڑی ہی کو لیجیے اُسکا مسافر کیسا ہی تجربہ کار اور دیگر مقامات پر کیسا ہی نیکدل مہربان ہو۔ گاڑی مین سوار ہوا اور بدل گیا۔ سوا خودی اور انانیت کے اُس مین اور کچھ باقی نہین رہتا۔ اس قدر خودغرضی بڑھ جاتی ہی کہ وہ چاہتا ہی کہ جو کچھ ہو وہ میرے ہی واسطے ہو گاڑی چلی نہین اور نفسی نفسی کا بھوت سوار ہوا نہین۔ اورون کو تکلیف ہو نقصان ہو۔ اُنکو اپنے آرام سے مطلب۔ مگر ان تینون مسافرون مین یہ بات نہ تھی جب تک جاگتے رہے رات بڑے لطف کے ساتھ کٹی اور اِدھر اُدھر

کی دلچسپ باتین ہوتی رہین۔

قصہ مختصر اسی طرح یہ تینون مسافر بخیر و عافیت پیرس پہونچ گئے۔ رخصت ہوتے وقت ڈوسنل اور کلاری نے اصرار کے ساتھ کہا کہ اگر کسی روز غریب خانے پر تشریف ارزانی فرمائین تو بعید از ذرہ نوازی نہو۔

اڈمنڈ صاحب نے اس مہربانی کا شکریہ ادا کیا۔ اور مارس ہوٹل ہین جا کے ٹھہرے تاکہ چندے وہان آرام کر کے لکارج کے ہان روانہ ہون۔ انکا ایک مکان گرینڈیہ مین تھا اور وہ وہین رہا کرتے تھے۔

سر اڈمنڈ پہلے بھی آچلے تھے۔ پیرس والون کے عادات و اخلاق سے بخوبی آگاہ تھے جس روز پہونچے ہین۔ شام کو تفریحاً چہل قدمی کو نکلے۔ جاتے جاتے قریب چھ بجے کے پیلیس رائل کی طرف جا نکلے۔ وہان ہفیو رکا ہوٹل ہو۔ اکثر سیر کرنے والے جب وہان پہونچتے ہین تو یہ بھی ایک وضع ہو راس ہوٹل مین جا کر کچھ کھاتے پیتے ہین۔ یہ بھی وہان گئے۔

مارس کے ہوٹل مین کھانے کا وقت آگیا تھا۔ انھون نے خیال کیا اب واپس جانے مین دیر ہوگی اپنے کمرے مین منگا کے تنہا کھانے مین لطف بھی نہ ملے گا چلو یہین چلیے۔ مجمع بھی اچھا ہوگا جی بھی بہلے گا اور کھانا بھی ہو جائے گا۔ یہان پہونچے ایک کمرے مین نہایت خوبصورت میز بچھا تھا طرح طرح کی چیزون سے آراستہ اسی کے قریب جا کے بیٹھ گئے کہ اتنے مین کسی نے پس پشت آکر بازو پکڑ لیا اور آہستہ سے کان مین کہا۔ وہ آئین۔ کیا۔ اڈمنڈ صاحب ہین، پھر کر دیکھتے جو ہین۔ یہ تو انکے دوست لکارج صاحب ہین انھین کے ہان تو جا کر ٹھہرنے والے تھے۔

اڈمنڈ صاحب نے مسکرا کے جواب دیا "جی ہان - آپ ہی کی محبت یہان تک کھینچ لائی - ہم تو آپ کے ہان آنے والے تھے - لیکن ۔ ۔ ۔ ۔"

لکارج - لیکن ویکن کچھ نہین آپ کو چلنا ضرور پڑے گا - اصل بات یہ ہے جس دن آپ کو خط لکھا ہے اُسی دن پیرس آنے کی ضرورت ہو گئی - کوئی پانچ چھ دن کے بعد مین واپس جاؤنگا اب یا تو پیرس مین آپ مکان پر چلکر اتنے دن ٹھہرین پھر ہمارا آپ کا ساتھ ہو گا یا ابھی گرینڈ پر تشریف لیجائین وہان والدہ اور آپ کی بھاوج موجود ہین اور ایک نیکبخت اور مین آپ کو سب طرح کا آرام ہو گا - مین گھر مین خط دیدونگا وہ لوگ آپ سے ملکے بہت خوش ہونگے اور ہر طرح کا آرام ملے گا - اور مریم تو اپنے شوہر کے دوست کی خدمت کرنا اپنا فخر سمجھے گی -

سر اڈمنڈ نہین بھئی ہم ابھی پیرس مین چند روز ٹھہرین گے اور تمھارے ساتھ ہی چلین گے لیکن یہ تو کہو اسوقت یہان کھانا ہی کھانے آئے ہو نا -

لکارج - ہان اور کیا -

مارٹم - تو پھر آؤ بیٹھو تم سے شادی بیاہ کے معاملے مین کچھ پوچھنا ہے - ہمارا بھی اب کچھ ارادہ ہوتا ہے - مگر کبھی عورتون سے جی ڈرتا ہے عموماً انہین مکرہیت ہوتا ہے

لکارج - ارے یار یہ کیا کہتے ہو - اگر تم ہماری بیوی کا فراج دیکھو تو یہ سب وہم نکل جائے انکا یہ حال ہے کہ سب ہی خوبیان تو موجود ہین - وہ امنڈ جو باتین مین چاہتا تھا خدا کی عنایت سے سب اُن مین پائین محبت ویسی ہی - مہربانی ویسی ہی دلربائی ویسی ہی - اور ایسی دلدادہ و فریفتہ کہ مین آپ سے کیا کہون - ایک ادنیٰ سی

بات یہ ہی کہ وہ مجھے لکھتی ہین کہ تم رات کو ایک وقت مقررہ پر چاند ضرور دیکھا کرو۔ اور ٹھیک چھ بجے شام کو تم بھی وہان میرا جام صحت پیا کرو۔ اور جب سونے لگو۔ تو گیارہ بجے رات کو تم بھی میرے واسطے وہان دعا صحت و عافیت مانگا کرو۔ ٹھیک انھین اوقات پر مین بھی یہان یہی کرونگی۔

چنانچہ ہم سب کرتے ہین۔ جب اتنی سی بات پر اُنکی خوشی ہوتی ہی۔ تو اُنکا کہنا نہ کرنا۔ واہیات بات ہے۔

اڈمنڈ۔ لیکن بھائی یہ از خود رفتگی دیر تک تھوڑی رہ سکتی ہی۔ چند روز کے بعد ایسی باتون مین کچھ عقل سے بھی کام لینے لگو گے۔ لیکن خیر کیا ہرج سچی محبت مین کوئی خلل تو آئیگا نہین۔ اچھا اب ایک سوال کا جواب دو جیسی دوستانہ پوچھتے ہین۔ بیجا معلوم ہو تو معاف کرنا یہ جو تم نے شادی کی ہی صرف محبت کی خوشی مین کی ہی یا اور کوئی بات بھی ہے۔

لکارج۔ یار اڈمنڈ تم سے تو کوئی پردہ نہین۔ ہم تم ایک ہی مدرسے مین ساتھ پڑھتے تھے تم کو یاد نہین کہ تمھارے والد مرحوم اس لڑکی پر کس قدر مہربان تھے۔ بس وہی تو یہ مریم شاپل ہین۔

سر اڈمنڈ صاحب نے یہ نام سُنا۔ کھانا کھا رہے تھے۔ ہاتھ سے چھری اور کانٹا دونون چھوٹ گرے۔ تعجب سے بولے ”مریم شاپل“۔

ہان۔ یہی تو انکا خاندانی نام ہی کیا تمنے پہلے سُنا تھا۔

اڈمنڈ۔ نہین نہین مجھے ایک اور بات کا خیال آیا لاحول ولا۔ وہ غلط تھا لکارج نے ہنسکر کہا ”مین تو پہلے بھی بہت ڈر گیا تھا کہنے والا تھا کہ کچھ اُنکی

دولت بھی ہی بس بھئی اُسی دولت وحسن کے خیال سے ہم نے یہ شادی کرلی۔ ایسا کچھ دل آیا کہ دین دُنیا کا کچھ ہوش ہی نہ رہا اور اُدھر بھی یہ حال ہوا کہ نظر سے نظر لڑی۔ اور وہ بھی مے عشق ومحبت مین مخمور ہوگئین۔

"دو دل راضی تو کیا کرے قاضی"۔ سب انتظام چٹ پٹ ہوگیا۔ بس ہفتہ ہی بھر مین سامان ہوکر شادی ہوگئی۔

اُدمنڈ صاحب نے کہا "بھئی عشق ومحبت کے معاملے مین تم بالکل اختیار سے باہر ہوجاتے ہو۔

یہ تعریف لکارج صاحب کا سن وسال دیکھتے کچھ ٹھیک نہ تھی۔ اچھی خاصی عمر آچکی تھی۔ اور صورت شکل حرکات وسکنات مین بھی کوئی ایسی بات نہ تھی کہ عورتین لٹو ہوجایا کرتین ہان اتنا تھا کہ بدمزاج نہ تھے اور دسترخوان پر مزیدار باتین خوب کرتے تھے۔ باقی تجارت کے معاملات مین البتہ بہت ہوشیار تھے۔ الحاصل لکارج صاحب نے جب اپنی بیوی کی صحت کا جام پیا تو اُدمنڈ صاحب نے پوچھا "کیون بھئی ایسے زمانے مین جب نئی نویلی بیوی کے ساتھ داد عیش و عشرت دے رہے تھے تو اس طرح دفعۃً پیرس آنے کا کیا سبب ہوا"۔

لکارج حقیقت حال یہ ہی کہ مین نے ایک بہت بڑا لوہے کا کارخانہ تجویز کیا ہی اور اُسکے واسطے سند سرکاری حاصل کرنیکی تدبیرین بھی ہورہی ہین۔ مگر جاری کرنے کے لیے رقم کثیر درکار ہی۔ یہان پیرس مین مین نے وکیل کو لکھا تھا کہ ہماری بیوی کی جائداد پر روپیہ کی کچھ فکر کردین اور کچھ قرضہ بھی لادین۔ خیر پہلی بات کا انتظام تو باسانی ہوگیا مگر قرضے مین کچھ دقتین پیدا ہوگئین

اسی سبب سے یہان فوراً آنا ہوا اور اب معلوم ہوا کہ قرضے کی فکر نہین ہو سکتی۔ لیکن ایک اور جگہہ کوشش ہو رہی ہے۔

اڈمنڈ۔ بھلا کس قدر کی ضرورت ہو گی۔

لکارج۔ کچھ تو جمع ہی ہو گیا ہے باقی کوئی پچاس ہزار فرانک کی کمی ہے۔ سو اسکے واسطے یہ تدبیر کی ہے کہ اُتنے کی ہُنڈیان کوئی چھ سات مہینے کے وعدے کی دیدیجائین چنانچہ وہ ہنڈیان اسوقت بھی میرے پاس موجود ہین معزز لوگون نے سکھار بھی دی ہین اور۔

اڈمنڈ صاحب نے ہنسکر کہا "پھر روپیہ ملنے مین کیا تامل ہے۔ لیکن اُن ہنڈیون کے اعتبار کو تم نے اس طرح مجھسے بیان کیا جیسے مین بھی کوئی مہاجن ہون"

لکارج نے ایک خاص ادا کے ساتھ جسکو اڈمنڈ صاحب نے نہین دیکھا جواب دیا "بھائی کاروبار کے معاملے مین آدمی کو پوری اور ٹھیک بات کرنی چاہیے اور مین تم سے سچ کہتا ہون کہ مجھے سخت ضرورت بھی ہے"

اڈمنڈ۔ اسکے واسطے اِس قدر متردد کیون ہو۔ کوئی دو ہزار پونڈ کا تو معاملہ ہے کل ہم مکان پر لکھ بھیجین گے کوئی ہفتہ بھر مین روپیہ آجائیگا۔ ایک معاملے مین ہم تمھارے مہاجن ہی ہو جائینگے۔

لکارج صاحب نے جب یہ خوشخبری سُنی چہرہ بشاش ہو گیا۔ کہا اگر بھائی اتنی مہربانی کرو گے تو واللہ عمر بھر تمھارا احسان مانین گے لے اب مین کل ہی اپنی پیاری بیوی کو لکھ بھیجونگا کہ خدا کی مہربانی اور آپ کی عنایت سے پیرس آنے کی محنت سوارت ہوئی اور سب انتظام ہو گیا۔

اڈمنڈ۔ اچھا لے اب روپیہ پیسے کی باتون پر تو بھیجو لعنت آؤ کچھ اِدھر اُدھر کی غپ شپ اُڑے۔
لکارج۔ بہت بہتر جو آپکا حکم ہو۔ لے اب اُس لوہے کے کارخانے کا حال سنیے مین نے اُس مین کونسی بات تجویز کی ہی۔
غرضکہ اُسنے تفصیلی حالات بیان کرنا شروع کیے جنکا اعادہ یہان فضول ہی۔ اور جب نو بج گئے تب دونون دوست ہوٹل سے نکلکر پلیس رائل کے چمن کی سیر کرنے لگے۔ اسی وقت لکارج کو چاند سے آنکھین لڑانی ہوتی تھین کیونکہ نو بجے انکی معشوقہ ماہرو بھی چاند کا نظارہ کرتی تھین بوسہ بہ پیام شنا ہو گا۔ مگر نظارہ بہ ماہتاب انکی انوکھی ترکیب تھی جب دس بج گئے تو اڈمنڈ اور لکارج اپنے اپنے ہوٹل چلے آئے۔
غرضکہ دو تین دن اسی طرح گذرے اکثر ملاقاتین ہوتی رہین۔ سر اڈمنڈ نے قرض دینے کا وعدہ بھی کر لیا تھا۔ لکارج کو اور کوئی کام بھی نہ تھا۔ دونون شہر کی سیر و تفریح اکثر کرتے رہتے۔ لکارج کا یہ حال کہ جب دیکھو اپنی بیوی کا ذکر کر رہے ہین اور ہر روز کوئی نہ کوئی نئی بات اُنکی تجویز کی ہوئی بیان ہو رہی ہی۔
اور فی الواقع لکارج کی میم صاحب کی الفت اور محبت اس درجہ پر پہونچگئی تھی کہ خطون مین یہان تک لکھتین کہ فلان فلان وقت تم وہان کھایا کرو کہ بلا سے مکان مین تمھارا ساتھ نہو تو زمان مین تو ہو۔
اڈمنڈ ایسی ایسی وہمی باتونکو اکثر دل لگی مین اڑایا کرتے مگر یہ بیچارے بصدق و صفا

انچہ جور وجی بفرماید رواست　　　علم جور وجی بہ از حکم خداست

جو جو کچھ وہ خط مین لکھتین اُسکی ضرور تعمیل کرتے۔
ایک روز صبح کو اڈمنڈ ناشتے سے فراغت کر چکے تھے۔ کہ مسٹر فرڈی نینڈ کلاری داخل ہوئے اور بعد معمولی سلام بندگی کے کہنے لگے "آپ کو یاد ہوگا مین نے عرض کیا تھا کہ کسی روز کفش خانے تک قدم رنجہ فرمایئے۔ لیکن شاید آپ کو میرا پتہ یاد نہ رہا آج مین نے کہا خود ہی چلکر یاد دہانی کراؤن"۔
اڈمنڈ۔ واقعی مین نہایت شرمندہ ہون۔ معاف فرمایئے گا۔ بات یہ ہوئی کہ جس وقت پیرس پہونچا ہون اُسی وقت ایک بہت بڑے دوست ملگئے۔
فرڈی نینڈ نے مسکرا کے کہا "جی ہان پُرانے دوست کے آگے نئے نیازمند کا کیا حق خیر صاحب آپ کی شرمندگی میرے سر آنکھون پر۔ مگر اس شرط پر کہ آپ پرسون شرکت دعوت قبول کرکے ضرور وعدہ وفا فرمایئے۔
اڈمنڈ۔ بھلا اتنی بڑی بات اور مجھے انکار کی مجال ہو۔ مین بسر و چشم حاضر ہون۔ ہان یہ تو کہیے آپکے دوست ڈومنل تو بخیریت ہین۔
فرڈی نینڈ۔ جی ہان خدا کی عنایت سے اچھی طرح ہین۔ وہ بھی شریک ہونگے لیکن میرے اُنکے مزاج مین بہت فرق ہی۔ گو دوستی بھی اور آپنے تو دیکھا ہی ہوگا اور ہان خوب یاد آیا جس روز ہم یہان پہونچے ہین عین اُسی دن ایک عجب اتفاق پیش آیا جس بات کا مذکور آپ نے ڈاک گاڑی مین کیا تھا وہ اکثر یاد آجایا کرتی تھی مین پلیس رائل مین ٹہل رہا تھا دور سے ایک آدمی نظر آیا اچھی طرح پہچانا تو نہ گیا۔ مگر کچھ شبہ سا ہوا۔ مین لپکا دیکھا تو خیال غلط نہ تھا واہ وا یہ تو وہی نیکبخت ہین جنھون نے پہلے سحر حسن سے دل چھین لیا تھا۔

اڈمنڈ۔ ہان آپ دونون صاحبون ہین اُس روز جو باتین ہوئی تھین مجھے خوب یاد ہین جن پر مین نے کہا ایسی چھوٹی چھوٹی باتین بعض دفعہ انسان کے اہم واقعات سے متعلق ہو جایا کرتی ہین۔

فرڈی ننینڈ۔ واللہ باللہ ! ابکی اُنھون نے پہلے چرکے پر ایک اور رسید کیا۔ خیر اُسکا ذکر تو فضول ہی۔ مگر جب مجھے معلوم ہوا کہ جولی بیگم ہین جو اس طرح بنی ٹھنی بڑے ناز و انداز کے ساتھ رونق گلستان ہین اور صرف ایک خادمہ ساتھ لیے گلگشت کر رہی ہین۔ تو مین بے تکلف جا کر یون کہنے لگا "بیگم صاحب گستاخی معاف دو دفعہ جس طرح دیدار نصیب ہوا۔ اور ٹیلورینر کے چمن مین آپکے نام کا کارڈ پڑا پایا جو ہر وقت حرز جان کی طرح میرے پاس رہتا ہی اُسکے دیکھنے سے میرا اس طرح مخاطب کرنا داخل گستاخی نہوگا۔ یہ اطمینان رہے کسی کو ستانے کی میری عادت نہین۔ نہ کہ لیڈی کو۔ معاذ اللہ۔ اِسوقت میرے خیال مین ایک بات آئی جسکے آگے ظاہری رسم ہیچ ہی۔ اور اسی وجہ سے گستاخانہ عرض کیجاتی ہی"

لیڈی نے نہایت متانت اور اخلاق سے جواب دیا "اب جولی بیگم میرا نام نہین۔ نواب لاٹور سے میری شادی ہوگئی ہی بس آیندہ از راہ مہربانی اس طرح مخاطب نہ فرمائیے گا"

مین نے جواب دیا "بہت بجا آیندہ اسکا ضرور لحاظ رہے گا۔ مگر اتنا خیال رہے ع کبھی فتراک مین تیرے کوئی نخچیر بھی تھا ☆ آپ نے یہ کیا ستم کیا کہ جو بات کرنی منظور نہ تھی اُسکی امید کیون اس دل مین پیدا کرائی ؎

محبت جو مجھ سے نہ منظور تھی تو چھپ چھپ کے آنکھین لڑانا تھا کیا

افسوس اس بات کا ہے ع۔ دلم بُردی و دلداری نکردی ؛
خیر مضیٰ ما مضیٰ۔ اب اتنا تو کیجیے۔ کہ اپنے ملنے جلنے والون مین آئندہ شمار
کرتی رہیے۔ یہ سُنکر اُنھون نے ایک آہ سرد کھینچی اور کہا خدا جانے کون کمبخت گھڑی
تھی کہ تم سے آنکھین چار ہوئی تھین۔

مین نے کہا "کیا کبھی اتنا خیال آیا تھا؟"

بیگم نے نہایت غمگین اور حزین آواز سے جواب دیا "کیا کہون کبھی کبھی تمھاری
یاد اب بھی ستاتی ہے۔ اے توبہ غیر آدمی سے بات چیت اچھی نہین۔ اودھر نوکر
چاکر کے سامنے۔ وہ دیکھو ماما لاکھ دور کھڑی ہے مگر سامنے تو ہے وہ دیکھلے اپنے جی
مین کیا کہتی ہوگی؟"

اُسوقت صورت دیکھکر دل ایسا کچھ اختیار سے جاتا رہا کہ بیساختہ مین بول
اُٹھا "برائے خدا ایک دفعہ تو ملنے کی اجازت دو مجھے کچھ تم سے کہنا سُننا ہے؟"
کچھ چُپ ہوگئین۔ آنکھین نیچی کرلین۔ سر جھکا لیا۔ پھر کہنے لگین "اچھا کل پھر
تیسرے پہر کو ٹھیک تین بجے فوارے کے پاس"

مین جواب مین کچھ کہنے نہ پایا تھا کہ چل کھڑی ہوئین۔ آگے آگے وہ اور
پیچھے پیچھے اُنکی خادمہ۔

اڈمنڈ صاحب نے ان سب باتون پر متعجب ہوکر جواب دیا "تو آپ ٹھیک
وقت پر پہونچ گئے ہونگے؟"

فرڈی ننینڈ۔ جناب ٹھیک وقت کیسا یار لوگ گھنٹہ بھر پہلے سے وہین موجود
تھے اور تین بجے سے ۷ بجے تک چار گھنٹے کامل انتظار مین ٹہلا کیے۔ مگر بیگم صاحب

کا کہین پتہ نہین۔ کیا کہون۔ یہ حرکت تو اُنکی بالکل خلاف شان تھی۔ یہ تو مجھے
معلوم ہی ہو کہ آپ لوگون کے خیال کے مطابق میری زبان سے ایسی باتون
کا نکلنا معیوب امر ہے۔ لیکن ہم لوگون مین ایسی باتین عشق و محبت کے
معاملے مین کچھ اور ہی قسم کی ہوتی ہین۔

سر اڈمنڈ۔ بھلا ایسے آدمی سے اس وقت جان چھڑانے کی اور کون تدبیر تھی
اور مسٹر کلاری اگر اس طرح بے بس کر کے جبراً قہراً ایسا وعدہ لیا جائے جس سے
اُسکے شوہر کی آبرو مین بٹا لگتا ہو اور جو خلاف شیوۂ شرفا ہو تو اُسکے پورے
ہونے کی کیا امید ہو سکتی ہے۔

فرڈی نلینڈ۔ بجا ہو۔ مگر اُنکو بھی لازم تھا کہ اپنے قول پر قائم رہتین۔ جو کچھ میرے
جی مین تھا مین نے ان پر ظاہر کر دیا تھا۔ اب اُنکا مین نے مکان ڈھونڈھ نکالا
ہو۔ امیرون کے محلے مین ایک نہایت رفیع الشان کوٹھی ہے۔

دو خط بھی نہایت احتیاط کے ساتھ پہونچا دیے ایک مین یہی مضمون ہی
کہ ع وہ جو ہم سے تم سے قرار تھا تمھین یاد ہو کہ نہ یاد ہو۔ اور دوسرے کا
مطلب یہ تھا کہ اس خاموشی سے بمصداق۔ الخاموشی نیم رضا۔ میرے دل کی
آگ اور بھڑک اُٹھی ہے۔

اڈمنڈ۔ مگر تمکو اسکا منصب کیا تھا۔

کلاری۔ (بات کاٹ کے) معاف کیجیے گا جناب اس عورت نے اس دفعہ
میری بڑی توہین کی۔ اب اسنے ظاہر کر دیا کہ مین نے اپنا خیال اُسکے دلمین
پیدا کر دیا ہو۔ اب میری تمناؤن کو خاطر مین نہ لانا بیجا بات ہو۔ اگر کل تک

جواب نہ آیا تو پھر خط لکھونگا اور اس مین خوب فرمے لونگا کہان صاحب نواب لاٹور کی بیگم صاحب ہوجانے سے بیچارے غریب فوجی انجنیر کی کیا وقعت تمھاری نظرون مین ہوگی۔
اڈمنڈ۔ بھلا اسمین تم کو کون صلاح اور صلاح دے۔ لیکن ایک بات کا تو جواب دو وہ تمکو یاد ہی تم نے بیان کیا تھا کہ پہلی مرتبہ ایک اور لیڈی بھی ساتھ تھین جنکی محبت۔
فرڈی ننینڈ۔ ہان ہان مین سمجھا مریم شایل کی نسبت آپ کہتے ہین۔ اور یہ بھی معلوم ہوگیا کہ اُنکو آپ کیون پوچھتے ہین۔ اور شاید آپ کو خیال ہوگا کہ میرے دوست کو بھی وہ اس طرح پھر ملین یا نہین۔ آپ اطمینان رکھین وہ نہین ملین۔ اگر آج راستے گلی مین مڈبھیڑ بھی ہوجاتی تو وہ اتنے جی کے کرارے نہین کہ یون ٹوک بیٹھتے۔ اُنکو اتنی ہمت خدا نے کب دی تھی خیر خدا حافظ۔ پرسون ٹھیک ۶ بجے تشریف لائیے گا آپ کا انتظار رہے گا۔
یہ تو رخصت ہوکر چلے گئے اور اڈمنڈ اس سوچ مین پڑے کہ اگسٹ اور مریم شایل کا حال جو سُنا جاتا ہی ہو نہ ہو لکارج ہی کی میم ہین۔
تھوڑی دیر تک تو خیال رہا کہ آؤ کتاب التقا مین مفصل دیکھین۔ مگر پھر ارادہ کرلیا کہ نہین ابھی اور ٹھہرو ان لوگون کے حالات آپ ہی کھلتے جائینگے اور انسانی سرشت کا ہمکو ایک اور تجربہ ہوجائے گا جب یہ معاملہ اچھی طرح طول پکڑ لے اور پیچیدگی پڑھ لے تب جا کے کتاب مین دیکھنے کا لطف ہی۔ اب دن کے کوئی گیارہ بج گئے۔ لکارج ایک اور محلے کے ہوٹل

ہین مقیم تھے۔ یہ وہان ہوپنچے۔ دیکھا اپنے کمرے مین بیٹھے ایک خط بڑے شوق اور انہماک سے پڑھ رہے ہین۔ دیکھتے ہی اِنھون نے کہا پھر گرینڈیر سے تازہ خبر آئی! کیون ہی نا۔ واللہ شرط بدتے ہین۔

لکارج۔ ہان یار خوب تاڑ گئے ہان ہماری بیوی ہی کی چھٹی ہی۔ مگر ایک بات تعجب کی ہی۔ آج ہماری مان کا کوئی خط نہین۔ حالانکہ کوئی ڈاک اُنکے خط سے خالی رہجاتی تھی بھئی یہ عورتین کیسی نادان ہوتی ہین کیون صاحب اُنکی محبت کی نسبت آپ کیا کہتے ہین؟

اڈمنڈ۔ چہ خوش۔ آپ ہم سے پوچھتے ہین۔ بھلا ہمکو کیا معلوم سیٹھ کیا جانے صابن کا بھاؤ۔ آج تک ہمنے کسی عورت سے محبت کی ہو یا کوئی ہمپر ریجھی ہو تو البتہ بتائین یہ باتین بھئی وہی خوب جان سکتے ہین جن پر بیتی ہون۔ مگر ہان۔ اتنا البتہ معلوم ہوتا ہی کہ عورتون کا نسخۂ محبت عجیب بے سیاق اجزاے قوام صدق وصفا کے ساتھ ترتیب دیکر طرفہ معجون تیار ہوتا ہی۔ میری راے مین تو بہت سی عورتون کو اتنا جوش محبت ہوتا ہے کہ اپنے مطلوب پر پوری طرح ظاہر کرنے کا کافی ذریعہ اُنکو نہین ملتا۔ بلکہ باوجود انوکھے خیالات اور دھیون کے بعض عورتین تو اپنے محبوب مطلوب کی خاطر سے وہ کرگذرتی ہین جو مردون سے کبھی ممکن ہی نہین۔ اور ہنسی یہ بات کیا کم ہی کہ اگر کسی کو معلوم ہو جاتا ہی کہ میری محبت مین خامی کا شبہہ ہی یا جتنی ہو اُتنی معشوق پر ظاہر نہین تو اتنا رنج کرتی ہی کہ دنیا کی کوئی مصیبت اُسکے برابر نہین ہوسکتی۔

لکارج نے کچھ تامل کرکے کہا "بجا ارشاد ہوا۔ آپ کی راے کی تصدیق کیلئے اِسی معاملے سے ہوئی جاتی ہی۔ یہ قول صحیح ہی کہ بعض اوقات اپنی محبت کے اظہار مین یہ سب ہی کچھ کرگذرتی ہین۔ مین نے آپ سے عرض ہی کیا کہ آپ کی بھاوج نے وہان

اُسی وقت کھانا اختیار کیا جس وقت مین یہان ہوٹل مین کھاتا ہون اور علی ہذا
چاند سے آنکھ لڑنے کا بھی وقت مقرر کیا ہی لیکن ابکی تو انھون نے اس سے بھی
بڑھکر ترکیب نکالی ہی یعنی ایک قسم کی ٹکیان بھیجی ہین کہ وقت مقررہ پر مین یہان
کھایا کرون اور اسی طرح کی وہ بھی اُسی وقت وہان تناول کیا کرین۔ یہ ٹکیان انھون نے
خود اپنے ہاتھ سے تیار کی ہین۔ ایسی چیزون کا انھین خاص سلیقہ ہی۔ پھر بھائی انکی
خوشی پوری کرنے مین میرا کیا ہرج ہے۔

اڈمنڈ۔ ہان اس مین کوئی وقت بھی نہین۔ کیا ٹکیان آگئین۔

لکارج۔ ابھی تو نہین شام تک آجائینگی۔ آج مین باہر جاؤنگا بھی نہین کئی
خطون کا جواب لکھنا ہی۔ شام کو آپ پیلس رائل مین۔

اڈمنڈ۔ بہت بہتر ٹھیک چھ بجے فوارے کے پاس ملین گے۔

سر اڈمنڈ وہان سے اُٹھکے اِدھر اُدھر سیر کو نکل گئے۔ تنہا سیر کرنے والے کیواسطے
اور مقامات پر تو نہین۔ مگر پیرس مین بہت کچھ دلچسپی کے سامان میسر آجاتے ہین لندن
کی شاہراہون مین تو اجنبی آدمی کا دل ہی نہین لگ سکتا انگریز کچھ ایسے سرد مہر ہوتے
ہین کہ کوئی بیچارے اجنبی سے مخاطب ہی نہین ہوتا اور پیرس مین چاہے کوئی کسی سے
بات چیت ملاقات نہ پیدا کرے۔ مگر اورون کے ہنس مکھ چہرے دیکھکر آدمی بجائے خود
بشاش رہتا ہی لندن مین اگر کوئی تنہا سیر کو نکلے تو بہت ہی جی گھبرائے۔ اور تنہائی
کی وجہ سے ایسی کچھ اداسی چہرے پر آجائے کہ لوگ اُسی کو دیکھنے لگین لیکن پیرس
مین اسقدر چہل پہل کا بازار ہی کہ کسی رفیق کی ضرورت ہی نہین ہوتی۔

غرضکہ ۶ بجے اڈمنڈ پیلس رائل مین پہونچ گئے مگر لکارج کو نہ پایا۔ کوئی آدھ گھنٹہ تک

نملا کیے پھر بھی لکارج کا پتہ نہیں۔ آدھ گھنٹے اور انتظار کیا۔ کہانتک انتظار کرتے۔
سمجھے کوئی ضروری کام ہوگیا ہوگا۔ کھانا تنہا ہی کھا لیا۔
کوئی نو بجگئے ہونگے لکارج اب تک نہ آئے۔ سر اڈمنڈ اُسی ہوٹل مین چلے گئے
جہان وہ ٹھہرے تھے۔ وہان معلوم ہوا کہ وہ دفعتہ سخت بیمار ہوگئے شدتِ قے برحالت
سے معذور صاحب فراش ہین صورت جو دیکھتے ہین بالکل بدلی ہوئی چہرہ اُترا ہوا۔
رنگ زرد آنکھون مین حلقے۔

اڈمنڈ۔ خدا کے لیے۔ یہ تمھارا کیا حال ہے۔

لکارج (آہستہ سے) ابھی کیا کہون۔ جون ہی مکان سے چلنے کو تھا کہ متلی ہوئی
شدت سے استفراغ ہونے لگا۔

اڈمنڈ۔ کچھ غذا کا فتور تھا؟

لکارج۔ بھئی مین نے تو کوئی ایسی چیز کھائی نہین۔ ہان اب یاد آیا صرف ایک
نوالے کا گنہگار ہون۔

اڈمنڈ۔ کس چیز کا۔

لکارج۔ بھئی اُسی ٹکیا کا۔ وہی مین کپڑے پہن چکا ہون۔ کہ پارسل پہونچا۔
ایک کنارہ توڑ کے کھا گیا اشتہا بھی نہ تھی۔ صرف اُنکی خاطر سے مین نے چکھ لیا تھا۔

اڈمنڈ۔ تو وہ کیون مضر ہونے لگی۔ اللہ نے چاہا۔ کل تک طبیعت درست ہوجائیگی
کل صبح کو انشا اللہ ہم آپ سر ٹونی کے ہوٹل چلین گے۔ وہین کھانا ہوگا۔ لے بھئی
خدا حافظ نیت شب بخیر۔ اب تھوڑا سا سو رہو۔ مفید بھی ہے۔

صبح طبیعت تو ٹھہر گئی تھی۔ مگر طاقت اتنی نہ تھی کہ باہر جاتے۔ ڈاکٹر نے بھی

کہہ دیا تھا۔ ابھی چوبیس گھنٹے تک احتیاط کرنی چاہیے۔ اڈمنڈ آگے اور برسبیل تذکرہ یہ بھی فرحت دہ سنایا کہ روپیہ کل تک مکان سے آجائیگا۔ میرے نزدیک اب تو آپ کو پیرس مین قیام کرنے کی ضرورت نہ رہے گی۔

نکارج۔ واقعی پھر کوئی کام نہین۔ اور جی بھی چاہتا ہے پیاری مریم سے ملنے کا اشتیاق بھی ہے۔ یار اڈمنڈ مین تم سے کیا کہون وہ کن خوبیون کی آدمی ہین۔ گھوڑا اور جوڑا قسمت سے ملتا ہے۔

حضرات ناظرین یاد ہوگا کہ سر اڈمنڈ مارٹمر مسٹر فرڈی ننینڈ کلاری کے ہان مدعو تھے۔ اور خود بھی انکو اشتیاق تھا کہ اپنے میزبان اور نواب لاٹور کی بیگم کے مفصل حالات سُنین چنانچہ وقت مقررہ پر جا پہونچے۔ دیکھا ملاقات کا کمرہ نہایت صاف ستھرا سب طرح آراستہ ہے اور اس مین انکے دوست انتظار مین ٹہل رہے ہین مگر بہت ہی غصے مین مضطرب الحال جامے سے باہر مٹھیان بندھی ہوئین۔ دانت پیستے ہوئے جس وقت یہ پہونچے ہین کلاری نے انکو نہین دیکھا۔ تھوڑی دیر کے بعد اپنر نظر پڑی۔ معذرت کرنے لگے۔ معاف کیجئے کیا عرض کرون حماقت ہوگئی۔ اتنی عمر آئی مجکو اس قدر ذلت کبھی نہین اُٹھانی پڑی۔ یہ کبھی مجھسے گوارا نہ ہوگا۔

اڈمنڈ۔ ذلت!

فرڈی ننڈ۔ جی ہان ذلت بے حد ذلت۔ کیا کہون آج کوئی مرد ذات ہوتا تو لہو پی لیتا مگر عورت کا کچھ کر نہین سکتا۔ اسی کا تو مجھے اور بھی غصہ ہے۔

اڈمنڈ۔ تو آپ کے غیظ و غضب سے پایا جاتا ہے کہ کوئی بہت بڑی بات ہے۔

کیا پھر کسی نے وعدہ کر کے وفا نہین کیا۔
فرڈی ننینڈ۔ یہان تک بھی کوئی بڑی بات نہ تھی۔ در گذر کی جاتی۔ مگر دولت و ثروت کے غرور مین وہ مجھے ایک مفلس قلاش سمجھتی ہین۔ شہدا لچا خیال کرتی ہین کوئی بھلا آدمی برداشت کر سکتا ہی۔
اڈمنڈ۔ ذرا تامل کرو۔ غصہ تھوک ڈالو۔ بعض حرکات عورتون کے ایسے ہوتے ہین جنکے دو معنی لگائے جا سکتے ہین۔
فرڈی ننینڈ۔ نہین یہ بات نہین۔ ہرگز یہ بات نہین (تھوڑی دیر ٹھہر کے) آپ کو ابھی مفصل حال معلوم نہین۔ مین نے آپ سے مجمل کہا ہی۔ پہلے مفصل سُن تو لیجیے پھر رائے دیجیے گا اب آپ سے کوئی پردہ تو ہی نہین۔ ذرا اس خط کو ملاحظہ فرمائیے۔ یہ کہکر جیب سے خط نکالا اور پڑھنے کو دیا۔ سر اڈمنڈ بیٹھکر دیکھنے لگے۔ فرڈی ننینڈ ٹہلتے جاتے اور یہ کہتے جاتے ہین "یہ تو کھُلی کھُلی ذلت ہی۔ نہایت بیہودہ حرکت ہی۔ آبرو خاک مین ملانے والی بات ہی۔ افسوس! کیونکر اسکی کسر لون آج کوئی مرد ہوتا تو مزہ چکھاتا"
سر اڈمنڈ نے خط جو دیکھا مضمون یہ تھا "اسی خیال سے کہ آپ بھی عزت دار آدمی ہین میری گذارش ہی کہ آپ جو میری جان سے عزیز دوست جولی کے پیچھے پڑے ہین اس سے ہاتھ اُٹھائیے۔
اگر آپ کو سچی محبت ہی۔ تو اُس بیچاری کا عیش تلخ نہ کیجیے۔ اگر عشق صادق ہی تو اُسکی خاطر سے دل پر جبر کیجیے۔ اور سمجھ لیجیے کہ وہ دوسرے شخص کی ننگ و ناموس ہی اگر آپ ان حرکات سے دست بردار نہ ہونگے تو بڑی بدنامی

ہوگی - آبرو مین فرق آئیگا اور آپ کی ان باتون سے ایسا نقصان پہونچے گا کہ مدت العمر کے واسطے اسکے عیش و عشرت مین خلل پڑے گا - ایک وقت مین اُس سے حماقت ہوگئی وعدہ کر بیٹھی کر اور ملنے جلنے والون کی بہ نسبت آپکا خیال اُسکا کسی قدر زیادہ رہتا ہو - مگر جب وہ مکان پر پہونچی طبیعت کو سکون ہوا اپنی جگہہ غور کیا - تو اب وہ نہایت نادم ہو کہ ہاے مجھسے کیا نادانی ہوئی -

وہ گویا کسی دریاے تہار کے اونچے کگارے پر کھڑی تھی - ذری قدم ڈگمگا اور غرق تھی سواے اسکے کہ پیچھے ہٹے اور کوئی بچاؤ کی صورت ہی نہ تھی - اسنے مصمم ارادہ کر لیا - کہ کچھ ہی ہو وعدہ پورا نہین ہوسکتا - اور سچ تو یون ہو کہ بیجا نہین کیا میرے نزدیک بڑی عقلمندی کی - بیچاری نے ساری رام کہانی مجھے لکھی ہو وہ اور مین ہم مکتب ہون بچپن کی میری گیان ہو - اسنے سب حال لکھکر مجھسے پوچھا ہو کہ مین اب کیا تدبیر کرون ہی مین نے ہنوز اُسکو جواب نہین دیا اور دیتی تو کیا دیتی - کہ اتنے مین مین نے سُنا تمنے پھر چھیڑ چھاڑ شروع کر دی - اس سے مجھے بہت ہی صدمہ ہوا افسوس اس بیچاری کے دل پر کیا گذرتی ہوگی - ایک طرف تو اسکی آبرو تمھارے ہاتھ مین - اور دوسری طرف تمھارے مظالم کا خیال - مین سچ عرض کرتی ہون جو کچھ اس بارے مین آپ کر رہے ہین وہ شرفا کے شیوے کے بالکل خلاف ہو - اہم معاملات مین خفیف باتونکا لحاظ یا دائمی خیال طاق پر رکھدیا جاتا ہو - صاف صاف یہ ہی کہ اب آپ کے ساتھ اسکو کوئی الفت نہین ہوسکتی اور نہ آپ کو اسکا خیال رکھنا چاہیے - لیکن مجھے اندیشہ ہو اور آپ کے حرکات سے بھی ثابت ہوتا ہو کہ آپ جانتے ہی نہین کہ سچی محبت کس چڑیا کا نام ہو - بلکہ کچھ اور ہی نشا ہو - شاید آپ خیال کرتے ہون کہ ایک امیر آدمی کی بیوی

ہی - اس راز سے انتفاع کے واسطے اور کوئی تدبیر کر و انھون نے یہ شبہ مجھے لکھا ہی جسوقت
انکا خط مجھے ملا اسکے ساتھ ہی وہ چیز بھی آئی جس سے مین آپ کو راضی کرسکون -
تاکہ آپ آیندہ کوئی حرکت نہ کرین کہ راستے گلی مین جب وہ اپنے شوہر کے ساتھ ہون
تو کوئی بدگمانی پیدا ہوسکے - سچ جانیے وہ بیچاری گھر سے باہر قدم نہین رکھ سکتی -
آپ کی حرکتون سے اس قدر ڈری ہوئی ہی - آپ جانتے ہین عورتین زیور پر کیسی جان
دیتی ہین - مگر انھون نے ایک نہایت قیمتی چیز مجھے بھیجدی ہی تاکہ آپ کی نذر کی جائے اور
یہ التجا عرض کیا جائے - کہ خدا کے واسطے رحم فرمائیے - اور کسی ملک کو سیر کے واسطے
چلے جائیے اگر شمہ برابر بھی آپ مین عزت خودداری ہوگی اور آپ یہ جانتے ہونگے کہ
جس نے آپ کو کبھی کسی قسم کا صدمہ نہین پہونچایا آپ کا کوئی ہرج و نقصان نہین کیا - اُسکا
ستانا بیجا ہی - تو آپ اسکو ضرور قبول فرما کے پیرس سے باہر کسی طرف چلے جائین گے - اور
میرے حال پر ایسی مہربانی کرینگے کہ عمر بھر مجھپر بار احسان رہے گا -

راقمہ مریم لکارج (سابق مس شاپل)

سر اڈمنڈ نے خط پڑھکے کلاری کو دیا اور کہا واقعی عجیب و غریب خط ہی مگر معاف
کیجیے گا یہ شبہ تو آپ نے اپنے اوپر آپ ہی پیدا کرایا - آج اگر اتنا پیچھا نہ کرتے تو
کون کہہ سکتا کہ آپ اُسے ستاتے ہین -

فرڈی نینڈ تو سوچنے لگے مگر سر اڈمنڈ کی نظر آتش خانے پر گیی - دیکھا اسکے اوپر
نہایت قیمتی ہیرے کا جڑاؤ زیور رکھا ہوا ہی -

تھوڑی دیر کے بعد کلاری نے کہا " آپ سچ فرماتے ہین - آپ کی رائے بہت صحیح ہی -
مجھی سے حماقت ہوئی - دیکھیے وہ زیور ہی - جو کف اللسان کے واسطے بطور رشوت آیا

ہے مین اسکو میڈم لکارج کے پاس واپس کردونگا۔ عطاے تو بلقاے تو بخشیدم۔ اور خود انشاء اللہ چند روز کے واسطے فرانس سے چلا جاؤنگا۔ تاکہ ان عورتون کو جواپنی دولت کے گھمنڈ مین کسی کی کچھ حقیقت ہی نہین سمجھتین معلوم ہو جائے کہ ایسے ایسے بھی بندگان خدا دُنیا مین پڑے ہین۔ اور اس شخص کو خس برابر بھی روپیہ پیسے کی پروا نہین۔ اُن کا زیور انکی دولت اُن کو مبارک ؛

اتنے مین ایک اور مہمان داخل ہوئے اور فرڈی نینڈ نے خط اور زیور لپ جھپ چھپا لیا اہل فرانس کو بات ٹالنے کا بڑا سلیقہ ہوتا ہی۔ فوراً ادھر اُدھر کا ذکر کرنے لگے غرضکہ تھوڑی دیر مین ڈومسنل اور کئی مہمان آگئے اور کھانا چنا گیا۔

اگرچہ انکے اہل وعیال نہ تھے اور کچھ امارت بھی ایسی نہ تھی مگر دعوت بڑی دھوم دھام کی ہوئی دفرانس والون کا قاعدہ بھی ہی کہ اورون کی بہ نسبت دعوت مین اہتمام بھی خوب کرتے ہین۔ کچھ ہو یا نہو لنگوٹی مین پھاگ ضرور کھیلین گے۔ ایسا معلوم ہوتا ہی گویا انکی ساری عزت و آبرو دعوت ہی پر منحصر ہی۔ اعلیٰ درجے کے باورچیون رکاب داورون سے لذیذ ونفیس کھانے۔ اچار مُربے تیار کرائے گئے تھے بڑی بڑی قیمتی شرابین منگوائی گئی تھین مختصر یہ کہ کوئی دقیقہ امیرانہ دعوت کا اُٹھا نہ رکھا گیا تھا۔

فرڈی نینڈ نے جس وقت دوستون کے ساتھ بیٹھ کے دو چار جام شراب ناب کے اُڑائے نواب لاتور کی بیگم کا برتاؤ۔ میڈم لکارج کے خط کا مضمون سب بھول گئے ذلت توہین کا رنج دل سے نکال باہر کیا۔ فرانس والون کے برابر نہ تو کوئی گذشتہ را صلواۃ پر عامل ہی اور نہ حافظ کی اس نصیحت پر چلتا ہے ؎

زر نج و راحت گیتی مرنجان دل مشو خرم   کہ آئین جہان گاہے چنان گاہے چنین باشد

یہ بھی مسلمانون کی طرح آیندہ کی سب باتین حوالہ بخدا ہی رکھتے ہین اور چاہے کوئی عقیدہ مانین یا نہ مانین۔ مگر یہ کہ

سب کام اپنے کرنا تقدیر کے حوالے   نزدیک عاقلون کے تدبیر ہی تو یہ ہے

ضرور روحی آسمانی سمجھتے ہین اور واقعی اس عالم کون وفساد مین فرانس والون کی بیفکری انگریزون کے مقابلے مین قابل رشک ہے۔ سراڈمنڈ نے جو اپنے دوست کو اس طرح خوش و بشاش دیکھا کہنے لگے وہ شکر ہے اس وقت تو جا کے کوہ غم آپ کے دل سے ہٹا"

کلارکمی بھی مجھے رنج بہت دیر تک نہین رہتا بس مجکو تو ایک کوہ آتش فشان سمجھو۔ کہ اکبارگی مادہ ہیجان آیا۔ اور دفعۃً شعلہ ہاے جوالہ نکلنے لگے۔ لیجیے وہ نکل گئے۔ ٹھنڈک پڑگئی چلو ایک زمانے کے لیے سکون ہوگیا اور یہی خاصیت ہم سب فرانس والون کی ہے۔

سراڈمنڈ (مسکراکے) ہان درست ہے آپ لوگون کا ایسا ہی مزاج ہے۔

ڈومنل۔ آپ تو ناصحون اور سرشتۂ انسانی پر غور کرنے والون مین ہین۔ اہل فرانس کی خاصیتون سے بڑھکر شاید اور کوئی چیز غور اور توجہ کے لائق نہوگی اور پھر لطف یہ کہ تمام اُسکے فروعات پر حاوی ہو جانا بہت ہی آسان ہے ایک اور صاحب بیٹھے تھے وہ اس طرح گویا ہوئے۔ مین عرض کردون اصل بات یہ ہے فرانسیسی اپنے مزاج کی ان باتون کو اپنے ملک مین رہ کر ادراک نہین کرتے۔ مگر ہان جب اور ملکون مین جاتے اور وہان کے لوگون کی خاصیتون

کو دیکھتے ہین تب انکو اپنی یہ بات معلوم ہوتی ہے۔

اڈمنڈ۔ ہان یہ تو سب ہی قومون کے واسطے ہی۔ جب ایک قوم کو دوسری سے ملا کے دیکھو تب اسکے خواص اور خصائل کا نشیب و فراز تقابل کی وجہ سے اچھی طرح نمایان ہو جاتا ہی مجھے خود اسکا تجربہ ہوا ہی۔

کلاری۔ اہل فرانس خفیف الحرکات معلوم ہوتے ہین۔ مگر صرف سرسری نظر سے حالانکہ جب وہ کسی بات کا ارادہ کرتے ہین تو بہت ہی متین اور بھاری بھرکم نکلتے ہین۔ وہ موقعے موقعے پر اپنی شوخ مزاجی اور متانت دونون ظاہر کرتے ہین وہ۔ ع

ہر سخن وقتے و ہر نکتہ مکانے دارد* پر عمل کرنے والون مین ہین چنانچہ اس بات کی تصدیق وزیر اعظم والی حکایت سے بخوبی ہوتی ہی جب ترکون اور عیسائیون سے لڑائی چھڑی ہوئی تھی اور آسٹریا کی فوج کو ترکون نے بالکل پسپا کر دیا تھا تو کمک کو فرانس کی فوج میدان جنگ مین آئی۔ ترکی فوج پر انکے وزیر اعظم بذات خاص اسوقت کمان کرتے تھے۔ انھون نے اہل فرانس کی فوج کے بنے ہوئے بال اور خاص قسم کی ٹوپیان اور وردی دیکھکے خیال کیا کہ یہ فوج عورتون کی ہی۔ کہنے لگے بھئی واہ غنیم نے ہمارے مقابلے کو کیا جوان جوان عورتین بھیجی ہین۔ مگر پھر انھین عورتون یعنی شجاعان فرانس نے فوج عثمانی کے ایسے دانت کھٹے کر دیے کہ وزیر اعظم کو آخر کار قائل ہونا پڑا۔ کہ اہل فرنگ گرچہ صورتاً زنانے معلوم ہوتے تھے۔ مگر میدان جنگ مین بڑے مرد نکلے۔

اڈمنڈ سبحان اللہ! کیا کہنا ہی واقعی آپ کی قوم کو اسپر فخر زیبا ہے۔

المختصر اسی طرح بات چیت دیر تک ہوتی رہی۔ اس کے بعد اڈمنڈ صاحب مارش کے ہوٹل واپس چلے گئے۔

دوسرے دن علی الصباح انگلینڈ سے روپیہ آگیا اور یہ لکارج کے یہان پہونچے
دیکھا ماشاءاللہ سے مزاج صحیح ہے کوئی شکایت نہین۔ آتش خانے کی کارنس پر دو ٹکیان
بھی رکھی ہوئی ہین جو انکی اہلیہ دلنواز نے بھیجی تھین۔ جب چلنے کا خیال کرکے اڈمنڈ صاحب
مسکرائے اس وقت لکارج صاحب میز کے قریب بیٹھے بہت سے کاغذ دیکھ رہے تھے۔ اور
قریب ہی ایک کریہ منظر بیہودہ حرکات وسکنات کا سا آدمی بیٹھا ہوا تھا جس وقت
یہ پہونچے ہین یہ شخص کرسی پر سے اُٹھا بھی نہین اور لکارج نے چند کاغذات کو سمیٹ
سماٹ کر جیب مین رکھ لیا سر اڈمنڈ نے فی الجملہ متفکر پاکر لکارج سے کہا (شاید مین مخل ہوا
لکارج۔ جی نہین خلل کی کونسی بات ہے۔ یہ میرے دیوان ہین۔ رات کو گرانڈ پیر سے
آئے ہین دتی صاحب نام ہے۔ آدمی معقول ہین۔ کوئی تکلف کی بات نہین اگر کچھ
کہنا سُننا ہے تو بلا تامل فرمائیے۔

اڈمنڈ۔ کہنا صرف یہی ہے کہ وہ روپیہ جسکا وعدہ کیا تھا آگیا ہے۔

یہ مژدہ سُنکر لکارج کے چہرے پر بشاشت آگئی اور دتی نے بھی ترچھی نظرون سے
انکی طرف دیکھا وہ جی مین بہت خوش معلوم ہوتا تھا۔

لکارج۔ الحمد للہ اب یہان قیام کرنے کی کوئی ضرورت نہین۔ گرانڈ پیر بہت جلد
انشاءاللہ چلتے ہین اس واپسی پر دیکھیے مریم کس قدر خوش ہوتی ہین مگر ایک بات
یہ ہے دتی کے یہان آنے کا وہان کچھ مذکور نہ کیجیے گا۔

سر اڈمنڈ۔ بہتر ہے اگر تمھاری یہی مصلحت ہے تو مجھے کیا پڑی ہے واقعی بہت سی
ایسی باتین راز کی ہوتی ہین کہ شوہر اپنی بیوی پر ظاہر کرنا مناسب نہین سمجھتے
اب جس وقت آپ فرمائیے روپیہ حاضر کیا جائے تاکہ (لکارج نے کہا) ضمانتین بھی

موجود ہین'' اور فوراً جیب سے وہ کاغذات نکالکر رکھدیے جنکو لپیٹ کر پہلے جیب مین رکھا تھا انمین سے کئی ایک ہنڈیان چنکر سراڈمنڈ کے حوالے کین انھون نے میزان کو سرسری نظر سے دیکھکر اپنی یادداشت کی کتاب مین رکھ لیا فوراً دو ہزار پونڈ نکال کر دیدیے اور لکارج نے شکریہ ادا کر کے جیب مین رکھ لیے سراڈمند یہ کہکے رخصت ہوئے کہ مین تھوڑی دیر مین فرڈی نینڈ کلارک سے ملکر گرانڈ پر چلنے کے واسطے آتا ہون جب یہ کلارک کے یہان پہونچے۔ دیکھا کہ سامان سفر باندھنے مین مصروف ہین اور ایک بڑے صندوق مین کپڑے رکھتے ہین۔

کلارک۔ مین نے مصمم ارادہ کر لیا ہو کہ جو شایان شرافت ہو وہ کرنا چاہیے نواب لاٹور کی بیگم سے واقعی مجھے عشق ہوگیا ہو۔ اسکا اندازہ مین نے پہلے نکیا تھا۔ اور آپ کی صلاح سے مجھے بدل دجان منظور ہو کہ ایسی کوئی حرکت میری جانب سے نہونی چاہیے جو انکو ناگوار گذرے۔ اب جب تک یہ سودا میرے سر سے نکلجائے اور اپنے دل پر تابو نہو اور اتنا خیال باقی نرہجائے کہ ہان ایک حسینہ تھین جنکو ایک زمانے مین دل دیا تھا اُس وقت تک مین یہان کسی کو مُنھ نہ دکھاؤنگا۔

یہ باتین کچھ اُس لب ولہجے سے کلارک کی زبان سے نکلین کہ سراڈمنڈ کے دل پر بہت بڑا اثر ہوا۔ اُنھون نے پوچھا ''تو کیا مارسیلز کا قصد ہو؟''

کلارک۔ جی ہان وہان سے سیدھے الجیریا چلے جائینگے۔ وہ ملک نیا نیا قبضے مین آیا ہو شاید وہان کوئی صورت معاش کی بھی اچھی نکل آئے۔

سراڈمنڈ۔ انشاء اللہ خدا کامیاب کرے کبھی کبھی وہان سے حال لکھا کرنا۔

کلارک۔ ضرور آپ سے خط کتابت کا سلسلہ رہے گا۔ چند ہی روز مین آپ سے

کچھ ایسا انس ہوگیا ہے - ہر وقت کچھ ایسی معقول صلاحین آپ نے دی ہین بلکہ ہر وقت آپ کا خیال دل سے نہین جا سکتا - ایک آپ کی یہی مہربانی عمر بھر یاد کرنے کے لیے کیا کم ہے کہ اگر آپ نہ سمجھاتے بجھاتے تو جوش محبت مین اُس تنگبخت کے ساتھ نہین معلوم کون کون ناگوار گذرنے والے حرکات مجھسے سرزد ہو جاتے -

اڈمنڈ - اچھا اس مرصع زیور کو کیا کروگے -

کلارسی - ہان ایک مہربانی آپ سے چاہتا ہون - مین نے ایک ایسا معتبر شخص تجویز کیا ہے کہ نام ہی سے اعتبار پیدا ہو یعنی اُنھین کے ذریعہ سے وہ چیز مع ایک خط کے بھیجدونگا - اسی مین لکھدونگا کہ غریب بیچارے فرڈی نینڈ کلارسی کی وہ نیت ہرگز نہ تھی جو مسیم لکارج صاحبہ اور اُن کی دوست بیگم صاحبہ نے اپنی جگہ سمجھی تھی - لانور کو مین نے لکھ بھیجا ہے کہ ایسے ناواجب الزام پر میری جانب سے اُن سے کہہ دین اور اطمینان دلا دین کہ وہ زیور اُسی طرح واپس ہے اور آپ کا زیور آپ کو مبارک نہسی خوشی پہننا نصیب ہو گھس پس کے اُترے مین لاکھ کچھ ہون مگر دھن دولت روپیہ پیسے زر و زیور کا بھوکا نہین - ع قسمت بُری سہی پہ طبیعت بُری نہین -

لو تمھاری خاطر سے مین اپنا وطن - پیارا وطن فرانس - اپنا گھر بار برسون کے لیے چھوڑے دیتا ہون - گلون کو گلستان بلبلون کو بہاران اور تمکو پیرس مبارک - اب اگر التجا ہے تو صرف اس قدر کہ محبت کرنے دل دینے کی خطا معاف کرو - اور آپ سے یہ التماس ہے کہ ازراہ مہربانی اس بارے مین میری مدد فرمائیے اور جو کچھ عرض کیا ہے وہ مسیم لکارج کو مفصل لکھ بھیجیے - تاکہ میری بے غرضی اور بیگم صاحبہ کے ساتھ سچا عشق اور اپنے ہاتھون آپ جلا وطنی اختیار کرنا یہ سب باتین اُن پر

اچھی طرح حالی ہو جائین - مین مدت العمر آپ کا احسانمند رہونگا۔

سر اڈمنڈ ۔ بسر و چشم - یہ بھی عجیب حسن اتفاق ہے۔ تمکو تعجب ہوگا کہ لکارج میرے پُرانے دوست نکلے اور مین ابھی تھوڑی دیر مین گرانڈ یرجہاں انکا دیہاتی بسکرہ ہے وہین جاتا ہون۔

فرڈی نینڈ۔ واہ وا تو پھر خط کی کوئی ضرورت نہین آپ یہ سب امور زبانی کہینگے اور زیور اپنے ہاتھ سے حوالہ کر دینگے۔ لیجیے یہ زیور لیجیے میسم لکارج کی ملاقات اور تمام باتون کا حال الجیریا کے پتے سے ضرور تحریر فرمائیے گا۔ مین منتظر رہونگا۔

سر اڈمنڈ نے زیور تو جیب مین رکھا اور چل کھڑے ہوئے۔ دل مین نہایت خوش کہ باشندۂ فرانس کو واقعی اپنی عزت کا بہت کچھ خیال ہوا اور یہ بھی ایک خوش قسمتی ہی کہ اتنی جلدی ایک ایسا پیچیدہ معاملہ ہاتھ آیا ہی کہ جس سے غیر ملک والون کے حالات اور خصائل چال چلن سب بخوبی معلوم ہو سکتے ہین۔ آخر کار اُنکی روانگی کا وقت قریب آیا۔ لکارج کو اگرچہ ابھی ضعف کی کچھ کچھ شکایت باقی تھی۔ مگر اس خیال سے گرانڈ یر روانہ ہونے پر مستعد ہوگئے کہ وہان گھر ہی بیوی ہین سب طرح کا آرام اور دلچسپی ہی جی بہل جائیگا معشوقۂ دلنواز کی صحبت مین طبیعت بشاش ہوگی - دو چار دن مین طاقت آجائیگی اور جو کچھ تھوڑی بہت شکایت باقی ہی وہ بھی رفع ہو جائیگی۔

المختصر ڈاک گاڑی آئی۔ دونون روانہ ہوگئے۔ لکارج کے کارندے دنی صاحب تو ایک شب پہلے ہی سے رخصت کر دیے گئے تھے۔ دوسرے دن شام کو یہ دونون آدمی گرانڈ یر پہونچ گئے۔ گاڑی جاکر پھاٹک پر ٹھہری پھاٹک

کھلا۔ سامنے ایک بہت بڑا وسیع صحن نظر آیا۔ گرد اُسکے برابر مکانات کی قطار بنی ہوئی تھی۔ شام کا جھٹپٹا وقت تھا عمارت کی مفصل کیفیت تو نہ معلوم ہوتی تھی۔ مگر ہان بڑے بڑے اونچے سر بفلک مینار۔ جابجا گرے ہوے ٹوٹے پھوٹے ایوان۔ گرجا کے قطعہ کے حوالی مین مکانات دیکھکر ایک اُداسی چھائی ہوئی معلوم ہوتی تھی یہ لوگ پھاٹک سے گذر کے احاطہ مین داخل ہی ہوئے تھے کہ چارونطرف سے نوکر چاکر خدام لپکے اور وہین سے اُنھون نے لبادے اور اسی طرح کے فضول کپڑے جو سفر کی وجہ سے پہنے ہوئے تھے اُتار ڈالے۔ ایک خانسامان ہاتھ مین روشنی لیے حاضر ہوا اور ملاقات کے کمرے تک راستہ بتاتا ہوا آگے بڑھا۔ اسکے دروازہ پر لکارج کی میم صاحب بصد شوق و تمنا استقبال کو کھڑی تھین۔ جاتے ہی اپنے بغلگیر ہوئے بڑے ذوق و شوق سے پیار کیا۔ سامنے آتش خانے مین آگ جل رہی تھی گرد لوگ بیٹھے تھے سر اڈمنڈ کی سب نے ملکہ بڑی آؤ بھاگت اور تعظیم کی۔

دیگر حالات کے بیان کرنے سے دیکھنا چاہیے کہ یہان کیسے کیسے لوگ موجود ہین۔ یہ تین شخص ہین ایک تو مالک کی بیگم صاحب اور دوسری اُنکی والدہ شریفہ تیسری اور ایک نوجوان مس جنکا نام ماہ پرتو تھا اور لکارج کی میم صاحب کی گہری دوست تھین۔

لکارج کی میم ایک نہایت حسین غزال چشم عنبرین مو۔ دلربا عورت تھین۔ اوصاف حمیدہ سے متصف۔ باسلیقہ خوش لیاقت۔ باتین ذرا نوک جھوک لیے ہوئے مگر وہی سنگدلی کے ساتھ مزاج مین فی الجملہ نزاکت۔ غرور۔ وہ اس طرح کے لوگون مین تھین جنکو ایک لفظ مہربانی کا سنا دیجیے تو ہمیشہ ممنون رہین اگر

ذرا سا دل دکھائیے تو بس عمر بھر کے واسطے شکایت دل سے نہ نکلے۔ آنکھوں مین اس بلا کی چمک کہ معلوم ہوتا تھا ارادے کی ٹبری پکی ہین اور فہم و فراست مین مردانگی بھی پائی جاتی تھی۔ مگر باتون سے نہایت ہی احتیاط اور نزاکت پیدا تھی۔ المختصر خدا نے ان کو سیراپا سچی محبت کے لیے خلق کیا تھا۔

لکاریج کی مان کوئی ساٹھ کے لگ بھگ ہونگی۔ خوبصورت تو کبھی نہ ہونگی اور بڑھاپے مین بھی بشرے کو دیکھکر طبیعت خوش نہ ہوتی تھی۔ اس سے وہ اطمینان اور تسکین قلب بھی مفقود تھی۔ جو عموماً اُن لوگون مین ہوتی ہے جو اپنے زمانہ مین سب طرح کے فرائض ادا کر چکے ہوتے ہین اور آخر وقت کے انتظار مین جزاء اعمال کے بھروسے پر حُب جاب بیٹھے رہتے ہین بلکہ برعکس اسکے نہایت بےچین۔ بظاہر گو بہت سی باتون مین متفکر معلوم ہوتی تھین۔ آنکھین چلکر جلکر چلی جاتی تھین ایک جگہ قرار نہین ابھی ایک کا مُنھ دیکھا ابھی دوسرے کی نظر تاڑنے لگین۔ کبھی تیسرے کو گھورنے لگین گویا انکو اسکی ہروقت فکر تھی کہ لوگ میرے دل کا حال تو نہین بھانپے لیتے ہین۔

ماہ پرتو کی عمر تو کوئی اٹھارہ سال کی ہوگی۔ کشیدہ قامت۔ زیبا شمائل۔ پاکیزہ صورت اور ایسی دل لبھانے والی کہ شاید ہی انسان نے کبھی دیکھی ہو۔ انداز و ادا ایسے سحر آمیز کہ سر اڈمنڈ نے خیال کیا اگر کوئی حور جامۂ انسانی پہنتی تو ہو تو یہی ہو۔ آواز بھی خدا نے ایسی سُریلی دی تھی کہ جاندار تو جاندار بیجان چیزین بھی متاثر ہو جائین۔ تشبیہ اگرچہ نرالی ہو مگر اس مین شک نہین کہ احسن الخالقین نے پتلی کمر پر اس تناسب کے ساتھ جسم بالائی اور زیرین کو حُسن کے سانچے مین ڈھالا تھا

کہ بالکل پر دانے سے مشابہ تھین۔ وہ اُبھری ہوئی گات چوڑا سینہ۔ بھرے ہوے بازو۔ اور پھر اس اُبھار اور تمو پر پوشاک۔ حرکات سکنات مین بلا کی سادگی۔ جہان وہ باتین انسان نے کرلین بس انھین کا کلمہ پڑھنے لگا۔ ممکن نہ تھا کوئی نظر بھر کے دیکھے اور دل نذر نہ گذرانے۔ سر اڈمنڈ بھی انکو دیکھتے ہی لٹو ہو گئے اور اپنی روزا کی تمام خوبیان بھول بھال کر انکے سحر حسن سے مبہوت ہو گئے۔

ملاقات کا کمرہ وسیع اور بلند تھا اگرچہ بہت سے لمپ روشن تھے مگر کچھ بھیانک ضرور تھا آراستگی سے بھی کچھ سلیقہ نہ ظاہر تھا۔ جو کچھ تھوڑا بہت اسباب تھا وہ بھی کچھ نیا نہ معلوم ہوتا تھا۔ کمرے مین ایک طرف الماری سے مشابہ ایک میز رکھا تھا۔ پوشش پڑی ہوئی اور اُس پر پانچ بنی ہوئی نارنگیان تھین دیوارون پر شوخ رنگ زرد کاغذ منڈھا ہوا۔ چھ کرسیان اور وہ بھی اسی رنگ کے کپڑون سے منڈھی ہوئین۔ آتشخانے پر چار شمعدان اور ایک خوابگاہ مین لمپ اور آدم و حوا کے برہنہ برنجی بت رکھے ہوئے تھے۔

سر اڈمنڈ نے جب اندر باہر یہ سامان دیکھا تو بہت کچھ خوش نہوئے۔ مگر اس اُداس جگہ مین یہ لوگ ایسے تھے جنکو دیکھکر غم غلط ہوتا تھا۔ پھر اِدھر اُدھر کی باتین چھڑ گئین اور اُداسی جاتی رہی۔ آدھ گھنٹے کے بعد سب کھانے کے کمرے مین گئے یہ کسی قدر نئے اسباب سے آراستہ تھا۔ لکارج کی میم صاحب بولین۔ آپ کے تشریف لانے سے مجھے بڑی مسرت ہوئی لیکن انکی بھی عجیب باتین ہین۔ گھر مین پہلے سے خبر بھی نہ کی نہین تو ملا سے جو کچھ ہو سکتا آپ کے شایان شان تھوڑا بہت مکان تو آراستہ کر دیا جاتا۔ صبح کو آپ دیکھیے گا کہ کس قدر بُرا معلوم ہوتا ہے۔

ماہ پرتو۔ اور رات کو بھوت اور چڑیل جو خواب مین آئین گے بھئی مین سچ
کہون اپنے کمرے مین اگر ذرا بھی آواز سُن پاتی ہون تو مین تو سہم جاتی ہون
اچھے خاصے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہین نہین معلوم کیا بات ہے۔
لنکارج۔ بچپن ہے سچ دلی ہو۔
ماہ پرتو۔ جی ہان مجھے معلوم ہے ان باتون مین گرانڈیر کی دُنیا بھر مین شہرت ہے
سر آڈمنڈ۔ بھئی اگر یہان کی ارواح بھی ایسی حسین خوبصورت ہین جیسے
رہنے سہنے والے تو پھر ان سے خوف ہی کیا۔
لنکارج۔ اجی سب پُرانے گرجاؤن خانقاہون کی نسبت ایسی ہی بیہودہ حکایتین
مشہور ہین اور پھر دیکھو اگر ہمارے مہان کو پہلے روز ڈرا دیا تو۔
سر آڈمنڈ۔ آپ اطمینان رکھین۔ ایسی باتون کو مین خاطر مین نہین لاتا۔ رات
کی ان ارواح سے ڈر کے کوئی گھر تو چھوڑ دینے سے رہا۔
ماہ پرتو مجھے تو اکثر ان لوگون کا خیال آتا ہے۔ جو پُرانے مکانون مین رہتے
ہونگے اور اب قبرستان مین خاک ہو رہے ہین۔ وہ عجیب و غریب تارک الدنیا
عورتین۔ وہ انکا تقدس۔ وہ مکاری وہ گوشہ نشینی۔ وہ دنیا کو لات مار کے
خدا کے نام پر بیٹھنا۔ وہ روایت جو اسکی تعمیر کی نسبت مشہور ہے اور جسکو مین نے
تم سے اکثر پوچھا ہے۔ کیون مریم۔
مریم۔ (میم لنکارج) اچھا کیا جو انھون نے تم سے نہین کہا لے اب آیندہ ایسی
واہیات بات نہ پوچھنا۔
سر آڈمنڈ۔ کیون صاحب اسکی نسبت کوئی روایت بھی مشہور ہے۔ بھئی ہوگی

مزہ دار یہ بھی ایک عجیب اتفاق ہے۔ کہ ہم لوگ ایسے مکان مین ہین جو ایک زمانے مین خانقاہ تھا۔ اور بھی لکارج تنہائی مین ہم سے یہان کا حال ضرور بیان کرنا۔

لکارج کی مان۔ بٹیا واہیات خرافات قصون کا کہنا ہی کیا۔ اس قدر توجہ کرنے کے وہ لائق نہین بات رفت گذشت کیجیے۔

سر اڈمنڈ نے دیکھا کہ اسکے بارے مین بات چیت بےموقع معلوم ہوتی ہے بولے "اگر یہ ہے تو خیر" انھین باتون مین رات کے گیارہ بج گئے۔ دو دن کے سفر سے تھکے ماندے بھی تھے دونون اپنے اپنے کمرے مین سونے کے واسطے چلے گئے۔ سر اڈمنڈ کا کمرہ نیچے کے درجے مین تھا اسکی کھڑکیان باغ کی طرف پشت مکان پر کھلی ہوئی تھین۔ دیوارون مین تختہ بندی کی ہوئی تھی کئی ایک الماریان اور نعمت خانے رکھے ہوئے تھے اور ایک مسہری پڑی تھی جسکے پردے بہت میلے کچیلے تھے اگرچہ آتشخانے مین آگ دھکا دھک جل رہی تھی۔ مگر پھر بھی کمرہ بھیانک سا معلوم ہوتا تھا۔ ہر چیز پر اداسی چھائی ہوئی تھی۔ اگر کوئی کمجدلا ہوتا۔ تو وہ ضرور خوف زدہ ہو جاتا۔ وہ سمجھتا مین کسی ایسے پرانی ٹوٹی پھوٹی گڑھی کے کسی مکان مین مقید ہون جو جرمنی کے جنگلون مین اگلے زمانے کے چھوٹے چھوٹے ٹھاکرون اور راجون نے بنائے تھے۔

کتاب اتفاقاً میز پر موجود تھی ہی سر اڈمنڈ نے دیکھا یہ عمارت کی روایت تو اب کسی سے معلوم نہین ہو سکتی۔ لاؤ اب اسی مین دیکھو۔ کرسی گھسیٹ لی اور یہان کی تاریخ طلب کر کے پڑھنے لگے۔

گرانڈیر کی بابت روایت

اسکے تمام حالات بارھوین صدی کے ہین۔ اس زمانہ مین یہان یہ گڈھی ڈرھی کچھ نہ تھی۔ ہان اتنا تھا کہ اسکی نبیاد پڑ گئی تھی اور دونون سمت کنارے پر دو کمرے تیار ہو گئے تھے بیچ مین نہایت پست پٹا ہوا درجہ تھا اور گرد فصیل تھی جس مین جھانکیان برابر بنی ہوئی تھین۔ تاکہ ضرورت کے وقت دشمن پر تیر چلا سکین کوٹ پونیر ڈی مارٹمر اس گڑھی کے مالک اور یہان کے دیہات کے حاکم تھے کچھ ایسے دولتمند تو نہ تھے لیکن پچاس بہادر جرار جیالے سپاہی ضرور رکھتے اور یہ ہر وقت اپنے مالک کی حفاظت کے لیے مستعد رہتے تھے۔ ہان ایک دولت البتہ تھی یعنی کسی لڑائی مین انکے ایک دوست زخمی ہو کر مر گئے تھے۔ انھین کی یہ لڑکی تھی۔ وہ مرتے وقت انھین کو ہاتھ پکڑا گئے اسکا نام ہرمنی تھا۔ لڑکی کی عمر اگرچہ کم تھی مگر دونون چونکہ صورت دار تھے۔ اس وجہ سے دونون کا جوڑ کوئی بیموقع نہ معلوم ہوتا تھا جس وقت ان دونون کا عقد ہوا ہے نواب مارٹمر کی عمر قریب چالیس کے ہوگی۔ کوئی دو برس نہ گذرے ہونگے خدا کی عنایت سے بچہ پیدا ہوا اور اسی زمانہ مین ایک ایسا واقعہ ہوا۔ کہ یا تو یہ دونون اپنی گڈھی مین چین سے بسر کرتے تھے نہ کہین آنے کی ضرورت نہ جانے کی حاجت یا ایک روز نواب مارٹمر نے اپنی بیگم سے آکر بیان کیا۔

"یہ تو تمکو اچھی طرح معلوم ہوگا کہ ہمارے والد بزرگوار نے اپنی دوسری شادی قریب کے ایک راجہ کے ہان کی تھی چنانچہ اس سے ایک لڑکی جسکا نام

ار نندی ہی پیدا ہوئی جب والد مرحوم کا انتقال ہوا ہی تو وہ بالکل شیر خوار بچہ
تھی اس خیال سے کہ لوگ مجھے بیمروت بے دین ۔ اکھڑ اور شوریدہ مزاج تو جانتے ہی
ہین کہین یون بھی بدنام نہ کرین کہ لو صاحب اس یتیم بچے کے ساتھ بھی بیدردی
اور سنگدلی کرتے ہین ۔ مین نے ٹھان لی اور حلفیہ ظاہر بھی کر دیا کہ کچھ ہی ہو مگر
اپنی یتیم بہن کی اچھی طرح پرورش پرداخت کرونگا اور ہمیشہ محبت و شفقت
کی نظر رکھونگا ۔ اس مین کلام نہین کہ جہانتک میرے بس مین تھا مین نے کوئی
دقیقہ محبت اور مامتا کا اُٹھا نہین رکھا ۔ میرے سوا دنیا مین اسکا کون تھا ۔
مین ہی بھائی مین ہی مان باپ اور مین ہی اسکا ولی ۔ خدا کی عنایت سے اب وہ
سیانی ہوئی ہی عمر کوئی بائیس سال کی ہی ۔ تمھین تو معلوم ہوگا کہ ایک شاہزادی
کے مصاحبون مین داخل ہوگئی ہی ۔ وہان اسکا اچھا موقع تھا کہ کسی معزز اور شریف
فوجی امیر کے گھر بیاہ جاتی جیسا کہ شرافت خاندانی اور حسن صورت جسمانی کی شان
کے مناسب حال تھا ۔ مگر افسوس ہی کہ ایک معمولی خدمتگار پر اُسکا دل آگیا ہی
وہ نہایت ذلیل آدمی ہی اس قابل بھی نہین کہ نواب گرانڈیر کی بہن کی غاشیہ برداری
یا رکاب پکڑ کر جلو مین دوڑنے کی عزت پا سکے ۔ جن بیگم کی مصاحبت مین ہی وہ بھی
اس حرکت کو نہایت حقارت اور ذلت کی نظر سے دیکھتی ہین ۔ غضب خدا کا
پانؤن کی جوتی سر کو پہونچے ۔ میری بہن اور ایسے نفرے کو مُنھ لگائے آخران بیچاری
بیگم نے ایک خاص قاصد بھیجا ہی ابھی ابھی پہونچا ہی ۔ خط مین وہ تمام حالت لکھکر
مشورہ دیتی ہین کہ جس طرح بنے تم انکو دربار سے ہٹا کر کہین اور بھیجدو بس اب دیر
کرنا خلاف مصلحت ہی ۔ مین کل ہی صبح سویرے نہایت تیز رفتار گھوڑے پر سوار ہو کر

پیرس جاتا ہون جس طرح بنے گا پندرہ ہی دن کے اندر اسکو اپنے ساتھ لے آؤنگا تم آمنا کو رکھنا کہ یہان استقبال اور رہنے سہنے کے لیے ٹھیک انتظام رہے۔
ہرمنی نے سب ہدایتون کو بسر وچشم قبول کیا اور نواب مارٹمر سدھارے گئے۔
بعد پندرہ دن کے سولھوین دن شام کو نواب واپس آئے نقرئی گھوڑے پر سوار اور انکے پیچھے ایک حسین خوبصورت۔ عورت مہر طلعت بیٹھی ہوئی حسن اور جوانی وہ کہ اگرچہ اس وقت اُداس تھی مگر رخسار باصفا کی تڑپ آنکھون مین خیرگی پیدا کرتی۔ جوش شباب پھٹا پڑتا۔ سرتاپا حسُن کے سانچے مین ڈھلی سی تھا۔ حور وش۔ غزال چشم۔ سنبلین مو۔ بھرے بھرے بازو۔ اُبھرا سینہ جس وقت بیگم کی نظر پڑی محو ہو گئین۔ اور بڑی محبت و مہربانی سے استقبال کیا۔ سرگرمی سے اٹھ و بھگت کی۔ ہاتھون ہاتھ لیا۔ اور کمال خاطر مدارات سے رکھنے لگین۔
کئی مہینے تک نواب مارٹمر اور انکی بیگم سر کھپی کرتی رہی۔ کوئی دقیقہ جی بہلانے اُس طرف سے طبیعت ہٹانے کا اُٹھا نہ رکھا۔ مگر تو یہ کیجیے ع مین نہ سمجھون تو بھلا کیا کوئی سمجھائے مجھے۔ کسی بات کا کچھ اثر نہوا اور وہ کشتۂ عشق یار رنج و غم مین گرفتار رہی۔
ایک روز کا ذکر ہے کہ چند سردارون کے ساتھ نواب قریب ہی شکار کھیلنے نکل گئے تھے۔ آمنا بچے کو باغ مین کھلا رہی تھی اور یہ دونون نندھیا وجین کھانے والے کمرے کی کھڑکی سے سیر دیکھ رہی تھین کہ بھاوج نے کہا۔
"بہن ایک بات تم سے پوچھتی ہون۔ یہ کیا بات ہے تمھارے منھ سے اکثر آہ نکل جایا کرتی ہے اور کبھی کبھی آنسو بھی آنکھون مین ڈبڈبا آتے ہین۔

ارندی۔ افسوس! اسکو نہ پوچھو۔
ایک گبرو کی محبت ہوگئی ہی مگر بھائی کی مرضی نہین ادھر لگی کسی طرح بجھتی نہین عجب کشمکش مین جان ہے۔ ؎

مرادردیست اندر دل اگر گویم زبان سوزد وگر دم درکشم ترسم کہ مغز استخوان سوزد

نہ سامان وصال یار ہی نہ دل کو قرار ؎
لکڑی جل کوئلہ بھئی اور کوئلہ جل بھئی راکھ مین پاپن ایسی جلی نہ کوئلہ بھئی نہ راکھ

بھاوج۔ اس مارے منع کرتے ہین کہ وہ ایک ادنیٰ سا نوکر کمینہ اور تم اتنے بڑے گھرانے کی بھلا ایک نفرے کے ساتھ کیونکر بیاہ دین۔
ارنندی۔ ہان نفرہ۔ نفرہ تو ہی۔ اور شریف بھی نہین مگر اس سے کیا ہوتا ہی ہزار شریفون کا شریف ہی۔ بہادر جیالا۔ جوان رعنا۔ نوکیلا۔ سجیلا۔ طرحدار۔ پیارے ہیوبرٹ کے برابر دنیا مین کوئی دوسرا نہین۔
بھاوج۔ اچھا پھر انھون نے تمھارے بھائی سے راہ ورسم ملاقات پیدا کرنے کی کوئی تدبیر بھی کی تھی۔
ارنندی۔ ہاے کیونکر کرتے۔ کوئی موقع ہی نہ ملا۔ بھائی تو کل دو گھنٹے وہان ٹھہرے اُس وقت بھی وہ بیچارے وہان موجود نہ تھے۔ مگر آہ کیا ہوسکتا ہی۔
نہین یہ ان ہونی بات ہی دل کی ہوس دل ہی مین رہیگی۔ ع کوئی صورت نظر نہین آتی ٭ یہ کہکر ارنندی نے جو ہین نظر اُٹھائی کہ اکبارگی مارے خوشی کے اُچھل پڑی۔ بے اختیار مُنھ سے چیخ نکل گئی۔ بشاش ہوگئی مارے خوشی کے یارا ے ضبط نہ رہا۔ سارے بدن مین رعشہ پڑ گیا یہ کیفیت دیکھکر بھاوج نے بھی

سامنے نظر دوڑائی دیکھا پھاٹک سے کچھ ہٹکے ایک جوان رعنا طرحدار۔ نوعمر معمولی سی پوشاک پہنے کھڑکی کی طرف ٹکٹکی لگائے کھڑا ہوا ادھر اسنے بھی دیکھا کہ ان دونوں نے دیکھ پایا فوراً ٹوپی اُتار سینے پر ہاتھ رکھکر رسم تسلیم و تعظیم ادا کی ارنسٹدی۔ دیکھو دیکھو وہی ہین۔ میرے پیارے ہیوبرٹ۔ میرے دل کے لینے والے ؎

این ست کہ دل بردہ و خون کردہ بسے را   بسم اللہ اگر تاب نظر ہست کسے را

بیگم نے دونوں کی جو کیفیت دیکھی دل بھر آیا مگر بے بس تھی۔ آہ سرد بھر کے بولی بڑی نادانی کی جو اس طرح چلے آئے بھلا وہ دیکھ لین تو کس قدر برہم ہون "
یہ انکے قدمون پر گرپڑی زار زار رونے لگی اور بولی وہ بہن ہر منی خدا کیواسطے مجھپر رحم کرو نہین میری جان گئی۔ اس وقت انکو دیکھکر پھر عشق کی آگ بھڑک اٹھی دل ہاتھ سے جاتا رہا ہے کوئی ایسی تدبیر ہوتی کہ دو دو باتین کر لیتی۔
بھاوج (گھبراکے) مین کیا بتاؤن۔ اسکا کوئی ٹھیک نہین۔ خدا جانے کب آجائین۔ اور پھر نوکر چاکر بھی دیکھین گے مکان سے جب تم نکلو گی اور غیر مردوے سے باتین کرتے پائین گے تو آخر جی مین کیا کہین گے۔
ارنسٹدی۔ اچھا تو پھر انھین کو بلا لینے دو۔ ایک نظر ایک دوسرے کو دیکھ لین اور ہمیشہ کے واسطے رخصت ہو لین۔
یہ بات کچھ اس حسرت اور مایوسی کے ساتھ پُر درد لہجے مین کہی کہ بھاوج کا دل بہت ہی کڑھا موم کی طرح پگھل گئی۔ اور طوعاً و کرہاً راضی ہو گئی کہنے لگی۔ دو کیا کہون تم سے انکار بھی نہین کر سکتی مگر خیال تو کرو یہ بات کیسی دقت کی ہے۔

خدا جانے کن کن مصیبتون کا سامنا ہو۔ بات مانتی ہون تو خطرہ۔ انکار کرتی ہون تو سنگدلی"

ارندری۔ تو کچھ ہی ہو مین تو تمھارے قدمون سے سر نہ اٹھاؤنگی جبتک اجازت دوگی

ہنری۔ اچھا خیر بلالو۔ جو ہو سو ہو خیر دیکھا جائیگا۔

اتنی اجازت پاکر اسنے اشارہ کیا۔ اور ہیو برٹ کمرے مین فوراً داخل ہوگیا اس وقت دونون کی جو کیفیت ہوئی اسکی تفصیل کی ضرورت نہین۔ ایسے موقعون کے حالات سے فسانے کے فسانے پُر ہین۔ وہ مضطربانہ حرکات وہ ذوق و شوق سے ملنا۔ وہ آہین بھرنا وہ آنکھون سے چشمہاے اشک کی روانی۔ وہ اگلے پچھلے دکھڑے۔ وہ پژمردہ امیدون کی سرسبزی وہ ایک دوسرے کا تسلی دینا۔ وہ کبھی مایوسی کا اندیشہ کبھی دونون کا سناٹے مین آنا۔ وہ زخمہاے جگر کی تازہ خراش کا لطف وہ بیٹھے بیٹھے دردِ دل کی لذت۔ وہ غم سے ملی ہوئی مسرت زبان قلم سے بہتر ناظرین کا خیال ادا کرسکتا ہے۔ ہان اتنی بات کہدینا ضرور ہے کہ دونون مین ایک دوسرے کو تسلی دے کر اس بات کا قول و قرار ہوگیا کہ مدت العمر جب تک جان مین جان دم مین دم ہے۔ میدان عشق و محبت مین ثابت قدم رہینگے جتنی کڑیان جرم وفاداری کی بدولت پڑین گی ہنسی خوشی جھیلین گے۔ آپ جانیے بدنصیب کشتگان محبت پر فلک پیر نے ہمیشہ رشک کھایا ہے عاشق و معشوق کا ملنا اس ستم کیش کو کب بھایا ہے۔ ؎

یہ دو دل کو اکجا بٹھاتا نہین ۔۔۔ کسی کا اسے وصل بھاتا نہین

یکایک بیگم کے مُنھ سے چیخ نکل گئی۔ یہ دونون چونک پڑے اور قریب گے

کمرے سے نواب کی آہٹ معلوم ہوئی۔ بات یہ ہوئی کہ یہ تینوں ایسے غافل بے خبر تھے کہ کسی نے پھاٹک سے آتے انکو دیکھا ہی نہین۔ بڑا غضب ہو گیا سب کے ہاتھ پاؤن پھول گئے۔ مگر بیگم کو سوجھ گئی۔ کھانے کے کمرے سے ملا ہی ہوا ایک تخلیے کا کمرہ تھا۔ اسکی بائین جانب خوابگاہ تھی۔ بیگم نے ہیوبرٹ سے کہا "برائے خدا تم تو چلو میرے ساتھ" اور ارنندی سے کہا "بہن تم ان کو باتون مین لگانا۔ اضطراب نہ ظاہر ہونے پائے۔ گھبرانا نہین"۔

وہ دونون جون ہی اسکے کمرے مین داخل ہوئے نواب کھانے والے کمرے تک پہونچ گئے تھے خیریت یہ ہوئی کہ وہین بیٹھ گئے۔ تھکے ماندے تو تھے ہی جام شراب طلب کیا اور بہن سے شکار کے حالات بیان کرنے لگے۔

اتنے عرصے مین بیگم ہیوبرٹ کو سونے والے کمرے مین لیگئین۔ وہان ایک بڑا نعمت خانہ گوشے مین رکھا تھا اُسی کی آڑ مین الماری تھی اسکو کھولا۔ وہ چور خانے کا دروازہ تھا۔ تہ خانے کو وہان سے زینہ گیا تھا۔ بیگم نے کہا "بس یہان چھپ رہو اسکے دوسرے سرے پر ایک اور زینہ پھوٹا ہے بس اسی راستے سے آج رات کو نکلجانا۔ اسکی کنجی مین تمکو لا دونگی جب شب کو نواب سو جائینگے مین پھر یہان آؤنگی۔ دیکھو ہیوبرٹ گھبرانا نہین اپنی معشوقہ کی خاطر اور میری آبرو کا لحاظ رکھنا"

بس یہ کہکر بیگم نے جھٹ پٹ دروازہ بند کر دیا اور نواب سے ملنے کو چلین۔ آنکھ کے اشارے سے نندکو بتایا کہ تمھارے عاشق کو اطمینان سے مین نے چھپا دیا ہے۔ زیادہ بات چیت کی مہلت نہ ملی۔ اور نہ اس بیچاری کشتۂ عشق ارنندی کو چور خانے کا حال معلوم تھا۔ کچھ اچھی طرح اسکے ذہن مین نہ آیا کہ حفاظت کا کیا سامان کر دیا گیا۔

لیکن بیگم کو مطمئن دیکھکر دلکو ڈھارس ہوے لیتی تھی کہ کوئی خطرے کی بات نہین ہی۔
سیر وشکار کی دوڑ دھوپ مین نواب مارے تھکن خستہ ہوگئے تھے بستر استراحت پہ ذرا سونے
چلے گئے جس وقت نوم غریق نے غلبہ کیا اور ہرمنی نے دیکھا کہ اب بیخبر سوگئے ہین پہلو سے
آہستہ اُٹھی۔ پوشاک پہنی۔ دوسری شمع روشن کرکے ہاتھ مین لی اور دبے پانوئن تہ خانے
کے زینے کی طرف چلی گئی۔ چور خانے کا آہستہ سے دروازہ کھولا۔ اور جب نیچے اُتری
تو یہان اسکی کچھ عجیب کیفیت ہوئی۔ سر کچھ بھاری سا معلوم ہوا چکر آنے لگے شمع کی
روشنی بھی دھندلی دکھائی دینے لگی چند قدم چلی ہوگی کہ کسی چیز کی ٹھوکر لگی اور
گر پڑی بے اختیار مُنہ سے چیخ نکلگئی۔ شمع ہاتھ سے چھوٹ کر گر ی۔ دیکھا کوئی آدمی
پڑا ہوا ہی۔ اسکی ٹھوکر کھاکر گر پڑی ہون۔ اس مین حس وحرکت کچھ بھی نہین اور نہ سانس
چلتی ہی فوراً اسکا ماتھا ٹھنکا ع کاٹو تو لہو نہین بدن مین ٭ یاد آیا کہ روشن دان
جو ہوا اور روشنی کے واسطے یہان بنے تھے وہ ابھی حال مین بند کر دیے گئے ہین۔
یہ سوچ رہی تھی کہ دفعتہً روشنی نظر آئی۔ دیکھتی کیا ہی سامنے زینے سے نواب چلے
آتے ہین بس بموت مر گئی۔ مارے خوف کے روح پرواز کر گئی۔ بڑے زور سے چیخ اُٹھی
تہ خانہ بھر گونج گیا۔ نواب نے جو یہ سمان دیکھا۔ سمجھے اس سے بڑھکر اور کیا ثبوت
ہوگا۔ مارے غیرت اور غیظ کے آپے مین نہ رہے۔ پکڑ کے بال اس زور سے اس بیگناہ
کا سر دیوار سے ٹکرایا کہ بیچاری زمین پر گر پڑی۔ آہ کی آواز آئی گھرا لگ گیا
اور چند لمحون مین کچھ بھی نہ تھا۔ ہرمنی بیچاری کی روح جسم سے مفارقت کر گئی۔
نواب نے بقیہ شب جس طرح بنی کاٹی۔ علی الصباح ایک معتبر ملازم کو طلب
کرکے حکم دیا۔ جو بیس تمھاری بیگم چل بسین۔ ہم نے بدکاری کی سزا دی۔ جاؤ باغ

مین بہت گہرا گڑھا کھودو جس مین دو لاشین سما سکین سمجھے؟

جولیس۔ بہت خوب خداوند۔ سب حال مجھ بی معلوم ہے۔

الحاصل قبر کھود کے ہرنی اس مین دفن کی گئی۔

نواب نے جس وقت اسکی لاش پر مٹی ڈالی ہی۔ جولیس سے کہا ان دونون کمبختون کو زیر زمین بھی ایک پاس رکھنا ٹھیک نہین الگ الگ دفن کرو۔ جب وہ گڑھا تو چکے تو ہیوبرٹ کی لاش بھی باغ لے چلے۔ قریب تھا کہ اسکو گڑھے مین اُتارین کہ اتنے مین ایک عورت نہایت اضطراب مین نشیت مکان کی طرف سے دوڑتی ہوئی آپہونچی۔ اور پکاری "ہی ہی یہ کیا ہو رہا ہی"!

نواب۔ بہن اسکا حال کیا تم پر نہ کھلا ہوگا۔ اور نہین معلوم ہی تو اب سنو تمھاری بھاوج پر مجھے ہر طرح کا اطمینان تھا۔ محبت تھی بلکہ اسکی پرستش تک کرتا تھا۔ مگر افسوس اُس نے سب خاک مین ملائی۔ مجھے بے آبرو کیا۔ دُنیا مین ذلیل و خوار بنایا غضب خدا کا میرے پہلو سے اُٹھکر یار سے ملنے گئی۔ مگر تہ خانہ تو تھا چارون طرف سے بند۔ معلوم ایسا ہوتا ہی کہ اُسکے پہونچنے سے پہلے ہی ہوا کی خرابی سے دم بخت ہو کر انکا یار جہنم واصل ہو چکا تھا۔ اتفاق کی بات میری آنکھ کھل گئی۔ دیکھا ہرنی ندارد۔ اُٹھکر دیکھتا جو ہون نعمت خانہ کھلا ہوا ہی اور چور خانے کے پٹ بھی کھلے ہین" یہ سُنکر ارنندی نے گھبرا کر لاش پر جو نظر کی دیکھا۔ تو وہی اپنا عاشق ہی بے جان۔ مردہ۔ برف کی طرح سرد دیکھتے ہی یہ کہتی ہوئی اُس سے چمٹ گئی "ہاے کیا ستم ہوا وہ بیچاری بیگناہ تھی"!

نواب۔ بیگناہ کیا معنی۔ بیگناہ کیسی۔ کچھ حال تو بتاؤ۔

ارنندی۔ ہیوبرٹ کی لاش سے چمٹ گئی" ہائے میری وجہ سے اس بچاری کی
جان گئی یہ ہی تو گریہ وزاری کر کے انکو راضی کیا تھا کہ ہیوبرٹ کو قلعے میں آنے دیں
نواب کو اتنا معلوم تھا کہ جس نوکر پر یہ عاشق تھی وہی ہیوبرٹ تھا۔ ہیوبرٹ
کا نام سنتے ہی زرد ہو گیا۔ سارے بدن میں رعشہ پڑ گیا۔
بہن نے کہا" ہاں ہیوبرٹ کو بھاوج نے اسوقت چھپا دیا تھا جب . . . . "
" وائے ستم یہ کیا ہوا میں نے بے گناہ اپنی بیوی کو قتل کر ڈالا۔ نواب یہ کہکر
جزع اور فزع کرنے لگے جولیس نے بہزار خرابی ان دونوں کو وہاں سے ہٹا کر مکان
میں پہونچایا اور جس طرح بنا جلدی جلدی دونوں لاشوں کا گور گڑھا کر دیا جب
دونوں رو دھو چکے۔ اور فی الجملہ حواس درست ہوئے تو ایک دوسرے نے مفصل
حال بیان کیا اور نواب بھی جی میں قائل ہوئے کہ اگر عشق کی بدولت یہ دیوانی ہو گئی
تھی تو غصہ میں میں بھی مجنون سے کم نہ تھا اب اسکو لعنت ملامت کرنا بالکل فضول
ہی جو کچھ ہونا تھا ہو چکا مرضی مولیٰ از ہمہ اولیٰ۔ صبر کرنا چاہیے۔ الحاصل وفور رنج والم
میں بعد چندے کمی تو ہو گئی مگر اس دن سے دوامی رنج و ملال اتنا رہنے لگا کہ
طبیعت خوشی اور مسرت سے نا آشنا رات دن وہی خیال۔ زندگی وبال کسی کام
میں جی نہ لگتا مکان پھاڑے کھاتا تھا آخر کار ایک روز بہت سے مزدوروں کو بلا کر
ساری عمارت منہدم کرا دی۔ صرف داہنی بائیں جانب کا ایک ایک کمرہ باقی رکھا
نہ مکان ہوگا نہ مکین کی یاد آئے گی۔ یہ دو کمرے محض اسواسطے رہنے دیے کہ ایک خانقاہ
بنوا دیجائے۔ اور اس گناہ کبیرہ کا کفارہ یوں ادا کیا جائے دونوں کمروں میں
ابتک وہ سرنگ باقی ہے اور بیچ میں جو عمارت بنی ہے اس میں بھی ایک چور دروازہ

قایم کردیا گیا ہی۔ کیا سبب کہ اُس طوفان بے تمیزی کے زمانے مین مال اسباب چھپانے جان بچانے کے واسطے لوگ بالعموم اس قسم کے چور خانے بنا لیا کرتے تھے پس نواب پونیرڈی مارٹمر کے قصر گرانڈیر کا یہ حشر ہوا۔ انکی خنم جلی بین اس خانقاہ کی متولی ہوگئین اور نامراد زندگی کے دن رہبانیہ بنکر یادِ خدا مین بسر کرنے لگین۔

ببین کرامت آن قصر عیش و عشرت را   کہ چون خراب شدہ خانۂ خدا گردید

جو کچھ دولت تھی وہ بھی اُسی کے واسطے وقف کردی۔ اور کچھ روپیہ لے کر انگلستان مین جا بسے ایک زمانہ اسی طرح گذرا۔ اس عرصے مین انکے بیٹے نے ایک غریب انگریزن سے شادی کرلی تھی۔ اگر آج دولت ہوتی تو امیر گھرانے مین ہوجاتی مگر مفلسی مین شرافت و خاندان کو کون پوچھتا ہی۔ ان حالون مین غریب مفلس جورو نہ ملتی تو کیا کوئی لیڈی بیگم صاحب آجاتی اسکے علاوہ باپ نے بیٹے پر اپنا اعزاز تمول ظاہر بھی نہ کیا تھا بیچارہ غریبون کی طرح مدت العمر بسر کرتا رہا۔ زمانے کی گردش نے اب یہ سب باتین صفحۂ روزگار سے حک کردی ہین۔ مگر مارٹمر کا متمول خاندان جو مارٹمر کی بدولت اس شہر کو پہونچا ہوا ہی وہ اسی نواب پونیرس کی اولاد ہی جس نے جورو کو اس طرح قتل کرکے گرانڈیر کو خانقاہ بنا دیا تھا۔ رفتہ رفتہ زمانے کے ہاتھون گرانڈیر کے متولی پریشان روزگار ہوکر ادھر اُدھر چلے گئے۔ اور اٹھارھوین صدی کی ابتدا مین یہ خانقاہ مع آراضی متعلقہ ایک دولتمند شخص کے ہاتھ آئی۔ اسکا نام لکارج تھا اُسنے خانقاہ کو توڑ پھوڑ کے پھر ایوان امیرانہ بنایا اور اُسوقت سے آجتک اُسی کی اولاد کے قبضہ مین ہے

سر مارٹمر یہ داستان پڑھکر اس قدر متعجب اور متحیر ہوئے کہ طاقت تحریر سے
باہر ہے اب تک وہ سمجھتے تھے ہمارا سلسلہ خاندان ہنری سے شروع ہے جس نے
کنٹر بری مین وہ عمارت بنوائی تھی۔ مگر اب انھین معلوم ہو گیا کہ نواب گرانڈیر
سے جو امراے سلطنت فرانس سے تھے سلسلہ ملتا ہے۔ لیکن جب انھون نے
خیال کیا کہ نواب پونیرس نے آدھی رات کو یہ جرم عظیم اور گناہ کبیرہ کیا اور وہ
خوفناک اندھیری سرنگ اب تک موجود ہے۔ اور ان دونون بیکناہون کی
قبر پر اب تک نہ کسی نے دو پھول چڑھائے نہ دعاے مغفرت مانگی نہ کبھی فاتحہ
سے یاد کیا۔ صرف نسیم سحری کے بھولے بسرے جھونکے گاہے ماہے بوئے گل کی
چادر چڑھا جاتے ہین بلکہ ہاے ابر غربت و بیکسی پر دو آنسو بہا جاتے ہین۔
اگر ان غریبون کی تربت پر کوئی شامیانہ ہے تو چرخ کہن کا۔ اور فرش ہے تو
نسرین و نسترن کا۔ دونون بزبان حال یہ پُر حسرت شعر سنا رہے ہین۔

بر مزار ما غریبان نے چراغے نے گلے ۔۔۔ نے پر پروانہ آید نے صداے بلبلے

تو سر اڈمنڈ نہایت درجہ متحیر اور متاسف ہوئے اور اب جاکر اُن کو
معلوم ہوا کہ اس مکان کی روایت نہ بیان کرنے کی کیا لم ہے۔
لیکن ساتھ ہی اسکے ذہن مین یہ بھی گذرا کہ لکارج کی مان جو اس قضیہ کا
اخفا چاہتی تھین اسکی وجہ کچھ اور ہی ہوگی۔ اسوقت جس کمرے مین موجود ہون
اور جو سونے کے واسطے ملا ہے ٹھیک وہی ہے جس سے مائٹر کی بیگم سرنگ مین
اُتری تھین۔ اس سبب سے ان لوگون نے خیال کیا ہوگا کہ کہین ڈر نہ جائین
خواب راحت مین خلل نہ پڑے اور مہمان کی نیند خراب ہو۔

اتنے مین بارہ کا گجر بجا اور انکو طرح طرح کے خیالات نے آگھیرا کبھی سوچتے کہ جہان یہ واقعہ ہوا ہی اس سے قریب مین بیٹھا ہوا ہون۔ اور نہین معلوم اس کمرے مین کیسے کیسے لوگ مرچکے ہین۔ انکے دلون مین نہین معلوم کیسی خواہشین۔ کیا کیا تمنائین کس کس قسم کی حسرتین ہونگی۔ ایکدفعہ چارون طرف نظر کی۔ دماغ مین خلاقی مشہور ہی خیال آیا کہ اس وقت بھی کسی بات کا پیش آجانا کیا دور ہی کہین ایسا نہو یہان اور کوئی نئی بات کھلے اس خیال کا آنا تھا کہ دل دھڑکنے لگا۔ تمام جسم مین رعشہ پڑ گیا اور ایک ایسا خوف طاری ہوا۔ وہ ہیبت چھائی کہ یہ بہت حیران ہوئے کہ کیا معاملہ ہی۔ کیا واقعہ ہونے والا ہی آگ یہ آتش خانے مین جل رہی ہی سارا کمرہ گرم ہی۔ آنچون کی لپک سے در و دیوار جگمگا رہے ہین۔ شمع میز پر ٹمٹماتی ہی کہ ایکبارگی انکو شوق پیدا ہوا کچھ ہی ہو کچھ اور حالت دریافت کرنا چاہیے۔ آؤ دیکھین اس مکان مین کس کس چیز کا پتہ چلتا ہی

اب اس شوق مین سب خوف و ہراس بھول گئے اٹھ کھڑے ہوئے شمع ہاتھ مین لی اور چورخانے کی طرف چلے گئے۔ آہستہ سے دروازہ کھولا۔ فرش غور سے دیکھا۔ وہان نہ کوئی تختہ نہ قبضہ نہ کنڈی۔ اور نہ کوئی چیز کہ جس سے سرنگ کے زینے کا پتہ چل سکے اسکے برابر ہی ایک الماری لگی ہوئی تھی اس مین قفل پڑا ہوا تھا سونے والے کمرے کی کنجی انھین کے پاس تھی اسکو جو لگاتے ہین اسکے دونون پٹ کھل گئے کوئی دو گز مربع ہو گی اسکے اندر گئے۔ دیکھا اس مین تختون کا فرش ہی پانون کے بوجھ سے تختے ہلے اور آواز سے معلوم ہوا کہ نیچے خالی ہی جھک کر

ٹٹولا۔ لکڑی پرانی ہوگئی ہو مگر جا بجا مرمت کر دی گئی ہو۔ اس سے سمجھے کہ
اُس زمانہ سے جبکہ ہم سنی کے قدم یہان آئے ہونگے مدت دراز گذر چکی ہو۔ کیا عجب
کچھ نہ کچھ حالت بدلگئی ہو اس تختے کو اُنھون نے سرکایا نیچے جو دیکھتے ہین۔ کوئی
آٹھ نو گز نیچے تک سنگی زینہ اُترا ہوا ہو۔ بالکل اندھیرا گھپ۔ آگے کچھ سوجھائی نہ
دیتا تھا۔ اتنے مین ایک ہوا کا جھونکا آیا اس سے انکو اتنا اطمینان ہوگیا کہ
یہ سرنگ پہلے کی طرح چارون طرف سے بند نہین اب ہوا مین وہ سمیت بھی نہوگی
معلوم ہوتا ہو کہ یہ عیب بعد کو رفع کر دیا گیا ہو۔ غرضکہ بے تکلف نیچے اُترے
چلے گئے۔ اطمینان بھی تھا کہ اپنے کمرے کا دروازہ بند ہو کسی کو خبر بھی نہ ہوگی۔
چلو اس مقام کو دیکھین جہان وہ بیچارہ کشتۂ فراق عین اُسوقت جان سے گیا۔
جب وصال معشوقہ کا یقین دل مین لیے ہزارون آرزؤن کے ساتھ انتظار کر رہا
تھا اور جہان نواب پونیرس کی بیگم محض بیگناہ دھوکے مین قتل ہوئی تھی یہ آہست
آہستہ آگے بڑھتے جاتے تھے اور دیکھتے جاتے تھے متعدد روشندان ہوا اور روشنی
کے واسطے بنوا دیے گئے تھے۔ اوران روشندانون کے باہر باغ کی زمین بھی
اسی قدر کھود کے پختہ بنا دی گئی تھی تاکہ ہوا کے یہ راستے گرد وغبار سے پٹ نہ جائین
اس سرنگ کا ایک راستہ بیچ کے ایک بڑے حال مین بھی پھوٹا تھا۔ جب اسکے زینے
کے قریب یہ پہونچے ہین تو اوپر سے ہوا کا جھونکا آیا کہ شمع گل ہوگئی۔ اب کیا کرین
جاے ماندن نہ پاے رفتن ارادہ کیا جس راستے سے آئے ہو گرتے پڑتے ٹٹولتے
ٹکراتے۔ کمرے کو پلٹ چلو کہ اتنے مین کچھ آواز سی آئی جیسے قفل مین کوئی کنجی لگا
رہا ہو۔ دم بخود سناٹے مین کھڑے ہوگئے معلوم ہوا کوئی دروازہ کھلا اور اوپر سے

لکارج - خدا جانے کیا بات ہی مگر آج میرا جی بہت ہی نڈھال ہی۔ کیا کہین ٹرا ہارج ہوتا ہی۔ آج ہلو ایک ضرورت سے کارخانے جانا تھا۔

ماہ - اگر آپ آج باہر جائین تو دیکھیے بھولیے گا نہین۔ تھوڑی سی سنکھیا ضرور لیتے آئیے گا۔

میم لکارج - (آہستہ سے) بہن خدا کے لیے چپ رہو کہین بڑی بی نہ سن لین اس گھر مین جہان زہر کا نام آیا اور انکی عجیب کیفیت ہو جاتی ہی غش پر غش آنے لگتے ہین مین نے سپاہی سے کہدیا ہی وہ آج لائے گا۔ گھر بھر کے چوہون کے لیے کافی ہوگی۔

ماہ - (آہستہ سے) تو یہ مجھے کیا معلوم تھا تمھاری ساس ایسی وہمن ہین مگر یہان جو ہے بھی اس بلا کے ہین کہ رات بھر کھٹ پٹ لگائے رہتے ہین۔ نیند حرام ہو جاتی ہی

میم لکارج - اے انکا علاج تو سہل ہی۔ چربی مین سنکھیا ملا دو سب کھا کے مُردا ہو رہین گے۔ سراڈمنڈ اسی فکر مین تھے کہ لکارج کی بیگم صاحبہ تنہائی مین ملین تو وہ زیور جو کلاری نے واپس کیا تھا پھیر دین۔ اتفاق سے لکارج کی مان اور ماہ بیگم دونون ایک ساتھ ان پھولون کو دیکھنے چلی گئین جو ماہ بیگم نے شیشون کے جھوکھٹے کے نیچے لگا کے تھے۔ اب تخلیہ ہو گیا صرف سراڈمنڈ اور مریم رہگئین انھون نے دیکھا یہی موقع ہی دیر نہ کرنی چاہیے بلا تمہید و توطیہ اپنا مطلب یون شروع کیا دو بیگم صاحب ایک بڑی بات مجھے آپ سے کہنا ہی بہت ضروری کام ہی۔"

مریم نے تعجب سے کہا کام اور مجھ سے!"

سراڈمنڈ - جی ہان آپ ہی سے مین مختصر کہے دیتا ہون۔ آپ پریشان نہون۔

فرڈی نینڈ کلاری کو تو آپ جانتی ہونگی۔

مریم نام سُنتے ہی سُرخ ہوگئی ضبط کر کے بولی "فرڈی نینڈ کلاری"

سراڈمنڈ۔ جی ہان وہی فرڈی نینڈ کلاری ناجسکی نسبت آپ کو طرح طرح کی بدگمانیان ہوئین اور اس بیچارے نیکدل کو معلوم آپ نے کتنا بُرا بھلا کہا۔ مجھکو سارا قصّہ معلوم ہے

مریم۔ تو کلاری صاحب آپ کے دوست ہین۔

سراڈمنڈ۔ جی ہان۔ اور اُنھون نے مجھے وہ ہیرے کا زیور بھی دیدیا ہے جو نواب لاٹور کی بیگم صاحب نے آپ کے ہاتھون اُنکو بھیجا تھا۔ مین اگسٹ ڈومنل سے بھی واقف ہون۔

مریم۔ (جھینپ گئی) انکا نام نہ لیجیے۔ کیا کھون مجھے کس قدر بیوقوفی پر شرمندگی ہوتی ہے حماقت ہوئی اور بڑی حماقت یہ کہ مین نے انکے خیال کو دل مین جگہ دی آپ تو کچا کچا حال جانتے ہی ہین۔ میری سی نہین خدا لگتی کہیے گا بھلا بے تمیزی اور نا انجام بینی ہے جو وعدے مین نے اور نواب لاٹور کی بیگم نے ٹیرذر کے باغ مین کیے تھے وہ بھلا پورے ہونے والے تھے۔ نہ معلوم مجھے اُس وقت کیا ہوگیا تھا کہ اگسٹ کی محبت مین دیوانی ہوگئی۔ وہ تو کہیے خدا کو اچھا کرنا منظور تھا وہ لندن سے پیرس گئے۔ اور مین چلتی بہت ہی پچھتائی۔ اپنے اوپر بڑا غصہ آیا اور اس جھانجھ مین لکارج صاحب کے ساتھ مین نے جھٹ پٹ بیاہ کر لیا مگر جب یہان پہونچی ہون اور اُس پُرانے دُھرانے مکان کو دیکھکر وحشت ہوئی تو پھر مجھکو اُنھین کا دھیان آیا بس اسی اضطراب مین لیکے قلم دوات لکارج کو ایک چھٹی لکھ ڈالی۔ اس مین صاف صاف لکھدیا کہ افسوس ہے

مین نے آپ کو دھوکا دیا۔ میرا دل دوسرے کو چاہتا ہی۔ وہی میرا اصلی شوہر ہی۔
سر اڈمنڈ۔ مگر ڈوسنل کو تو نہین معلوم کہ آپ کے دل مین انکی طرف سے اتنی جگہ ہی
مریم (تاسف کے ساتھ) یہی تو بات ہی انکو میرے ساتھ کبھی اتنی پائدار محبت نہ تھی
صرف غرور نے میری یون مٹی خراب کرائی مگر خیر جو ہوا سو ہوا۔ گذشتہ را صلواۃ
جون ہی مین نے انکو یہ چٹھی لکھی فوراً خیال آیا کہ آئین وہ تو اتنی محبت کرین۔
ہزار جان سے عاشق ہون۔ میری ذرا ذراسی بات کا لحاظ رکھین۔ اور مین ایسی
بیدرد ہو جاؤن مین نے بہت برا کیا جو یون لکھا اپنی جگہ بہت پچتائی اور سیدھی
چلی گئی انکے پاس۔ صاف کہدیا کہ مجھ سے بڑی نادانی ہوئی۔ معاف کرنا۔ اسکے
بعد سے انکی محبت میرے دل مین ایسی بیٹھی کہ اب مین انکی عاشق ہون۔ کیا کہون
سر اڈمنڈ اگر وہ کہین چلے جاتے ہین تو جدائی مین روتے روتے میرا حال برا
ہوتا ہی اگر اس حال مین کوئی مجھے دیکھے تو اسکو یقین ہو جائے مین انکی محبت مین
پوری دیوانی بنی سڑن ہون۔
سر اڈمنڈ۔ انکا بھی یہی حال ہی اور تمھاری محبت کو وہ اچھی طرح جانتے ہین۔
مریم۔ خدا آپ کا بھلا کرے مجھے بڑی تسلی ہوئی مجھے اب معلوم ہوتا ہی محض نادانی
اور نوعمری کی وجہ سے مجھے ایسے شخص سے کچھ انس ہو گیا تھا جس سے نہ کبھی کی
ملاقات نہ جان پہچان۔ نہ صاحب سلامت صرف دو دفعہ راستے مین آتے
جاتے واحد شاہد ہو گئی تھی۔ ہان اب جو مسٹر لکارج کے ساتھ الفت و محبت ہی
وہ البتہ مستقل ہی۔ مین یہ اپنے جی کا کچا کچا حال اس وجہ سے کہتی ہون
کہ آپ سب باتون سے واقف ہو ہی چکے ہین آپکے دل مین کوئی بدگمانی نہو

اور مجھے نظروں سے نہ گرائیے۔

سر اڈمنڈ۔ توبہ توبہ۔ آپ کو اور نظروں سے گرانا! ممکن ہی نہیں۔ خدا کی عنایت سے آپ نے وہ شریفانہ دل ودماغ پایا ہو کہ دوسرے کو میسر آنا مشکل ہو۔ ایک یہی بات کیا کم ہو کہ ادنیٰ سی لغزش جو محض ناتجربہ کاری دنادانی سے ہوگئی تھی اُسکی تلافی مین آپ کو اس قدر انہماک ہو۔ خیر اس ذکر کو جانے دیجیے اب کلارس کا پیام سُنیے انھون نے آپ کی خدمت مین عرض کیا ہو کہ میری غرض ہرگز وہ نہ تھی جو لوگون نے خیال کی اور آپ انشاء اللہ دیکھ لیجیے گا مین کتنا ہی بات کا دھنی ہون۔ مین پیرس کو ترک کرکے الجزایر جاتا ہون اور یہ زیور جو نواب لاتور کی بیگم صاحبہ نے بطور رشوت بھیجا ہو واپس کرتا ہون آپ سب کو اطمینان رہے کہ میری زبان سے کوئی بات نہ نکلے گی۔ واقعی وہ بیچارے ہرگز ایسے نہین جیسا لوگون نے انھین خیال کیا۔ ہان وہ ایک حسینہ کو ہزار جان سے چاہتے ضرور تھے اور جب انسان کسی کو چاہتا ہو تو جوش مین بہت سی ایسی باتین کر گذرتا ہو کہ لوگ سمجھتے ہین معشوق کو ستاتا ہو لیکن اسکا منشا شرارت یا خودغرضی نہین ہوتا۔ اب وہ الجزائر کو روانہ ہوگئے ہونگے مجھسے اُنھون نے وعدہ لے لیا ہو کہ آپ کو امانت سپرد کرکے اور تمام شبہے خاطر سے نکال کے انکو بذریعہ تحریر اطلاع دون فرمائیے اب آپ ان سب باتون کے جواب مین کیا ارشاد کرتی ہین۔

مسز ہرکلر۔ آپ انکو لکھ بھیجیے کہ مین نے آپ کو جلاوطنی کے واسطے اس سبب سے لکھا تھا کہ آپ کی سچی محبت اور بے ریا عشق کا پورا ثبوت ملجائے۔

سر اڈمنڈ۔ بہت اچھا لے اب یہ زیور حاضر ہے اسکو آپ لیں۔
یہ کہکر سر اڈمنڈ نے جیب سے چیز نکالکر مریم لکارج کے حوالے کی اور انھون نے لیکر وعدہ کیا کہ مین انشاء اللہ انکی چیز ان تک پہونچا دونگی اور ایسی ترکیب سے کہ نہ تو نواب صاحب کو اور نہ مسٹر لکارج کو کانون کان خبر ہوگی القصہ بات تمام ہوگئی اِدھر اُدھر کا تذکرہ ہونے لگا اتنے مین ایک نوکر آیا اور اُسنے سنکھیا کی پوڑیا لاکر حوالہ کی مریم نے سر اڈمنڈ اور نوکر دونون سے ممانعت کردی کہ دیکھو خدا کے واسطے کسی طرح سنکھیا کا گھر مین ہونا بڑی بی اور صاحب پر نہ کھلے۔ وہ لوگ زہر کے نام سے بہت ہی گھبراتے اور پریشان ہوتے ہین۔ وہان سے اُٹھکر باہ پیکر کی تلاش مین چلی گئین تاکہ وہ سنکھیا کو کھانون مین ملاکر چوہون کے واسطے مکان مین جا بجا رکھدین۔ اب کھانے کا وقت قریب آگیا مگر لکارج صاحب کی طبیعت ایسی کچھ بگڑی تھی کہ باہر سے آکر سیدھے خوابگاہ چلے گئے طبیعت برابر خراب ہوتی جاتی تھی۔ بڑی بڑی چور ہوئی جاتی تھی متلی اس بلا کی کہ کوئی دوا حلق سے نیچے اترتی ہی نہ تھی۔ حلق بالکل خشک مُنھ مین کانٹے پڑے ہوئے پیٹ مین معلوم ہوتا تھا آگ لگی ہوئی۔ آنتین کوئی مُرڈرے ڈالتا ہو کبھی کبھی سوتے تنفس بھی ہو جاتا تھا تھوڑی دیر مین صورت بالکل بدلگئی ہچکیون کا ایسا تار لگا کہ بات کرنی دشوار ہوگئی۔ گھبرا کر ایک ڈاکٹر بلوایا انسے ملنے کا رسم بھی تھا۔ مریض کی یہ حالت دیکھکر وہ بہت مشوش ہوئے۔ آخر اسوقت جو دوائین مناسب معلوم ہوئین وہ اُنھون نے تجویز کردین اور بھر گئے کہ مریض کی حالت بہت خراب ہے ہر وقت انکے پاس رہنا چاہیے۔ شب کو ہم بھی یہین رہین گے

خیر کھانا تو جس طرح بنا لوگوں نے کھا پی لیا ٹھکانے ہو گئے مریم مریض کے پاس ہی بیٹھی رہین اور بڑی بی کا حال کچھ نہ پوچھیے بیٹے کی بیماری سے جو اسکو ن مین نہ تھین کبھی ملاقات کے کمرے مین کبھی کھانے کے کمرے مین کبھی بیٹے کے پاس ایک جگہ قرار نہین۔ نہایت اضطراب سے گھر بھر مین پھرتی تھین اسی حالت مین سارا دن کٹا۔ شام کو ڈاکٹر نے مریض کے واسطے حریرہ تجویز کیا مریم جھٹ پٹ اٹھین کہ اپنے ہاتھ سے جلد تیار کر لائین۔ مگر راستے مین ساس صاحب ملین انھون نے اصرار کیا کہ نہین تم کیا تیار کرو گی۔ مین ابھی لاتی ہون لاکھ کہا مگر نہ مانا مریم نے مجبور ہو کر طوعاً و کرہاً قرار کر لیا تھا مگر اتنا ضرور کہا اچھا اماں اگر آپکی یہی خوشی ہے تو آپ ہی لیجیے۔ مگر مین ان سے کہہ آئی ہون کہ مین اپنے ہاتھ سے تیار کیے لاتی ہون۔ تاکہ انکو ذرا تسلی ہو تو مین ان سے یہی کہونگی کہ تو تمھارے واسطے اپنے ہاتھ سے مین تیار کر لائی ہون۔

ساس۔ اچھا کیا مضائقہ۔ تم اپنے فقرہ دے لینا۔

یہ باتین دونون سے تنہائی مین ہوئی تھین ماہ پیکر کچھ دیر قبل ہاں سے کسی کام کو اٹھ گئی تھین۔ بالکل شام ہو گئی۔ سراڈمنڈ اور ماہ پیکر قریب قریب بیٹھے تھے۔ دونون مین آہستہ آہستہ باتین ہونے لگین۔ سراڈمنڈ کو انکی بات چیت سے معلوم ہو گیا کہ بہت ہنس مکھ خندہ پیشانی اور خوش طبع ہین مگر جتنا حسن خدا نے انکو دیا ہے اتنی ہی بھولی بھالی سادہ مزاج۔ اور دنیا کے چھل فریب سے ناواقف معصوم بھی بنایا ہے۔ مریم لکارج سے محبت بھی ہے اور انکے شوہر کی بیماری پر ان کو رنج بھی بہت ہے آج شب کو سب لوگ کسی قدر سویرے ہی اپنی اپنی

جگہ جاکر سو رہے اور ڈاکٹر نے اصرار کے ساتھ حکم دیا کہ مریم لکارج کا بیمار کے پاس رہنا اچھا نہین۔ وہ بھی علیحدہ کمرے مین جاکر آرام کرین لکارج نے جب سے حریرہ پیا تھا انکی حالت لمحہ بگڑتی جاتی تھی اس بات کو دیکھ دیکھکر بیچاری مریم بہت ہی پریشان ہوتی تھی۔ لاکھ کہا کہ مین انھین کے پاس ہون گی مگر ڈاکٹر کا حکم ساس نے کسی طرح نہ مانا آخرکار مجبور و ناچار ماہپیکر کے پاس چلی گئین۔ مریض کے کمرے سے پہلے جو کمرہ پڑتا تھا اس مین ڈاکٹر صاحب نے قیام کیا۔ اڈمنڈ صاحب بھی اپنے کمرے مین چلے گئے نگران کو تو دھن تھی کہ دیکھون آج بھی دھی رات کو لکارج کی ماں سرنگ مین اُترتی ہین یا نہین۔ انھون نے کمرے کی شمع جلنے دی اور پھر اسی سرنگ مین اتر گئے وہی وقت آیا اور بڑے ہال کے زینے سے وہ پھر اُترتی معلوم ہوئین۔ اب انکو خیال گذرا کہ بیٹے کے کمرے کے راستے مین تو آج ڈاکٹر موجود ہین۔ ممکن نہین آج وہان جائین اور ڈاکٹر دیکھ نہ لین۔ پہلے تو انکا ارادہ ہوا کہ انکے پیچھے پیچھے چلے جائین مگر کچھ ہمت نہ پڑی۔ ان کی واپسی کے انتظار مین کھڑے رہے کوئی پاؤ گھنٹہ گذرا ہوگا کہ دیکھتے کیا ہین کہ وہ بدبخت اسی طرف سے چلی آتی ہین۔ جدھر لکارج کے کمرے کا چور دروازہ تھا آتے آتے بڑے ہال کے زینے سے ہو کر نکل گئین۔ کچھ انکی سمجھ مین نہ آیا۔ بہت ہی حیران ہوئے اور اپنے کمرے مین واپس آئے طرح طرح کے خیالات نے انکو گھیرا۔ اگرچہ بار بار جی مین یہی آتا تھا کہ کتاب القاطلب کرکے حقیقت حال سے آگاہ ہون مگر پھر ضبط کیا اور آئندہ واقعات کا انتظار مناسب سمجھے۔ اس سفر مین تعجب انگیز واقعات کچھ اس کثرت اور سرعت کے ساتھ پیش آتے گئے تھے کہ کسی معاملے پر پورے طور سے

باطمینان غور کرنے کی انکو مہلت ہی نہ ملی تھی - ہان روزا کا خیال کبھی کبھی ضرور آجاتا تھا اور کسی وقت اسپر بھی پچھتاتے تھے کہ کیا کیسے ماسٹر ٹمودی سے اگر ہمنے کسی نعمت کی خواہش بھی ظاہر کی تو عام معلومات کی جس سے بجز تاسف وحیرت کچھ حاصل نہین - اسی قسم کے خیالات مین غرق تھے کہ نیند آگئی - اور خواب مین روزا کو دیکھا دل خوش ہوا طبیعت بشاش ہوئی صبح تازہ دم اٹھے مگر لکارج کی حالت بدتر تھی - ساری خوشی خواب وخیال ہوگئی - نہایت مشوش ہوئے - مریم کو بھی مغموم اور مضمحل پایا - چہرے کی زردی سے ظاہر تھا کہ رات بھر انکی پلک سے پلک نہین لگی - اگر لکارج پر رات بھاری تھی تو مریم پر بھی مصیبت طاری تھی - بڑی بی بار بار ردی صاحب سے کچھ مشورہ کرتی تھین - اور وہ کچھ اس طرح ہر دفعہ ادھر ادھر دیکھ بھال کے سرگوشیان کرتا تھا کہ معلوم ہوتا تھا کہ کوئی اندیشہ ہی کہین کوئی سُن نہ لے - راز فاش نہو - بات اڑی اُڑی طاق بیٹھے - سارا منصوبہ خاک مین ملجائے ماہ پیکر مریم کے رنج اور مصیبت کو دیکھ دیکھکر بیچاری بہت ہی متفکر اور اداس تھین -

گھر کا یہ رنگ دیکھکر سراڈ منڈ نے خیال کیا کہ اس حالت مین یہان رہنا میزبانون کو سخت تکلیف دینا ہی - کہان تو یہ بیچارے اپنی مصیبت مین مبتلا ہین اور کہان ہماری مہمان داری کی تکلیف بس جسوقت ڈاکیہ انکے خط لایا - انھون نے حیلہ پیش کیا کہ مجھے ایک ضرورت سے فوراً پیرس جانا ہی بس اسی وقت لکارج کی گاڑی پر سوار ہو ڈاک کے اڈے پر پہونچے اور پیرس روانہ ہوگئے جیسے جیسے گرانڈیر سے دور ہوتے جاتے تھے دل ہلکا ہوتا جاتا تھا گویا جیلخانے سے

چھوٹے مگر انھون نے یہ بھی ارادہ کر لیا تھا کہ کچھ بھی ہو ایک دفعہ بیان آنا ضرور چاہیے
اس سرنگ اور لکارج کی مان کی کارروائیون کا حال بدون بیان چند روز قیام کیسے نکلیگا
حضرات ناظرین ہمنے لکارج کی بیوی اور سراڈمنڈ سے زیور کی بات چیت کا ذکر
اوپر کیا ہی چنانچہ جو کچھ گذرا تھا وہ مفصل سراڈمنڈ نے کلاری کو تحریر کر دیا تھا لیکن
وہ خط پریشانی کی وجہ سے ڈاک مین نہ پڑ سکا جس وقت یہ پیرس کے ارادے سے ڈاک
کے اڈے پر پہونچے ہین اس وقت انھین یاد آیا اور وہین سے انھون نے اسکو روانہ
کیا اب یہ بخیر و عافیت پیرس پہونچ گئے اور ساارس ہوٹل مین جا کے ٹھہرے۔ اتفاق
دیکھیے۔ وہین نواب رالف لنسی بھی مقیم تھے۔ سراڈمنڈ انکو دیکھکر بے تکلف پکار اٹھے۔
”آئین کیا آپ بھی پیرس مین ہین واہ کیا حسن اتفاق ہی“ نواب کو دیکھا ماشاء اللہ
سے ہشاش بشاش صحیح توانا کہنے لگے وہ ہمارے اور آپکے خاندان سے متعلق عجیب و
غریب واقعات مشہور ہین۔ آئیے انھین سے پیرس مین جی بہلائین۔
لنسی۔ اجی جناب اب کیا ہی خدا نے ایسا بیفکر کر دیا ہی کہ جس بات کو کہیے بیفکری
سے اسپر قہقہے اڑین ذرا ہمارے کمرے مین آئیے آپ کی دو شخصون سے ملاقات
کرائین ان مین سے ایک سے تو آپ واقف ہین۔
یہ کہکر نواب صاحب اپنے کمرے مین لیگئے۔ واہ واہ وہان تو ہنری لنسی اور
جولیا موجود ہین یہ انکو دیکھکر بہت ہی متعجب ہوے اور جولیا بھی انکی صورت
دیکھکر کسی قدر جھینپ گئی۔
نواب صاحب۔ گذشتہ را صلواۃ۔ اب پچھلی باتون کا مذکور نہین۔ خدا نے
مجھے ایسا مطمئن کر دیا ہی کہ مین اپنے حال مین بہت ہی خوش ہون۔ سراڈمنڈ

سمجھ گئے کہ خاندان مین صفائی ہوجانے اور افشائے راز کے خوف سے نجات
ملجانے کی وجہ سے واقعی ان کو بہت اطمینان ہوگیا ہوگا۔

جولیا کو دیکھا اور بھی رنگ وروپ نکلا ہوا تھا شوہر بھی ہزار جان سے
عاشق معلوم ہوتا تھا۔ غرضکہ سراڈمنڈ ان کے ساتھ اکثر اوقات رہا کرتے اور
جو جو مقامات سیر اور تفریح کے لائق تھے وہان کی سیر بھی کراتے رہتے تھے ایکدفعہ
شاہ صوفی کی درگاہ گئے تھے اتفاق سے ایک مزار دیکھا دہان ٹھہر گئے
اور مجاور سے کچھ اس خانقاہ کے متعلق باتین کرنے لگے۔ یہ شخص کشیدہ قامت خوشرو
اچھے ہاتھ پانؤن کا آدمی تھا۔ اگر بجائے وضع مجاوری فوجی وردی پہنے ہوتا تو اسپر
زیادہ سجتی۔ اسکے حرکات سکنات بات چیت نہایت معقول تھی۔ اندازو ادا مین بھی
تہذیب تھی کیتھلک پادریون مین جیسی یبوست اور خشونت ہوتی ہے اس سے بھی پاک
تھا۔ عمر قریب چالیس سال کے ہوگی اس سے ملکر سراڈمنڈ ایسے خوش ہوئے کہ اس سے
کہا آپ کسی روز نارس ہوٹل تشریف لائیے اور جو کچھ ہوسکے اولش فرمائیے گا۔ مگر
اس شخص نے صاف انکار کیا اور جواب دیا کہ مین لطیف اور لذیذ غذائین کھانے کا
عادی نہین یہی معمولی روکھی سوکھی جو کچھ میسر آتی ہے کھالیتا ہون۔ امیرانہ غذا سے
حتی الوسع پرہیز رکھتا ہون۔ تاکہ زبان کا چٹخارہ عادتون کو خراب نہ کرے۔
اللہ والون کو چاہیے کھانے پینے مین بہت تکلف نہ کرین شراب ذرا بھی نہین
چھوتا۔ خدا کا دیا ہوا سادہ پانی مجھے ہزار نعمت ہے۔

سراڈمنڈ نے زیادہ اصرار مناسب نہ جانا۔ مگر ایسے خوش وقات پرہیزگار کا
خیال ان کے دل مین جاگزین ضرور ہوگیا وہ جانتے تھے کہ یہ پیر فقیر اللہ والے اکثر

رنگے سیار ہوا کرتے ہین چاہے پراٹسٹنٹ کے پادری ہون یا رومن کیتھلک کے رہبان مسلمانون کے پیر فقیر یا جگناتھ کو پوجنے والے رشی منی غرضکہ ایسے صوفی باصفا۔ رتامن بے مکروریا کو دیکھکر بہت ہی خوش ہوئے۔ چونکہ جانتے تھے ان لوگون کو درگاہ سے باہر جانے کی بہت کم مہلت ملتی ہی۔ یخود اکثر حسن عقیدت کے ساتھ حاضر ہوا کرتے۔ اسی وجہ سے رفتہ رفتہ پادری کی خدمت مین بہت کچھ نیاز حاصل ہوگیا۔ ایک روز شاہ صاحب ان کو اپنے حجرے مین لے گئے۔ وہان کے رنگ ڈھنگ سلیقے اور قرینے کو اچھی طرح جانچنے کا موقع ملا یہ تو دُنیا کے بہت سے تماشے دیکھ چکے طرح طرح کے لوگون کے حالات سے آگاہ ہو چکے تھے۔ سوچے اب کے دینداروں کو بھی ٹٹولنا چاہیے۔ شاہ صاحب بھی اتفاق سے رومن کیتھلک پادری تھے جنکا عموماً یہ حال ہی کہ ظاہر مین تو بڑے دیندار متقی۔ پارسا۔ جامہ حسنات سرتاپا زیب جسم اور باطن مین غرق بحر سیئات پکے مکار۔ مکان مین ظاہری تکلفات اور آرائش کی جگہ صرف اللہ کا نام۔ جو کچھ دیکھنے کے لائق تھی وہ سادگی تھی۔ اُٹھنے بیٹھنے کو ایک خادم کوئی ساٹھ برس کا بڈھا تارک الدُنیا نہین بلکہ متروک الدُنیا وہی خدمت کو حاضر رہتا۔ اور ایک چھوکرا اِدھر اُدھر آنے جانے کو تھا۔ مکان مین ہر چیز نہایت قرینے سلیقے اور صفائی کی حجرہ ایسا صاف ستھرا کہ دیکھکر طبیعت بہت خوش ہوتی تھی یہ جاکر وہان بیٹھے تھوڑی دیر مین دعوت کا کھانا آیا۔ نہایت سادہ تکلفات سے بری دعوت شیراز۔ ہان اتنا ضرور تھا کہ باوجود شاہ صاحب کے تارک الخمر ہونے کے ان کی خاطر سے شراب بھی ایک جانب الگ تھلگ رکھدی گئی تھی۔

شاہ صاحب ایک ہوشیار عالم فاضل آدمی تھے۔ تقریر بھی نہایت دلچسپ تھی اگر دنیا کے معاملات پر گفتگو کرین تو کیا مجال دین کا ذکر بھی زبان پر آسکے دین کی باتین چھیڑین تو بحر عرفان مین ڈوبے نظر آئین مخیر۔ سیر چشم۔ رحم دل۔ فیاض۔ قرب و جوار کے غریب غربا کو خیرات مبرات سے برابر فائدہ پہونچاتے رہتے تھے۔ اثنائے تقریر مین انکو یہ بھی معلوم ہوا کہ شاہ صاحب کا حوصلہ بھی بہت بڑھا ہوا ہے اور وہ اسپر قانع نہین ہین کہ بس تکیہ دار بنکر زندگی کے دن کاہلی اور بیکاری مین کاٹین۔ غرضکہ بارنٹر صاحب جتنے عرصے تک بیٹھے انکا بہت جی لگا دیر تک بیٹھے رہے اسکے بعد رخصت ہوکر ہوٹل پہونچے۔ یہان دربان نے ایک چھٹی لاکر حوالہ کی۔ اسکا لفافہ ماتمی تھا۔ گرد موٹے موٹے سیاہ خطوط تھے۔ لفافہ چاک کرکے دیکھا دنی صاحب کی تحریر ہے۔ خلاف مضمون یہ تھا کہ افسوس ہے کئی روز ہوئے لکارج صاحب نے انتقال کیا اور بعد ادائے رسوم ماتمداری مین خود حاضر ہوکر اُس قرضے کی بابت جو ازراہ عنایت آپنے آقائے نعمت کو دیا تھا انتظام کرونگا۔ یہ خبر دیکھکر اڈمنڈ صاحب کو نہایت ہی رنج ہوا۔ مگر قرضے کے ذکر پر فی الجملہ متعجب بھی ہوئے کیا معنی کہ قرضے کے کسی انتظام اور بندوبست کی ضرورت ہی نہ تھی۔ اُسکی تو ہنڈیان انھون نے لکھدی تھین۔ مگر پھر سوچے کہ لکارج کے گھر کے معاملات تو عجیب غریب تھے ہی نہین معلوم کیا معاملہ ہو خیر جب یہان دنی آئینگے اور کوئی بندوبست بیان کرینگے اُسوقت دیکھا جائیگا۔ بہرحال چند روز انتظار کرنا مناسب ہے قلم دوات اُٹھاکر ماتم پُرسی کا معمولی خط لکھ بھیجا۔ صبح ہوتی ہی یہ پھر شاہ صاحب کی خدمت مین حاضر ہوگئے جون ہی دروازے پر

پہونچے ہین اندر سے باتون کی کچھ آواز آئی۔ یہ وہین ٹھہر گئے۔ کان لگا کر سنتے جو ہین تو کوئی عورت کہہ رہی ہو "وہ آج بیگم صاحب حسب وعدہ نہین حاضر ہو سکین" اور شاہ صاحب یہ کہہ رہے ہین "وہ کیون۔ آج کیون نہ آئینگی" یہ گفتگو سنکر انکے دلمین شبہ پیدا ہوا کہ معاملہ کچھ اور ہی معلوم ہوتا ہو۔ کیا عجب ظاہری حالت دیکھکر جو نیک خیالات انکی نسبت قائم ہوئے ہین وہ غلط نکلین اور شاہ صاحب بھی اصل مین ویسے ہی مکار اور ریا کار ہون جیسے عموماً انکے بھائی بند ہوا کرتے ہین ؎

واعظان کین جلوہ در محراب و منبر میکنند　　　چون بخلوت میروند آن کار دیگر میکنند

دل مین بہت ہی ناخوش ہوئے "لاحول ولا ایسے متقی پرہیزگار۔ بظاہر دُنیا کو یون لات مار کر یاد خدا مین بیٹھنے والے اور خلوت مین ایسے پیام سلام سُننے والے۔

ریش دراز شیخ مین ہی ظلمت فریب　　　اس مکر چاندنی پہ نہ کرنا گمان صبح

مگر خیر یہ بھی ایک موقع سرشت انسانی کی جانچ کا اچھا ملا۔ آگے سُننا تو چاہیے کہ کیا باتین ہوتی ہین" خادمہ نے شاہ صاحب کو جواب دیا "جی حضور کیا عرض کرون کبھی کبھی آپ ہی آپ بیٹھے بیٹھے انکی طبیعت سُست ہو جاتی ہو۔ جی بالکل نڈھال ہو جاتا ہو۔ بس وہی بات آج بھی ہو اُن سے کسی طرح آیا ہی نہ گیا۔ اسوا رے مجھ سے کہا تو چلی جا اور میری طرف سے بہت کچھ عذر معذرت کر دینا اور یہ نذر دیدینا اس جملے کے بعد کچھ روپیون کی کھنکار کانون مین آئی اور شاہ صاحب نے ارشاد فرمایا "تو کیا طبیعت اُن کی بہت مضمحل ہے"

جواب۔ بس حضور انکا حال کچھ نہ پوچھیے۔ جو گناہ ہو گیا ہو اُسکی شرمندگی اُسکا پچھتاوا اُسکا دھڑکا جو سا گیا تو دن بدن موا بڑھتا چلا جاتا ہو۔ جب

اُسکا زور ہوتا ہی تو ایسی ہو جاتی ہین کہ کسی طرح آپ کے پاس آ ہی نہین سکتین
ادھر آپ کی صورت دیکھی اور اُدھر پھر وہی بات وہی گناہ یاد آ گیا۔ کہتی ہین
ہائے کمبخت اس دل کے کارن مین نے کیا کیا۔ بس یہی جی چاہتا ہی جسکی محبت مین مین
اتنا بڑا گناہ کر گذری اسکی جان اپنی جان ایک کر ڈالون اور پھر اگر یہین تک
بات رہتی تب بھی غنیمت تھی اب تو وہ مرے ہوئے کی روح آسیب بنکر ستایا کرتی ہی
آٹھون پہر پکارا کرتی ہی "مین اپنے خون کا بدلہ لونگا ضرور بدلہ لونگا"
شاہ صاحب بہت ہی گھبرا کر) بس بس خدا کے لیے زیادہ نہ کہو۔ ان باتون
کے سننے کی دل مین تاب نہین۔ سچ ہی جسکی جان گئی وہ ضرور خدا سے فریاد کرتا ہوگا
سراڈمنڈ نے سنا۔ شاہ صاحب بڑے زور سے سرد آہین بھرنے لگے سمجھ گئے یہ سب
بدکاری کا نتیجہ ہی کوئی شوہر والی بدکار عورت ان سے اٹک گئی ہوگی اور ان
دونون نے اسکے بیگناہ شوہر کو مرواڈالا ہوگا۔ یہ خیال گذرتے ہی سراڈمنڈ بالکل سرد
ہو گئے۔ شاہ صاحب سے نہایت درجہ نفرت ہوئی۔ منحوس صورت دیکھنے کو جی نہ چاہا۔
سوچے اگر اسوقت سامنا کیا تو ضبط نہو سکے گا اُس مکاری اور بدکاری پر خوب ہی
لعنت ملامت کرونگا ممکن ہی زبان سے کچھ لام کاف نکلجائے اور اس سیاہ کار مجسم
شیطان کا بھانڈا پھوٹے دُنیا مین تھڑی تھڑی ہو اور کوئی فساد برپا ہو جائے یہ
سوچکر اُسی طرح بغیر ملے اپنے ہوٹل کو واپس چلے۔ راہ مین خیال کرتے جاتے تھے کہ
نعوذ باللہ۔ اس مکار کی باتون پر کیسا دھوکا کھایا۔ آئین! غضب خدا کا یہ اقوال
اور یہ افعال۔ دُنیا مین مذہب کے پردے مین بدکاری کرنیوالے سے بڑھکر کوئی بدکار نہین
یہ مذہب ایسی مقدس چیز کو اپنے گناہون کا پردہ بناتا اور کچھ خوف خدا دل مین نہین لاتا ہی

الغرض ہوٹل پہونچے اس قدر غم و غصہ رہا کہ دن بھر نہایت مضمحل اور بار بار یہی دل مین کہتے رہے کہ میری قسمت مین کسی بے ریا۔ نیک کردار سے ملاقات ہونی بدی ہی نہین جو ملتا ہو کمبخت ایسا ہی ملتا ہو۔ جیسے مسٹر کیمبل کے معاملے مین دھوکا کھایا تھا تب سے میرا دل مضبوط ہوگیا تھا گنا ہون کی کیسی ہی داستان سنتا مگر اُس سے بڑھکر دل پر اثر نہوتا۔ لیکن اسکے آگے سب بے حقیقت ۔ اس بے ایمان کے کرتوت دیکھکر تو مجکو بیحد نفرت ہو گئی۔ مین اسکا مفصل حال کتاب لقا مین ضرور دیکھتا۔ مگر کیا۔ جتنا حال زیادہ کھلے گا اُسی قدر دل کو درد صدمہ ہوگا۔ نفرت اور بڑھے گی لعنت بھیجو خواہ مخواہ ناگوار باتین دیکھنا سُننا۔ اپنے خیالات آپ پریشان کرنا ہین۔ سوا اسکے کسی نابکار کی نجس داستان قتل و خون اور رہیت تاک قصے پڑھنے سے بجز رنج و غم کے کیا خاک دلچسپی و فرحت ہو سکتی ہو۔ لعنت ہو اس شوق اور خواہش پر جسنے اور دن کا حال جاننے کی طمع دلائی۔ افسوس کیسی بڑی خطا ہوئی جو مین نے عام معلومات حاصل کرنے کی نعمت مانگی!

چند روز تک شاہ صوفی کے مزار کا جانا بالکل ترک کر دیا۔ شاہ صاحب کی صورت پر لعنت بھیجی مگر ایک روز انھون نے مصمم ارادہ کر لیا کہ کچھ ہی ہو اس بے ایمان فقیر سے ملکر بالمشافہ لعنت ملامت ضرور کرنی چاہیے۔ جو گناہ اُسنے کیے ہین اُن کو بھی اشارتاً کنایتاً سب ظاہر کر دینا لازم ہو۔ ایک روز سر شام کوئی آٹھ نو بجے کے درمیان یہ وہان پہونچے۔ شاہ صاحب کے حجرے کا راستہ باغیچے سے ہو کر تھا۔ پھاٹک کی گھنٹی بجانے والے ہی تھے کہ اُنھون نے شور و غل کی آواز جو نیچے کے کمرے سے برابر آرہی تھی سُنی۔ انکو بالخلقت ہر بات کے دریافت کرنے کا تو

مرض ہی تھا۔ ٹھہر گئے کان لگا کے سُن گُن لینے لگے۔ مگر کوئی پوری بات سمجھ مین نہ آئی شاہ صاحب کے حجرے کی کھڑکی کی طرف گئے بند پائی۔ مگر کھڑکیون مین بڑی بڑی درازین تھین۔ اُن سے جھانک کر اندر دیکھتے جو ہین تو واہ واہ جو کچھ شبہات تھے ان کی نسبت عین الیقین کے سامان موجود ہین۔ ایک نیکبخت سیاہ پوشاک پہنے ہاتھ پاؤن سڈول نک سک سے درست کھڑکی کی طرف پشت کیے آپ کے سامنے بیٹھی ہین اور اُنھین سے بھڑے ہوئے پہلو بہ پہلو شاہ صاحب بھی بدین تقدس اتقا جلوہ افروز ہین بڑے ذوق وشوق سے بیگم صاحب کو گھور رہے ہین اور ان اللہ جمیل ویحب الجمال پر عقیدہ کرکے المجاز قنطرۃ الحقیقت کا عملی ثبوت دے رہے ہین۔ بیگم کا ہاتھ اُنکے ہاتھ مین ہے اور آپ کی توجہ کچھ اس انداز کی ہے کہ معلوم ہوتا ہے یا تو بیگم کے صفحۂ خاطر سے داغ رنج والم دھونے والے یا اپنی محبت کا رنگ اور گہرا جمانے والے ہین سراڈمنڈ یہ سمان دیکھکر کباب ہی تو ہوگئے۔ تن بدن مین آگ لگ گئی۔ مارے جھلاہٹ کے پلٹ کھڑے ہوئے اور گاڑی کرکے ہوٹل واپس آئے۔ پختہ ارادہ کر لیا کچھ ہی ہو دل پر کیسا ہی صدمہ گذرے کتنی ہی نفرت پیدا ہو مگر اس نا ہنجار ابلیس صفت فقیر کے حالات ابتو ضرور ہی دیکھنا چاہیے۔ عورت کا چہرہ اگرچہ اچھی طرح دکھائی نہین دیا مگر قطع سے ضرور صورت دار معلوم ہوتی تھی اور صورت دار نہوتی تو یہ گُن ہی کیون کرتی۔ دُنیا مین اکثر صورت شکل والی ہی نیک بختین سلامتی سے زیادہ بگڑ جاتی ہین۔ القصہ یہ اپنے کمرے مین پہونچے اور آگ جلوا کر دروازہ بند کرا دیا اپنی کتاب یعنی کتاب التقا ملاحظہ کرنی شروع کی جس مین اس طرح سب پوست کندہ حالات درج تھے۔

داستان دستانہ

ابھی کچھ ایسے بہت دن نہین گذرے کوئی پینتیس چھتیس سال ہوئے ہونگے کہ نورمبرگ مین حامل کا خاندان رہا کرتا تھا۔ بزرگ خاندان یا ام القبیلہ ایک بڑی بی تھین ان کو لوگ میم حامل کہا کرتے تھے روپیہ پیسہ خدا نے بہت کچھ دیا تھا مگر جوانی مین بیوہ ہوگئی تھین اولاد مین صرف دو لڑکیاں تھین۔ انھین کی تعلیم و تربیت مین دولت اور جوانی صرف کی تھی اور باقی نہ کسی سے ملتین نہ جلتین گھر مین بیٹھی رہتین جو کچھ خدا نے دیا تھا صبر شکر کرکے اسی پر قناعت کی تھی اور دنیا کی لذتون سے کوئی سروکار نہ رکھا تھا۔

ان لڑکیون کے علاوہ ایک لڑکا انکا بھانجہ بھی انھین کے ہان پرورش پاتا تھا اسکے ماں باپ کمسنی مین چھوڑکر چل بسے تھے۔ بجزان کے کوئی اور اُس یتیم کا والی وارث نہ تھا اُسکی پرداخت بھی انھین کے سر تھی۔ اسکا نام جرجیس تھا۔ جب ماشاء اللہ یہ سیانا ہوا شعور آیا تو خدا کی عنایت سے بہت ہوشیار سمجھدار نکلا۔ اسنے علم طب حاصل کیا اور اس مین ایسا کامل نکلا کہ باوجود کمسنی کے اپنے تمام ہمچشمون اعوان و امصار مین اسکی ہوشیاری۔ لیاقت۔ قابلیت کی دھوم مچگئی میم حامل کی دونون لڑکیاں بھی صورت کی اچھی نکلین۔ دونون حسن مین اپنی اپنی وضع پر لاثانی۔ ایک آفتاب تو دوسری ماہتاب۔ بڑی کا نام انجلینا تھا۔ کشیدہ قامت چھریری۔ نازک اندام۔ غزال رعنا چتون سے مہر و محبت ہویدا تنک مزاجی ہرادا سے پیدا مزاج مین ہاہمی۔ ضد کی پکی ہٹ کی پوری۔

مگر دوسری مریم بالعکس اسکے میانہ قد۔ نرم اندام۔ انکھڑیان سُرمہ گین۔ خلوت پسند گھر بار کے کام کاج مین مصروف رہنے والی۔

جرجلیس انجلینا کو زیادہ چاہتا تھا میم حال اس میل ملاپ کو دیکھ دیکھکر خیال کرتی تھین کہ کیا عجب خدا وہ دن لائے کہ انجلینا جرجلیس کا گھر آباد کرے۔ مگر انجلینا کو چندان جرجلیس کی طرف میلان نہ تھا ہان بس اتنی ہی محبت خاطر داری کرتی تھی جیسی خالہ زاد بھائی بہنون مین عموماً ہوا کرتی ہے۔ مریم البتہ جرجلیس پر جان دیتی۔ دل سے چاہتی تھی۔

جس مکان مین یہ سب رہتے تھے وہ میم حال کی ملکیت مین تھا۔ ایک جانب اُسکے ایک پر فضا وسیع قطع باغ کا تھا جسکی دیوار کے اُس طرف راستہ چلتا تھا اور باغ کی دوسری جانب کوئی پچیس تیس قدم کے فاصلہ سے ایک چھوٹا سا بنگلہ پڑا ہوا تھا۔ اُس مین کلھم چار کمرے تھے۔ اس بنگلہ مین جانے کے دو راستے تھے ایک تو مکان سے باغ ہو کر اور دوسرا سڑک والے بانس کے پھاٹک ہو کے میم حال نے اپنے شوہر کے بعد آمدنی کے خیال سے اس بنگلے کو کرایہ پر دیدیا تھا جس زمانے کا یہ قصہ ہے انھین دنون ایک کپتان گلبانز اس مین کرایہ پر رہتے تھے۔ کچھ پیدل فوج اس قصبے مین معین تھی اُسی کے یہ کمان افسر تھے۔ انجلینا کی عمر کوئی ۱۹ سال کی ہوگی کہ پہلے پہل اس سے اور کپتان سے ملاقات ہوئی۔ یہ ایک طرحدار۔ وضعدار۔ خوشرو خوبصورت رعنا تھے۔ انجلینا اُنکو دیکھتے ہی ریجھ گئین۔ آنکھون مین صورت کھُب گئی عاشق ہو گئین ؎

جان جاتی رہی نگاہ کے ساتھ	صبر رخصت ہوا اک آہ کے ساتھ

کپتان صاحب کا حال سُنیے پلے سرے کے عیاش اوباش۔ شرا بخوار۔ چھٹے ہوئے

بدکار، مکر و فریب کا یہ حال کہ بیسون باعصمت کنواریون کو خراب کر چکے تھے بلکہ کئی ایک کو تو دین و دنیا سے ایسا کھویا تھا کہ انھون نے مارے غیرت اور انفعال کے جانین تک دیدی تھین۔ خدا کی عنایت سے تنخواہ بھلی چنگی تھی۔ روپیہ پیسہ خرچ کرنے مین بیباک تھے۔ بس اس بھری مین آکر اکثر بیچاریان دھوکا کھا جاتی تھین۔

انجلینا کو جرجیس کے ساتھ دلی محبت تو تھی نہین چند روز کے بعد اس مین بھی سرد مہری آ گئی۔ اُسنے بھی خیال کیا۔ ؎

تم ہو ہرجائی تو اپنا بھی یہی طور سہی	تم نہین اور سہی اور نہین اور سہی

جرجیس ڈاکٹری کا پیشہ تو کرتے ہی تھے۔ نورم برگ مین نواب رن ہیم کی بیگم رہا کرتی تھین نواب کا تو انتقال ہو گیا۔ صرف ایک بچہ تھا بیگم صاحب کی عمر بھی کچھ نہ تھی۔ صرف پچیس سال صورت شکل بھی خدا نے اچھی دی تھی۔ دولت بھی بہت کچھ تھی۔ پیرس مین تعلیم پا چکین تھین۔ فرانس کی بیگمات کے انداز و ادا ناز و غمزہ بات چیت جتنی خوبیان ہوتی ہین سب اُنمین موجود تھین۔ خاندان بھی اچھا پایا تھا۔ جرمنی کے ایک کیتھاک خاندان سے سلسلہ ملتا تھا۔ ان کے چچا نورم برگ کی عدالت العالیہ کے میر مجلس تھے۔ علاوہ اسکے اور اعزا در اقربا بھی شہنشاہ نپولین کے دربار مین رسوخ رکھتے تھے۔ اتفاق سے ایک روز ان خاتون بلقیس خصال۔ حور جمال کا لڑکا کچھ بیمار ہو گیا۔ وہان ڈاکٹر صاحب بلائے گئے۔ علاج تو خیر جو کچھ ہوسکا وہ کیا۔ مگر بیم صاحب کی صورت دیکھتے ہی ڈاکٹر صاحب خود مریض ہو گئے نبضین چھوٹ گئین۔ مادہ سودا ہیجان مین آیا۔ میٹر یا میڈیکا۔ قرابا دین سے بہتر سنبل گیسو مشک کاکل۔ نرگس چشم۔ گل رخسار عناب لب مروارید دندان۔

سقنقور زبان سیب زنخدان کچھ یاد نرہا۔ شربت دیدار کے پیاسے بنے حرارت۔ محبت خون کے ساتھ رگون شریانون مین دورہ کرنے لگی۔ اعضاے رئیسہ مین سوءمزاج حارسے خلل آیا۔ گرم آہون سے شش کورہ آہنگران بنا۔ سویداے دل مین ہواے وصال سے تفرق اتصال واقع ہوا۔ اُس پر سونے مین سہاگہ۔ کوڑھ مین کھاج۔ کہ کپتان صاحب کو دیکھا۔ بیگم صاحب کی خدمت مین بہت پیش پیش ہین۔ سر منڈاتے ہی اولے پڑے۔ محبت کے ساتھ رشک بھی اس طرح آیا جیسے نبض کے ساتھ قارورہ۔ اب عارضہ اور بھی پیچیدہ ہوگیا۔ التہاب قلب دونا بڑھا۔ تھرمامیٹر کی سب ڈگریان طے کرگیا۔

بستی مین یہ بھی چرچا تھا کہ اگر بیگم صاحب اب کسی کے ساتھ شادی کرینگی تو کپتان صاحب ہی سے بلکہ بعضے بعضے بدگمان تو دبی زبان سے ایسا کچھ کہہ گذرتے تھے جس سے پایا جاتا تھا کہ بیگم صاحب اور کپتان صاحب سے صرف معمولی او پری کی دوستی نہین ہے بلکہ دال مین کچھ کالا بھی ضرور ہے مگر جرجیس اپنی محبت اور خوش نیتی سے اتنی بڑی بدگمانی نہ کرتے تھے سمجھتے تھے بیگم صاحب کی خودداری کپتان سے اس درجہ رسم بڑھنے ہی نہ دیگی۔ بہت دنون تک کچھ اس طرح کی باتین پیش آئین کہ انکو اپنا حال دل عرض کرنے کا موقع ہی نہ ملا اُدھر مریم سمجھتی تھی انکو نجلیتا سے محبت ہے۔ ادھر ڈاکٹر جارج کو دوسرا ہی سودا تھا مصرع او بکارے دگرے من بخیال دگرے

جرجیس نے جب دیکھا کپتان صاحب کی آمد و رفت بیگم صاحب کے ہان کم ہو چلی بلکہ بالکل ہی بند ہوگئی تو دل مین بہت ہی خوش ہوئے کہ بلا سے رقیب روسیاہ نے پنڈ تو چھوڑا اب تو ہمین ہم ہونگے۔

ادھر کپتان صاحب کی کارگزاری سُنیے۔ آپ نے اُدھر سے دل ہٹا کے انجلینا پر حملہ عشق بول دیا۔ کوئی دقیقہ خاطر مدارات عشق محبت کا اُٹھا نہ رکھا گھنٹوں تنہا باغ مین بیٹے ٹہلا کرتے میم حائل بھی کچھ نہ کہتین۔ جانتی تھین کپتان کے ساتھ رسم ہی ایسا ہو۔ اس خلوت مین عیب کیا ہو۔ رہے ڈاکٹر جربیں وہ اس رسم وراہ پر کیون بُرا ماننے لگے تھے بلکہ انھون نے جب دیکھا یہ اس طرف رجوع ہین اور بیگم کے ہان کا آنا جانا اسی وجہ سے ترک کر دیا ہو تو کسی طرح مانع و مزاحم ہونا مناسب نہ سمجھے۔

ایک روز سرشام ڈاکٹر جربیں اپنے کمرے مین محو خیال یار بیٹھے طرح طرح کے منصوبون مین غرق تھے۔ کہ چند لڑکون کے شور وغل کی آواز انکے کان مین آئی۔ یہ کمرہ بردن آمد کے پھاٹک کی داہنی جانب واقع تھا۔ اور اُسکی کھڑکیون سے سڑک صاف دکھائی دیتی تھی۔ باقی اور جتنے کمرے اس مکان مین تھے وہ سب باغ کی جانب کھلے ہوے تھے جس وقت جربیں کے کان مین یہ آواز پہونچی ہو۔ چونک پڑے اور انکو معلوم ہوا کہ لونڈون لاڑیون کے شور مین ایک عورت کے چیخنے چلانے کی بھی آواز آ رہی ہو سُنتے ہی کمرے سے نکل سیدھے سڑک پر پہونچے اندھیرا تو ہو ہی گیا تھا سڑک کی لالٹینون کی روشنی مین صرف اتنا نظر آیا کہ کوئی عورت سر سے پانؤن تک چادر پیچھ کیے ہو۔ اسی کو دس بارہ لڑکے گھیرے ہوئے ہین اور وہ چیخیتی۔ انھین کی طرف آ رہی ہو خیال ہوا کہ یہ آفت زدہ بنگلے سے نکلکر اس طرف کو آتی ہوگی۔ شریر اور بدمعاش لونڈون نے چھیڑنا شروع کیا ہوگا۔ انھون نے زور سے ڈانٹا۔

مردود و بدمعاشو۔ کیا ایک بیچاری عورت کو تنہا پا کر ستا رہے ہو۔ اتنے مین وہ عورت بھی قریب پہونچ گئی اُنھون نے فوراً اپنے مطالعہ کے کمرے مین لا کر بٹھایا اور دروازہ بند کر دیا۔

اُس زمانے مین اُس قصبے مین ایسے واقعات کا ہونا ایک عام بات تھی اگر وہ عورت اندیشہ کرتی کہ یہ بھی اپنے کمرے مین لے جا کر ستائین گے تب بھی بیجا نہ تھا مگر کچھ اُس انداز سے اُنھون نے اسکو بلایا کہ انکی طرف سے اسکو اطمینان ہو گیا۔ جان مین جان آئی اور ایک گوشے مین بیٹھ گئی۔ لونڈے اپنی طرف چلے گئے۔ دیر تک وہین چھپی بیٹھی رہی بعد اسکے ڈاکٹر جرجلیس اسکو گھر پہونچا آئے اور خود اُس مطالعے کے کمرے مین آکر بیٹھ گئے مگر دل مین نہایت متعجب اور متحیر کہ یا اللہ یہ معاملہ کیا ہے۔ طرح طرح کے خیالات نے نہایت مضطرب بنا رکھا تھا۔ کوئی بات سمجھ مین نہ آتی تھی۔ گھبرا کے ٹہلنے لگے۔ چہرہ زرد ہاتھ پاؤن قابو مین نہین صورت دیکھنے سے معلوم ہوتا تھا جیسے خود انسے کوئی جرم سرزد ہوا ہے اور گرفتاری کے خوف مین پریشان ہین۔ اتنے مین لکی بیبی مریم داخل ہوئین اور کہنے لگین۔ چلو کھانا تیار ہے۔

جواب۔ اچھا مین ابھی آیا۔ تم چلو۔

انکی صورت اور اضطراب دیکھکر وہ بہت ہی گھبرائین کہنے لگین۔

”جرجلیس خیر تو ہے یہ تمھارا کیا حال ہے اِس وقت تمھارے منھ پر ہوائیان کیسی اڑ رہی ہین۔ ذرا آئینے مین اپنی صورت تو دیکھو۔

جرجلیس۔ نہین کچھ نہین۔ تمکو اس سے کیا۔ اور کوئی بات نہین صرف دو تین

دفعۃً میری طبیعت بگڑ گئی ہے۔ تم چلو تھوڑی دیر کے بعد دل ٹھہر جاتا ہے میں آتا ہوں
مریم۔ اچھا وہ تمھارے دوست مسٹر فیلڈ کہاں ہیں۔ آج اماں جان نے ان
پاگلداس کو بھی مدعو کیا ہے۔
اتنا زبان سے نکلا ہی تھا کہ زور سے کھٹکھٹانے کی آواز دروازے میں معلوم
ہوئی اور یہی حضرت داخل ہوئے۔ چھوٹتے ہی کہنے لگے "تو یہ کہیے۔ مریم تھیں جنکو ہم پانچ
چھ آدمی ابھی راستہ میں ستا رہے تھے۔ لاحول ولا۔ کیا دھوکا ہوا لعنت بکار شیطان۔
جرجیس۔ فوراً بول اٹھے۔ جی ہاں جی ہاں یہی"
مریم (گھبرا کر) میں ؟
جرجیس۔ (آہستہ سے) دیکھو خدا کے لیئے انکار نہ کرنا۔
مسٹر فیلڈ اس وقت میز کی طرف جا کر ایک کتاب کو اٹھا رہے تھے انھوں نے
اس بات کو اچھی طرح نہ سنا۔ لاپروائی سے جواب دیا "تو خیر معاف فرمائیے مجھے
یہ معلوم نہ تھا۔ نہیں بھلا میں کیوں اُن لوگوں کے ساتھ ہوتا۔ وہ تو جب یہاں
آ کر چھپی ہیں تب جا کر معلوم ہوا کہ بی مریم ہونگی نہیں کس کو خیال ہو سکتا تھا
کہ اتنی رات گئے مریم گھر سے باہر نکلی ہیں۔
جرجیس۔ ہاں وہی بنگلے سے آتی تھیں۔ باغ کی طرف کا دروازہ بند تھا
اس سے گھوم کر اس راستہ سے آنا ہوا۔ بنگلہ تو اب خالی ہے نا۔ کپتان جو وہاں
چلے گئے اُنکی کمپنی والڈن کی گڑھی پر تعینات ہوئی ہے۔ وہ اسی کے ساتھ
بدل گئے۔ بنگلے میں آجکل کوئی نہیں۔
مریم اشارے کے مطابق چپ خاموش رہیں انھوں نے کوئی انکار نہیں کیا۔

مگر پھر کچھ سوچکر بولین "جرجیس کیا کہتے ہو بھلا مین اسوقت"
جرجیس - (آہستہ سے) چپ بھی رہو اسکی مصلحت ہم پھر بتا دینگے -
ہرفیلڈ نے ان باتون کو کچھ اچھی طرح نہین سُنا - انکو تو کھانے کی دھن تھی کہنے لگے "ارے میان دسترخوان بچھا ہو تو آؤ چلو - دیر مین سب کھانا خراب جائیگا آئین یہ کیا یہان کہان سے آیا - یہ کہکر اُنھون نے فرش پر سے ایک دستانہ اُٹھالیا
جرجیس - غور سے دیکھنے لگے -
ہرفیلڈ - ارے اس مین تو لہو بھی لگا ہی -
جرجیس نے فوراً اُس دستانے کو انکے ہاتھ سے چھین کر دراز مین بند کر دیا اور کہنے لگے "اجی ہوگا بھی کچھ بھی نہین - مریم کا دستانہ ہی - ابھی ابھی جب یہ آئی ہین - مارے بدحواسی کے گر پڑین - بیچاری کے بازو مین خراش بھی آگئی - اُسی کا لہو لگ گیا ہوگا -
مریم - جرجیس کیا کہتے ہو خدا آگاہ ہے -
جرجیس نے دیکھا بات کھلی جاتی ہی - ٹالنے کو بات کاٹکر مریم سے کہنے لگے "اچھا اچھا آگے چلو کھانا کھائین -
مریم خاموش ہوگئین اور یہ بھی دیکھا کہ ہرفیلڈ کچھ متوجہ بھی نہین ہین سب کھانے والے کمرے کی طرف بڑھے اور سب دسترخوان پر آبیٹھے -
میم حامل نے مریم سے پوچھا "انجلینا کو کہین دیکھا ہی - وہ اسوقت کہان ہین؟"
مریم - ہان باجی کوئی چھ بجے باغ مین ٹہل رہی تھین پھر تب سے نہین معلوم کہان ہین -
میم حامل - آئین - ابتو کوئی دس بجگئے ہونگے وہ اسوقت تک ضرور آجاتی تھین

دیکھو تو کہین سو تو نہین رہین مریم لپک کر انکے سونے کے کمرے مین گئین وہان بھی نہ پایا۔ پھر دسترخوان پر آکر بیٹھ گئین اب لوگون نے کھانا کھانا شروع کیا۔ جرجیس کا اضطراب ابھی تک باقی تھا میم حامل اور مریم بھی چپ چاپ خاموش ہان ہرفیلڈ اپنی حماقت سے البتہ بیفکری کے ساتھ گپ شپ اڑا رہے تھے۔

بارہ بج گئے اور انجلینا کا پتہ نہین۔ ابتو سب کو پریشانی ہوئی میم حامل پریشانی انتشار مین غش کھا کر گر پڑین۔ مریم بھی جرجیس کی بدحواسی بھول کے بہن کے کھو جانے پر بہت ہی متردد ہوئین جرجیس کو بھی اندیشہ پیدا ہوا کہ کہین خدانخواستہ کوئی سانحہ تردد انگیز تو نہین ہوا۔ رات نہایت کرب پریشانی مین کٹی صبح ہوتے ہی نوکرون سے پوچھا تو معلوم ہوا ابھی تک انجلینا گھر پر نہین آئین یہ فوراً گھوڑے پر سوار ہوکر گھر سے نکل گئے اور کسی کو اطلاع تک نہ کی۔

میم حامل اور مریم نے تمام دن رنج اور مصیبت مین کاٹا کھانا پانی بند گھر مین سناٹا اندر باہر تمام ماتم کا سمان ایکدفعہ میم حامل کو خیال آیا کہ انجلینا اور کپتان سے آجکل بہت میل تھا۔ اکثر ساتھ رہا کرتی تھین کہین ایسا تو نہین ہو کہ اُسی کے ساتھ نکل گئی ہون مریم سے بھی اپنا شبہہ ظاہر کیا۔ مگر انھون نے کسی طرح یقین نہین کیا۔ کہا وہ نہین وہ ایسی نہین ہین ہزار برس وہ ایسی حرکت نکرینگی ہمکیان کے دل سے یہ خیال کسی طرح نہ نکلا۔ وہ یہی سمجھتی رہی کہ جرجیس اسی بات کی تحقیقات کو گھر سے نکلا ہے۔

حضرات ناظرین انکو تو اسی حال مین چھوڑیے اور ذرا نواب اور ان سیم کی بیگم کی خبر لیجیے شب کے کوئی دس بجے ہونگے کہ ایک خادمہ نے آکر عرض کیا حضور ایک اجنبی شخص آئے ہلین اور آپ کی خدمت مین حاضر ہونا چاہتے ہین۔ بیگم سنکر زرد ہوگئین

سوچنے لگیں۔ کیا کرنا چاہیے۔ ملوں یا نہ ملوں۔ مگر تھوڑی دیر کے بعد حواس مجتمع کرکے حکم دیا کہ "وہ اچھا آنے دو"

ایک شخص بہت بڑا لبادہ سر سے پاؤں تک اوڑھے بڑی سی ٹوپی سر پر رکھے سامنے آ موجود ہوا۔

بیگم۔ کیا معاملہ ہے تم کون ہو جو اس طرح یہاں آئے ہو۔

جواب۔ معاف فرمائیے گا۔

یہ کہکر جرجیس نے ٹوپی اور لبادے کو علحدہ کیا۔ صورت دیکھتے ہی بیگم نے "ہیں آئیں جرجیس حال" یہ کہکر آہ ماری اور کرسی پر گر پڑیں مگر اس اضطراب کو جرجیس کچھ نہ سمجھے کہنے لگے۔

"جی ہاں میں ہی ہوں۔ اسی شب کو میں نورمبرگ سے باہر جاتا ہوں۔ مگر جب تک آپ سے ایک خوفناک الزام نہ کہلوں تب تک میرا قدم نہ اٹھے گا"

بیگم۔ آئیں خوفناک الزام کیا۔

جرجیس۔ جی ہاں وہ الزام ہی ایسا ہے جس کا اندیشہ ہر وقت مجھ پر مستولی ہے اگر آپ کے نزدیک وہ ساری بات بے بنیاد نکلی تو یقیناً آپ مجھے نظروں سے گرا دینگی اور میں اپنی حماقت کی سزا کو پہونچونگا اور اگر میرے شکوک کا آپ نے اقرار کیا تو مجھے آپ سے نہ تو کوئی شکایت ہوگی اور نہ اپنی قسمت کا کچھ گلہ کرونگا۔ بیگم صاحب تاڑ گئیں کہ یہ میرے مئے عشق سے مخمور عقل و خرد سے دور ہے۔ فی الجملہ مطمئن ہوئیں بشاش ہوکر بولیں "اچھا اچھا وہ بات تو کہو کچھ حال تو معلوم ہو"

جرجیس۔ اس کمبخت الزام کے لپیٹے نے مجھے ایسا گرفتار مصیبت کیا ہے کہ میں کے

ٹھان لی ہو کہ بغیر جان دیے وسوسون کا خاتمہ محال ہو۔
بیگم صاحب کو اب اچھی طرح یقین ہو گیا کہ ڈاکٹر صاحب بخوبی میرے پنجے مین آ گئے اب جاتے کہان ہین مسکرانے لگین۔
جرجیس نے غمگین لہجے مین کہا "بیگم صاحب اصل بات یہ ہو مین ابھی والڈن سے سیدھا یہان آیا ہون کوتوالی کے افسر میری تلاش مین ہین اور اُس گڑھی مین ایک خون ہو گیا ہو"
بیگم ۔ خون یعنی قتل اور تم سے اَن ہونی بات ہو۔ ممکن ہی نہین۔
جرجیس ۔ جی ہان اور مجھی سے ۔ بیشک ایک شخص کو مین نے مارا لیکن لڑائی برابر کی تھی ۔ ہان اتنی بات ہو کہ اُسوقت کوئی شخص گواہی شہادت کو موجود نہ تھا۔
بیگم ۔ خدا تمکو اس آفت سے بچائے ۔
جرجیس ۔ کیا کہون جھگڑے کی اصل بات تو کسی پر کھلے ہی گی نہین صرف آپ سے کہے دیتا ہون ۔ خدا شاہد ہو ۔ مین نے اسکو اسوجہ سے مارا کہ اُسنے میری خالہ زاد بہن انجلینا کو خراب کیا تھا اصلیت کچھ ہی ہو مگر مجھے یہی شبہ ہو ۔ دوسری بات یہ ہو کہ اُسنے آپ کی نسبت اپنے تعلقات کچھ ایسے بیان کیے جو آپ کے خلاف شان اور سخت آبروریزی کے تھے ۔ مین کیا عرض کرون ۔ وہ باتین میری زبان سے نکلنے کے لائق نہین ۔ مگر بے کہے چارہ بھی نہین مختصر یہ ہو کہ اُسنے صاف صاف کہا تھا ۔ کہ آپ اسکی آشنا ہین ۔
یہ سنتے ہی بیگم کو یارائے ضبط نہ رہا بے اختیار زبان سے نکل گیا "و ہ مَین تو کیا تمنے کپتان کو مار ڈالا؟"

جرجلیس۔ ہائے ستم دائے ستم میرا شبہ صحیح نکلا۔ چور کی داڑھی مین تنکا۔
اب بہت ہی گھبرائیے کچھ کرتے دھرتے بن نہ پڑا خیال آیا کو توالی کے لوگ اسوقت میری تلاش مین ہونگے یقیناً کہین نہ کہین گرفتار کرلین گے۔ اور جرم کی سزا کو پہونچائین گے جھٹ پٹ لبادہ اُٹھاکے بھاگے وان سے بیگم صاحب غش کھاکے خاموش ہوگئین۔
جرجلیس سیدھے اپنی خالہ کے ہان پہونچے اور باہر سے باہر نوکرون سے جب سُنا کہ انجلینا اب تک پلٹ کر نہین آئین تو اپنے کمرے مین جا مریم کے نام رقعہ لکھا کہ "مین نے کپتان کو جو انجلینا کو بھگاے گیا تھا قتل کر ڈالا بس یہ رقعہ اُدھر تو نوکر کو دیا کہ مریم کو جا کر دے اور ادھر جھٹ اصطبل مین جا تازہ دم گھوڑا بدل یہ جا وہ جا۔
مریم رقعہ پڑھتے ہی گھبرا کر جرجلیس کے کمرے مین گئین۔ کہ بلا سے چلتے وقت رخصت تو ہولین۔ مگر وہ تو جا چکے تھے مایوس ہوکر کرسی پر وہین بیٹھ گئین۔
ہوش و حواس بجا نہ تھے چارون طرف مصیبت ہی مصیبت نظر آتی تھی انجلینا نکلگئین عزت و آبرو خاک مین ملی۔ نہ معلوم اُنکی کیا گت ہو۔ کن حالون کو پہونچین۔ کہان سے کھانے پینے کو ملے۔ اُس پر ایک عزیز بھی یون گھربار سے نکل۔ دربدر خاک بسر آوارہ و پریشان ہونے کو چلا گیا۔ یا تو مدت العمر سرگردان آوارہ وطن رہا یا گرفتار ہوا تو پھانسی چڑھا۔ افسوس میری زندگی ان مصائب مین کیونکر کٹے گی۔
نازک دل عورت ذات۔ ناتجربہ کار۔ دُنیا کے نرم و گرم سے ناواقف اُسکے واسطے اس طرح کے خیالات بہت کچھ تھے۔ اسی حالت مین ہارفیلڈ دوڑتے ہوئے آئے اور کہنے لگے کہ پولیس کے لوگ جرجلیس کی تلاش مین آئے ہوئے ہین۔ مریم کہنے ہی کو تھی "ہان مجکو سب معلوم ہے۔ جرجلیس شہر کو چھوڑ کر باہر نکل گئے ہین" کہ اتنے مین سرکار کے

دروازے پر زور زور کھٹ کھٹانے کی آواز آئی۔ جون ہی نوکر نے دروازہ کھولا۔ پولیس کے لوئے مجسٹریٹ کو لیئے کمرے مین گھس پڑے۔ مریم نے اُس گھبراہٹ مین دیکھا کہ مین جرجیس کو تو پکڑ کر ساتھ نہین لائے ہین۔ مگر وہ اس بھیڑ بھاڑ مین دکھائی نہین دیا۔ خیر اس طرف سے تھوڑا سا اطمینان ہوا دل مین خدا کا شکر ادا کیا کہ ابتک تو اسکی مہربانی سے پولیس کے پنجے مین نہین پھنسے یقین ہے کسیطرف نکل گئے ہون۔ اتنے مین مجسٹریٹ نے ان سے مخاطب ہو کر کہا "نیکبخت تم کو معلوم ہی ہو گا آج تمھارے بھائی اور کپتان سے لڑائی ہو تی تھی۔ اسمین تمھارے بھائی نے کپتان کو قتل کیا"

مریم۔ (آہستہ) ہان مین نے بھی سُنا۔

مجسٹریٹ۔ بس اگر وہ کسی طرف نکل گیا ہے۔

مریم۔ جی ہان جی ہان۔

مجسٹریٹ۔ یہ مکان کے پاس جو بنگلہ ہے اُس مین تو شاید کپتان رہتے تھے۔

مریم۔ ہان وہین رہتے تھے۔

مجسٹریٹ۔ کچھ اُنکا اسباب ہو گا۔

مریم۔ خود تو الدن چلے گئے تھے۔ ہان دو بڑے بڑے صندوق چھوڑ گئے تھے اور کہا تھا انکو بھی وہین بھیجدینا۔

مجسٹریٹ۔ بہتر ہے اب بنگلے مین جا کر اُن صندوقون پر سرکاری مہر لگا دینی چاہیے۔ مریم کو تو طاقت رفتار نہین۔ اسنے ہرفیلڈ سے کہا ذری آپ کے ساتھ چلے جائیے اور بنگلے تک پہونچا دیجیے۔

غرضکہ ادھر ہرفیلڈ مجسٹریٹ کو بنگلے کی طرف گئے۔ اُدھر مریم بھر رونے پیٹنے لگیں کوئی دس ہی منٹ گذرے ہونگے ہرفیلڈ مجسٹریٹ کو ساتھ لیے ہانپتے کانپتے۔ بدحواس۔ سراسیمہ و پریشان سخت گھبرائے ہوئے دوڑتے آئے۔ اور مجسٹریٹ صاحب مریم سے کہنے لگے "غضب ہو گیا۔ پناہ بخدا۔ کیا کہوں ہاں تو اور ہی سمان نظر آیا!"

ہرفیلڈ۔ مریم تمھاری بہن۔

مریم۔ (گھبرا کر) میری بہن میری بہن۔

ہرفیلڈ۔ ہاں ہاں تمھاری بہن کو۔

مریم۔ ہاں تو میری بہن کو کیا۔ خدا کے لیے کچھ کہو تو سہی۔

ہرفیلڈ۔ تمھاری بہن کو کسی نے اُس بنگلے مین قتل کر کے ڈالدیا ہے۔

مریم یہ سُنکر ہائے باجی۔ ہائے باجی کہکے کچھ اس طرح گریہ وزاری کرنے لگیں کہ مجسٹریٹ تک آبدیدہ ہوے۔ اُنھون نے فوراً حکم دیا کہ خبردار اس کمرے سے کوئی باہر نہ جائے۔ تھوڑی دیر کے بعد جب مریم نے کسی قدر رونا دھونا موقوف کیا تو نہایت آہستگی سے دلاسا دیکر کہا او نگبخت ذرا ٹھہر و ضبط کرو اور ایک بات کا جواب مجھے دو۔ واقعی یہ وقت ایسا نہین کہ کوئی تم سے زیادہ پوچھ گچھ کرے مگر سرکاری کام۔ ہم بھی مجبور ہین۔

مریم۔ ہائے باجی تمھارا حال اماں جان جب سُنین گی تو اُنپر کیا گذرے گی۔

مجسٹریٹ۔ اچھا لے آپ ایک بات کا تو جواب دو جب سے کپتان نور مبرگ چلے گئے تھے اُس وقت سے کوئی بنگلے مین آیا گیا تھا۔

مریم۔ زبان سے تو کچھ کہہ نہ سکی، سر کے اشارے سے انکار کیا کہ "ہان ہون"
اسپر ایک افسر پولیس کسی قدر آگے بڑھا کہنے لگا "حضور یہ لیجیے اُس لاش کے پاس یہ
دستانہ بھی دستیاب ہوا ہارفیلڈ فوراً بول اُٹھے "آئین یہ دستانہ مین تو اسکے ساتھ
کا ایک دیکھ چکا ہون"

مجسٹریٹ۔ کہان۔

ہارفیلڈ کہنے کو تو کہہ گئے، مگر پھر سوچے۔ بڑی چوک ہوئی۔ کہین جرجیس ہی کا
قاتل نہو۔ اُسکا پھنسانا بڑی بےموقع حرکت ہی جواب مین کہنے لگے "جی نہین مجھسے غلطی ہوئی۔
مجسٹریٹ۔ نہین آپ کو بتانا ہوگا ورنہ ابھی آپ کی گرفتاری عمل مین آئے گی۔
ہارفیلڈ۔ جی نہین دھوکے مین زبان سے نکل گیا۔

مجسٹریٹ نے آنکھین بدلکے اپنے آدمیون کو حکم دیا انکو گرفتار کرلو۔ ڈال لو
ہاتھون مین ہتکڑیان ابھی۔

یہ سنتے ہی ہارفیلڈ کی نبضین چھوٹ گئین تھرتھرا کر قدمون پر گر پڑے۔ رو رو کے
کہنے لگے "خدا کے واسطے ایسا نہ کیجیے گا ابھی بتائے دیتا ہون جو کچھ مجھے معلوم ہے
سب بتا دونگا۔ کچھ نہ چھپاؤنگا"

مجسٹریٹ۔ بہت اچھا بتائیے۔ آپ نے اسکی جوڑی کا دستانہ کہان دیکھا تھا۔
ہارفیلڈ نے کہا "مین نے یہین اس کمرے مین دیکھا تھا" اب تو اُنسے کرید کرید کر
خوب سوالات کیے گئے اور رفتہ رفتہ دھمکا کے سب کچا کچا حال پوچھ لیا گیا کہ
یون کوئی عورت رات کو بنگلے سے نکلی۔ یون اُنھون نے پیچھا کیا۔ وہ اسی کمرے مین
گھس آئی پھر یہ بھی وہان پہونچے۔ اُنھون نے مریم اور جرجیس کو بیٹھے پایا خون مین

بھرا ہوا دستانہ یہان پڑا ملا۔ جرجلیس نے اُسے اُٹھا لیا۔ یون اُنسے باتین ہوئین یہ سنکر مریم نے آہ سرد بھری اور کہا "خدا ہر آفت سے بچائے۔ کر تو کر نہین خدا کے غضب سے ڈر" ہان جرجلیس اور ان سے بیشک یہی باتین ہوئی تھین۔ مگر خدا خوب جانتا ہے مین نے جرجلیس کے کہنے سے انکی بات نہین کاٹی۔ مین نکلے گئی بھی نہ تھی جو گئی ہون تو پانؤن کو سانپ ڈسین جرجلیس کو مجھپر صرف دھوکا ہوا ہوگا"

مجسٹریٹ۔ اچھا وہ دستانہ لیکر جرجلیس نے کیا کیا۔

جواب۔ اُنھون نے اُٹھا کر میز کی دراز مین بند کر دیا۔

مجسٹریٹ۔ اسی دراز مین۔

جواب۔ جی ہان۔

مجسٹریٹ۔ اسکو کھولو۔

غرضکہ قفل توڑا گیا۔ دراز کھلی۔ دستانہ نکلا۔ ملاتے جو ہین اسی کی جوڑی۔

مجسٹریٹ۔ کیون۔ اور اس دستانہ کو جرجلیس نے بیان کیا تھا کہ مریم کا ہے۔

گواہ۔ جی ہان۔

مجسٹریٹ۔ اور کیون مریم نے تمھارے سامنے اس بات سے یا جرجلیس کی اور کسی بات سے انکار کیا تھا۔ ہارفیلڈ نے وہ اشارے تو دیکھے نہ تھے جو اُس موقع پر مریم اور جرجلیس مین ہوے تھے۔ اس سادہ لوح نے صاف صاف کہدیا کہ مریم نے تو انکار نہین کیا تھا۔

اب مجسٹریٹ مریم کی طرف مخاطب ہو کر کہنے لگے "ذرا وہ خراش یا زخم تو دکھائیے جو جرجلیس نے بیان کیا تھا آپ کے ہاتھ مین گر پڑنے سے لگا ہے۔ اور جسکا لہو دستانہ مین

لگ گیا ہی۔ مریم نے گھبرا کر جواب دیا "یہ سب غلط تھا۔ کوئی زخم ہی نہین لگا۔ چاہیے انکو دھوکا ہوا ہو۔ یا اور کوئی مصلحت ہو۔ اس مین کلام نہین کہ ہارفیلڈ سے کہا یہی تھا جو کہہ رہے ہین مگر سچ اس مین رتی برابر بھی نہین۔

مجسٹریٹ ۔ (کرخت آواز سے) مریم حامل۔ آپ قتل عمد کے شبہ مین گرفتار کیجاتی ہین جون ہی یہ الفاظ مجسٹریٹ کی زبان سے نکلے۔ دفعتہً اندر کے دروازے سے سیم حامل نکل آئین۔ اسوقت مریم غش کی حالت مین تھین انھین اُٹھاکر کوچ پر لٹا دیا اور باہر آکے کہنے لگین وہ ہرگز یہ بات نہین ہی تم مریم کو اس شبہ پر گرفتار کرتے ہو کہ انجلینا نہین ملتی ہی۔

مجسٹریٹ ۔ جی یہ بات نہین ہی انکے مجرم ہونے مین شک اور شبہ کی اب گنجایش ہی نہین انجلینا کو جاکر دیکھیے۔ وہان اس بنگلے مین زخمی مری پڑی ہین۔ ان الفاظ نے خنجر عزرائیل کا کام دیا سُنتے ہی مان سنّاٹے مین آگئی بُت بن گئی۔ مریم کو ایک نظر دیکھا آسمان پر نظر اُٹھائی گویا مریم کو بہن کی قاتل یقین کرکے خدا سے دعا عفو مانگی۔ اور لمحہ بھر کے اندر غش کھاکر وہین گر پڑی۔ روح جسم سے فوراً مفارقت کر گئی۔ المختصر گھنٹہ بھر کے اندر سبھی کچھ ہوگیا اور بیچاری مریم نورمبرگ کے جیلخانہ مین تن تنہا بےیار و مددگار بیکس و ناچار مقید کردی گئین۔

مریم کے خلاف صاف صاف ثبوت کثرت سے موجود تھے۔ ہارفیلڈ کا بیان اور جرجیس کی محبت مین مریم کا انجلینا سے رشک دونون باتین کافی ثبوت یقین کہ مریم ہی نے یہ جرم کیا ہی۔ مگر یہ بندی خدا کی انکار ہی کیے گئی۔ اور صبح سے کہے گئی کہ مین وہ نہین ہون جس کے پیچھے لوگ دوڑے تھے اور جرجیس کے کمرے مین آکر چھپی تھی۔

ہان اتنی گناہگار البتہ ہون کہ ہارفیلڈ سے جو کچھ جرجیس نے میرے سامنے کہا۔ اسکو مین نے

کاٹا نہین۔ اُنھون نے مجھے اشارے سے منع کر دیا تھا مجھ نگوڑی کو کیا معلوم تھا کہ اس سکوت کی بدولت میرا یہ دہاڑا ہونے والا ہے۔

یہ سب باتین تو وہ باربار کرتی جاتی تھی مگر جوشک شبہا اپنے جی مین اس کو گذرتا تھا اسکو زبان پر نہ لاسکتی تھی یعنی جس وقت یہ جرجلیس کے کمرے مین داخل ہوئی ہو اُس وقت وہ نہایت مضطر تھا اسکا دل کسی طرح گوارا نہ کرتا تھا کہ انجلینا کے قتل کا جو شبہ جرجلیس پر ہی وہ زبان سے غیرون کے سامنے نکالے مریم پر اسوقت جو مصیبت طاری تھی غالبًا کسی عورت پر اس عمر مین نہ پڑی ہوگی سگی بہن کے قتل کا الزام جیلخانے مین قید۔ پھانسی پانے کا یقین۔ مان اپنی پیاری بیٹی کو ایسے سنگین جرم مین مبتلا جانکر جان دے چکی ہی۔ سچ ہی کون انسان ان مصائب کو برداشت کرسکتا ہی اگر جہنم کا وجود ہی اور گناہگارون کی قسمت مین اُسکے مصائب برداشت کرنا بدا ہی تو اُن سے بڑھکر اور کیا ہونگے۔

قصہ مختصر چند روز کے بعد پھانسی کا دن آگیا۔ علی الصباح میدان مین سولی کھڑی کی گئی لوگ جوق جوق جمع ہونے لگے شہربھر مین منادی نے ندا دیدی "آج کے دن مریم اپنی سگی بہن کے قتل کے جرم مین پھانسی پائیگی۔ اے بندگان خدا اسکی بخشش کے واسطے دعا کرو۔ دعا کرو۔ دعا کرو"۔

اب کوئی گھنٹہ بھر رہگیا۔ کہ لوگ مریم کو محبس سے نکالکر پھانسی پر چڑھائین اتنے مین ایک شخص گھوڑے پر سوار بدحواس کپڑے پھٹے۔ سر کے بال پریشان سراپا گرد و غبار مین اٹا داخل شہر ہوا۔ اور سیدھا کوتوالی پہونچکے صاف صاف مقر ہوا۔ "مین بخوشی اپنے تئین حوالہ پولیس کرتا ہون۔ انجلینا کا قاتل مین

ہون۔ مریم اسمین بالکل بے لوث ہے۔ حضرات ناظرین یہ کون ہے؟ وہی جارج حال
الغرض اُس روز پھانسی ملتوی رہی۔ اور فوجداری کے حاکم اعلیٰ نے تحقیقات
ازسرنو شروع کی جس وقت جارج حال عدالت مین طلب ہوے۔ برسر اجلاس
انھون نے اقرار کیا کہ اصل مین اس جرم کا مجرم مین ہون۔ لوگ اس صاف گوئی
اور تصمیم ارادہ پر متعجب ہو کر سنّاٹے مین آگئے۔ دیر کے بعد میر مجلس نے سوال
کیا۔ کس سبب سے تم اس جرم کے مرتکب ہوے؟ جرجلیس نے مریم کی طرف سے
رُخ پھیرا اور نظر بچا کر یون اظہار دیا۔ اصل یہ ہے انجلینا کے ساتھ مجھکو سچی محبت تھی۔
جس شب یہ واقعہ ہوا ہے مین کپتان گلباز کو رخصت کرنے گیا۔ دیکھتا کیا ہون انجلینا
وہان موجود ہے۔ بدن مین آگ ہی تو لگ گئی۔ آپ جانیے مین تو ہزار جان سے
اسکا عاشق تھا مین اس حال مین اُسکو کیونکر دیکھ سکتا تھا۔ مارے غصّے کے مجھکو
کچھ اونچ نیچ نہ سوجھائی دیا۔ بس اُسی اضطرار مین مین نے اُسے وہین قتل کر ڈالا"
میر مجلس۔ اچھا اس وقت جب ہارفیلڈ تمھارے کمرے مین پہونچا ہے تو تمنے ایسی
باتین کین جنسے سارا الزام مریم کے سر آتا تھا پھر اب کیون اسکو پھانسی سے
اُتارنے اور جان بچانے کو اس وقت آموجود ہوئے۔

جرجلیس۔ بات یہ تھی کہ مین اُس وقت آپے مین نہ تھا۔ میرا دل دماغ قابو مین
نہ تھا۔ اس بدحواسی اور اضطرار مین جو کچھ مُنھ مین آیا بک دیا۔ لیکن اب مین خدا
کو حاضر و ناظر جانکر کہتا ہون کہ مجھے اپنی بیوقوفی کی وجہ سے اسکا مطلق خیال
نہ تھا۔ کہ اسوقت کی بات کو اتنا طول ہوگا نوبت یہان تک پہونچے گی اور
اتنے بڑے منظلمے مین مریم گرفتار ہوگی جون ہی مین نے یہ خبر پائی کہ مریم اس

مصیبت مین گرفتار اور قانونًا دار کی سزا وار ہے۔ فورًا مین حاضر آیا کہ اس بیچاری ناکردہ گناہ کی جان بچاؤن اب مین حضور کے روبرو حاضر ہون جو کچھ سزا تجویز ہو مجھکو بخوشی قبول ہے۔ اس بات کو سُنکر ججون نے باہم مشورہ کیا۔ بیڈفیلڈ کا مکرر اظہار لیا گیا اُسنے تصدیق کی کہ واقعی جرجیس نے مجھسے یہ باتین کی تھین وہ بہت مضطر اور پریشان تھے دستانے کی نسبت جرجیس نے بیان کیا کہ قتل کرنے کے بعد جب مین اُس بنگلے سے سراسیمہ اور مضطر بھاگا ہون تو بیشک وہ میرے ساتھ چلا آیا اور وہ عورت جسکو لوگ راستے مین چھوڑتے تھے اور جو بعد کو میرے گھر مین آکے چھپی تھی۔ اُسکو اس جرم سے کسی طرح کا علاقہ نہ تھا صرف بات چھپانے کے واسطے مین نے بیڈفیلڈ سے مریم کا نام لے دیا تھا ورنہ در اصل مریم اُسوقت میرے گھر مین صرف آکے بیٹھ گئی تھین۔ المختصر اس تحقیقات مکرر کا نتیجہ یہ ہوا کہ مریم جرم سے بری کرکے رہا کر دی گئین۔ اور اُسکی جگہ جرجیس زندان مین جا داخل ہوئے۔ اور اُنھین کے واسطے پھانسی کا حکم ہوگیا۔

لیکن باوجود اس دوسری روبکاری کے بھی بہت سے عجیب و غریب اتفاقات کا افشا باقی رہگیا تھا اس دفعہ بھی بیگناہ کو پھانسی ہوئی جاتی تھی۔ انجلینا کی روح کو اب بھی چین نہین ملسکتا۔ اُسکا خون اب بھی دادخواہ تھا۔

جو تاریخ جرجیس کی پھانسی کی مقرر ہوئی تھی۔ اس سے ایک روز قبل سہ پہر کو جس وقت حکام عدالت برخاست کرنے والے تھے ایک عجیب و غریب سمان نظر آیا بیگم ارلن ہیمر اور اُنکے پادری صاحب جنکے روبرو مذہب رومن کیتھلک کے مطابق بیگم صاحب گناہون کا اعتراف کیا کرتی تھین نمودار ہوے آگے آگے

پادری صاحب اور انکا ہاتھ پکڑے پیچھے پیچھے بیگم صاحب چہرے پر ہوائیاں اُڑتی
ہوئین قد و قامت سے ساری رعنائی اور زیبائی کافور۔ آنکھین حلقون مین
دھنسی ہوئین۔ گلاب سے رخسار مرجھائے ہوے ہاتھ پاؤن سوکھے چند ہی روز
مین وہ پریجمال حورچہرہ خاتون جو نورمبرگ مین اپنا ثانی نہ رکھتی تھین افعال
اور دھڑکے کے ہاتھون ایسی سوکھ سوکھکر امچور ہوگئین کہ حاکمون کو پہچاننا مشکل
ہوگیا۔ یہ نیکبخت اجلاس پر پادری کے سہارے آکر کھڑی ہوئین۔ اور قریب تھا
کہ غش کھاکے گر پڑین۔ مگر انھین پادری نے عرض کیا کہ "اے خداوندان مجازی
یہ آفت کی ماری مجرمہ اپنی حرکات پر نادم سنگین جرم پر خجل۔ حاضر ہو اور چاہتی ہو
کہ اُس شخص کے حق مین انصاف کیا جائے جو اسکی محبت مین محض بیگناہ اپنی
جان دینے پر آمادہ ہوگیا ہو۔

میر مجلس۔ آئین یہ تو ہماری بھانجی بیگم ارن ہیم ہو۔ یہ اور کسی جرم کی مجرمہ
غیر ممکن۔ محال۔ پادری صاحب آپ کچھ اپنے بیان کی تصریح کیجیے۔

پادری۔ مین خدا کو حاضر ناظر جان کے بحلف کہتا ہون کہ آپ کی بھانجی
اقرار جرم کے واسطے حاضر آئی ہے۔

میر مجلس۔ کیا

پادری۔ انجلینا کا قتل۔

یہ سنتے ہی تمام حاضرین اجلاس کی زبان سے نعرہائے تعجب۔ خوف و ہراس
بلند ہوئے سارا کمرہ گونج اُٹھا۔ اور بیگم بیہوش ہوکر فرش پہ گر پڑین۔

میر مجلس۔ ہائین غضب خدا کا بیگم ارن ہیم۔ اور قتل کی مجرمہ! یہ نہین ہو سکتا

دیکھکر میر مجلس نے مارے شرم کے دونون ہاتھون سے مُنھ چھپا لیا اور خاموش ہو گئے) اتنے مین بیگم کو کسی قدر ہوش آیا اور بے اختیار چیخ اُٹھین "ہاے میرا بچہ!" "ہاے میرا بچہ" اور زار و قطار رونے لگین۔ اُسوقت کا سمان عجب دردانگیز تھا ہر شخص دم بخود سناٹے مین تھا۔

الحاصل کرسی آئی اور بیگم صاحب زمین سے اُٹھا کر بٹھا دی گئین۔ پادری صاحب نے انجلینا کے قتل کے متعلق عجیب و غریب حالات بیان کرنا شروع کیے۔

"واقعہ یہ ہو کہ جس شب بیگم اور ان ہیچ سے اس گناہ کبیرہ کا ارتکاب ہوا ہو اُسی روز انکو خبر پہونچی کہ کپتان نور بمرگ چھوڑ کے والڈن کی گڑھی جانیوالے ہین یہ تو اُسکے حُسن ظاہری پر جان ہی دیتی تھین اور اسی سبب سے تعلق ناجائز تک پیدا ہو گیا تھا اسکو رخصت کرنے گئین۔ بس وہان جانا آفت ہو گیا۔ اور سارا قصہ اسی سبب سے ہوا کہ تھوڑے دنون سے انکو کپتان سے یہ شکایت پیدا ہو گئی تھی کہ انھون نے کسی اور کو پھانسا ہو دوسری جگہ دل لگایا ہو اور اب اُن سے وہ محبت نہین جو پہلے تھی۔

اسی روز انھون نے یہ ارادہ کیا تھا کہ آج چلکر کپتان سے اس کا صاف صاف شکوہ کرنا چاہیے۔ کچھ ہی ہو دل کے بخار نکالو۔ کب تک اس جلن مین جلا کرون غضب خدا کا ع پروانہ غیر پردہ رہے مین جلا کرون چنانچہ رات کو یہ بنگلے پر پہونچین۔ مگر کپتان وہان سے روانہ ہو چکے تھے۔ انھون نے دیکھا کہ صدر کمرے مین کچھ لوگ موجود ہین۔ سیدھی ادہر چلی گئین۔ انجلینا ایک کوچ پر مغموم رنجیدہ بیٹھی ہوئی تھی انھون نے جو

اپنی سوکن کو دیکھا کہ اُس یار کی جدائی مین رو دھو رہی ہین جو ایک زمانے مین
انکا محبوب اور آشنا تھا سوتیا ڈاہ تو مشہور ہی ہے۔ انکے تلوؤن سے لگی تو سر مین
جا کر بجھی انجلینا نے سر اُٹھا کر دیکھا بیساختہ زبان سے نکل گیا "اچھا تم اپنے یار کی
رخصت کرنے آئی تھین دیکھو تو سہی صبح ہونے دو کیسا بھانڈا پھوڑتی ہون تمھاری
بستی مین ڈھنڈورا نہ پٹوا دون تو نام نہین غضب خدا کا میرا منگیتر اور بیگم ارن ہیم
اُس سے آشنائی کو آئین۔ اب تو مین نے چور پکڑ پایا۔ اسوقت رات کو تمھارا یہان آنا کیا
معنی جاتی کہان ہو" یہ سُنتے ہی بیگم آگ بگولا ہو گئین۔ انکے بھی جو کچھ مُنھ مین آیا لاف گاف
بکنے لگین۔ اچھی طرح دل کی بھڑاس نکالی۔ دونون مین خوب تو تو مین مین ہوئی۔
نہ انکو آبرو کا خیال نہ اُسکو اپنے کنوارپنے کا لحاظ۔ اُنھون نے ایک دفع بگڑ کے کہا
"خبردار جو مین نے سُن پایا تو نے باہر ایک بات بھی زبان سے نکالی تو مجھ سے بُرا کوئی نہین
جبتک اسکا اقرار نہ کرے گی مین اُٹھنے نہ دونگی۔

انجلینا بیٹھ شغل تیرا منھ رہا ہو ایسی حکومت جتلانے کا۔ اب تیری آبرو ہی کیا
رہی بدکار یہ کہکر انجلینا نے قہقہہ لگایا اور ارن ہیم کی بیگم نے جھلا کر خنجر نکالا۔ جب کبھی
بیگم چھپ کر کپتان کے ہان آتی تھین تو ہمیشہ احتیاطاً اپنے ساتھ اسکو لے لیا کرتی
تھین۔ بس اُنھون نے بے سوچے سمجھے انجلینا کے خنجر بھونک دیا۔ ایک آہ کی صدا
زبان سے نکلی۔ حالت نزع پیدا ہوئی اور لمحہ بھر مین کچھ نہ تھا۔

اب بیگم صاحب کی آنکھین کھلین اور گھبرا کر بڑی سڑک تک پہونچین کمبختی کی
مار وہان بہت سے لوٹے لاٹے جمع تھے۔ اُنھون نے جو دیکھا رات کے وقت تنہائی
کا عالم۔ چارون طرف سناٹا ہو سب نے چھیڑنا شروع کیا۔ تم کون ہو کہان

آئی ہو۔ منھ سے برقع تو اٹھاؤ۔ چہرہ تو دکھاؤ۔ کوئی کہتا۔ اجی بی بیچا ہین۔ کوئی آوازے کستا سیفے کی خالہ ہی بچا بجے کو ڈھونڈھنے نکلی ہو۔ کوئی کہتا ڈائن ہے کلیجہ نکال لیگی۔ کوئی برقع کا دامن کھینچتا۔ کوئی پیچھے سے سر پر سڑک کی کنکری رکھتا۔ کوئی منھ بنا آنکھین نکال لال دیو کی نقل اُتارتا۔ غرضکہ ان کو سبھون نے اچھا خاصا سٹرن بنالیا تھا۔ مگر یہ روسیاہ منھ دکھانے کے لائق کب تھین۔ جتنا انکا اصرار بڑھتا اُتنا ہی یہ اپنا منھ اور چھپاتین۔ آخر جب کچھ نہ بن پڑی تو یہ بھاگین۔ لونڈے بھی تالیان بجاتے غل کرتے انکے پیچھے ہو گئے۔ سامنے جرجلیس کے کمرے کے دروازے کھلے تھے گھبرا کر اسمین گھس گئین۔ انھون نے فوراً کرسی دی بٹھایا جب ذرا دم مین دم آیا بیگم کی زبان سے نکلا ”معاذ اللہ“ اور چہرے سے نقاب ہٹا دیا اُنھون نے آواز سُنی صورت دیکھی کہنے لگے ”آئین یہ تو!“

بیگم۔ ہان ہان مین ہون بیگم ارن ہیم۔ خدا کے لیے کچھ اس وقت نہ پوچھو۔ انھون نے جی مین خیال کیا ہو نہو کوئی بات اس مین ہے لوگ انکو بدنام تو کرتے ہی ہین ہوگی کوئی ویسی ہی بات خیر اسوقت نہ سہی کل پرسون سے معلوم ہو جائیگا۔ یا تو شبہہ ثابت ہوگا یا بیگم پاکدامن نکلیگی۔ یہ اسی خیال ہی مین تھے کہ بیگم بولین ”اگر ایک بات کرو تو مین عمر بھر احسان مانونگی“

جرجلیس۔ اس کا آپ اطمینان رکھین اس واقعے کے حال سے کانون کان کسی کو خبر نہ ہوگی کسی طرح بدنامی نہ ہونے پائیگی۔

بیگم۔ میری بدنامی تو گئی چولھے بھاڑ مین۔ ہائے میرے بچے کی بدنامی ہو ارن ہیم کے خاندان مین دھبہ نہ لگے۔

جارج تھوڑی دیر تک خاموش رہے پھر بولے ”بیگم صاحب جو کچھ فرمائیے تعمیل کو

بدل و جان موجود ہون۔

بیگم نے کہا خدا کے لیے تم مجھے اسوقت میرے ہوٹل پہونچا دو۔

اسوقت ایک دستانہ بیگم کے ہاتھ سے چھوٹ کر فرش پر گر پڑا۔ اتفاق سے جبکی جوڑی گھبراہٹ مین بنگلے مین رہگئی تھی جسوقت جرجلیس حامل نے بیگم کی زبان سے یہ الفاظ سنے چپ ہوگئے اسوقت کچھ زیادہ پوچھ گچھ مناسب نہ جانی۔ طرح طرح کے خیالات نے ایسا ہجوم کیا۔ کہ گویائی کی طاقت ہی نہ رہی بس چپ چاپ بیگم کو لیے ہوئے اُن کے جائے قیام تک پہونچا آئے۔

خیر وہ بات بہت گذشت ہوگئی۔ اسکے بعد جو واقعات گذرے وہ سب کو معلوم ہی ہین جو زمانہ آج تک گذرا ہے وہ بیگم کے حق مین نہایت مصیبت اور سکرات موت سے بدتر تھا۔ بار بار ان کے جی مین آتا تھا کہ اقرار جرم کرین۔ مگر پھر بچے کا خیال کرکے رہ رہ جاتی تھین۔ آخر جب مریم حامل کی پھانسی کا دن آیا تو ہیجان مین اور زیادتی ہوئی کہ اتنے مین ایک سوار کے گھوڑے کی ٹاپون کی آواز سُنائی دی یہ شخص مکان پر پہونچکر گھوڑے سے اُترا گھنٹی بجی اور سامنے دیکھتی جو ہین جرجلیس حامل کھڑے ہین۔

بیگم۔ کون۔ ارے تم ہو۔ جرجلیس حامل۔ یا واہمہ کی خلاقی۔

جرجلیس۔ واہمہ ہو یا اصلیت۔ تم مجھے دیکھکر زرد کیون ہوگئین۔

بیگم نے دیکھا بھید کھل گیا بہت گھبرائین۔ قدمون پر گر پڑین اور کہنے لگین وہ ہائے ہائے تم میری خطا معاف کرو۔

جرجلیس۔ معاف اور اسکو معاف کردن جسنے انجلینا کو ذبح کیا ہو۔

بیگم۔ معاف کرو معاف کرو۔

جرجیس۔ اسکو معاف کرون جسکی بدولت ایک بے گناہ پھانسی پر چڑھا تھا۔

بیگم۔ میرا بچہ میرا بچہ! ہائے میرے بچہ کا کیا حال ہوگا۔

جرجیس۔ واقعی میرا شبہ صحیح تھا۔ جو خبر فرانیک فرت مین مین نے سُنی تھی اور جس کی وجہ سے مین بیان پلٹ آیا تھا بت صحیح تھی۔ کہو بدبخت۔ اب تو تمکو جرم سے انکار نہین۔

بیگم نے اسکا کچھ جواب نہ دیا اور "ہائے میرا بچہ" کہکر گریہ وزاری کرتی رہین۔ جرجیس نے لپک کر زور سے پہونچا پکڑا اور یون گویا ہوئے "سُنو ہیلیا مین مدت سے ہزار جان سے پیار اور دل وجان ودین وایمان تم پر نثار کرتا رہا خدا پر یہ حال بخوبی روشن ہے تمھاری ادنیٰ ادنیٰ سی حرکات بڑے شوق وشغف سے دیکھتا رہا جو کوئی لفظ تمھارے لبہائے شیرین سے نکلا اُسکے ایک ایک حرف سے ہزار ہزار لذتین مین نے اُٹھائین میری محبت ایک ایسا دریائے ناپیدا کنار ہے کہ اُسکا حد و پایان صرف خدا ہی جانتا ہے"۔

بیگم قدمون پر گر کر کہنے لگین "وہ جرجیس جرجیس بس اب تمھارے بچائے میری جان بچ سکتی ہے للہ ترس کھاؤ"۔

جرجیس۔ ہان ہان قول مردان جان دارد۔

یہ کہکر کمرے سے نکل کھڑا ہوا۔ یہ جا وہ جا۔

حضرات اس عاشق وفا شعار نے عدالت کی سیدھی راہ لی جرم کا الزام بے تکلف اپنے سر اوڑھا اپنے ہی خلاف وہ تقریر کی کہ بڑے بڑے وکیل دنگ

رہگئے اور اپنی جان جوکھم مین ڈالکر یون شرط وفاداری ادا کی۔

انجالن پادری نے نومبرگ کی عدالت مین جب اس طرح حالات و انکشاف بیان کردیے تو مزید ثبوت کی کوئی حاجت نہ تھی جج جیلن نے بھی جب دیکھا ارن ہیم کی بیگم اس طرح جرم کا اقرار کرتی اور پھانسی پر چڑھنے کو تیار ہین تو اسکو بھی کوئی مجال گفتگو نہ رہی۔ اپنی بے لوثی کا جبراً قہراً اقرار کرنا پڑا۔ ارکان عدالت عالیہ بھی اس عاشق جانباز کی شجاعت دیکھکر دنگ رہ گئے اور انجلینا کے قتل کے الزام سے بالکل بری کردیا۔

بیگم ارن ہیم کو سزاے قصاص دینے کی جو تاریخ مقرر تھی۔ اُسکے ایک دن پہلے شام کو انکے چچا جو میر مجلس عدالت عالیہ تھے۔ بھانجی سے ملنے جیلخانے تشریف لائے انکی سفارش سے مجلس مین مجرمہ کے ساتھ بہت کچھ رعایت ملحوظ رکھی جاتی تھی دونون مین دیر تک خفیہ مشورے ہوتے رہے۔ کوئی نو بجے شب کو رخصت ہوئے اور مجرمہ کی کوٹھری کا دروازہ مقفل کیا گیا جیل مین قاعدہ تھا۔ کہ نصف شب کو ایک افسر اُن مجرمونکا جو جرم قتل مین ماخوذ ہوتے تھے معائنہ کرلیتا تھا جس وقت یہ اسکے کمرے مین پہونچا ہے تو دیکھا کہ مجرمہ فرار ہوگئی ہے۔

دیکھا جو گیا تو معلوم ہوا کہ مجلس کی کوٹھری کا دروازہ کھلا ہوا ہے اور برآمدے سے اس کوٹھری مین جانیکا جو راستہ ہے اُسکے دونون پٹ بھی کھلے پڑے ہین۔ اس برآمدے سے بھی ایک راستہ داروغہ مجلس کے کمرے کو گیا تھا۔ اُسکی دیوارین اگرچہ کسی قدر بلند تھین مگر اُس مین کئی ایک کھڑکیان بنی ہوئی تھین اور باہر ایک مختصر سا صحن محاذ تھا جہان محبوسین کو چہل قدمی کی اجازت تھی اصل احاطے مین بھی

ایک جانب چھوٹا سا دروازہ نصب تھا وہ گرجا کی جانب پھرتا ہوا تھا اور
گرجا ایک قدیم وضع کی عمارت تھی۔ اس میں بھی بہت سی کھڑکیاں بنی تھیں جنکے
شیشوں پر انجیل کے قصص اور مشہور بزرگ پیرون کی سوانح عمریوں کی
تصویرین منقش تھیں اس گرجا کی ایک جانب شارع عام تھا اُدھر بھی ایک کھڑکی کھلی
پائی گئی۔ اسکے نیچے بھی عورت کے پائے نازک کا ایک نشان بھی پایا گیا۔ مگر مجلس
عدالت العالیہ کے دباؤ سے یہ معاملہ داب دیا گیا۔ قصے پر خاک ڈالی گئی۔ بات
بالا ہوائی ہوگئی ہان اتنا البتہ ہوا کہ عدالت کے ججون کے پاس مجرمان فوجداری
کے محبس کی جو ایک ایک کنجی رہتی تھی وہ آیندہ سے لے لیگئی غرضکہ اس ترکیب سے
ارن ہیم کی بیگم اپنے چچا کی دستگیری اور داروغہ محبس کی چشم پوشی سے ذلیل موت
کے پنجے سے جان بچا کے نکل آئین اور سیدھی پیرس چلی گئیں صرف ایک خادمہ جو
لڑکے کی نگہداشت کرتی تھی ہمراہ لیکر خلبرگ سینٹ جرمن میں گوشہ گزین ہوئین
اور لڑکے کو اس امید پر کہ پھولکے اپنی گناہگار ماں کے معاصی کا کفارہ ادا کریگا
مذہبی تعلیم دلانے لگین۔

لیکن خلاف امید نہ یہ آرزو پوری ہوئی اور بیگم ارن ہیم کا لڑکا بجائے اسکے کہ ایک
دنیا دار امیر اور نواب ہو شاہ صوفی کے مزار کے مجاوروں میں داخل ہوا۔
مریم حامل بیچاری شکستہ دل مغموم اور مضمحل ہوکے اس جہان سے سفر کر گئی
اور لڑکا جیمس بھی فوج میں بھرتی ہوکر معرکہ جنگ میں کام آگئے۔ بیگم صاحب
اب شب و روز عبادت اور ریاضت میں کاٹتی ہیں دنیا و ما فیہا سے اب انکو کوئی
واسطہ نہیں دولت خیر خیرات میں صرف کرتی ہیں اور اپنے بیٹے سے بھی بہت کم ملتی جلتی ہیں

کبھی کبھی شب کو اخفا کا نہایت اہتمام کرکے اسکو ایک نظر دیکھ جایا کرتی ہین۔

جسوقت مارٹمر نے یہ عجیب و غریب قصہ ختم کیا دل ہین کہنے لگے لاحول ولا ایک ایسے نیک اور مقدس آدمی کی نسبت کیسے کیسے بیہودہ شکوک کو مین نے دل مین جگہ دی جو کچھ واقعات اب تک اس کتاب سے معلوم ہوئے ہین انکے برعکس یہ قصہ پایا جاتا ہی مین نے ایک بے گناہ نیک خصلت شخص کو بدکردار اور سیاہ کار سمجھ رکھا تھا خیال تو یہ تھا کہ طرح طرح کے جرمون اور گناہون سے اسکے سوانح نجس اور ناپاک نکلین گے مگر اب معلوم ہوا ایسا ہرگز نہین۔ بلکہ وہ اور گناہگارون کے واسطے دعاے مغفرت مین صرف اوقات کیا کرتا ہی۔ مین آئندہ کے لیے عہد کیا کہ ظاہری حالت دیکھکر کبھی کوئی راے قائم نہ کرونگا۔ ع آدمی را بچشم حال نگر۔ پر عمل کرنا محض دھوکا کھانا ہی۔ واقعات متعلقہ کے بھروسے پر راے قرار دے لینا بالکل حماقت ہی۔ اب تک جو کچھ تجربے مین آیا ہی اُس سے تو یہی ثابت ہوتا ہے کہ انسان نے عدل و انصاف کے واسطے جو محکمے قایم کیے ہین وہ بالکل ناکارہ سراسر ناقص ہین۔ سیکڑون ہی معصوم بیگناہ ان عدالتون سے پھانسی پر چڑھاے گئے۔ اور ہزار ہا مجرم قاتل سفاک نلوہ بچ گئے۔ نبی نوع انسان پر حکم قصاص لگانا بڑا کٹھن کام ہی۔ بلکہ پہلے تو اسی مین گفتگو ہی کہ ابا جان کے بدلے جان لینے کا حق بھی کسی انسان کو حاصل ہی یا نہین جس حیات کو بطور معاوضہ یا صلہ عطا نہین کرسکتے۔ اسکو ہم کس حق سے بطور سزا قطع کرسکتے ہین۔ سزا اور جزا کے واسطے تو سا دی منصب اور حق ہونا چاہیے جب ہم کسی کے حسن کارگذاری کی جزا یا صلے

ہین کسی کو حیات یا روح نہین بخش سکتے تو کیا وجہ ہی کہ کسی کو جرم کی پاداش مین حیات یا روح سے جبراً محروم کردین۔

یہ سوچکر بارٹر رک گئے۔ مریم حال کے مصائب جان گزا یاد آگئے۔ اور خیال کرنے لگے کہ سچ تو یہ ہی کہ قتل عمد کے معاملے مین صحیح فیصلہ کرنا ہو قوا بشری کی جہان تک ہو سکتا ہو انسان اس جرم کو اس طرح مخفی کرتا ہی کہ کوئی دوسرا شاہد رویت نہو۔ بس جو کچھ ثبوت مل سکتا ہی وہ واقعات متعلقہ سے اگر کسی ملزم کو سزائے قصاص کا حکم لگا دیا گیا اور اسکا نفاذ بھی ہو گیا پھر لاکھ اسکی بیگناہی کھلے۔ پر کچھ بھی نہین ہو سکتا ہی۔ اس سے بڑھکر اور کمبختی کیا ہو سکتی ہی۔ یہ وہ خطا ہی جسکا بدل اختیار بشر سے باہر ہی۔ اگر ایسے مجرم حبس دوام کی سزا پائین اور بعد کو ان مین کسی کی بے گناہی ثابت ہو۔ تو البتہ انکا رہا کر دینا انسان کے اختیار مین رہے اور تلافی مافات ہو جائے۔

غرضکہ سر بارٹر نے جب اس قصہ کو ختم کیا ہی۔ تو انکو ایک طرح کی فرحت ہی۔ شاہ صاحب کی نسبت ابتدا ہی مین انکو بہت کچھ اعتقاد تھا۔ اب جبکہ کتاب سے بھی ایسے ہی حالات ظاہر ہوئے تو انکو بہت کچھ اطمینان ہوا انسان کے گناہ اس کثرت کے ساتھ اُنھون نے سُنے تھے۔ کہ اگر یہ افسانہ انکی نظر سے گذرے تو یقیناً انکو زندگی اجیرن جینا دشوار ہو جائے اب انکو اطمینان ہوا کہ شاہ صوفی کی خانقاہ مین جس عورت کو شاہ صاحب سے باتین کرتے سُنا تھا وہ دراصل یہی خادمہ تھی جسکا تذکرہ اس قصے مین ہی۔ اور جو کمبخت شاہ صاحب کے برابر بیٹھی ہوئی باتین کرتی نظر آئی تھین۔ وہ یہی ارن ہیم کی بیگم تھین۔ الحاصل وہ

شب اطمینان خاطر کے ساتھ صبح کی۔ اور دوسرے دن نور کے تڑکے شاہ صاحب
کی خدمت مین حاضر ہوکر مراتب تعظیم و تکریم بجا لائے۔ چونکہ آج زیادہ خصوصیت
صرف کی تھی۔ شاہ صاحب بھی معمول سے کسی قدر زیادہ بے تکلف پیش آئے
انکے حسن اخلاق۔ اتقا اور پرہیزگاری سے تو مادھو صاحب پہلے ہی سے
معتقد ہو رہے تھے۔ اب جو انکی ماں کے مصائب معلوم ہوئے تو اور بھی تعلق خاطر
پیدا ہو گیا۔ باتون باتون مین کہنے لگے دو چاہیے اسوقت ذرا چہل قدمی کر آئین۔
موسم بھی اچھا تھا بہار کا زمانہ ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا چل رہی تھی شاہ صاحب
نے تجویز کیا کہ ٹبرے مینار پر چڑھکر تمام شہر کی سیر کرین۔ اور دیکھین وہان سے
سارا شہر کیسا پرلطف معلوم ہوتا ہے غرضکہ دونون باتین کرتے ہوئے مینار کو
کو جا رہے تھے کہ راستے مین ایک جگہ پر دیکھا بہت سے آدمی جوق کے جوق جمع
ہین۔ یہ بھی جس طرح بنا گھس پل کر مجمع کو چیرتے ہوئے دیکھتے کیا ہین ایک لاش
پڑی ہوئی اور ایک عورت اسپر زار قطار رو رہی ہے حالت نہایت خستہ و خراب ہے
مصیبت اور فلاکت کی شکار ہے۔ دوپٹہ سر سے جدا ہے ماتم اور جزع فزع سے وہ
گھنے اور لمبے لمبے گیسو جاند سے چہرے مکھڑے پر جھٹکے ہوئے ہین۔ چاند گہنایا
ہے یا چشمہ آبحیات پر مار ہاے سیاہ نے جھرمٹ کیا ہے۔ سیاہ اور بڑی بڑی
آنکھون سے آنسوؤن کے سوتے جاری ہین۔ پوشاک جو کچھ بدن پر ہے نہایت
میلی کچیلی جا بجا سے دل مفلس کی طرح ہزارون جگہ سے شق ہے۔ یہ حالت دیکھکر
مادھو صاحب کے دل پر بڑا اثر ہوا انہون نے خیال کیا کہ یہ اسکے شوہر کی
لاش ہے اُس مجمع مین ایک شخص سے پوچھا اُسنے حال بیان کیا کہ یہ لاش جو

آپ اسوقت یہان بے گور و کفن اس طرح پڑی ہوئی دیکھتے ہین الفرڈ کی ہے۔ یہ ایک نہایت شریف امیر کا بھتیجا تھا۔ چچا نے شاید لئیمی اور خست کی وجہ سے اس وارث دولت کی خبرگیری بالکل ترک کر دی تھی۔ انسان تھا آخر بسر اوقات کے واسطے کچھ درکار ہوتا اس نے شومئی بخت سے جوا کھیلنا اختیار کیا اور قمار بازون کی صحبت مین پڑ گیا۔ مگر افسوس صد افسوس قسمت نے یاوری نہ کی جو کچھ اپنے پاس تھا وہ بھی روز ہارتا چلا گیا۔ نوبت بانیجا رسید کہ بال بال قرضدار ہوگیا۔ ہزارون کے رقعے لوگون کو لکھ دیے اور صرف اس امید پر کہ چچا کہان تک خبر نہ ہونگے کچھ نہ کچھ دے ہی نکلین گے۔

اس اثنا مین ایک لڑکی سے جسکا نام اینجلی ہے اس سے محبت ہوگئی۔ یہ بیچاری تھی تو معزز گھرانے کی۔ مگر مان باپ غریب ہو گئے تھے۔ اسکا دل بھی آگیا۔ یہ بھی نہ بولا اور گھگی اور محبت مین ایسی خود رفتہ ہوئی کہ مان باپ کو سلام کیا گھر بار تج دیا کسی بات کا لحاظ نہ کیا اور اُسکے ساتھ تن بہ تقدیر نکل آئی۔ مگر افسوس ہے اس معشوقہ کی صحبت سے بھی الفرڈ کو تسکین نصیب نہ ہوتی تھی نہ ہوئی۔ رفتہ رفتہ پریشانی خاطر۔ تردوات و افکار بڑھے اور یہ شب و روز زیادہ متفکر اور متردد۔ مضمحل پریشان خاطر رہنے لگا جو بیچاری برابر ہار ہوتی جاتی تھی۔ بسر اوقات کی صرف یہ صورت رہگئی کہ راتون کو تو الفرڈ قمار خانے مین بسر کرتا۔ اور گھر مین بد بخت ساری ساری رات سلائی کشیدہ چکن نکالتے مین آنکھین پھوڑتی وہان پوچھنے والے باتین کاٹنے پڑتے۔ یہان دیدہ ریزی سے آنکھین پھوٹتین۔ کشیدہ کاڑھتے کاڑھتے زندگی سے کشیدہ خاطر چکن نکالتے نکالتے سوزن غم درد جگر۔ ہر سوئی پر آہ آتشین نکلتی ہر بوٹی پر اشک خونین گرتے اور جو کچھ دیدہ بازی اور گاڑھی کمائی سے ملتا وہ جوڑی جاتی کہ وقت پر زچہ خانے مین کام آئے۔

رفتہ رفتہ الفرڈ کے عادات اور اطوار بگڑتے چلے گئے اب اُسنے غم غلط کرنے کو
مے نوشی بھی شروع کردی یہان تک حالت پہونچی کہ مزاج بالکل چڑچڑا ہوگیا ذرا ذرا سی
بات پر غصہ۔ ادنیٰ ادنیٰ امر پر گھڑکی جھڑکی چیتھڑون سے بیزار۔ جان سے عاری۔ غم کے
ساتھ غصہ بھی رہنے لگا۔ کبھی کبھی اس معشوقہ پری رخسار کو مار بھی بیٹھتا تھا جس کمبخت
آفت کی ماری نے محبت اور الفت کے ہاتھون اس دل خانہ خراب کی بدولت اپنا اچھا
خاصہ گھر چھوڑا۔ راحت و آرام سے مُنھ موڑا۔ انکا فلاکت اور افلاس مین ساتھ دیا تھا اسکی
مصیبت اور تکلیف دیکھی نہین جاتی تھی دستی اسکو گوارا۔ فاقہ کشی منظور۔ مصائب
برداشت کرنے کو تیار۔ مگر ناشکر گذاری ذلت و خواری دل کیونکر برداشت کرتا۔ اور پھر
اس شخص کے ہاتھ سے جسکی خاطر اُس نے دُنیا کی لعنت ملامت اُٹھائی۔ لات جوتی۔
ہروقت کی مار دھاڑ کیونکر سہتی۔ آخر الفرڈ کو بجز اسکے اور کچھ نہ بن پڑی کہ عین
عالم شباب اکتیس برس کی عمر مین کچھ کھاکے سو رہا۔
مارشل نے جب یہ حال سُنا بہت ہی رنج اور تاسف کیا۔ اسکا نام اور نشان اچھی طرح
صفحۂ دل پر لکھ لیا۔ اور آگے بڑھے۔ الحاصل مینار پر پہونچے۔ خوشگوار ہوا سے ابر غم
کسی قدر چھٹا۔ طبیعت بشاش ہوئی۔ ایک جگہ بیٹھکر شہر کے چارون طرف نظر ڈالی
شمال مشرق کی جانب قبرستان نظر آیا۔ سبز سبز جھاڑیان اور درخت گھنے گھنے دکھائی
دیے۔ قبرون پر آکر شبنم قطرون سے اشک ریزی کرتی تو بلبلین ماتم مین الٹین
کھوئے مصروف جزع و فزع تھین۔ واقعی قبرستان بھی کیا عبرت کا مقام ہے۔ ؎

مزار غریبان تاسف کی جا ہے — وہ سوتے ہین پھرتے جو کل جا بجا تھے

ایک زمانہ ہوگا کہ یہ جلیل القدر عظیم الشان امیر کبیر نازک بدن سیمتن اپنی

شان وشوکت سے رونق عالم ہون گے خفیف سی گرد۔ ادنی سا داغ موجب کلفت و کدورت ہوتا ہوگا۔ یا اب لاکھون من مٹی کے نیچے دبے پڑے ہین۔ شاہزادے۔ تاجر۔ دلاوران نبرد آزما مدبران ملک شجاعان جنگ۔ عالم فاضل سبھی ایک جگہ تہ خاک ہین کسی کی نہ عظمت شوکت کام آتی ہے نہ دولت جلوہ دکھاتی ہے ؎

دنیا خوابیست کش عدم تعبیر است | صید اجلست گر جوان در پیراست
ہم زیر زمین تیرہ است ہم روے زمین | ایک صفحۂ خاک پر دو رو تصویر است

اگر کچھ روح کو تسکین ہے تو اس اعتقاد سے کہ جابجا مزارون پر پھولون کے مرجھائے کمھلائے ہار پڑے ہین اور یاد دلاتے ہین کہ اس دُنیا مین اُنکے کچھ یاد کرنے والے باقی ہین۔

اے مغرور انسان یہ قبرستان تیرے واسطے عبرت گاہ ہے۔ یہان تجکو فنا کی نصیحت اور بے حقیقی آئینہ ہوتی ہے۔ اس جگہ نہ دولت کام آتی ہے نہ عزت۔ دُنیا مین کچھ ہی ہو۔ مگر خاتمہ ایکدن یہی ہونا ہے کہ جسم جس پر تو اتنا پھولا پھرتا ہے زمین پر پانون نہین رکھتا ہے۔ سڑ گل کر حقیر کیڑے مکوڑون کی غذا ہو جائے گا۔ حضرت جناب شاہ صاحب انسان کی ہُر دار کب تک دیکھیےگا دُنیا کی بے ثباتی کا نقشہ کہانتک ملاحظہ کیجیے گا۔ ادھر دیکھیے ذرا جی بہلے کلفت دفع ہو۔

شاہ صاحب۔ خیر بہت اچھا مگر کسی طرف نظر اُٹھا کے دیکھیے رنج و کلفت دونون باتون کے سامان یکسان ہی پائیے گا۔ وہ دیکھیے دلی کا ہوٹل اور گر بو کا مقتل پاس ہی پاس ہین ایک زمانہ تھا۔ سیکڑون خونخوار مجرمون باغیون نے پھانسی پا کے یہین دم توڑا ہزارون مسافران رہ جسے رخت جسم

یہین چھوڑا تھا جس کے خیال سے رونگٹے کھڑے ہوتے ہین اور آج وہی جگہ ہی جہان دلی کا ہوٹل قائم ہی رات دن عیش و عشرت جشن مسرت برپا ہی۔

مارٹمر۔ لیکن یہان تو بہت سے بیگناہ بھی بیچارے جان سے مارے گئے۔

شاہ۔ ہان گریو کا مقتل دیکھکر مجھے وہ جشن بھی یاد آتا ہی جو چودھوین پندرھوین اور سولھوین صدی مین سو برس تک یہان سالانہ ہوا کرتا تھا۔ تم نے کبھی یہان کی احراق گربہ کی رسم کو سنا ہے۔

مارٹمر۔ جی نہین۔

اب شاہ صاحب ذرا بلندی پر چڑھکر باطمینان بیٹھ گئے اور مارٹمر کو بھی قریب بٹھاکر یون قصہ شروع کیا۔

یوحنا حواری کے عرس کی شام کو ہر سال احراق گربہ کے عجیب و غریب اور بیہودہ رسم ادا کرنے کا اُس زمانے مین دستور تھا۔ ایک دفعہ یہ جلسہ بڑی دھوم دھام کے ساتھ ہوا تھا۔ تمام امرا اور رؤسا متوسلان شاہی حتیٰ کہ خود شہنشاہ ہنری ثانی نے اپنی شرکت سے اسکو معزز اور مفتخر فرمایا تھا۔ پہلے سے اس بات کا شہرہ تھا کہ اس دفعہ مزار یوحنا پر ایک مشہور شاعر اپنا بنایا ہوا نئی ناٹک بطور تماشہ دکھائے گا۔ لوگون کے دلون مین ایسا شوق پیدا ہوا کہ ہر کس و ناکس موجود ہوا۔ سویرے ہی سے اہتمام انتظام ہونے لگا چارون طرف دھوم مچگئی ــ ناقوس کلیسا پکار پکار مشتاقون کو بلانے لگا۔ خلقت جوق جوق جمع ہونے لگی۔ شہر کے تمام باشندے سیر و تفریح کے شائق۔ کھیل کود تماشون کے دلدادہ دربار کے عہدی۔ خانقاہون کے اپاہج۔ افواج کے مفت خورے

دارالعلوم کے طالب علم سب ہی طرح کے لوگ گرداگرد اُمنڈ پڑے۔
یہان پر دوسو تیرانداز ایک سو عصابردار اور پچاس بندوقچی تمام ساز وسامان سے حاضر تھے۔ انکی وردی زرق برق فولادی خفتانین آفتاب کی طرح درخشان نیچے پہلوین آویزان تھے یہ لوگ ایک ستون کے گرد جو زمین پر نصب تھا جمع تھے اور بیش چیدہ سوارون کا گارد انکو حلقہ کیے تھا۔ ستون کوئی چالیس فٹ بلند تھا اسکی چوٹی پر ایک آہنی پنجرے مین چھ بلّیان لٹکی ہوئی تھین۔
مارٹمر۔ چھ بلیان۔
شاہ جی۔ چھ بلیان۔ دو خونخوار گتے۔ اور تین لومڑیان بس یہ جانور اُسمین بند تھے گتون اور لومڑیون کے مُنھ پر دہانے چڑھا دیے گئے تھے تاکہ بلیون کو نہ ستا سکین پنجرے کے گرد پھولون کے ہار پڑے ہوئے طرح طرح کے رنگین فیتے بندھے تھے۔ ستون کے نیچے بہت بڑا انبار لکڑیون کا لگا دیا گیا تھا اور لکڑی کے ان گھٹون پر کوئی تین پیپے دو دو ڈھائی ڈھائی سیر بارود کے رکھے تھے۔
لوگون کی نشست کے واسطے یہان کرسی تپائیان اور دیگر نشست کے مقامات بنے تھے وہین پر امراے سلطنت حتیٰ کہ خود بادشاہ اور ملکہ بھی تشریف لاکر عظمت ورونق بڑھاتی تھین۔ اور اُسکے سامنے ایک عمارت باجگذار والیان ملک کی نشست کے واسطے تعمیر تھی۔ آٹھ بجے صبح باجا بجا اور شہنشاہ کی آمد کا غلغلہ مچا سب سے پہلے ایک دستہ فوج ہے۔ ایک کپتان باشوکت و شان چار زانو گھوڑے پر سوار سر پر کلغی لہراتی۔ رہوار ساز و یراق سے آراستہ آکر نشست شہنشاہ کے روبرو استادہ ہوئے۔ فوج کی دُہری قطار جمی۔

اُسکے بعد خاندان شاہی کے لوگ آکے اپنی اپنی جگہ پر متمکن ہوئے۔ آخرمین شہنشاہ بنفس نفیس جلوہ افروز نظر آئے۔ عمر کوئی چالیس کے قریب ہوگی داہنی جانب ایک حسینہ ہمراہ ہی اُسکے حلیہ اور سراپا بتانے کی ضرورت نہین۔ مورخین نے اُسکے حسن وجمال شمائل وفضائل۔ ناتجربہ کاریان مصیبتین۔ نادانیان۔ کماحقہ بیان کی ہین۔ یہ وہی ملکہ میری اسٹوارٹ ہی جو بعد کو ڈافن فرانسس کی رونق کا نشانہ بنی تھی۔

مارتھر۔ مگر نہایت ہی فضول اور بیہودہ تھی۔

شاہ صاحب۔ ہان ہوگا مگر اب قصہ سُنیے۔ ڈافن اپنے باپ کے بائین جانب ہمراہ ہی۔ اسوقت اسکی عمر کوئی پندرہ سال کی ہوگی اور چارون طرف متحیر ہو ہو کر دیکھ رہا ہی اور اس جشن کی سیر کر رہا ہی۔ نواب گائیز کی سواری نکلی۔ لوگون کی زبان سے بیساختہ نعرہ نکلا "مِٹز کے بچانے والے اور کیلے کی فتح کرنیوالے کی عمر خدا دراز کرے" آخرمین نواب عامل کی سواری آئی انکے ہمراہ رکاب بڑے بڑے روسا۔ امراے بہادران جنگی ثانی رستم واسفندیار شجیع وجرای تھے آتے ہی ہوٹل ولی سے فوجی باجے والون کا جم غفیر برآمد ہوا اور مثل سیلاب پھیل گیا ان لوگون مین دارالعلم اور شہر کے منتظم شامل تھے۔ مجسٹریٹ اور ہر ضلعے کے دفترون کے کام کرنے والے ہاتھون مین شمعین لیے روبروے شہنشاہ حاضر آئے گویا زبان حال سے عرض کیا کہ انبار کو روشن فرمایا جائے شہنشاہ نے اجازت دی اور مجسٹریٹ اس خدمت کی انجام دہی کو بڑھے۔ الحاصل طرفۃ العین مین آگ کے شعلے بلند ہوگئے۔ گرد کا مجمع پیچھے ہٹا اور اُن بیچارے بے زبان

جانورون نے چیخنا چلانا شروع کیا۔ اور انسانون نے یک زبان نعرہ ہائے خوشی بلند کیے باجے گاجے بجنے لگے اور بارود کے پیپے یکے بعد دیگرے چھوٹنے لگے۔ سب سناٹا ہو گیا۔ تھوڑے وقفہ کے بعد ایک شور و غل برپا ہوا۔

مارٹمر۔ بھئی واہ ایک زمانے مین ہمارے بزرگون کے حرکات کیا وحشیانہ ہوتے تھے چاہے انگلستان مین ہون یا فرانس مین مگر آپ کا بیان بھی کس بلا کا ہو کہ معلوم ہوتا ہو ابھی آنکھون کے سامنے نقشہ پھر رہا ہو۔

شاہ صاحب۔ القصہ وہ بلیان کتے۔ لومڑیان جلکر خاک سیاہ ہو گئے اور شہنشاہ ہوٹل ولی مین شرف اعزاز بخشنے تشریف لے گئے۔

یہان کیتھرائن میڈیسی جو اب تک شریک نہ تھین اور اس بیہودہ رسم سے علیحدہ تھین امرا شہر کی بیگمات کا جم غفیر ہمراہ لیے رونق افروز اور شہنشاہ کے پہلو مین متمکن ہوئین۔ مگر شہنشاہ انکی تشریف آوری سے چندان محظوظ نہ ہوئے انکا دل تو یہی چاہتا تھا کہ جدید منظور نظر شاہانہ و مورد مراحم خسروانہ بیکسٹر ڈ اُنا اس انجمن کی زیب و زینت ہوتین۔

چارون طرف سکوت اور سناٹا ہو گیا۔ فرط ادب سے ہر لب پر مہر خاموشی لگی اور تھیٹر شروع ہوا۔ یہ انجیل کے مذہبی قصے سے اخذ کیا گیا تھا مصنف نے قصے کی تصنیف مین اگرچہ بہت قابلیت صرف کی تھی مگر ایکٹ کرنے والون نے اس بھونڈے پن سے ایکٹ کیا کہ سارا قصہ ستیاناس ہو گیا خصوصًا ایک شخص تو بیشک کریہ منظر بدقوارہ تھا۔ موٹا۔ بھدا بسل جسم۔ عمر قریب چالیس سال کے۔ ناک موٹی اور چپٹی پیٹ مٹکے کی طرح نکلا ہوا مست اور مخمور گویا شراب کا پیپا۔ کریہ الصورت بلا کا

بدآہنگ اسٹیج پر ادھر سے اُدھر ڈھلکتا - اور نہایت نفرت انگیز بیہودہ سرائی کرتا پھرتا تھا - جہلا سمجھے تھے کہ یہ بھی قصہ کا کوئی حصہ ہی - تعریف کر کے اُسکا دل اور بڑھاتے تھے - خیر اسی طرح کی تمام بیہودگیان دن بھر رہین کہان تک اُنکا ذکر کیا جائے -

جب یہ قصہ ختم ہو چکا سر بارٹر نے شکریہ ادا کیا اور دونون مینار سے نیچے آئے اور قصر بسائل تک پہونچے - یہ وہ جگہ ہی جہان ایک زمانے مین مصائب و تکالیف کا مخزن یعنی محبس تھا - اب بھی ایک ہاتھی کی ادھوری تصویر قائم تھی - اللہ اللہ کیا انقلاب ہی - ایک وقت تھا کہ مقام ہیبت اور عبرت عوام کی جگہ تھی - اور جسوقت غیظ و غضب مین آکر لوگون نے اسکو مسمار کیا ہی تو دلون مین دریاے مسرت کیا کیا موجین مارتا تھا - واقعی اُس زمانے مین فرانس پر ظلم و بدعت کی ایسی ہی آفت نازل تھی جسوقت نعرۂ آزادی بلند ہوا ہی ہر کس و ناکس اُٹھ دوڑا اور تمام قیود و ضوابط کی آہنی زنجیرین کانچ کی چوڑیون کی طرح توڑ تاڑ لوگ جوق جوق گروہ گروہ آناً فاناً جمع ہو گئے -

قصہ مختصر وہان سے شاہ صاحب اپنے مکان کی طرف واپس آئے اور سر اڈمنڈ بھی اپنے یہان - اُنکے پرانے دوست لنسی صاحب تو وہین تھے کھانے مین دو تین گھنٹے باقی تھے اب انکی صلاح ہوئی کہ ذرا سیر کو چلین اور پیرس والون کی رفتار گفتار دستار کا لطف دیکھین اس زمانے مین بلی ورڈ مین اچھا مجمع ہوا کرتا تھا سبھی طرح کے لوگ تفریح کے واسطے جمع ہوتے کہین تو مسٹر مٹرگشت چرٹ منھ مین دبائے ایک آنکھ مین عینک لگائے ہر پری جمال لیڈی کو غور سے گھورتے جاتے ہین کہین کوئی درباری صاحب کسی گوشہ مین کسی سے سرگوشی کر رہے ہین کوئی بال بچون والے

شوقین۔ لڑکون کی والدہ اور بچون کو لیے ماکیان بچہ دار بنے ٹھیٹر کا تماشہ دکھانے کو لیے جا رہے ہین کوئی عاشق جان نثار معشوقہ پری رخسار کے انتظار مین چشم براہ ہے۔ ایک طرف لمونیڈ اور برف کی صدا آ رہی ہے کہین حلوائی اپنی شیرین کلامی سے شوقینون کو صلائے دعوت دے رہا ہے ایک طرف قہوہ خانے مین تفکہات اور گزک کے اوصاف پر زٹل اُڑ رہی ہے کسی طرف بیر کی خوبیون پر نشہ باز جوان رطب اللسان ہین کہین عطائی جالینوس اپنے جوب اور سنون دندان کا لکچر سنا رہے ہین کسی کونے مین کوئی دلالہ بیٹھے کی خالہ کسی تماشبین کے انتظار مین کھڑی ایک ایک کو گھورتی جاتی ہے کہین غریب مزدورون کے گھر خدا خدا کر کے کام ٹرجائے تھکے ماندے اس وقت کی محنت سے خستہ آہستہ آہستہ گھر جا رہے ہین ایک سمت ڈاکیے صاحب شام کی ڈاک لیے جھپٹے چلے جاتے ہین غرضکہ سبھی طرح کے لوگون کا مجمع ہے یہ دونون منٹ مارٹی تک پہونچے تھے کہ سامنے ایک قہوہ خانہ نظر آیا جھاڑون اور لمپون کی روشنی سے دن کا سمان سڑک پر سے نوادر و مصنوعات دوکان کا جلوہ نظر آتا دور دور سے خریدارون کو للچاتا تھا۔ باہر بہت سے لوگ بھیڑ لگائے جمع تھے اسکی وجہ یہ تھی کہ اس قہوہ خانے مین ایک حسین۔ مہ جبین۔ قتالہ عالم جلوہ افروز تھی اُسی شمع کے یہ سب پروانے تھے۔ ممکن نہ تھا کوئی اُدھر سے گذرے اور آنکھین سینکنے کو رُک نہ جائے سر اڈمنڈ کی نظر جو اُسپر پڑی یہ بھی ہکا بکا رہ گئے لنسی صاحب سے کہنے لگے بھئی اندر چلنا چاہیے ذرا قریب سے جا کر دیکھین تو یہ کون آفت روزگار ہے۔ یہ نیکبخت در اصل اُس قہوہ خانے کی ملازم تھی۔ لوگون کو قہوہ پلانا اُسکا کام تھا۔ پوشاک تو خیر سادی تھی مگر اسمین شک نہین کہ متانت

اور تمکنت بلا کی خدا نے دی تھی چپ چاپ نظر ایک طرف جمائے بیٹھی تھی نہ اوروں
کی طرح ادھر ادھر جلد جلد دیکھنا نہ اور حرکات سے کسی کو اچپلاہٹ دکھانا اگر کسی
منچلے بیباک نے جرأت کر کے اشارۃً کسی بات کی تعریف اور توصیف کی بھی تو
چہرے پر ہلکی سی سُرخی آئی ابرؤون پر بل پڑا اور مکدر ہو کر چپ ہو رہی۔
مارٹمر نے یہ انداز اور یہ ادا دیکھکے خیال کیا۔ واقعی یہ ایسی نیک پاک باعصمت عفت
ہی اور قسمت نے اسکو ایسی جگہہ پھنسایا ہی جہان شُہدے لچے لنگاڑے اوباشون سے
ہر وقت کام رہتا ہی ایک شخص دیرینہ سال مارٹمر اور لنسی کے قریب ہی بیٹھے تھے
انکو اس طرح متوجہ دیکھکر بولے حضرت آپ تو بڑے غور سے دیکھ رہے ہین مگر ہم تو
اُس نظر سے نیکبخت کو نہین دیکھتے جس سے انکے اور گھورنے والے۔
سرآڈمنڈ۔ (مسکرا کے) حضرت اچھی صورت کو کون نہین دیکھتا۔ لیکن اس عورت
کی اداؤن مین ایک ایسی بے تکلفی اور سادگی پائی جاتی ہی کہ اگر کوئی عیاش
نظر بد سے دیکھنا بھی چاہے تو اُسکو آنکھ اُٹھانے کی ہمت ہی نہ پڑے۔
یہ سُنکر اجنبی صاحب کچھ مذبذب اور متعجب ہوکے بولے ”یہ کیسے معلوم ہوتا ہے
آپ کو کچھ اسکے حالات بھی معلوم ہین؟“
مارٹمر۔ جی نہین مین نے آج ہی اسکو دیکھا ہی۔
ان بزرگوار نے اپنی کرسی قریب گھسیٹ کر بلا تمہید و توطیہ یون گفتگو شروع
کی ”آپ کو معلوم ہوگا کہ سرنی ایک تھیٹر مین مشہور رقاصہ تھی کوئی سترہ برس کا
زمانہ گذرا کہ ایک فرانسیسی امیر اسکو بھگا لے گئے تھے۔ اُن سے ایک لڑکی پیدا ہوئی
جانی بیگم نام رکھا گیا خدا نے صورت سیرت دونون اچھی دی تھی اگرچہ گھر مین سوا

شُھدپن اور چھچھور پن کے کسی اور بات کا چرچا نہ تھا رات دن یہی طوفان بے تمیزی بپا رہتا۔ مگر اللہ ری طبیعت کی پارسائی اور نیکی کہ اتنی عمر آئی اور ان باتون کی ہوا بھی نہ لگی گویا ایک گل خوش رنگ تھا کہ کانٹون کی زہریلی جھاڑیون مین لگا تھا۔ مان نے تو اپنی طرح اسکو تھیٹر کے واسطے تعلیم دی تھی اور بڑی بڑی امیدین آرزوئین تھین کہ خدا وہ دن بھی لائے گا کہ میری بیٹی تمام ناچنے گانے والیون کی ناک ہوگی ناک اتنا کمائیگی کہ کنچن برسنے لگے گا۔ مگر خدا کی عنایت سے لڑکی کو ان باتون سے روحی نفرت تھی اور آخر کو یہان تک نوبت پہونچی کہ گرین روم (روپ بھرنے کا کمرہ) مین بھی قدم رکھنے کی قسم کھالی کوئی سال بھر کا زمانہ ہوا اسکے ہان ایک مشہور عیاش چھٹے تماشبین نے آنا جانا شروع کیا۔ مان نے بھی موٹا شکار سمجھکر سب کچھ روا رکھا بڑی خاطرین ہوتین۔ خوب آؤ بھگت کی جاتی رفتہ رفتہ اب چھوٹی بی کے پاس بھی پہونچنے لگے گھنٹون خلوت رہتی تھی مگر لڑکی تاڑ گئی کہ ساری کارستانیان مان کٹنی کی ہین۔

خیر اس گندہ قصہ کو کون دہرائے مختصر یہ ہے کہ مان نے لاکھ لاکھ زور مارے سو سو گھاتین نکالین مگر لڑکی نے ایک نہ چلنے دی اور نواب صاحب اپنا سا منھ لیکے ناشاد و نامراد اور ناکام رہے اب جانی بیگم کے لیے گھر جہنم ہوگیا۔ مان باپ منکر نکیر۔ مکان قبر تاریک کوئی تعذیب نہین جو آبرو بچانے کے گناہ پر اس پر نازل نہ کیجاتی ہو۔ چاہنے والون کے جھگڑے۔ مان سے آئے دن کے بکھیڑے ذرا ذرا سی بات پر خفگی۔ آخر لڑائی نے اتنا زچ کیا کہ گھر کو آگ لگا جانی بیگم کسی طرف نکل گئین لاکھ تلاش اور جستجو کی کہین پتہ نہ چلا کہ زمین کھا گئی یا آسمان

یا چڑیا بنکر کہیں اُڑ گئین۔

اس سے کچھ دن پہلے ایک افتاد یہ پڑی۔ کہ سرنی کا ناچنے مین پاؤن پھسل گیا کھٹ سے ہاتھ جاتا رہا۔ اسی حالت مین تماشہ گاہ سے لوگ گھر اُٹھا لائے۔ اب مدت تک کام کے لائق نہ رہی۔ روپیہ آئے تو کہان سے۔ عادت یہ تھی کہ ہفتہ بھر کی جو کچھ تنخواہ ہو اسی سے خرچ چلے۔ سب ضرورتین رفع ہون۔ آمدنی کا دروازہ بند ہو گیا۔ نہ تھیٹر مین ناچتی ہی نہ دُنیا کا کام چلتا ہی۔ آخر کار کوڑی کوڑی کو محتاج ہوئی۔ کھانے کا ٹھکانہ نہ دوا علاج کا سہارا۔ ایک کوٹھڑی مین پڑی ایڑیان رگڑتی تھی۔ بیٹی کو خبر ہوئی۔ دل بھر گیا۔ مان کی محبت نے جوش کھایا۔ اور اُس مان کی جان بچانے کو دوڑی جس کے مظالم نے ایک زمانے مین اُسے گھر سے بے گھر کیا تھا۔

سر اڈمنڈ۔ شاباش۔ مرحبا۔ جزاک اللہ۔

"اور صرف یہی نہین بلکہ جس دن سے یہ لڑکی بیچاری مان کا گھر چھوڑ کے نکل گئی تھی اس دن سے سلائی پر بسر اوقات کرتی۔ جو کچھ محنت مشقت سے دو چار پیسے بچتے اُسوقت بھی مان کو بھیجدیا کرتی اور جب مان بیمار پڑی ہی اور اس نے دیکھا کہ ہم قلیل آمدنی مین دوا علاج کے مصارف نہین نکل سکتے تو جبراً قہراً مرتا کیا نہ کرتا اس قہوہ خانے مین نوکری کر لی۔

سر اڈمنڈ۔ کیا اب بھی دُنیا مین ایسی ایسی نیکبختین پڑی ہین جنمین باوجود تعلیم نہونے کے اتنی خوبیان موجود ہین خیال کرنے کی بات ہی کہ رقاصہ کی لڑکی آوارگی جسکی گھٹی مین پڑی شُہدپن کی گود مین پلی۔ اور پھر بھی اُسمین اس قدر سعادتمندی اور نیکبختی باقی رہی۔

بزرگوار۔ ہان کیون نہین۔ کیا ولی کے گھر شیطان اور شیطان کے گھر ولی پیدا

نہین ہوتا۔ اصل بات یہ ہو کہ اس لڑکی نے آنکھ کھول کے سیاہ کاریان اور بدکاریان
ایسی دیکھین کہ انکی طرف سے طبیعت ہٹی رہی۔ اندھیرے ہی مین تو ہیرا چمکتا ہو رات ہی
کو تارے روشنی دیتے ہین لقمان سے پوچھا "ادب از کہ آموختی" الگفت "از بے ادبان"
اگر بدی کی برائیان نہ معلوم ہون تو نیکی کی خوبیان کہان سے نظر آئین۔ یہ تقابل ہی
ہی جو ہمکو خیر و شر کی تمیز بتا سکتا ہو اور یقین جانو کہ چوراہے کی ٹکاہیون کے دل مین
تارک اللذات خانقاہون کی دیوارون مین گھری رہنے والیون سے زیادہ عصمت اور
عفت کا خیال جاگزین ہے۔

مارٹمر۔ سچ ہی عورت کی ذات کو خدا نے ایک عجیب مجموعۂ خیر و شر بنایا ہو ایسی ایسی
متضاد صفتین بخشی ہین کہ عقل انسانی حیران ہو۔

نبر رگوار۔ مگر عجب اتفاق ہی کہ ان لوگون کی نسبت ہر ایک کی الگ الگ راے ہی
جس کسی کو جیسا سابقہ پڑا ویسا ہی وہ سب عورتون کو سمجھنے لگا۔ ع

نہ ہر زن زن است و نہ ہر مرد مرد

یہ بھی ایک وقت کی بات ہو کہ آجکل شوہرون کو ایسی ایسی نیکبختون سے پالا
پڑا ہو کہ آئے دن ذلت اور بے حرمتی کا سامنا رہتا ہو۔ اسی وجہ سے وہ سب عورتون
کو ایک ہی لاٹھی سے ہانکتے ہین۔ حالانکہ یہ بات نہایت بے جا ہو۔ اگر آج چند بری ہین
تو بہت سی اچھی بھی دنیا مین پڑی ہین۔ سچ پوچھو تو عورت کی ذات ہی خدا نے ایسی
بنائی ہو کہ جسکو آنکھون پر بٹھائے کلیجے سے لگائے۔ اسکو خدا ہی نے پارسا اور پاک باطن
بنایا ہو۔ ہان یہ دوسری بات ہو کہ بری صحبت مین پڑکر خراب ہو جائے۔ یا کوئی شریر
بدکار راہ راست سے گمراہ کردے۔ مرد کی شان شجاعت یہ ہو کہ اسکی نگہداشت اور

حفاظت حرمت کے ساتھ کرے اور قولاً اور فعلاً اسکی عزت اور آبرو مین کوشان رہے عورتون کی نسبت اوباشانہ صحبت دیکھکر راے قائم کرنا نہ چاہیے بلکہ ایسی عورتون کو مستثنیات مین داخل سمجھنا چاہیے۔ الغرض اس گفتگو کے بعد سب لوگ اپنی اپنی طرف چلے آئے۔

چندروز کے بعد مسٹر اڈمنڈ کو اُس نیکبخت کا خیال آیا جسکو اپنے شوہر کی نعش پر روتے دیکھا تھا دل مین پشیمان ہوئے کہ باوجودیکہ اس اہتمام کے ساتھ اُسکا پتہ ٹھکانہ پوچھکر یاد کر لیا تھا پھر بھی آج تک اُسکی خبر نہ لی۔ اور آخر کو قصد کیا کہ جس طرح ہو اُس سے ضرور ملنا چاہیے سیدھے چل کھڑے ہوئے اور اُسکے جاے قیام پہونچے ایک نہایت کثیف۔ تنگ و تاریک زینہ کمرے تک تھا جس طرح بنا گرتے پڑتے ٹکرین کھاتے وہان تک پہونچے۔ دستک دی۔ اندر سے نہایت غمگین حزین آواز مین آنے کی اجازت ملی۔ دروازہ کھولا۔ داخل ہوے۔ ایک عجیب دردانگیز اور رقت خیز سمان نظر آیا۔ جاڑے کا موسم۔ بلا کی سردی اور چولھے مین چنگاری تک نہین کونے مین ایک پھٹی چٹائی لپٹی کھڑی اور ٹوٹی سی تپائی پر وہ نیکبخت ایک بچہ کو چھاتی سے لگائے بیٹھی ہی سردی کے مارے ہاتھ پانون نیلے پڑے جاتے ہین تھرتھر کانپتی۔ گریہ وزاری کرتی ہی۔ کوئی میز نہ کرسی نہ دیگر سامان۔ ہان کمرہ صاف ستھرا سلیقے سے جھاڑا بہارا ضرور تھا۔ اسنے آنکھ اُٹھا کر نہایت بیچارگی اور حسرت کی نظر سے دیکھا اور قریب تھا کہ وہی تپائی جس پر بیٹھی تھی انکے واسطے خالی کرے مگر انھون نے اشارے سے بیٹھے رہنے کو کہا اور یون بولے "نیکبخت اس روز مین نے دریا کے کنارے لاوارثون کے مردہ خانے مین تمکو شوہر کی لاش پر گریہ وزاری کرتے

دیکھا تھا اور ایک شخص سے کچھ تمھارے حالات مصائب بھی دریافت کیے۔ انھین سے تمھارے مکان کا پتہ بھی معلوم ہوا۔ اس وقت اس غرض سے آیا ہون کہ جو کچھ میرے لائق کام ہو بلا تکلف کہدو جس مدد اور اعانت کی ضرورت ہو مین بسر و چشم حاضر ہون۔

عورت نے رو کے جواب دیا "خدا آپ کو زندہ و سلامت رکھے جو اس آفت زدی کی خبر لینے آئے۔ بھلا مجھ دکھیا پر اتنی مہربانی کرنے والا کون تھا۔ یہ بھی آپ کے دل مین خدا نے نیکی ڈالدی مجھ بیچاری کا آپ کو اتنا خیال آیا نہین یہ دنیا میرے لیے جہنم ہے۔ کوئی خبر لینے والا باقی نہ رہا۔ بیکس۔ لاچار۔ حامی نہ مددگار۔ قسمت مین یہی بدا ہے کہ فقر و فاقہ مین ایڑیان رگڑ رگڑ کر میری اور اس بچے کی جان نکلے۔ جو کچھ اس غریبی کی حالت مین لٹیا لوٹا بچا تھی وہ انکے گور گڑھے مین بک کر صرف ہو گئی اب" اتنا کہکر اس قدر جوش گریہ ہوا کہ زبان سے بات نہ نکل سکی۔

مارٹمر صاحب کے دل پر اس دکھ درد کی کہانی سے سخت چوٹ لگی۔ آنسو نکل آئے کہنے لگے۔ "تو کیا اب کوئی تمھارا اتنا مہربان نہین کہ اس آڑے وقت کام آئے۔ کوئی عزیز رشتہ دار ایسا نہین جو دستگیری کرے اور تمھاری جان اس مصیبت سے تھوڑی بہت بھی بچائے"

اتھالی نے نہایت حسرت اور مایوسی سے سر ہلایا۔

مسز اڈمنڈ۔ آئین ابھی تمھاری عمر ہی کیا ہے کیا ماں باپ بھی زندہ نہین کہ بلا سے وہی تمھاری خبر لین۔

اتھالی۔ انھون نے مجھے گھر سے نکالدیا اور ہمیشہ کے لیے چھوڑ دیا مین نے بہت منت سماجت کی دن دن بھر اور رات رات بھر انکے دروازہ پر پڑی رہی۔ للہ

مجھ پر رحم کرو۔ ترس کھاؤ مگر اُن لوگون نے میری ایک نہ سُنی ''
سرا ڈمنڈ۔ ایسے بھی سنگدل مان باپ ہوتے ہین کہ اپنی اولاد اور لخت جگر کی طرف
سے ایسا دل پتھر کا کرلین۔
یہ کہکر سرا ڈمنڈ نے کیسۂ زر نکالا اور پیش کیا کہ ''خدا کے واسطے اسکو قبول کیجیے
اس مصیبت سے بچانے کے لیے اسکے سوا اور کوئی تدبیر میرے اختیار مین نہین۔ انسان
انسان کے کام ہی آتا ہے آپ کی کیفیت دیکھ سُنکر محض حبۃً للہ یہ خدمت کیجاتی ہے''
اور یہ کہکر فوراً باہر نکل آئے اور چل کھڑے ہوئے۔ عورت ہکا بکا رہگئی۔ کہ یا اللہ
یہ کیا معاملہ ہے۔ یہ فرشتۂ رحمت کہان سے نازل ہوا جس نے اس مصیبت مین میری مدد کی
سرا ڈمنڈ نے باہر نکلکر اِدھر اُدھر دیکھا۔ مالک مکانات کا سپاہی نظر آیا اُس سے
اُسکے چچیا سُسر کا پتہ لگا اُنکے در دولت پر پہونچے۔ دیکھا عالیشان مکان۔ نوکر چاکر
بیش قیمت وردیان پہنے آتے جاتے ہین۔ ایک کو بُلا کے پوچھا کہ تمھارے مالک اسوقت
مکان مین موجود ہین اُسنے فوراً خبر کی اور اندر بُلائے گیا یہ جاکر جو دیکھتے ہین واہ واہ
یہ تو وہی بزرگوار ہین جنسے چند روز قبل قہوہ خانے مین ملاقات ہوئی تھی۔ اور
جنھون نے جانی بیگم کا حال بیان کیا تھا۔ انھون نے دیکھتے ہی بڑی آؤ بھگت کی
اخلاق سے پیش آئے اور اِدھر اُدھر کی باتون کے بعد سرا ڈمنڈ نے اس تکلیف دہی
کی غرض اس طرح بیان کی یہ بھی ایک حسن اتفاق ہے کہ آپ کی خدمت مین اُس روز
نیاز حاصل ہو چکا تھا ورنہ آج جو کچھ مجھے عرض کرنا ہے شاید اُسکے کہنے مین فی الجملہ
تکلف ہوتا۔ اُس روز عورات کے بارے مین جو کچھ آپ نے رائے ظاہر فرمائی ہے
اور جن الفاظ مین اُنکی حمایت کی ہے اس سے مجھے یقین ہوتا ہے کہ ایک مصیبت زدہ

نیکبخت کے حق میں میری سفارش اور سعی آپ کی خدمت میں رائیگان نہ جائیگی۔
امیر بزرگوار نے بظاہر بڑی توجہ سے سُنا۔ اور فرانس والونکا عموماً یہی اخلاق ہے۔ مگر کچھ جواب نہ دیا۔ تھوڑی دیر تامل کرکے سر اڈمنڈ نے سلسلۂ تقریر پھر اس طرح شروع کیا۔
"مین سمجھتا ہون کہ آپ کو اپنے بھتیجے الفرڈ کی موت کا حال تو معلوم ہی ہوگا"
اتنا سنتے ہی ڈلاروس چونک پڑے آئین میرے بھتیجے کی موت۔
سر اڈمنڈ۔ جی ہان۔
نواب کا چہرہ سُرخ ہو گیا اور معلوم ہوتا تھا کہ کوئی مژدہ سُنا۔ اس رنگ کو دیکھکے ان کو بڑا تعجب ہوا اور کہنے لگے "جی ہان واقعی آپ کے بھتیجے نے انتقال کیا اور بڑی مصیبت سے"
نواب۔ ہان تو یہ کہیے۔
سر اڈمنڈ۔ جی اور کیا ایسی مصیبت تھی کہ سوائے جان دیدینے کے چارہ نہ تھا۔
نواب کے چہرے پر اور بھی بشاشت آگئی کمرے مین ٹہلنے لگے۔ اور بے اختیار ایسے کلمات زبان پر جاری ہوئے کہ جیسے معلوم ہوتا تھا کہ کوئی بڑی خوشخبری سُنی۔
سر اڈمنڈ۔ سر سے پانون تک اُنکو اور اُنکی اداؤنکو دیکھکر نہایت درجہ منغض اور ناخوش ہوئے ایکدفعہ نواب صاحب پھر متوجہ ہوئے اور پوچھنے لگے کیون صاحب اس واقعہ کو کتنے دن ہوئے؟"
جی اُسی شب کو جب آپ سے قہوہ خانے مین ملاقات ہوئی تھی۔
یہ جواب سر اڈمنڈ نے ایسے لب و لہجہ مین ادا کیا کہ نواب کو بخوبی ظاہر ہوگیا

میری اس سنگدلی اور بے مہری پر اُنکو نہایت درجہ برہمی ہی اور پوچھنے لگے۔
"اسکی عورت پر کیا گذری"
سرآڈمنڈ۔ جی اُسکے واسطے تو مین آپ کے پاس آیا ہون۔ اور جب مین آپ کے اُن خیالات اور اقوال کو یاد کرتا ہون۔ جو آپ نے نیک اور پاک عورتون کی نسبت اُس روز ظاہر کیے تھے تو مجھے امید ہوتی ہی کہ اس موقع پر آپ کے وہ اقوال افعال سے مطابق ہونگے اور صرف زبانی جمع خرچ نہ نکلین گے۔
نواب۔ مگر یہ تو فرمائیے آپ ایسے سرگرم وکیل اسکو کیونکر ملے۔
سرآڈمنڈ نے ایک تحقیر کے ساتھ جواب دیا "حضرت اصل یہ ہی مین محض ترس خدا۔ ترحم ہمدردی کے خیال سے اسوقت تکلیف دے کر حاضر ہوا"
نواب۔ ہان تو اپنے حسن سلوک کو صرف کیجیے مجھسے کیا واسطہ مین نے تو اس طرح اس عورت کے ساتھ شادی کرنے کی اجازت ہی نہین دی تھی یہ حرکت میری مرضی کے بالکل خلاف سرزد ہوئی تھی پھر کسی کا مجھپر کیا دعویٰ۔
سرآڈمنڈ۔ حیف ہی آپ کو اپنے سگے بھتیجے کی بیکسی کی موت پر یون مسرت ہی۔ دُنیا کا لہو ایسا سفید ہوگیا ہی کہ اُسکی بدنصیب مصیبت زدہ بیوہ اور بھوکون مرتے ہوئے معصوم پر کچھ بھی ترس نہین آیا۔ کیا کہون کیسا ہی قسی القلب آدمی ہو ممکن نہین اُنکی حالت دیکھے اور دل بھر نہ آئے۔ وہ سرد مکان جہان انسان کے ہاتھ پانُون ٹھٹھرے جاتے ہین۔ وہ میلی کچیلی لونا لگی دیوارین وہ ٹوٹا جھلنگا وہ فاقون کی ماری ماں وہ بھوکا پیاسا بچہ بس ایک مصیبت اور افلاس کا سمان پیش نظر ہو جاتا ہے۔

نواب صاحب نے ان باتوں کو سنکر ایک قہقہہ لگایا۔

ایک ساٹھ برس کا آدمی اور اپنے بھتیجے کی موت پر اس طرح محظوظ ہوکے بیخود ہو جائے! سرمارٹم کے بدن مین آگ ہی تو لگ گئی۔ جامے سے باہر ہوگئے۔ بہت ہی جھلائے۔ نواب کمرے مین ٹہل رہے تھے اٹھکر اُن کے برابر ہو پہنچے اور ڈپٹ کر کہنے لگے "فرمائیے آپ کیا کہتے ہین؟"

نواب۔ یہ پوچھنے کا آپ کو حق ہی کیا ہی آپ ہوتے کون ہین۔

سر اڈمنڈ۔ محض حسبتہً للہ۔

نواب۔ یہ تو کوئی حق نہین ہی۔

سر اڈمنڈ۔ تو یہ کوئی بات ہی نہین ہی۔

نواب۔ بس زبان روکیے۔

سر اڈمنڈ۔ تو کیا تم اپنی رانڈ بیوہ بھتیج بہو کی کچھ بھی مدد نہ کروگے۔

نواب۔ بہو کس کی۔

سر اڈمنڈ۔ اچھا تمھارے بھتیجے کی جورو سہی۔

نواب۔ بس ایسی باتین مجھسے نہ کیجیے۔

یہ کہکر نواب پھر جلدی جلدی ٹہلنے لگے۔

سر اڈمنڈ کسی قدر تامل کر کے کہنے لگے "نہین معلوم آخر آپ کی ان باتون کی بنا کیا ہی۔ یہ تو عجیب بات ہی کہ عموماً عورت ذات کی نسبت آپ کے ایسے اعلیٰ خیالات ہین اور ایک اپنی واسطہ دار کے ساتھ بیرحمانہ برتاؤ ہو!"

نواب نے آگے بڑھکر غصے کی آواز مین جواب دیا "حضرت سنیے اصل بات یہ ہی

کہ وہ عورت الفرڈ کی جورو ہی بس یہی ایک وجہ میری بیمروتی کے واسطے کافی ووافی ہی" اور آنا کیلئے فوراً ارادہ کیا کہ رخصت ہون مگر سراڈمنڈ نے ہاتھ پکڑ لیا اور کہنے لگے "جناب کچھ ہی ہو مگر یہ کوئی وجہ معقول نہین ہین نے عہد کر لیا ہی جہانتک میرے امکان مین ہی اسکے ساتھ سلوک ضرور کرنا چاہیے۔ اُس بدبخت کے شوہر سے آپ کیسے ہی ناخوش ہون مگر یہ یاد رکھیے کہ انصافاً اُسکا حق آپ پر ضرور ہی"

نواب ۔آپ جانتے ہی نہین کہ کس شخص سے آپ اُسکی سفارش کرتے ہین۔

سراڈمنڈ۔ اُس سے جس پر حق ہی۔

نواب ۔لیکن آپ کو کیا معلوم اُسکے ساتھ ہمراہی کے کیا اسباب ہین۔

سراڈمنڈ۔ (غصے مین) کچھ بھی نہین۔صرف آپ کی ضد ہی۔

نواب نے یہ سُنتے ہی زور سے ہاتھ جھٹک دیا اور یہ کہتے ہوئے چلے گئے کہ "اوہ کیا بیمغزی باتین کرتے ہو" سراڈمنڈ ہکا بکا رہگئے ۔دل مین یہ سوچکے کہ نواب نے جب اسقدر بداخلاقی صرف کی ہی تو اب یہان ٹھہرنا نامناسب ہی۔مکان سے باہر نکل آئے سیدھے ہوٹل کیطرف رخ کیا اور آتے ہی کمرے کے دروازے بند کرکے کتاب لقا سے حالات دریافت کرنے لگے

تین گبھرو

۱۸۵۶ع کے مئی کے مہینہ مین فوجی مدرسہ کے تین طالب علم پیرس کے ایک ہوٹل مین بیٹھے طرح طرح کے کھانون کی تعریف اور توصیف بڑے جوش اور انہماک کے ساتھ رطب اللسان زبانی معرکہ گفتگو مین سرگرم تھے۔ایک کی عمر قریب سولہ کے ہوگی چہرے سے فی الجملہ عظمت مترشح آنکھون سے بلا کی چمک دمک ظاہر

اور دو اس سے کسی قدر کمسن مگر صرف چند ہی مہینون کا عمر مین فرق کشیدہ قامت صورت دار چہرے سے جرأت اور اُمنگ ٹپکی پڑتی تھی۔

انمین سے ایک نے خدمتگار کو حکم دیا "اور لاؤ" اور ہنری کی طرف اشارہ کرکے کہا "ہمارے مہمان کو اور دو۔ اخیر صحبت تو یہی ہی۔ ؎

ساقیا یان لگ رہا ہی چل چلاؤ جب تلک بس چل سکے ساغر چلے

دیکھیں جامع المتفرقین اب کب ملاتا ہے۔ ؎

غنیمت جان لے یہ صحبتیں آپس کی اے نادان دگرگون حال ہوجاتا ہے اک دم مین زمانے کا

دوسرے نے جواب دیا "ہان یار الفرڈ سچ تو ہی ؎

اب تو جاتے ہین میکدے سے میر پھر ملین گے اگر خدا لایا

اپنی تو خدا سے یہی دعا ہی کہ پھر جلد ملین۔ اور اسی طرح صحبت عیش و طرب آراستہ ہو" ہنری نے جواب دیا "ہان بھئی کل صبح تو اپنے اپنے رجمنٹ کو روانہ ہی ہوجائین گے پانچ برس کامل یکجائی رہی"

الفرڈ۔ ارمان اب اسکا ندکورہی کیا۔ ؎

بنوش بادہ کہ ایام غم نخواہد ماند چنان نماند و چنین نیز ہم نخواہد ماند

میزبان نے جام مے شراب ارغوانی لبریز کیے اور دوستون کی طرف بڑھا کر کہا "لو حب وطن اور شجاعت کے نام پر جام نوش کرو"

الفرڈ۔ تم تو بھئی شروع ہی سے ہونہار ہو۔ گیارہ برس کی عمر مین جب پہلے پہل آئے ہو۔

میزبان۔ گیارہ کہان دس۔

الفرڈ- ہان دس برس کے سن مین بھی تم گول بندوق جدال قتال کا ذکر اس طرح کرتے تھے جیسے کوئی اچھا خاصا جوان سپاہی۔ آج سے بیس برس کے اندر تو خدا جانے تم کیا سے کیا ہو جاؤ گے۔

ہنری نے ہنس کے کہا وہ سب کرنیل ہونگے!!

میزبان۔ خیر جو کچھ ہو۔ بیس برس کے بعد پھر اس شہر پیرس مین ملاقات کی ٹھہرے بشرطیکہ جی بچے اور دیکھین اس معرکۂ ترقی مین کون کس سے بڑھتا ہی

الفرڈ- ہان بھئی بس اب ٹھہر گئی۔ شرط ہو گئی۔

ہنری۔ اچھا اس وقت کی یہ شرط جو عالم سرخوشی مین بدی ہی۔ ہم تو ہمیشہ یاد رکھینگے اور یہ کہکر اُسنے یادداشت نکال آج کی تاریخ ٹانک لی۔ الفرڈ نے بھی کہا اگر یہ ہی تو ہم بھی گرہ مین باندھتے ہین۔ میزبان نے اشارے سے پیشانی کو بتایا کہ بھئی ہم تو یہان سر ٹانکے لیتے ہین۔

الفرڈ- اجی یہ دلگی تو ہو چکی۔ ؎

ساقیا برخیز در دہ جام را ۔ خاک بر سر کن غم ایام را

آؤ رنگ رلیان مناؤ۔ کہان کا جھگڑا نکالا ہے۔ ؎

غنیمت جان لو مل بیٹھنے کو ۔ جُدائی کی گھڑی سر پر کھڑی ہی

ہنری۔ دور چلے دور چلے ساقیا

اور چلے اور چلے ساقیا

یہان سے پھر شہر مین چل کے کہین گانا سنین۔

الفرڈ۔ چلو کہین مجرا دیکھین۔

الحاصل اسی طرح کی گفتگو ہوتی رہی اور ان لوگون نے اتنی رات سیر اور تفریح مین بسر کی۔ صبح ہوتے ہی مدرسہ کی پوشاک اُتار سادے کپڑے پہنے اور ایک ایک سے رخصت ہوکر اپنی اپنی طرف ڈاک گاڑی پر روانہ ہوگئے چلتے وقت ہمزبان ہوکر بولے "یارو بیس برس والی شرط یاد رہے"

الفرڈ اور ہنری تو دوسرے ہی لمحے مین بھول بھال گئے مگر وہ تیسرے دوست جنکی چمکیلی آنکھین تھین اس عہد پر قائم رہے خیر انکا اور ہنری کا ذکر تو سردست چھوڑیئے الفرڈ کا حال سُنیئے۔

انکی گاڑی اس مدرسے سے چل کر ورسیلز کی جانب روانہ ہوئی اور وہان پہونچکر الفرڈ ایک ہوٹل مین مقیم ہوئے۔ جاتے ہی حکم دیا دو گھنٹے مین کھانا تیار ہو۔ اور آپ ہوٹل کے باغچہ مین جو پس پشت تھا چلے گئے سنہدی کی ٹٹیون کی بھول بھلیان ایک جانب بنی ہوئی تھین۔ وہین ایک گوشے مین جا پہونچے۔ یہان ایک نوعمر دوشیزہ خادمہ کو ہمراہ لیے ہوے ایک تپائی پر محو انتظار بیٹھی تھی۔ انکے پہونچتے ہی اُٹھ کھڑی ہوئی اور لپک کے آغوش یار مین پہونچ گئی۔ موقع شناس خادمہ وہان سے دبے پاؤن کھسکی دونون تپائی پر بیٹھ گئے۔

دوشیزہ۔ الفرڈ۔ اب تو تم امیر ہوئے خدا کا لاکھ لاکھ شکر ہی۔

حضرات ناظرین۔ یہ دوشیزہ۔ حور جمال۔ پری تمثال ایک سولہ سترہ سال کی مہ جبین مخمور بادہ شباب ہی۔ بوٹا سا قد۔ گلعذار۔ نرگسین چشم سنبلین گیسو اور اس نوبادۂ گلستان خوبی۔ گل نورس گلزار محبوبی پر مثل بلبل خوش نوا شیفتہ

اور اس سروچمنستان جوانی کے عشق مین قمری کی طرح طوق در گلو ہے۔

الفرڈ۔ ہان ستاون نمبر کی پلٹن مین ہم لفٹنٹ مقرر ہوئے ہین مگر واللہ تم نے اس وقت بڑا ہی احسان کیا جو عین وقت پر پہونچ گئین۔ اُسوقت جلدی مین صرف مختصر سے رقعے مین تمکو خبر دی تھی۔ کیا کہین فرصت ہی نہ تھی

ایمیلی۔ تو اب گھنٹہ بھر کی صرف مہلت ہے۔

الفرڈ۔ ہان اور کیا۔ حد درجہ دو گھنٹہ۔ پھر اُسکے بعد پلٹن مین حاضری ہے۔ لیکن افسوس پیٹھ پیچھے تمھارے دل مین ذرا بھی ہماری یاد نہ رہیگی اور یہ تم ساری باتین بھول بھال کسی اپنے ہم مرتبہ امیرزادے سے شادی کر لوگی۔

لیڈی۔ الفرڈ یہ تم کیا کہتے ہو۔ میرے دل پر خنجر مارتے ہو۔ ایسا ستم تو نہ کرو ہان یہ تو سچ ہے آبا جان کے جہان تک اختیار مین ہوگا کوئی بات اُٹھا نہ رکھینگے اور تمھاری مخالفت ضرور کرینگے۔ لیکن میرا بھائی ہنری تو تمھارا طرفدار ہے۔

الفرڈ۔ ہمارے پاس سواے اس تلوار کے اور کچھ دھن دولت نہین۔ نام آوری اور شہرت کے واسطے تمھارے حاضر ہے۔ بیچین دل اور شجاعت اور یہ جان سب تم پر صدقے ہین۔

ایمیلی۔ (خوش ہوکے) بس تم سچے اور وفادار اولاد فرانس بنے رہو۔ پھر آبا جان کی ساری مخالفت دفع ہو جائیگی وہ بھی تو ایک زمانے مین سپاہی تھے اور اُسی سپہگری کی بدولت بادشاہ کے دربار سے آج اُنکو یہ اعزاز خطاب اور معقول وظیفہ نصیب ہے اتنے مین ایک آواز پس پشت سے آئی (ڈ) سپہگری پر اُسنے بھی کوئی داغ بدنامی نہین آنے دیا اور اعزاز سے اُسنے ہمیشہ لوگون کو

بہت فائدہ پہونچایا؛ اتنے مین ایک مسن اور مشین آدمی دونون کے سامنے آکھڑا ہوا۔ الفرڈ صورت دیکھتے ہی اُسکے قدمون پر گر پڑا اور حضور خطا معاف کیجیے؛ ایمیلی بھی بول اُٹھی وہ اتا۔ تم ہو؛

جنرل۔ اُٹھو الفرڈ۔ اُٹھو اور بیٹی تم کیون جھجھکتی ہو۔ اتفاقیہ مین نے تمھاری باتین سُن لین یہی باتین تمکو شایان تھین۔ اگر تمھاری یہی خوشی ہو تو مین ہرگز مانع نہ ہونگا۔ میری تمنا ہو تو صرف اتنی کہ جن ناز و نعم اور اعزاز سے تمکو پالکر اتنا بڑا کیا ہو ایسا نہو کہ ایسے کے ساتھ شادی کرون جو انکی مقدرت نرکھتا ہو اور سُنو صاحبزادے یہ پُر آشوب زمانہ ہو۔ اور کچھ تعجب نہین افواج فرانس کو بہت کچھ خدمات انجام دینی پڑین۔ الفرڈ خدا حافظ جب تم کوئی کارنمایاں کر لینا تو آنا۔ ایمیلی سے تمھارا عقد کر دیا جاوے گا۔

یہ کہکے جنرل نے لڑکی کا ہاتھ پکڑا الفرڈ کو رخصت کیا خادمہ کو اشارے سے بلایا اور چلا گیا الفرڈ بہت سی ہوسین دل کی دل ہی مین لیے تھوڑی دیر خاموش کھڑا رہا اور اپنے ہوٹل کو واپس آیا۔ کھانا تیار تھا ایک لقمہ بھی نہ کھایا گیا گاڑی منگوا کر روانہ ہوگیا اور کوئی ساٹھ ستر میل پر اُسکی پلٹن تھی اُسمین جا داخل ہوگیا

سات آٹھ برس کے عرصے مین جس طرح الفرڈ کی فوج مین بسر ہوئی اُسکی تفصیل کی ضرورت نہین۔ صرف اسقدر کافی ہو کہ اسکا برتاؤ۔ طرز عمل ایسا رہا کہ افسرون مین بہت کچھ عزت آبرو ہوئی۔ ماتحت مطیع اور منقاد رہے۔ اور تیس برس کی عمر مین کپتانی کے عہدے پر پہونچ گیا۔ اب وہ زمانہ آیا کہ دریائے انقلاب موجزن ہوا۔ آتش فتنہ و فساد کے شعلہ جوالہ نے عالمگیر آگ

لگا دی جس پلٹن مین الفریڈ تھا وہ بادشاہ سے باغی ہوگئی۔ رعایا کی طرفدار بنی۔ یہ کچھ تو اپنے رجحان طبیعت اور کچھ معشوقہ کے والد کی خاطر سے جس سے اکثر خط کتابت رہتی تھی جبراً قہراً طوعاً کرہاً طرفدار بادشاہ ہست ہوا۔ اور بڑی مشکل سے اُنھین ماتحتون کے ہاتھون اپنی جان بچا سکا جنکا ایک زمانے مین وہ افسر رہا تھا غرضکہ اُس فوج سے قطع تعلق کرکے درسلیز واپس آیا یہان پہونچتے ہی نواب جنرل کے گھر پر حاضر ہوا دل مین ہزارون تمنائین۔ دیدار معشوقہ کی آرزوئین لیے ہوئے مگر وہان پہونچکر معلوم ہوا کہ تمام خاندان باستثنائے ہنری انگلینڈ کو چلا گیا۔ تاکہ فوج مخالف کے ہاتھون کوئی صدمہ نہ پہونچ سکے ایک بڈھا دربان دروازے پر بیٹھا تھا۔ اُسنے یہ حال مختصراً کہہ سنایا اور ایک چٹھی جو انکے نام تھی حوالہ کی۔ لفافہ دیکھا ایمیلی کے ہاتھ کا لکھا ہوا تھا خط کا مضمون یہ تھا۔

"ابا جان کی تحریک سے مین یہ رقعہ تمکو لکھتی ہون ہم لوگ اپنے وطن سے جدا ہوتے اور گھر بار سب چھوڑتے ہین۔ لندن مین جان بچاکر کہین چھپ رہینگے تمکو اپنی جان کی قدر ہو یا نہو مگر میری خاطر سے خدا کے واسطے وہین آؤ۔ بڑی مصیبت یہ ہے کہ بھائی ہنری جو تمھارے ہم مکتب اور گہرے دوست ہین باغیون کی فوج مین شامل ہوگئے ابا جان کو اسکا بہت بڑا رنج ہے مگر تمھاری طرف سے اُن کو سب طرح کی امیدین ہین۔ تم اپنے بادشاہ کے پکے خیر خواہ بنے رہنا تو خدا جانتا جلدی ملو"

راقمہ

ایمیلی

خط پڑھتے ہی الفرڈ کو یقین ہوگیا کہ اب فرانس مین ایک لمحہ بھی ٹھہرنا

سراسر خطا ہی۔ ہم ایسے لوگون کا اس ملک مین اب گذارا نا ممکن ہے۔
سیدھا چلا گیا کیلے کی بندرگاہ پر۔ وہان سے فوراً روانہ ہوکر بخیر و عافیت
انگلستان ہی مین دم لیا۔ اور نواب کے خاندان سے آملا۔

چند روز تو کسی قدر ضعیف سی امید رہی کہ شاید زمانہ پلٹا کھائے۔
خاندان شاہی کے دن پھرین اور ان لوگون کی قسمت کا ستارہ پھر چمکے۔
مگر روز بروز معاملات دگر گون ہوتے گئے۔ انقلاب نے خاندان شاہی کو ایسا
تہ و بالا کر دیا کہ اُسکے تمام طرفدارون کو سخت مایوسی ہوگئی۔

یعنی مقام تھیلون جسکو انگریز بڑی بہادری سے بچائے ہوئے تھے اُس
بہادر بہادران بج شجیع شجاعان کے قبضے مین آگیا جسکی صولت کے آگے قیصرو
فغفور کی شہرت ہیچ۔ سکندر و دارا کی عظمت پوچ تھی۔ ڈنکرک مین نواب یارک
نے وہ شکست فاش کھائی کہ مُنھ دکھانے کے قابل نہ رہا۔ اور جوردین نے
بالو کا محاصرہ چٹکی بجاتے یون اُٹھا دیا جیسے آتشبازی کے چھوٹے ہوئے قلعے
کا کوڑا کرکٹ بہار کے پھینکدیا جاتا ہو۔ آخر آخر مین مجلس محافظ رعایا سے حکم
نافذ ہوگیا کہ اپنے وطن کی حفاظت مین جنس ذکور کا ہر متنفس بلا امتیاز
مسلح ہو جائے۔ اب تو نواب کو یقین کامل ہوگیا کہ معاملہ بالکل ہی بگڑ گیا شاہی
خاندان دوامی طور سے نہ سہی مگر ایک مدت تک کے واسطے پسپا اور بالکل پسپا
ہوگیا ستارۂ اقبال ہبوط ادبار مین آیا۔ کوکب سلطنت کو اوج کی جگہ
حضیض زوال نصیب ہوا آیندہ خدا جانے زمانہ کیا رنگ بدلے بہتر ہی کہ میلی کے
فرض سے ادا ہو جاؤ چنانچہ جس طرح بنا دونون کے عقد سے فراغت حاصل کی۔

چھ مہینے عیش و عشرت سے کٹے۔ تمنائے دلی بڑھتی رہی۔ ہاں کبھی کبھی خیال آجاتا تو صرف اس بات کا کہ افسوس اپنے وطن میں عزت اور آبرو دکھانے کا موقع نہیں رہا۔ ایک دن ایسا اتفاق ہوا کہ کپتان الفرڈ کو اطلاع ہوئی ایک صاحب آپ کے ہوٹل میں ٹھہرے اور آپ سے ملاقات کے متمنی ہیں چنانچہ بلا تکلف وہاں پہونچے دیکھا ایک صاحب کا کلیں دونوں طرف لٹکتیں نرالی پوشاک پہنے کمرے میں ایک اضطرار میں ٹہل رہے ہیں جس وقت یہ کمرے میں داخل ہوئے غور سے صورت دیکھی آنکھیں چار ہوئیں۔ پہچانا کہ ان کے سالے ہنری ہیں اُنھوں نے دیکھتے ہی کرسی کی طرف اشارہ کیا اور بولے "خدا کے واسطے میرا نام نہ لیجیے گا یہاں میں جان پر کھیل کے آیا ہوں۔ کسی کو کانوں کان خبر ہونے پائے ورنہ میری خیریت نہیں۔ اور صرف اس غرض سے میں نے اپنی جان جوکھم میں ڈالی ہو کہ ابا جان اور آپ جو رعایائے فرانس کے مخالف اور حقوق شاہی کے موئید ہوکر غلط راستے پر جارہے ہیں اُن کو فہمائش کرکے راہ راست پر لاؤں" یہ جملہ کچھ ایسے روکھے پن سے ادا کیا کہ الفرڈ کو بہت تعجب ہوا۔ اس نے جواب دیا "تمکو اس بات کی تو خبر بھی ہوگی کہ تمھاری ہمشیرہ کے ساتھ میرا عقد ہوگیا ہے"

ہنری۔ ہاں چند روز ہوئے ہمارے ایک مخبر نے جو لندن سے پیرس کو گیا تھا یہ اطلاع دی تھی اس قرابت سے بھی ثابت ہوتا ہو کہ آجکل جو زمانہ کا رنگ ہے اُس سے جناب والد ماجد بخوبی آگاہ ہیں ورنہ خاندان امرا میں ایک وسطی درجے کے شخص کی شادی کیوں گوارا کرتے"

الفرڈ۔ ارے کچھ تو اپنے بوڑھے باپ کا ادب کرو۔ اس سے یہ نتیجہ نہ نکالنا چاہیے کہ اب وہ اپنے بادشاہ کی بھی نمک حرامی کرین گے۔

ہنری۔ جی ہان جنکو عقل سے کچھ بہرہ نہین ہو وہ ایسی ہی یاوہ گوئی کیا کرتے ہین۔ بھلا جب حاکم وقت حماقتین کرے تو وہ کیونکر رعایا کا گنا ہگار نہو بے ایمان حاکم کو کیفر کردار تک پہونچانا کیونکر نمک حرامی ہو سکتا ہے۔

الفرڈ۔ خیر صاحب یہ تو اپنی اپنی رائے ہو مختصر یہ ہو کہ ان باتون کا اثر نہ آپ کے والد پر ہوگا نہ مجھپر۔ آپ کی سرکھپی بے سود ہو۔

ہنری۔ یہ سنکر اُٹھ کھڑا ہوا اور غصے سے کہنے لگا " اجی تو ہم خود بالمشافہ آپا سے نہین سُنین گے۔ ہمکو تو امید تھی کہ تم ہمارے ہم مکتب ہوا ور پھر یہ جدید قرابت بھی ہوئی ہو ہماری تائید کروگے مگر لاحول ولا خود غلط بود آنچہ ما پنداشتیم۔ تم بجائے اسکے کہ مثل ایک شریف عالی حوصلہ اہل فرانس کے نعمت آزادی کی قدر کرو افسوس ہو نہایت ذلیل غلامی پر مصر ہو اور جس زنجیر سے تمھارے دست و پا جکڑے ہوے ہین اُسکو چومتے چاٹتے ہو۔

الفرڈ۔ ہنری افسوس یہ ہو کہ تم میری معشوقہ کے بھائی ہو نہین یہ کلمے اور مین سُننا گوارا کرتا!

ہنری۔ خیر اچھا اس بحث سے کیا واسطہ۔ مین آپ سے کچھ حجت کرنے نہین آیا میری تو یہ خواہش تھی کہ ترقی اور بہبود کا دروازہ سامنے کھلا ہو تم لوگون کو شہرت اور دولت تک پہونچا دون۔

الفرڈ۔ ہنری خدا خدا کرو۔

دگرگون مشود احوال عالم   بیک ساعت بیک لحظہ بیک دم
کون کہہ سکتا ہو جو آج ہو وہی کل رہے گا۔
اتنا کہکر اُسکو پچھلے عہد کا خیال آیا اور اُس نے کہا اور ابھی تو بیس برس کی مدت گذری بھی نہین۔ کہو وہ وعدہ بھی تمکو یاد ہو؟"
ہنری۔ یہ طعن و تشنیع کا وقت نہین۔ فرصت کو غنیمت سمجھنا چاہیے چلو ابا کے پاس چلین۔
الفرڈ۔ چلنے کو چلیے مگر آپ کی وہان کچھ چلے گی نہین وہ تو اتنی باتین بھی سُننا گوارا نہ کرین گے جتنی آپ نے مجھے کہین۔
ہنری۔ تمکو کیا معلوم وہ سن رسیدہ سرد و گرم چشیدہ ہین تم سے کم ہی ضدی ہونگے۔ چلو بے چلو۔
غرضکہ الفرڈ فوراً ہی اُٹھ کھڑے ہوے اور دل مین کہتے جاتے تھے وہ خدا کرے باپ کے سمجھانے بجھانے سے ہنری خود راہ راست پر آجائے اگر ایسا ہوا اور خدا نے اسکے دل مین نیکی ڈالدی تو حقوق شاہی کا بہت بڑا نفع ہوگا۔ آج ہنری کرنیل ہو اگر یہ ادھر ٹوٹ گیا تو پھر مخالفون کی کمر ٹوٹ جائے گی۔
مگر افسوس! اے بسا آرزو کہ خاک شدہ۔ وہان معاملہ دگرگون ہوگیا جس وقت یہ پہونچا اور باپ سے ملا تو یہ حالت تھی کہ دست بستہ سامنے کھڑا تھا۔ مسٹر جنرل غیظ و غضب مین بھرا غصے سے اُسکی طرف دیکھ رہا تھا۔ اور ضرور زبان سے لعنت ملامت کرتا۔ بد دعا دیتا بلکہ عاق کر دیتا۔ مگر اُسکی مان بھی موجود گریہ و زاری کے ساتھ بہت کچھ مانع تھی۔ اور ایک جانب ایملی بھی متاسف اور مغموم کھڑی تھی۔ مگر اسدری ہٹ ہنری پر کچھ بھی اثر نہ تھا اس کا پتھر دل

اس وقت بھی نہ بسیجنا تھا نہ پسیجا۔ نواب کو یارائے ضبط نہ رہا اور آخر کار یوں گویا ہوا افسوس صد افسوس خدا نے مجھے اس دن کو زندہ کیوں رکھا میرا قدیم خاندان میری ہی اولاد کے ہاتھوں یوں ذلیل وخوار ہو یوں کلنک کا ٹیکا میری پیشانی پر لگے صد حیف جو سرمایۂ فخر و نازش خاندان ہوتا وہی آج تمام عزت و آبرو خاک میں ملانے سامنے آیا ہو خداوند تعالیٰ یہ سزا تیری سرکار سے مجھے کس گناہ پر عطا ہوئی!"

امیلی (قدموں پر گر کر) اباّ۔ اباّ۔ خدا کے لیے زیادہ رنج نہ کرو۔"

دوسری طرف سے ماں کی نالہ وزاری کی آواز آئی وہ بیٹا۔ بیٹا۔ خدا سے ڈرو اپنے باپ کا خون گردن پر نہ لو۔ ہنری خیال تو کرو اُسنے تمکو پالا پوسا۔ وہ شفقت کی جو شاید ہی کسی اولاد کو اپنے باپ سے نصیب ہوئی ہوگی دل وجان سے پیار کرتا ہر ری کی آرام وراحت ہر لحظہ ملحوظ رکھتا تھا۔ کیا ان تمام باتوں کا یہی عوض تھا!

باآب دیدہ پرور: م نہالے — بامید سے کہ بار سے خواہد آورد
بوقت گل گل دیگر شگفتہ — بوقت بار بار خاطر آورد

کیا تم سے ہم لوگوں کو یہی امید تھی؟ کیا تمھارے بوڑھے باپ کو اس سن میں تم سے یہی آسرا تھا؟ افسوس! تم نے سب امیدیں خاک میں ملائیں۔ سب آرزوں کا خون کیا سوچو تو اسوقت انکے دل پر کیا گذرتی ہوگی۔

اسطرح سے جسکی ٹوٹی ہو امید — نا اُمیدی اُسکی دیکھا چاہیے

یہ کہکر ماں زار قطار رونے لگی اور ہنری اُسکی نافہمی پر ترس کھا کر مسکرایا۔

امیلی سے بس ٹل جاؤ۔ اسوقت اگر بددعا انکی زبان سے نکل گئی تو سمجھ لو

ایسی بیہودہ کہ شوہر سے بھی نہین کہتی - جی ہی جی مین سلگتی ہو اور آتش بے دود کیطرح خاموش رہتی -

الفرڈ مرد ذات اور پھر ایسا گاؤدی بھی نہین کہ ایملی مین اس قدر تغیر راہ پائے اور اسکو خبر نہو - مگر بیچارہ اتنا ہی سمجھ سکا کہ انکو کسی بات کا رنج رہتا ہی - اس سے اُداس رہتی ہین - دل ہلکا کرنے رنج و فکر مٹانے کی تدبیرین کین - گاہے گاہے طبیعت تھوڑی ہی دیر کو شگفتہ ہو گئی - اور پھر وہی غم کا پہاڑ سینے کی سل بن گیا ہان اگر کچھ اثر باقی رہا تو اتنا کہ ایملی سمجھتی رہین ع اگلی تمک ہی محبت کی انہین بو باقی

الفرڈ دن دن بھر بلکہ کچھ رات گئے تک گھر سے غائب رہنے لگا غیبت مین جب کبھی خط آتا - دربان خبر کرتا اور پھر ایک طرح کی شکایت کا نشتر ایملی کے دل مین چبھ جاتا ایملی کو اپنے شوہر سے محبت تو تھی ہی - پھر اسی درجہ شکایت بھی ہوا چاہیے -

غرضکہ اسی حال مین تین سال کٹ گئے - ایک دن ایسا اتفاق ہوا کہ رات گئے ایملی اپنے بچے کو لیے انتظار مین بیٹھی تھی - دسترخوان پر کھانا چنا ہوا الفرڈ کی آمد مین چشم براہ - گیارہ بج گئے ہین چارون طرف سناٹا چھا رہا ہی - کاربار ی اپنی اپنی طرف کام بند کر چکے بیٹھی نیند مین خراٹے لے رہے ہین مگر ایملی ہی کہ حسب عادت اپنے الفرڈ کی آس لگائے بیٹھی ہی - اور اسکا کہین پتہ ٹھکانا نہین - اتنے مین کسی کی آہٹ معلوم ہوئی اُسنے فوراً اندر بلا لیا - ایک شخص بڑا سا لبادہ سر سے پانون تک اوڑھے کمرے مین آیا - آنکھ اُٹھا کر جو دیکھتی ہی دہی اُسکا بھائی ہنری متعجب اور متحیر ہو کر ہکا بکا رہ گئی -

ہنری - فرانس سے نکلے ہوے مجھے زمانہ ہوا - شاہنشاہ نے ایک ذاتی خدمت

سپرد فرمائی تھی امریکہ جانا پڑا۔ وہین کئی برس گذرے چند روز ہوئے واپس آیا
ہون یہان آکر معلوم ہوا کہ تم لوگ پھر یہان آگئے۔ اللہ اللہ۔ کوئی تین
ساڑھے تین برس تو امریکہ ہی مین رہا اور کوئی آٹھ برس پہلے سے تمکو نہ دیکھا
تھا آج بارہ برس کے بعد تمھاری صورت دیکھی۔ کہو کس حال مین ہو۔
ایمیلی۔ بھائی صاحب مین اسکا مطلب نہین سمجھی۔ بھائی ہمنون مین اسکا
کیا پوچھنا کیا دنیا کالہو بالکل سفید ہوگیا۔
ہنری۔ اچھا بتاؤ۔ الفرڈ کا کیا حال ہو۔
ایمیلی۔ ہنری بھیا ہنری کیا کہون تمسے۔

اتنا کہکر ایمیلی کو وہ ابتدائے عشق محبت کے دن یاد آگئے اور اس ہلانے
کا تغیر پیش نظر ہوا بارے ضبط نہ رہا کلیجہ منھ کو آگیا۔ بے اختیار ان جانے
سے چمٹ گئی۔ اور زار قطار پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی۔ اتنا روئی۔ اتنا روئی
کہ جل تھل بھر گئے۔ سارا کچا چٹھا اپنے رنج وغم کا ہچکیان لے لے کے کہہ سنایا۔

سچ ہو دفور غم والم مین بھائی کا اتنی مدت کے بعد ملنا اور اسکا یون دکھ درد
کی کہانی دلسوزی سے سننا۔ عورت ذات کے واسطے ایسا واقعہ نہین کہ بہن
کے دل مین جو کچھ ہو وہ نہ کہے۔ چنانچہ یہی حال ایمیلی کا ہوا۔

ہنری نے ایک ایک لفظ کمال غور سے سنا اور دیر تک سوچتا رہا۔
اتنے مین دربان دروازہ کھول کے کمرے مین داخل ہوا اور ایمیلی
نے نظر اٹھا کر اسکی طرف دیکھا وہ ہنری کو دیکھ کے پچھلے پاؤن پلٹنا چاہتا
تھا کہ ایمیلی نے کہا دو کہو کیا کہنا ہو یہ کوئی غیر نہین۔ ہمارے بھائی ہین انسے

کوئی پردہ نہین"!

دربان۔ حضور خط آیا ہے۔

یہ سُنکر ہنری نے بہن سے کہا تمکو صرف اُنکی طرف شبہ ہو۔ کوئی بات رشک اور حسد کی خدانخواستہ نہین۔ ایملی مُنھ سے توکچھ نہ بولی مگرہان سرکی جنبش سے تصدیق کی اور دونون ہاتھون سے مُنھ چھپاکر رونے لگی۔

ادھر ہنری کی چالاکی دیکھیے کہ دربان سے کہنے لگا۔

"بڑے میان یہ لو یہ توڑا۔ اور وہ خط ذرا لاؤ توسہی مین بھی تو دیکھون"!

دربان۔ حضور مگر۔

ہنری۔ بس اگر مگر توتہ کرر کھیے۔ خیریت اسی مین ہو فوراً لائیے نہین تو یہ یاد رکھو یہ رشوت لے کر خط پہونچانے کا سارا حال کہدیا جائیگا۔ مفت خدا اُس بڑھاپے مین کلنک کا ٹیکا لگے گا۔ اُلٹے گدھے کی سواری نصیب ہوگی۔ ساری خیرخواہی نکل جائیگی۔

دربان بیچارے کے ہاتھون کے طوطے اُڑ گئے۔ سمجھا بیڈھب سے پالا پڑا۔ یہ توکوئی بڑے تگڑے دل معلوم ہوتے ہین بیچارہ چپکا کان دبائے کھسکا اور جلدی سے وہ خط لاکے حوالے کیا خط لیکر ہنری نے ایملی سے کہا لو دیکھو یہ خط دیا ہو۔ اب پڑھو اس سے تمھارا شبہ سب رفع ہوجائیگا۔ اس نے بیساختہ وہ خط بھائی سے لے لیا اور بے تکلف چاک کرڈالا مگر رموزات مین لکھا تھا۔ ایک حرف بھی سمجھ مین نہ آیا۔

ہنری۔ یہ توکوئی بڑے راز کی بات ہو۔ کوئی ایسی ویسی معمولی نہین معلوم

ہوتا ہی کوئی بڑا ہی اہم معاملہ ہی جسکی اس قدر پردہ داری ہی۔
ایمیلی تو یہ سُنکر سناٹے مین آگئی اور کچھ سوچنے لگی اور ہنری وہ خط جیب مین رکھو یہ جا وہ جا۔
اب اسکو نہایت انفعال ہوا کہ مین نے کیا کیا اور ہنری کے ہاتھ مین کیون خط دے دیا۔ دن بھر رویا کی ایک دم آنسو نہ تھمے۔ یہان تک کہ جب حسب عادت الفرڈ نصف شب کو مکان پر آیا ہی تب بھی یہ رو رہی تھی۔
خیر رات تو جون تون کٹی صبح ناشتے کے بعد الفرڈ حسب دستور باہر نہ گیا۔ ایمیلی سے کہنے لگا دوستو جان من دو تین برس کا زمانہ گذرتا ہی تب سے میرے چند حرکات تمکو خلاف معمول معلوم ہوتے ہونگے۔ مین نے تم سے آج تک انکی وجہ نہین بیان کی۔ اور وہ بھی محض اس خیال سے کہ تمھاری نازک طبیعت کو پریشانی اور انتشار نہو۔ کیا کہون وہ معاملات ہی کچھ ایسے ہین کہ نازک مزاجون کو اُن کے سُننے سے تردد اور تفکر ہوتا۔ بارے اتنے دن کی محنت کے بعد اب جا کے خدا خدا کر کے میرے تمام منصوبے ایک کینڈے پر آئے ہین اور پورا سامان ہوگیا ہی کہ حقوق شاہی کی جانب سے اس قومی انقلاب و طوفان بے تمیزی کو ایسا صدمہ پہونچایا جائے کہ یہ تمام شورش اور ہنگامہ بیخ و بن سے اکھڑ جائے اب انتظار ہی تو صرف ایک خط کا۔ وہ پہونچا اور سب کام چٹکی بجاتے ہوگئے بس یہی امر تھا جس مین آج تک منہمک رہا۔"
ایمیلی۔ افسوس صد افسوس۔ میرے دل مین نہین معلوم کیا کیا وسوسے اور بدگمانیان آتی رہین۔ مین نے خدا جانے تمھاری نسبت کیا کیا خیال کیا۔

اسکے بعد اُسنے اپنے تمام مصائب اور دلی تکلیفات کا ایسا پُردرد تفصیلی حال بیان کیا کہ الفرڈ بہت کچھ متاثر ہوا۔ مگر یہ بھی خیال کیا کہ اللہ اللہ ہمارا تو انکے ساتھ یہ حال اور ہماری طرف سے انکے دل مین ایسی بدگمانیان ایملی۔ قدمون پر گر پڑی اور اس لجاجت کے ساتھ عفو تقصیر کرائی۔ کہ الفرڈ کے دل سے کدورت بالکل دھو گئی۔ اُسوقت دونون کی مسرت کا حال کچھ نہ پوچھیے۔ ایملی کے چہرے پر نوجوانی کی بشاشت۔ الفرڈ کا نظارہ حسن سے مسرت اندوز ہونا۔ اُس زمانے کی یاد دلاتا تھا جب دونون مین پہلے پہل عشق و محبت کی ابتدا ہوئی تھی۔ بے اختیار الفرڈ نے ایملی کو اُٹھا کر سینے سے لگا لیا اور دیر تک کمال محبت و الفت سے دونون بغلگیر رہے مگر افسوس عین وقت پر کمرے کے دروازے پر کھٹکھٹانے کی آواز آئی اور مجبوراً دونون کو علحدہ ہونا پڑا۔ باہر کے کمرے مین کئی آدمیون کے پانون کی زور سے آواز سُنائی دی دروازہ کسی نے کھٹ سے کھولا اور تین سپاہی درانہ کمرے مین داخل ہوگئے۔ اب ع۔ کاٹو تو لہو نہین بدن مین ہے سارا نشہ ہرن ہوگیا۔ جام عیش لب تک آکر ہاتھ سے چھوٹ گرا۔ فلک تفرقہ پرداز نے تاک کر سنگ تفرقہ مارا۔ الغرض اُن مین سے افسر نے ایک کرخت آواز مین پوچھا تمھارا ہی نام الفرڈ ڈی اسٹیول ہی؟"

جواب۔ جی ہان۔

افسر۔ حسب فرمان شاہنشاہی نپولین اسوقت تم گرفتار کیے جاتے ہو۔

الفرڈ۔ کون جرم؟

افسر۔ تم اُس خط کا حال جانتے ہو جو مرموزات مین لکھا ہوا تھا؟ سب راز فاش ہوگیا۔ تم اپنے تئین قیدی تصور کرو۔ نواب ڈلارد (ہنری) نے آپ کی مخبری کی اور الزام کے تمام ثبوت دیے۔

افسر یہ کہہ ہی رہا تھا کہ دوسرے کمرے سے ایک چیخ کی آواز آئی اور معلوم ہوا فرش پر کوئی گرا۔ افسوس ایملی کے منہ سے یہ چیخ نکلی تھی۔ اور وہی گری۔ الفرڈ بات کی تہ کو پہونچ گیا۔ اور یقین ہوگیا کہ بس اب پھنس جانے مین کوئی دقیقہ باقی نرہا۔ افسر نے خیر اتنی رعایت کی کہ الفرڈ ایملی کو اُٹھا کے آرام سے لٹا اور اُسکی آرام آسایش کا انتظام کرسکا۔ بعد اسکے اُن لوگون کے ساتھ روانہ ہوگیا۔ آگے چل کر سڑک پر ڈاک گاڑی کھڑی تھی اُسکے قریب پہونچکر افسر نے کہا "تم بھلے آدمی معلوم ہوتے ہو۔ امید ہے کہ تم بدمعاشون کی طرح بھگوڑے نہ نکلو گے"

الفرڈ۔ مین بحلف کہتا ہون کہ میرا عہد اقبال اور ادبار مین یکسان مضبوط اور مستحکم رہے گا۔ افسر نے سپاہی سے کان مین کچھ کہا اور الفرڈ کو لیکر گاڑی مین بیٹھ گیا اور چل نکلا۔ تھوڑی دیر تک تو الفرڈ طرح طرح کے خیالات مین ایسا مبہوت ہو رہا تھا کہ اُسنے راستے پر نظر نہ کی کہ گاڑی کدھر کو جاتی ہے کچھ دور نکل کر نظر جو اُٹھاتا ہے تو بیساختہ اُسکی زبان سے نکلا "یہ تو دربار کا راستہ نہین ہے۔

افسر۔ یہ عدالت کا راستہ ہے اور وہین پہونچا دینے کا حکم ہے۔

چند منٹ کے بعد قصر شاہی کی پشت پر گاڑی ٹھہری دونون اُترے۔ افسر انکو لیے ہوئے عمارت مین داخل ہوا۔ مکان نہایت عالیشان۔ نہایت وسیع زینہ لگا ہوا جس سے معلوم ہوتا تھا کہ محل شاہی مین جانے کا یہی راستہ ہے

گارد دوروئیہ ٹہل رہے تھے۔ اُنکے چہرون سے آثار تبختر اور تفاخر ایسے ظاہر تھے کہ نپولین کیا اگر کسی بزدل کو بھی ایسے جری خونخوار جان نثار ملجاتے تو دنیا بھر کے شجاعون سے مقابلہ کرنے کو تیار ہوجاتا۔

کمرے مین داخل ہوکر افسر نے ایک شخص سے دریافت کیا "اس وقت کون اڈی کانگ حاضر ہے؟" جواب ملا "جنرل نواب ہنری ڈلارو"

ہنری کا نام سنکر الفرڈ کے دل مین گویا کسی نے خنجر بھونک دیا۔ افسر اپنے قیدی کو ایک دوسرے کمرے مین لے گیا وہان بہت سے افسران جنگی آتش خانہ کے روبرو بیٹھے آگ تاپ رہے تھے۔ ایک شخص اُٹھ کھڑا ہوا اور الفرڈ کے پاس فوراً آیا۔ یہ کون ہے؟ وہی جس کو الفرڈ پہلے سے جانتا تھا۔ ہنری اُسکا ہم مکتب۔ برادر نسبتی اُسکے خون کا پیاسا اُسکا جانی دشمن۔

ہنری۔ (زہر خند سے) اعلٰے حضرت آپ کے انتظار مین ہین تشریف لے چلیے یہ کہکر افسر اور الفرڈ دونون کو لے کے آگے بڑھا۔ راستے کے کمرے کمرون مین عہدہ داران قصر شاہنشاہی معین تھے ایک نہایت وسیع ہال مین پہونچے وہ سب سے زیادہ آراستہ۔ جابجا مصوران رشک مانی وبہزاد کے مرقعون سے پیراستہ تھا۔ دروازے پر آہستہ سے ادب کے ساتھ ہنری نے چھٹکی دی لمحہ بھر کے بعد صدائے دونگاہ "روبرو" بلند ہوئی۔ مجرم لرزان اور ترسان شہنشاہ نپولین کے حضور مین حاضر تھا۔

جس وقت اُس فتاح عالم کی نگاہ قہر آلود پڑی جسکی شہرت کے مقابل ہنی بال۔ قیصر روم۔ تیمور لنگ اور سلیمان اعظم کے مہات گرد تھے تو بیساختہ

الفرڈ زمین بوس ہوا۔

نپولین نے کہا "الفرڈ! اُٹھو اُٹھو۔ وہ زمانہ یاد ہی جب ہم تم ہمجولی ہم مکتب اور بے تکلف یار تھے؟ اُٹھو"

ہنری۔ حضور یہ وہی شخص ہی۔

نپولین نے اس رعب جلال سے "خاموش" کہا کہ ہنری کی روح سلب ہوگئی اور قریب تھا غش کھا کے گر پڑے اور الفرڈ سے کہا "الفرڈ تم آگے آؤ ہم لوگون مین آخری ملاقات کی شب وعدہ ہوا تھا۔ کوئی بیس برس ہوئے تمھین یاد ہوگا۔ اُسکا آج یون ایفا ہوا"!

اس حرکت طفلانہ کو یاد کرکے الفرڈ اور ہنری دونون پکار اُٹھے "ہان ہان"

شاہنشاہ۔ ہان بھئی وعدے کے تو ہم سب پکے نکلے۔ مگر ملے کیونکر۔ ایک کے ہاتھ مین فرانس کی قسمت دوسرا باغی ومفسد۔ تیسرا دوست کش۔

ہنری۔ حضور تابعدار نے تو اپنے آقائے نعمت کا حق خدمت ادا کیا۔

شاہنشاہ۔ یہ تو سچ ہی مگر تم اپنے دوست اپنے بہنوئی کی عداوت کے جرم مین مستوجب سزا ہو۔ لو یہ فرمان اسکی بدنصیب غمزدہ بیوی کے پاس لے جاؤ فوراً۔

یہ کہکر نپولین نے تھوڑی دیر تامل کیا اور جب فرمان شاہی لے کے ہنری رخصت ہوگیا تو پھر اُسنے الفرڈ سے یون کہا "سنو الفرڈ تم جو ایک ادبار زدہ خاندان کے خبط مین گرفتار ہو سمجھ لو کہ شاہنشاہ فرانس اپنے پُرانے دوستون سے نئے دوستون کے خاطر چشم پوشی نہین کرسکتا۔ الفرڈ تمھاری خطا معاف ہوئی۔ دیکھو جب اپنی سوانح عمری لکھنا ضرور لکھا دینا کہ وہ وعدہ اس طرح وفا ہوا

اور محض ایک طفلانہ حرکت کی یاد نے تمھاری جان بچائی افسران کو رہا کردو!!
الفرڈ - ایک دفعہ پھر قدم بوس ہوا اور چاہتا تھا کہ جہان تک زبان یاری دے
الفاظ شکریہ دل کھول کے ادا کرے - مگر منھ سے آواز نہ نکل سکی - یہ سمان دیکھکر
شہنشاہ کا بھی دل بھر آیا اور سپاہی کے بھی آنسو نکل پڑے - آخر نپولین نے
اشارے سے دونون کو اجازت رخصت دی اور آپ دوسرے کمرے مین چلا گیا -

جس وقت الفرڈ گھر پہونچا ہی دیکھا بیوی اور بچہ شادی مرگ ہو رہے ہین
اور میز پر حکم معافی رکھا ہوا ہی - اُس مین میجر کے عہدے پر اُسکا تقرر بھی درج
ہی اور اسی رجمنٹ مین پھر متعین کیا گیا ہی جس مین پہلے تھا -

شاہنشاہ نے یہ بھی حکم دیا کہ ہنری الفرڈ کی خدمت مین حاضر ہو کے اپنی
اُس خطا کی معافی چاہے کہ اُس نے اپنے بچپن کے دوست اور ہم مکتب کیساتھ
بدسلوکی کا کوئی دقیقہ اُٹھا نہین رکھا تھا -

لیکن ہنری کے دل مین آتش بغض و عناد مشتعل رہی اور ہمیشہ وہ گھات
مین رہا کہ کوئی موقع کسر نکالنے کا ملے - اُس وقت کی لعنت و ملامت بار بار یاد
آتی تھی جبکہ اُسکے والد کے سامنے اخیر گفتگو ہوئی ہی اور جس قضیہ نامرضیہ کی
وجہ سے اُس معمر نواب نے فرط رنج سے اُسی وقت جان دی -

الفرڈ کا یہ حال کہ اُسنے گذشتہ را صلواۃ پر عمل کیا - تمام شکایتین جو ہنری
کی طرف سے تھین اپنی نیک بختی اور صفائی قلب کے سبب بالکل دل سے
بھلا دین - اور ہنری کو پھر اپنا دوست بے ریا سمجھنے لگا -

الطاف و مراحم شاہنشاہی کے بدولت الفرڈ تھوڑے ہی دنون مین متمول

اور مغرز ہوگیا اور اس احسان نے اسکو نپولین کا ایسا بندۂ درم ناخریدہ بنا لیا کہ جس وقت نپولین الیا مین چند روز قیام کر کے پھر تاج شاہنشاہی کو زیب و زینت دینے فرانس آیا ہے۔ تو الفرڈ بھی انھین چیدہ چیدہ لوگون مین تھا جو زیر لوائے شاہنشاہی آ موجود ہوئے تھے واٹرلو کے معرکۂ قتال و جدال مین الفرڈ جنرل ہو کر ایسا ایسا لڑا کہ رستم و سہراب اگر زندہ ہوتے اُسکا لوہا مان جاتے۔ مگر امورات تقدیر مین کیا چارہ مجروح ہوا اور زخمون سے چور چور وہین کھیت رہا۔

ہنری اسکا برادر نسبتی بھی اِس معرکہ مین موجود تھا۔ اس نے میدان جنگ سے شکست کھا کے راہ فرار لی۔ اور یہین کو جا کر خبر وحشت اثر سُنائی کہ لڑائی بگڑ گئی اور الفرڈ کام آئے ایملی نے بھی شوہر کے غم مین چند روز کے بعد جان دیدی۔ دونون مین جو محبت و الفت تھی اُسکا تقاضا بھی یہی تھا کہ بعد الفرڈ کے ایملی کی آنکھون مین دُنیا اندھیر ہو جائے۔ تمام عیش و آرام۔ مسرت و شادمانی اس دُنیاے فانی کی معدوم معلوم ہو۔ آخر جس وقت اسکا دم نکلنے لگا ہے تو اپنے بچے الفرڈ کا ہاتھ بھائی کے ہاتھ مین دے گئی اور جو دولت و ثروت تھی وہ بھی تعلیم و تربیت کے واسطے بھائی کے حوالہ کر دی اب اُسکی قبر مقام پیری لیچز مین ہے۔ ہنری کی بیہودگیون اور لچر خیالات اور ناشایستہ حرکات کا صحیح اندازہ کرنا طاقت بشری سے باہر ہے۔ روپیہ پیسے کے بارے مین نہایت خسیس۔ کوڑی کوڑی دانت سے پکڑنے والا پیسے کے تین دھیلے بھنانے والا تھا۔ ۱۸۱۳ء مین با این ہمہ آبخست و امساک تھیٹر کی ایک مشہور و

معروف رنڈی سرنی پر سلامتی سے عاشق بھی ہوئے اور سبز باغ دکھاکے لے بھی بھاگے - مگر چند ہی روز کے بعد جب ایک لڑکی پیدا ہوئی ہو تو آپ نے مان بیٹی دونون کو پھر نکال باہر کیا - لیکن اُسوقت سے خفیہ لڑکی کے حالات پر توجہ ضرور رکھتے دور ہی دور سے سُن گن لیا کرتے تھے - ذلت کے خیال سے اُسنے کبھی اپنا واسطہ تو ظاہر نہین کیا مگر جوش خون کہان جائے جس حال مین اس لڑکی کو پاتا اور موقع دیکھتا لوگون سے تعریف ضرور کرتا - مگر بھابج کے ساتھ عداوت کا کوئی دقیقہ اُٹھا نہ رکھتا - ساری دولت جو اُسکی مان نے تعلیم و تربیت اور بسر اوقات کو دی تھی وہ سب دبا رکھی کوڑی کوڑی کا محتاج کر دیا اور اس طرح اُس عداوت اور عناد کو جو اُسکے باپ الفرڈ اسٹول کے ساتھ اس کو بھی نکالتا ہی -

اُس قصّے کو دیکھکر سرا ڈمنڈ نے کہا دا للہ اللہ دنیا مین ایسے بھی بندگان خدا پڑے ہین جنکا دلی منشا انسان کی عقل و فہم مین آہی نہین سکتا اکثر حرکات اہم ایسے کر گذرتے ہین جو محض خفیف سے خواہش کی اشتعالک سے پیدا ہوتے ہین اگر کوئی فسانہ نگار اپنے رستم داستان مین ذراسی بات بھی خلاف عقل بیان کردے تو ہمکو بہت سے اعتراضات سوجھین - مگر انسان کی سوانح عمری ایک ایسا دفتر بے پایان ہو کہ خصائل متضادہ - حرکات مختلفہ - امر جہ تنوعہ کی بھول بھلیان ایسی ہین کہ داستان گو کے جھوٹ طلسم اور نیرنگ ساحرون کے مبالغے اُنکے آگے کچھ حقیقت نہین رکھتے - درصل کوئی خلاف عقل فسانہ ایسا دلچسپ نہین ہوسکتا جیسا انسان کا خود کچا کچا حال - اگر آج لوگون کی آنکھون

سے پردے اُٹھ جائین اور بطون کا حال ایک دوسرے کو معلوم ہو سکے تو خدا جانے کس قدر بُرائیان کھُل جائین کتنے ہی دھوکے اور شبہے آئینہ ہون کتنے لائق ملامت قابل ستایش نکلین۔ اور کتنے بدنام مستحق تعریف قرار پائین۔ نیکون کے جوہر کھلین مکارون کا پردہ فاش ہو۔ بڑے بڑے مجرمون کے جرم کی بنا خفیف خفیف سی باتون مین نظر آئے۔ اور اہم سے اہم کارگذاریان طرح طرح کے اوٹ پہاڑ نکلین۔

قصہ مختصر بارسٹر تین چار روز تک یہی سوچتے رہے کہ اب نواب کے ساتھ کون کارروائی کرنی چاہیے کہ اُس بیچاری کو روٹیون کا سہارا ہو جائے۔ آخرکار یہی مصمم قصد کرلیا کہ کچھ ہی ہو بہت کچھ دولت ثروت نہ ملے نہ سہی۔ مگر اس رانڈ بیوہ کا استحقاق اتنا تو مستحکم کردیا جاوے کہ نان و نمک کا سہارا ہو سکے اور اس سنگدل سے کچھ تو وصول ہو جایا کرے۔ بس یہ سوچے اُٹھ کھڑے ہوئے۔ یہ تو جانتے ہی تھے کہ سرشام یہ حضرت قہوہ خانے کا ضرور دورہ کرتے ہین۔ جہان اُنکی بیٹی ساقی گری کی خدمت انجام دیتی ہے۔ اور اُن کے گھر جانا کسی طرح مناسب بھی نہین پس یہ سیدھے اُسی قہوہ خانے کی طرف چل کھڑے ہوئے۔

جون ہی قہوہ خانے مین داخل ہوئے ہین کہ سامنے وہ ماہ دوہفتہ میز کے قریب نظر آئی۔ اُنھون نے اِدھر اُدھر دیکھا کہ نواب کہان ہین مگر آج نواب کا کہین پتہ نہ لگا۔ اسوقت قہوہ خانے مین بڑا مجمع تھا ہر طرح ہر حثییت کے لوگون کی بھیڑ لگی تھی ایک ایک کو انھونے غور سے دیکھا نواب کہین نظر نہ آئے۔ مجبوراً یہ میز کے قریب گئے کافی طلب کی۔ اور بالن سے دو ایک باتین کین۔

"کہو آج کے تماشے کا اشتہار بھی تم نے دیکھا ہے" (اور یہ کہکے وہان سے ہٹ کے

کرسی پر بیٹھ گئے)۔

پالن۔ (دراز سے اشتہار نکالکے) جی ہان یہ لیجیے۔ آج تو کوئی نئی بات اسمین نہین ہی۔

مارٹمر۔ تمکو کبھی تھیٹر جانے کا بھی اتفاق ہوا ہی؟

پالن۔ جی نہین مجکو بڑی نفرت ہی۔

اس بات کو اس لب ولہجے سے پالن نے کہا کہ معلوم ہوتا تھا اسکے دل پر اس سے بہت بڑا اثر پڑا ہی۔ اور سر مارٹمر کو بھی تاسف ہوا کہ مین نے کیون ایسی ناگوار بات پوچھی جس سے پالن کو اپنی مان کی خستہ حالت کا خیال آگیا اور کہنے لگے۔

"اچھا دلچسپ نہ سہی مگر ہم تو تفریحًا ضرور جائینگے دیکھین تو وہان کیا ہوتا ہی"

پالن۔ بہت بہتر۔ مگر اشتہار ملاحظہ فرماکے واپس فرمائیے گا ایک بزرگوار سن رسیدہ امیر روز آٹھ بجے شام کو یہان آتے اور اشتہار طلب کرتے اور اُس کی عوض دو روپیہ دے جایا کرتے ہین۔

مارٹمر۔ وہی بزرگوار تو نہین جنکو ہم نے یہان ایک روز پہلے دیکھا تھا سفید بال نیلا کوٹ سُرخ فیتہ سینے پر لگا ہوا۔ اور چھڑی پر سونے کی موٹھ چڑھی ہوئی۔

پالن۔ وہی وہی۔

سراڈمنڈ۔ کیا تم اُنکو جانتی ہو۔

پالن۔ جی مطلق نہین۔ مگر ہر روز وہ یہان تشریف لاتے ضرور ہین۔ اور گھنٹے دو گھنٹے بیٹھکر چلے جاتے ہین (مُسکراکر) مگر اُن سے دوکان کو کچھ نفع نہین ہوتا۔ شاید آدمی خسیس معلوم ہوتے ہین۔ یا اتنی مقدرت نہ ہوگی کہ یہان کچھ خرچ کرسکین

مارٹمر۔ جی نہین بڑے مالدار ہین۔

پالن۔ شاید آپ سے ملاقات ہو۔
سراڈمنڈ۔ ہان یون ہی سی روشناسی ہو۔ تم نام جانتی ہو۔
پالن۔ جی نہین۔ ہان اکثر اُن کو دیکھا ہو یہان آنے سے پہلے بھی کہین کہین نظر آئے بلکہ مجھے تعجب بھی ہوا۔ کہ جہان دیکھو آپ بھی موجود۔
سراڈمنڈ۔ اسکی نہ کہو۔ یون تو اکثر لوگ تمکو ملے ہونگے لیکن اصل یہ ہو کہ انکی ایک داستان ہو کسی روز۔
پالن۔ خاموش۔
سر مارٹمر نے آنکھ اُٹھا کے دروازے کی طرف دیکھا۔ سامنے سے وہی بزرگوار چلے آتے تھے۔ انھون نے جلدی سے ٹھیٹر کا اشتہار پالن کو واپس کیا اور اُسے دراز مین رکھ لیا۔ نواب دروازے سے سیدھے پالن کے پاس آئے۔ اور ہلکی سی فرمایش کر کے سر جھکائے دور ہٹ کر ایک میز کے قریب جا بیٹھے لیکن سراڈمنڈ اُنھین کے پاس پہونچے اور وہین بیٹھ گئے۔
نواب۔ عجب حسن اتفاق ہو کہ آپ سے اکثر مقامات پر ملاقات ہو جاتی ہو آپ سے ملکے طبیعت نہایت محظوظ ہوتی ہو۔ مگر اُسی وقت تک جب تک آپ بیچ کے معاملات مین گفتگو نہ کرین۔
مارٹمر۔ واقعی اکثر معاملات مین ذاتیات سے بحث کرنا بیہودگی ہو۔ لیکن جناب جب انسانی ہمدردی بلکہ انسانیت کا معاملہ ہو۔
نواب۔ مگر جناب اُس عورت کے بارے مین گفتگو بالکل فضول ہو۔ نہ آپ کو بحث کا کوئی حق ہو نہ میری مہربانی پر اُس عورت کو۔

مارٹمر - یہ نہ کہیے جناب - اُسکو ہر طرح دعویٰ ہی - کیا آپ کے بھانجے کی بیوہ نہین مہربانی کسکو کہتے ہین -

نواب - بس جناب مختصر یہ ہی کہ ایسی چھیڑ چھاڑ مجھے نہایت ناپسند ہی یا تو اس قہوہ خانے سے آپ نکل جائیے یا مین جاتا ہون -

مارٹمر - اس قدر برہمی کی کیا حاجت ہی - آپ سمجھے ہون گے مین حالات سے ناواقف ہون مگر مجھے سب کچھ معلوم ہی مجھے اسی پر ہنسی آتی ہی کہ آپ قانونی دعویدار کا حق مارنا چاہتے ہین - اور اس حق کی جگہ مہربانی کا لفظ استعمال کرتے ہین

نواب - قانونی حق کیا چیز اور کسکا -

مارٹمر - جی ہان موروثی حق -

نواب - بندۂ خدا آہستہ بولو لوگ سُن رہے ہین دیکھو سب کی نظرین اسی طرف کو لگی ہوئی ہین - قہوہ خانے کے سب نوکر کہتے ہونگے کیا معاملہ ہی - چلو باہر چلین ٹھنڈھی ہوا کھائین - وہین گفتگو -

نواب اُٹھ کھڑے ہوے دروازے کی طرف چلے - سر اڈمنڈ نے بھی پانچ روپیہ میز پر رکھدیے اور اُنکے ساتھ ہولیے -

اس حرکت پر پالسن اور دیگر ملازمان قہوہ خانے کو تعجب ہوا کہ آخر ان دونون مین کون ایسی بات ہوئی کہ یون جھگڑا ہو گیا -

نواب باہر آئے ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا کے جھونکون سے غصہ فرو ہوا مزاج مین اعتدال اور دل مین خیال آیا کہ ایسا نہو کہین اصلی حال سے یہ واقف ہون مگر پھر اطمینان کرلیا کہ بھلا ایسی بات کسکو معلوم ہوسکتی ہی انھون نے جو کچھ

دعوے کا ذکر مذکور کیا ہے وہ صرف ڈرانے دھمکانے کے لحاظ سے اب یہ سر اُڈ منڈ کی جانب مخاطب ہو کر یون گویا ہوئے وہ حضرت سلامت سنیئے تخلیے کا موقع ہے صاف صاف یہ ہے کہ آپنے بلا سبب ایک مجھ ایسے زمانہ دیدہ شخص کو ستانے اور دق کرنے کا ارادہ کیا تھا۔ مین آپ کو بدون اسکی سزا دیے ہرگز نہین جانے دونگا۔
سر اڈمنڈ پہلے سے انکے دل کے خیالات تاڑ گئے تھے۔ اور آدیرش بھی ایسی ہو چکی تھی کہ یہ فی الجملہ غصّے مین تھے۔ اب اُنھون نے خیال کیا کہ موقع بہت اچھا ہے اتھالی کا مطلب خوب نکلے گا۔ یہی وقت ہے پس اس طرح جواب دیا۔ مین آپ سے پہلے گذارش کر چکا ہون کہ آپ کے دل کا حال مجھپر آئینہ ہے۔ جسکے جواب مین آپ نے کہا تھا کہ تمکو جنون ہے۔ مین نہین کہ سکتا کہ اُس بدبخت کے احقاق مین کوشش کرنا۔ جو ہر نوع اپنے مرحوم شوہر کی دولت پر پورا حق رکھتی ہے جنون ہے یا نہین۔ لیکن یہ بخوبی یقین ہے کہ جو کچھ آپ کی بہن نے آخری وقت وصیت کی تھی اُسکو پورا نہ کرنا اور مستحق کے ساتھ خیانت اور ناانصافی جنون سے بدتر ہے۔ لے ہم سے سُنو دراصل اُلفرڈ بھانجا تھا جسکو بھتیجا مشہور کیا۔
نواب۔ (کانپ کے) نہ معلوم آپ کیا کہتے ہین آپ تو پہیلیان بجھاتے ہین۔
سر اڈمنڈ۔ جی ان باتون کو آپ کا دل ہی خوب سمجھتا ہے۔ آپ کے تمام حالات جانتا ہون۔ ع من خوب می شناسم پیران پارسا را۔ بلکہ جو رشتہ آپ مین اور قہوہ خانے کی بیٹھنے والی لڑکی مین ہے۔ وہ بھی مجھے معلوم ہے۔
یہ جملہ سُنکر نواب بہت ہی گھبرائے۔ ہاتھون کے طوطے اُڑ گئے بیخود اور بدحواس ہو کر کہنے لگے۔ دہائی خدا۔ کیا تمکو معلوم ہے کہ یہ میری لڑکی ہے جب سے یہان

آئی ہے۔ آج تک اُس پر یہ نہین کھُلنے پایا کہ مین (جو ہر شب یہان آیا کرتا ہون) کون ہون۔

مارٹمر۔ ہان اُس کو آپ کا نام تو نہین معلوم۔ لیکن مین تو آپ کے حالات سے بخوبی آگاہ ہون۔ وہ ابتدائے عمر مین احباب سے ایک موقع پر معاہدہ۔ وہ اُس کا عجیب وغریب طریقے سے ایفاء۔ وہ آپ کے بہنوئی کے بہادرانہ حرکات وافعال۔ اور اُسکی بیوی نے جو کچھ آپ کی امانت مین رکھا تھا اُس پر آپ کا وہ متصرف ہونا۔

نواب متحیر ہو کر کہنے لگے "تو معلوم ہوتا ہے آپ کو علم غیب ہے"

سر اڈمنڈ۔ اگر آپ اُس بیچاری غریب بیوہ اور بچے کا حق دیدیجیے گا تو آپ کی کوئی بدنامی نہ ہونے پائے گی۔ اور اگر آپ نے رشتہ داری کا خیال نہ کیا تو فی الحقیقت ایک دیندار کے ترحم کو دخل دیا بلکہ وہ تسکین کین کہ الفرڈ نے خودکشی تک کر لی اصل مین آپ بہت بڑے سنگین جرم کے مجرم ہین لیکن مجھے ہرگز منظور نہین کہ ان باتون کو مین اپنی طرف سے ظاہر ہونے دون۔

اسپر نواب بالکل ڈھیلے ہوگئے اور آہستہ آہستہ کہنے لگے "خیر ان باتون پر خاک ڈالیے چلیے اسوقت میرے ہان جو کچھ آپ کا منشا ہوگا ہر کیف پورا کر دیا جائیگا"

الحاصل نواب صاحب بدحواس پریشان ایک کرایہ کی گاڑی کرکے سر اڈمنڈ کولے کے مکان پر پہونچے۔ طرح طرح کے خیالات اس طرح دل مین آرہے تھے کہ ان پر بیخودی کا عالم طاری تھا۔ راستے مین مطلق بات چیت نہ کی جسوقت مکان مین داخل ہوے ہین اسوقت اُن کو معلوم ہوتا تھا کہ اس عالیشان قصر کا

ہین مالک ہی نہین رہا۔ انکے ساتھ ساتھ سراڈسنڈ بھی تھے۔ نواب صاحب اپنی خلوت گاہ ہین پہونچے۔ کمرہ نہایت آراستہ نوادر روزگار سے پیراستہ تھا۔ وہان سے خوابگاہ ہین گئے۔ اور ایک چھوٹا سا آہنی صندوقچہ اُٹھا لائے۔ سراڈمنڈ سے کہنے لگے "دیکھیے یہ بکس ہے اور یہ اس کی کنجی ہے۔ اس ہین الفرڈ کی مان کی دی ہوئی دولت سے کہین زیادہ مال ہے۔ جس طرح آپ کو مناسب معلوم ہو صرف کیجیے اور اتھالی کو دیجیے"۔

سراڈمنڈ۔ بہت اچھا جو کچھ اسکا مصرف ہوگا اُس کا حساب بطور امین کے آپ کو بتا دیا جائے گا۔ نواب نے آہستہ سے جواب دیا "وہ نہین بیکار ہے" مگر چہرے سے نفرت اور اضطراب کے آثار ظاہر ہوتے تھے۔

سراڈمنڈ کو ان باتون پر غور کرنے کی کیا پڑی تھی۔ بکس لیکر رخصت ہوئے اور ارادہ کیا کہ رات بہت گئی ہے صبح سویرے سب سے پہلا کام اتھالی کو اطلاع دینا ہے۔ یہ اسی خیال ہین کمرے سے نکلے اور صحن تک پہونچے ہی تھے کہ نواب کا ایک خدمت گار ملا اُس نے دیکھا ایک اجنبی شخص بغل ہین کچھ دبائے مالک کے کمرے سے نکلکر چھپٹا جا رہا ہے۔ اسکو کچھ شک گذرا سامنے آکے روک لیا اور پوچھنے لگا آپ کون ہین؟

سراڈمنڈ۔ بھئی ہم تمھارے مالک کے ملاقاتی ہین ہم کو جانے دو۔

نوکر۔ خطا معاف۔ بُرا ماننے کی بات نہین ہم لوگ تنخواہ اسی بات کی پاتے ہین۔ یہ جو پارسل آپ لیے ہین ہمکو دکھاتے جائیے۔

سراڈمنڈ۔ ایک تو مستعجل دوسرے خدمت گار کی یہ حقیقت کہ ایسا شُبہہ کرے بہت ہی برہم ہوئے۔ غصّے مین مُنھ سے نکل گیا۔

"باجی تیری بھی یہ حقیقت جو ہمکو روکے۔ بس سیدھا چلا جا اپنے رستے نہین تیری خیریت نہین ہے"
اتنے مین چاندنی کی چاٹ مین بکس نظر آیا نوکر بولا "واہ واہ یہ تو وہی صندوقچہ ہے جو نواب صاحب اپنے ساتھ رکھا کرتے ہین"
یہ کہکر نوکر نے ان پر ہاتھ ڈالدیا انھون نے غصے مین آکے خدمت گار کو ایک ٹھوکر ماری۔ وہ منھ کے بھل زمین پر آرہا۔ اور یہ وہان سے یہ جادہ جا۔ دریا کے کنارے تک جا پہونچے نوکر اٹھا اور ہاتھ پانون جھاڑ جھوڑ کر پھر انکے تعاقب مین چلا۔ مگر یہ دور نکل گئے تھے۔ نظر نہ آئے۔ ناچار واپس آیا اور ملازمون کو خبر کی۔ مالک کے کمرے مین گیا۔ تاکہ وہان دیکھے کون کون چیز گئی ہے۔ کمرے کے دروازے کھلے پڑے تھے۔ اور ایک لیمپ ٹمٹا رہا تھا۔ نوکرون نے وہان جاکر دیکھا انکے مالک فرش پر بےحس وحرکت پڑے ہین۔ گردن مین بہت گہرا زخم لگا۔ خون کے فوارے جاری ہین۔
جلدی سے اٹھاکے بستر پر لٹانا چاہا تھا کہ استرہ فرش پر گرا۔ اور معلوم ہوا اسی سے گردن مین یہ کاری زخم لگا ہے۔ مگر یہ نہ معلوم ہوا کہ آیا یہ استرہ نواب کے ہاتھ سے چھوٹ گرا ہے یا قاتل نے قتل کرکے انکی لاش پر رکھدیا ہے۔ بہرکیف ڈاکٹر طلب کیا گیا۔ اُس نے دیکھتے ہی صاف کہدیا کہ روح جسم سے مفارقت کر چکی۔ ان مین کچھ دم درود باقی نہین۔
اسکے بعد خدمتگار نے بیان کیا کہ مجھے ایک اجنبی شخص راستے مین یون جاتے ملا اور اس طرح آویزش ہوئی۔ جب مین پلٹ کر کمرے مین آیا ہون۔ تو

دیکھا کہ سرکاری بکس جو صبح کو لوہے کی الماری مین رکھا تھا غائب ہے۔ فرش پر نواب صاحب کی لاش پڑی ہے۔ الماری کھلی ہوئی ہے اور باقی کوئی چیز نہین گئی۔ پولیس کو فوراً اطلاع دی گئی اور خدمتگار کا اظہار قلمبند کرا دیا گیا۔

چونکہ فرانس کے اہل پولیس سراغ رسانی مین اول درجہ کے ہوتے ہین۔ انکو اُسی شب تمام حالات معلوم ہو گئے۔

یعنی نواب صاحب شام کو فلان قہوہ خانے گئے تھے اور وہین اُن سے ایک انگریز سے ملاقات ہوئی تھی۔ یہ انگریز نواب صاحب کے آنے سے پہلے اُس عورت سے جو قہوہ تقسیم کرتی تھی تھوڑی دیر تک گفتگو کرتا رہا تھا بعد اُسکے جب نواب صاحب آ گئے تو پھر اُن سے دیر تک کچھ صحبت ہوا کی پھر یہ دونون ایک ساتھ قہوہ خانے کے باہر نکل گئے۔ تب سے پھر اُس وقت تک کا حال جبکہ خدمتگار سے اور اس اجنبی شخص سے جھگڑا ہوا ہے کچھ البتہ نہ کھلا۔

خدمتگار نے یہ بھی بیان کیا کہ جس طرح کا حلیہ اُس انگریز کا بیان کیا جاتا ہے کہ جس سے قہوہ خانے مین ملاقات ہوئی بجنسہ اُسی شکل وصورت کا ایک انگریز چند روز پہلے نواب صاحب سے ملنے آیا تھا ان نشانیون کے ذریعہ سے پولیس نے عرصۂ قلیل مین پتہ لگا لیا کہ ایسا ایک انگریز پارس ہوٹل مین مقیم ہے۔

پولیس فوراً مالک ہوٹل کے پاس پہونچا اور اُس مسافر کے متعلق چند حالات دریافت کیے معلوم ہوا کہ اُن کا نام سر اڈمنڈ بارٹھ ہے اور دو بجے شب کو ہی صاحب واپس آئے تھے۔ پولیس نے فوراً انکو زیر حراست کر لیا سر اڈمنڈ یا تو بستر استراحت پر پڑے خراٹے لے رہے تھے۔ جس وقت

پولیس انکے کمرے مین پہونچا ہی آنکھین ملتے گھبراکر اُٹھ بیٹھے۔ اور خفا ہوکر کہنے لگے اس طرح ہماری خواب گاہ مین آنے کا کیا سبب ہی۔ افسر پولیس نے جواب دیا "حضرت اگر آپ کو ہمارے آنے کا سبب نہین معلوم تو جوری بتا دے گی۔ سردست آپ کی نسبت ایک سخت جُرم کا شبہ ہی۔

مارٹمر۔ شبہ جرم چہ معنی دارد۔

جواب۔ قتل نواب ڈلارو۔

سراڈمنڈ۔ قتل نواب۔

افسر پولیس۔ جی ہان مین جو عرض کرتا ہون۔ جو کچھ حالات ابھی تک معلوم ہوئے ہین اُنکی رو سے قتل کا شبہ آپ ہی پر ہوتا ہی۔

سر مارٹمر۔ بھلا اسکے کچھ وجوہ بھی ہین یا یون ہی تم نے مان لیا۔

افسر پولیس نے آہنی بکس کی جانب جو کرسی پر رکھا تھا اشارہ کرکے کہا سردست یہی ثبوت کیا کم ہے۔

مارٹمر۔ اسکی وجہ یہان پہونچنے کی مین ابھی بیان کیے دیتا ہون۔

افسر پولیس۔ اب کچھ حاصل نہین تھوڑی دیر مین عدالت مین آپ پیش کیے جائینگے اُسوقت جو کچھ عذر ہو ظاہر فرما دیجیے گا اگر آپ کے خلاف وجوہ قوی ہوئے تو مقدمہ سشن جائے گا نہین اُسی وقت رہائی مل جائے گی صرف تھوڑی دیر کی تکلیف ضرور ہی۔

بات معقول تھی سراڈمنڈ بھی خاموشی مناسب سمجھے۔ اُٹھے کپڑے پہنے۔ پولیس کے ہمراہ گاڑی مین سوار ہوئے۔ اور روانہ ہوگئے تین بجے

کے قریب حوالات واقعہ مکان لافوس جسکا مفصل حال ہم نے فسانہ موسومہ بہ "شیطان کا غلام" مین مذکور کیا ہے داخل ہو گئے۔ ایک صاف شفاف کمرے مین جگہ ملی۔ دروازہ مقفل ہوا روشنی ہٹا لی گئی۔ اب تنگ تاریک مکان ہے اور ان کے خیالات کا ہجوم معمولی سا ایک بستر ایک جانب تھا اُسی پر لیٹ گئے۔ اب جاکے ہوش آیا۔ آنکھین کھلین۔ اور اپنی حالت پر غور کرنا شروع کیا سمجھے کہ جس وقت مین اُس نواب سے رخصت ہوا ہون یقیناً اُسی وقت اُس نے اپنے کمرے مین خودکشی کر لی۔ کیا وجہ کہ وہ آدمی نہایت درجہ مغرور اور غیور تھا۔ اُس نے خیال کیا ہوگا میری شرارت اور سیاہ کاری کا حال اس شخص پر آئینہ ہو گیا ہے اس غیر آدمی کو کیا پڑی کہ ان باتون کو اپنے ہی تک رکھے۔ لامحالہ یہ راز طشت از بام ہوگا۔ اور دنیا مین مُنھ دکھانے کی کوئی صورت نہ رہے گی۔

نواب کا وہ جملہ بھی یاد آیا جو اُنھون نے اسی وقت کہا تھا جب التھالی کے حقوق اور انفرڈ کی ماں کی وصیت کا مذکور ہوا تھا۔

الغرض اس طرح کے خیالات نے اُن کو یقین دلا دیا کہ معاملات بہت پیچیدہ ہو گئے ہین۔ دیکھیے اس مصیبت سے کیونکر گلو خلاصی ہوتی ہے کتاب اتقا سے اکثر حالات ایسے ان کو معلوم ہوئے تھے کہ اُنھون نے ٹھان لی تھی اب جھگڑے مین نہ پڑون گا۔ ایسی باتون مین پڑنا محض کانٹون مین الجھنا ہے۔ قہوہ خانے مین گفتگو۔ خدمتگار سے جھگڑا۔ بکس آہنی کا انکے کمرے سے برآمد ہونا ان سب واقعات نے ایک ایسا سلسلہ قائم کر دیا کہ الزام رفع ہونا

فی الجملہ دشوار معلوم ہوا۔ کتاب القاسے جو کچھ حالات انکو معلوم ہوئے اور جنکے اظہار نے نواب کو بکس حوالہ کرنے پر مجبور کیا۔ یہ ایک ایسی بات تھی کہ کسی عدالت مین اُسکی سماعت نہین ہو سکتی تھی جب کسی سے کہینگے وہ انھین کو اُلٹا مجنون بنائے گا۔ اور یقین کرے گا ہو نہو یہی قاتل ہی انھون نے عام معلومات حاصل کرنے کی جو طمع کی تھی اُس پر نہایت نادم اور منفعل ہوئے کہ مین نے کیون اسبات کا کھوج لگایا۔ کیون نواب سے واقعات کا اظہار کیا کیون ایسی باتین کین کہ غیرت مین آکے اُسنے جان دیدی۔ پھر دل کو یون بھی تسکین دی " اگرچہ میرے واسطے یہ خرابیان پیدا ہوئین مگر الحمد للہ نیت تو میری بخیر تھی کیا ہوا۔ اگر ایک بیوہ اور یتیم کے احقاق مین یہ آفتین پیش آئین" بے ساختہ بآواز بلند زبان سے نکل گیا " بس یہ ثمرہ معلومات عام حاصل کرنے کا ہمکو ملا۔ واہ کیا فائدہ پہونچا اور کیا مناسب استعمال ہمنے کیا ہمارے حق مین بھی یہ رحمت زحمت ہو گئی۔ جیسے اور بزرگون نے اس سے کوئی لطف نہ اُٹھایا اسطرح ہم بھی محروم رہے۔ کیا اُس روح نے جان بوجھ کر مغالطہ دیا یا اُس کو ان نتائج کی خبر نہ تھی۔ کاش میرے مورث اس قوت کو مجھ تک منتقل نہ کرتے یہ دولت اُنکے ساتھ چلی گئی ہوتی۔ اسوقت نہین معلوم کیا کیا خیالات پیدا ہوئے ہین اگر مین مجرم ہی قرار پایا اور اُس خیالی جرم کے ہاتھون سزاے قصاص پائی تو پھر وہ تمام باتین کیونکر پوری ہونگی۔ جو خاندان کے واسطے مخصوص ہین اور مین کیونکر اس خاندانی قصر مین جاکر آخر وقت پہونچ سکونگا اس سے تو معلوم ہوتا ہی کہ شاید مین سزا سے بچ جاؤن "

غرضکہ اسی طرح کے خیالات مین تمام شب بسر کی علی الصباح جب آفتاب
کی شعاعین پھوٹین۔ اُس وقت سردی کی شدت سے اُٹھکر ٹہلنے اور سوچنے لگے
سچ تو یہ ہی کہ شادی و غم مین۔ صرف فرق اعتباری ہی جب ایک حالت سے
دوسری کو مقابلہ کرو تو خوشی اور رنج کا اندازہ مل سکتا ہی۔ ہم اپنی حالت کا
اُسی وقت اندازہ کر سکتے ہین جب اُسکو گذشتہ یا خیالی حالت سے مقابل کرین
جو پہلے تھی۔ یا اُسوقت ہوتی جبکہ ہم سے کوئی لغزش یا غلطی نہ ہوتی یا مقدور
ویسا نہ ہوتا جیسا بالفعل ہی پس سر مارٹمر بھی ہوٹل کے آرام آسایش اور
آزادی سے حالت موجودہ کا تقابل کرنے لگے۔ ایک دفعہ کھڑکی پر نظر جو کرتے
ہین اُسکی سلاخ پر ایک مرغ خوش الحان بیٹھا زمزمہ سنجی کرتا نظر آیا۔ تھوڑی دیر
کے بعد پھر سے اُڑا چلا گیا۔ اُنھون نے حسرت بھری نگاہ سے دیکھکر کہا ع
وا ے بر ما و گرفتاری ما
آٹھ بجے کے قریب ایک محافظ محبس آیا پوچھا تم اپنا کھانا
حسب خواہش خرید کر کے کھاؤ گے یا جیلخانے سے خوراک لوگے اُنھون نے
دونون سے انکار کیا۔ ایسی فکر مین بھلا کسکو بھوک معلوم ہوسکتی ہی نو بجے سپاہی
آئے اور خبر دی کہ آپ کو عدالت چلنا ہوگا۔ حاکم اجلاس پر آگیا گواہ بھی
سب حاضر ہین۔ یہ بیچارے بیچون وچرا اُن کے ہمراہ ہوئے مگر کچھ عقل مین
نہ آیا۔ کہ آخر وہان جاکر اس مظلمے سے برئت کیونکر حاصل کرین۔ اگر پورا پورا
قصہ صاف صاف کہا تو کوئی یقین کیونکر کرے گا نہین کہتے ہین تو آخر
الزام کا کیا جواب دین۔ غرضکہ انھین خیالات مین مضطرب پریشان بدحواس

حاکم کے روبرو پہونچے اور نہایت اطمینان اور ہوشیاری سے ٹھیک ٹھیک جوابات دیتے رہے۔ لیکن جسقدر اصل واقعہ قتل کا ذکر قریب آتا گیا اُسی قدر اُنکا اضطراب ترقی کرتا۔ دماغ مین خیالات کا ہجوم ہوتا گیا۔ حواس منتشر ہوئے کچھ کا کچھ بکنے لگے۔ ع۔ پوچھی زمین کی تو کہی آسمان کی ٭ کوئی جواب سمجھ مین نہ آتا تھا۔ سارا بیان مجنون کی بڑ یا دیوانے کی زٹل معلوم ہوتا تھا۔ اسی لپیٹ مین مقدمہ کا اظہار دیتے دیتے آپ نے اپنے خاندان کی تعریف بیان کرنا شروع کی۔ حاکم دیر تک تو جبر صبر کیے سُنا کیا۔ مگر خاک سمجھ کچھ بھی اُسکی سمجھ مین نہ آیا۔ آخرکار یہ بھی بکتے بکتے تھک کر بیہوش ہوکر گر پڑے۔ انکو نہین معلوم مین کہان ہون اور کیا بکتا ہون۔

مجبوراً لوگ اُٹھاکر دوسرے کمرے مین لے گئے۔ اور یکے بعد دیگرے گواہون کے اظہار شروع ہوئے اس عجیب غریب مقدمے کی کارروائی دیکھنے کے واسطے مجمع کثیر تھا بہت سے بندگان خدا اسپر بھی آمادہ تھے کہ جس طرح ہوسکے سراڈمنڈ کی جان بچائین اتنے مین سر الف لنسی اور باطن شاہ بھی آئے لنسی صاحب نے اظہار دیا کہ انکے خاندان مین کچھ ایسی باتین ہمیشہ سے چلی آتی ہین جن سے عقل کچھ کام نہین کرتی اور خود سراڈمنڈ کے بھی افعال و حرکات اور اقوال سے کبھی کبھی ایک طرح کی سنک پائی جاتی ہے۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ انکے حواسون مین خلل ضرور ہے۔ قاصر العقل آدمی ہین۔ مگر میر کین۔ صاحب جائداد ہین۔ جیسا بیان کیا جاتا ہے حصول مال کی غرض سے قتل کا جرم ہرگز ان سے ممکن نہین۔

باطن شاہ نے بھی قاصر العقلی کی تصدیق کی اور کہا بعض اوقات تو یہ بالکل پکے سڑی ہو جاتے ہیں۔

چونکہ حاکم کی بھی یہی رائے تھی اور اس تائید سے اور بھی مستحکم ہو گئی۔ لہذا اسی مضمون کی رپوٹ روانہ ہوئی۔ مقدمہ کی تاریخ ایک ہفتہ بعد مقرر ہو گئی۔ چونکہ ان کو باہر کی خبر نہ تھی اور جنون کے خیال سے بجز اہلکاران محبس ہر کس و ناکس انکے کمرے میں جا بھی نہ سکتا تھا لنسی صاحب اور باطن شاہ کے احسان کا حال ان کو معلوم نہو سکا اپنی جگہ پر یہی سمجھتے رہے کہ بس اب ہمارے واسطے سزاے موت ہی تجویز ہو گی۔

اس زمانۂ قید میں بجز اسکے اور کوئی کام نہ تھا کہ کتاب القاطلب کرتے اور جس قدر لوگوں کے نام انکو یاد آتے انکے حالات پڑھا کرتے۔ اکثر اوقات انپر ظاہر ہوتا کہ ذراسی بات کا تبنگڑ ہو گیا یا اصل بات کچھ تھی۔ اور مبالغہ یا غلط فہمی نے اسکو کچھ کا کچھ دنیا میں مشہور کر دیا۔ خصوصًا جرائم سنگین میں زیادہ پایا گیا کہ اکثر جو بات عوام میں بطور افواہ کے مشہور ہوئی تھی وہی زیادہ تر قرین صحت تھی۔ اور ایسے لوگ تو بہت کم تھے کہ جس حرکت کو وہ سب سے زیادہ شرمناک سمجھتے تھے وہی اعلیٰ درجہ دو ایک دفعہ اُن سے اپنی عمر میں سرزد ہو چکی ہو اُنکو بھی دنیا میں تین قسم کے آدمی معلوم ہوئے۔ اعلیٰ۔ ادنیٰ۔ اور متوسط اعلیٰ اور ادنیٰ تو بیحد ذلیل حرکات بدکاریوں میں آلودہ پائے گئے صرف متوسط البتہ نہایت شایستہ اور اعلیٰ خوبیوں سے پیراستہ نظر آئے۔ انکو یہ کبھی یقین ہو گیا کہ انسان کو اتفاقات زمانہ بناتے اور بگاڑتے ہیں

بعض بعض دفعہ انسان محض حاجت اور ضرورت کے تقاضے سے وہ فعل کرگذرا ہی جو اعزاز و دولت حاصل ہونے پر اُسکے نزدیک نہایت ذلیل اور خوار تھا اور جب اُسی پر پھر اُدبار آیا تو پھر وہ ذلیل حرکات کرنے لگا۔ امرا اگر روپیہ پیسے کے معاملے مین بڑے دیانت دار اور ایمان دار ہین تو صرف دولت کی فراوانی کی بدولت اور غربا بیچارے صرف مفلسی کے ہاتھون جرائم سنگین پر مجبور رہتے ہین باقی اصلی حسن اخلاق اور نیکی اُمرا مین تو بہت ہی کم ہی۔

اگر کسی شریف سے شریف مہذب سے مہذب شایستہ سے شایستہ خاندان کا بچہ پیدایش سے کسی وحشی کے پاس پرورش پائے تو تقاضائے طبیعت سے وہ بھی وحشی ہوگا اور اگر کسی جنگلی انسان کا بچہ کسی شایستہ اور مہذب گھرانے مین پالا اور پرورش کیا جاوے تو وہ نہایت شایستہ اور اعلی درجے کا مہذب نکلے گا۔ سرڈمنڈ فلسفہ مین پوری مہارت رکھتے تھے۔ اس مسئلے سے واقف تھے کہ انسان کی تعمیر بذریعہ محسوسات خارجی ہوا کرتی ہی اور محسوسات اکثر اشیا رفی الخارج سے جدا گانہ ہوا کرتے ہین اگر ایک حسن مین کمی ہو تو اُن محسوسات مین بھی اسی قدر کمی لازمی ہوگی جس قدر حسن مذکور مین نقص ہوگا پس انسان کی حالت محض اتفاقات پر منحصر ہی اور وہی اتفاقات ہمارے حرکات پر قادر ہین۔ بُرائی اور عیب ایک قسم کے عوارض ہین جنکا ازالہ حکیم کرسکتا ہی نہ کہ حاکم جو محض عارضے پر مریض کو مستوجب سزا قرار دیتا ہی۔ اُنکو انسان کی اس راے پر نہایت درجہ نفرت ہوگئی ہی کہ پہلے تو وہ نبی انسان کو مجرم قرار دیتا ہی اور پھر عبرتاً اُسکو سخت سزا دیتا ہی۔ یہ یقین سمجھتا کہ اگر انسان کے خود اخلاق درست ہوتے تو یہ جرائم پیدا ہی نہوتے

واضعان قوانین و آئین کا یہ حال ہی کہ قانون بنانے تو بیٹھ جاتے ہین مگر نفس ذہن انسانی سے جاہل مطلق ہوتے ہین مجرمون گنہگارون کے لیے بڑے بڑے جیل اور محبس بھرنے کی بہ نسبت بکار آمد بات یہ تھی۔ کہ اخلاقی مریضون کے لیے شفاخانے قائم ہوتے۔ اگر لوگون کے اخلاق درست ہوتے اور انسانی ضرورتون اور رجحان طبائع کے موافق اُنکے اوضاع و عادات بھی ہوا کرتے تو یقیناً جرائم کا سدباب ہو جاتا۔ اگر شاذ و نادر کوئی جرم کسی سے ہوتا بھی تو کسی نہ کسی عارضہ جسمانی کی معذوری سے ان خیالات کے ذریعے سے اُن پر ثابت ہوا کہ جبل انسان کی اخلاقی حالت معلوم کرنے کا مجھے شوق ہوا اللہ اللہ اُسکے لیے کیسے اہم اور لاتعداد اسباب ہین۔

الحاصل انھین خیالات مین ہفتہ ختم ہو گیا اور اُن کو پھر بغرض ہدایات روبروے حاکم حاضر ہونا پڑا۔ دیر تک اُنکا پھر اظہار لیا گیا اور آخر کار حکم ہوا کہ قتل نواب ڈلارو کے جرم مین سپرد سشن ہون۔ انھون نے محبس مین واپس آکر فوراً ایک کونسلی کیا اور اُسے اپنے عذرات سمجھائے کہ ان ان وجوہ سے ثابت نہین ہو سکتا کہ استحصال بالجبر کی نیت سے ارتکاب قتل عمل مین آیا۔ اصل بات یہ ہی کہ احتیاط کی خاطر سے کوشش کرنی لازم آئی۔ اور نواب نے بکس اسی کو حوالہ کرنے کو دیا تھا اور اُسکے متعلق قہوہ خانے مین اُن سے گفتگو بھی ہوئی تھی۔ چونکہ نوکرنے اسطرح سے بازپرس کی تھی کہ گویا اُن کو چور سمجھتا تھا اس سبب سے اُسپر اسوقت غصہ آ گیا وکیل نے اُنکو آگاہ کیا کہ اُس بکس مین پچاس لاکھ سے زیادہ کی ہنڈیان اور نوٹ موجود ہین پس چوری یہ عذر کیونکر مان لے گی کہ ایک اجنبی کو نواب اتنی رقم معتدبہ حوالے کر دیتے تاکہ اُس بیوہ کو پہونچا دین جسکو کبھی اُنھون نے ایک کوڑی بھی

نہین دی تھی۔ سرمارٹمر نے بیان کیا چند اسباب سے انکے حالات مجھکو ایسے معلوم ہو گئے تھے کہ اگر انکا افشا کر دیتا تو دنیا مین وہ منھ دکھانے کے لائق نہ رہتے پس اس مجبوری سے اتھالی کو اُنھون نے اپنی دولت دی تھی۔

کونسلی نے لنسی صاحب اور باطن شاہ کی شہادت کا تو ان سے بیان نہین کیا لیکن صحت نفس اور ثبات عقل کے بارے مین جو کچھ ان دونون صاحبون نے ظاہر کیا تھا اسکی تصدیق اُسکے دل نے بھی کی چونکہ صاحبان مذکورالصدر گواہ بڑے تھے لہٰذا اُن کو مناسب نہ معلوم ہوا کہ جیلخانہ مین آکر اُن سے ملین۔ تنہا وہان رہے اور محبوسین سے بھی بہت کم بات چیت کرتے تھے۔ ایک شخص البتہ تھا جس سے کبھی کبھی بول چال لیتے تھے اور وہ بھی اِس وجہ سے کہ ان کو اس امر کے دریافت کرنے کی ٹوہ تھی کہ آیا یہ کس گروہ کا آدمی ہے۔

یہ شخص شہر کے گنڈون مین تھا۔ ایک خفیف الزام مین زیر حراست ہوا تھا۔ سرمارٹمر نے اسکی بات چیت سے دریافت کیا کہ آدمی زیرک اور ملنسار ہے متوسط العمر صورت سے بھلا آدمی۔ فی الجملہ خوش قیافہ اور بلا کا خوش طبع۔ نام ڈبائی تھا۔ اُنھون نے باتون باتون مین اسکے مذاق کے موافق شہر کے اور گنڈون کا حال پوچھنا شروع کیا اُس نے کہا ہان جی مین سب سے بخوبی آگاہ ہون اُنکے تمام حالات بیان کر سکتا ہون مین انگلستان بھی ہو آیا ہون۔ اس شہر کے گنڈون کی کیفیت سے آپ کو اس طرح آگاہ کر دونگا کہ آپ باسانی سمجھ سکین گے پیرس مین چور اُچکے تو کم ہین۔ مگر جعلساز گنڈے بہت ہین۔ یہ چوری یا نقب زنی یا اور ایسی ترکیبون سے بہ جبر لوگون کو نہین لوٹتے۔ بلکہ جعل اور فریب سے

اپنا کام نکالتے ہین۔ اُنکے بڑے بڑے جتھے اور کلب ہین اور اُن مین ضابطے اور قاعدے مقرر ہین۔ جو شخص جیسی خدمت انجام دیتا ہی ویسا ہی اُسکے واسطے انعام اور ترقی مقرر ہی۔ انتظام کرنے والے وہ لوگ ہوتے ہین جو سالہا سال کے تجربے اور مشاقی سے اپنی ہوشیاری اور چالاکی کا کامل ثبوت دیچکے ہوتے ہین۔ ان کارخانون مین بڑے بڑے بہی کھاتے رکھے جاتے ہین۔ جن مین تمام کارروائیان تحریر ہوتی ہین۔ قرضدار اور قرضخواہ یعنی دین لین کے عوض بایدداد بایدگرفت کی اصطلاح مقرر ہی۔ ملک فرانس کے تمام بڑے بڑے شہرون مین انکے کارخانون کی شاخین پھیلی ہوئی ہین۔ اور جو کچھ اُن مین آمدنی ہوتی ہی۔ وہ سب صدر مقام پیرا رسال کردی جاتی ہی۔ اگر اس جتھے کا کوئی شخص کسی مقدمہ فوجداری مین گرفتار ہوکے پیرس اور کسی شہر کے جیلخانہ مین مقید ہوجاتا ہی تو اُس حال مین بھی کارروائی کرکے اپنے جتھے کی تمام کارگذاریون سے اُسکو برابر اطلاع دیتے رہتے ہین اور جو مال آتا ہی اسکی پوری تفصیل سے آگاہ رکھتے ہین۔ اس گروہ کے سرغناؤن کی یہ شناخت ہی کہ نہایت خوش خلاق مہذب وضع کے ہوتے ہین اور اعلیٰ درجہ کی پوشاک پہنتے ہین اور بڑے ہی خوش تقریر لسّان ہوتے ہین۔ دنیا کا کوئی اہم معاملہ ایسا نہین جس مین وہ واقفیت کامل نہ رکھتے ہون۔ چاہے مسائل پولٹیکل یا سیاست مدن یا علمی بحث ہو وہ سب مین دخل رکھتے ہونگے۔ یہ لوگ اکثر اول درجے کے قہوہ خانون مین موجود رہتے ہین اور تھیٹرا اور تماشا گاہون مین اوّل نمبر کی نشست مین بیٹھتے ہین اپنے ماتحتون کی کارروائیون کی نگرانی کیا کرتے ہین

جہان کسی اجنبی کو دیکھا اسے باتون مین لگا کر نام پیشہ مشغلہ اور مسکن دریافت کر لیا اور قہوہ خانے کو لگائے گئے اور اسی اثنا مین گھڑی بٹوا یا پاکٹ بک جو کچھ ہتے چڑھا اُڑا دیا۔ ان جلسون کے بعض ارکان عدالتون مین بھی موجود رہتے ہین تاکہ اُن لوگون کا حال معلوم ہوتا رہے جو مالی مقدمات مین سرسبز اور کامیاب ہوتے ہین۔ یہ لوگ اخبارات بھی پڑھتے رہتے ہین۔ تاکہ جو لوگ اپنا روپیہ کسی کام مین لگانا چاہتے ہین اُنکے نام و نشان سے آگاہی رہے۔ یہ حضرات بڑے بڑے مہاجنون کی کوٹھیون اور دولتمند تاجرون کے کارخانون مین بھی قرضہ یا کاروبار تجارت کے بہانے آیا جایا کرتے ہین۔ اور موقع ملتا ہی تو گھڑی بٹوا یا کوئی اور قیمتی شے جو کچھ مل سکا گھما دیتے ہین۔ مذہبی مقامات مین بھی جا پہونچتے اور شادی بیاہ مین بھی لوگون کو تو بد ہو بچاتے رہتے ہین۔ اگر کہین آتش زدگی ہوتی ہی تو آگ بجھانے والون کے ساتھ ہاتھ بٹانے کے بہانے سے لوٹنے کو پہونچ جاتے ہین جہان کسی کو بھانپا کہ شہر مین نیا آیا ہی تو ہوٹل مین جا کر اُس سے ملاقات پیدا کرتے اور جہان تک بس چلتا ہی بڑی بڑی رقمین اُن سے مارتے ہین۔ بڑی بڑی کوٹھیان جو کرایہ پر جانے والی ہوتی ہین جنمین سب طرح کا سامان سجا ہوتا ہی اُن کو کرایہ لینے کے بہانے سے معائنہ کرتے ہین اور جو کوئی چھوٹی موٹی چیز ہاتھ لگ جاتی ہی اُسکو اُڑا لاتے ہین۔ بعض بعض ان مین سے بیش قیمت گاڑیون پر سوار ہو کر بڑی بڑی دوکانون کی سیر بھی کرتے ہین وہان سے بیش قیمت اشیاء خرید کرکے حکم دیتے ہین اچھا یہ سب اسباب فلان مقام پر ہمارے نام بھیج دیجیے گا ہمارا ملازم لے لیگا اور قیمت ادا کردے گا۔ سوداگر اکثر یہی جواب دیتا ہی جی نہین اسکی کیا ضرورت ہی۔ اسباب

بلا تکلف آپ لے جائین شام کو چپراسی بل لیکر حاضر ہو گا آپ جائیے" پھر ہوٹل کا
پتہ ملنا کیسا۔ اور خریدار صاحب کا نشان کہان بعض دفعہ یہ ترکیب کی جاتی ہے
کہ دو آدمی ملکر دوکان پر جاتے اور ایک صاحب جو کسی قدر نستان ہوتے ہین وہ
تو اسباب دکھانے والی میم کو باتون مین لگاتے ہین اور دوسرے صاحب گھات پاکر
کوئی قیمتی زیور یا کپڑے کی گٹھری اُڑا دیتے ہین۔ دھوم دھام کے جشنون مین بھی
ہمارے گروہ کے نہایت تیز دست جیبت چالاک مجمعون مین گھل مل جاتے اور
کیسہ ہاے زر۔ پاکٹ بک جیبی گھڑیان۔ رومال اُڑا دیتے ہین بعض اوقات ہوٹلون
مین دس بارہ آدمیون کی دعوت کی فرمایش دیجاتی ہے اور صرف وہی تین
آدمی ہو بچتے ہین۔ وہان سے نقرئی ظروف اُڑا دیتے ہین۔
ایک دفعہ مین خود ایک ہوٹل مین موجود تھا مین نے بھی ایک چاندی کا
کانٹا اور چمچہ جیب مین چھپا لیا تھا جب کھانے کی قیمت ادا کرنے کے واسطے میز کے
پاس گیا ہون تو میم نے میرے حرکات وسکنات تاڑ کر بل مین ایک مد یہ بڑھا دی
کہ بابت قیمت چمچہ و کانٹا نقرہ مبلغ بارہ روپیہ چپکے سے کان دبا کر۔ مین نے روپیہ
دیدیے مگر دل مین اُس عورت کی جودت اور ذکاوت پر عش عش کر گیا۔
سر اڈمنڈ۔ واقعی ہر جیسے کو تیسا کبھی نہ کبھی مل ہی جاتا ہے۔
ڈبائی۔ اجی جناب ہزارون واقعات اس طرح کے دلچسپ ہین کہ بیان
کرنے پر کوئی آئے تو گھنٹون ختم نہ ہون، مگر ان سب مین ایک واقعہ بڑی چالاکی کا تھا۔
کوئی تین برس کا زمانہ گذرا ہو گا ایک مقام پر ایک نیکبخت آئین۔ اور چند
کمرے کرایہ پر لے کر مشہور کیا کہ ٹوپی کے فروخت کی دوکان رکھین گی۔ مالک

دوکانات سے کہا زینہ بہت بے موقع ہی نیچے سے اوپر کو جاتے وقت کئی کمرے طے کرنا ہوتے ہین۔ ایسا زینہ نکالا جائے جو سیدھا اوپر کے درجے سے دوکان مین آکر پھوٹے۔ چنانچہ اسکی اجازت سے آپنے بنوا لیا۔ لیکن وہ دوکان آج کھلتی ہی نہ کل۔ جو پوچھا جاتا ہی تو میم صاحب کہدیتی ہین ٹو بیان کارخانے سے تیار ہوکر روانہ ہو چکی ہین۔ آج ہی کل مین آتی ہونگی اور یہان نیچے درجے مین زینے کے قریب ہی لکھنے کی میز لگائی تھی۔ اس مین ایک چور خانہ بنایا تھا جو دوسری طرف پھوٹا تھا۔ اُس کے بعد ایک مہاجن کی کوٹھی مین پہونچین اور اُس سے بیان کیا۔ میرے پاس فرانس بنک کے پچاس ہزار کے نوٹ ہین خورده کرانا چاہتی ہون کسی وقت میرے کارخانے مین آئیے۔ معاملہ ہو جائے اور جو وقت مقرر کیجیے مین منتظر رہون۔ خلاصہ یہ کہ یہ دوسرے وقت اشرفیان لے کر پہونچے۔ نوکر تو میم صاحب تک اُن کو پہونچا کر چلا گیا۔ اُنھون نے دیکھا لکھنے کی میز کے قریب وہ نیک بخت بیٹھی ہوئی ہین۔ اشرفیان بڑی احتیاط سے تولی اور پرکھی اور تھیلی مین رکھی گئین۔ نوٹ نکالنے کے بہانے تھیلی ہاتھ مین لیے میم صاحب میز کے اُس طرف گئین۔ جہان چور خانہ تھا اور زینے سے اُتر کر خفیہ دروازے پر پہونچین وہان گاڑی تو تیار ہی تھی فوراً سوار ہو یہ جا وہ جا یہ بیچارہ دلال حق حیران رہگیا اور تین مہینے کی محنت اور منصوبے کا ثمرہ میم صاحب نے اس ترکیب سے حاصل کر لیا۔

مارکم۔ بڑے افسوس کی بات ہی۔

یہ جملہ انکے مُنھ مین سے نکلا ہی تھا کہ ڈبائی کے چہرے پر نظر پڑی دیکھا متبسم

ہر یہ خاموش ہو رہے۔

ڈبائی۔ آپ شاید یہ کہنے والے ہوں گے کہ ایسی طباعی اور ذکاوت کسی نیک کام میں کیوں نہیں صرف کیجاتی۔

بارٹمر۔ ہاں بیشک یہی میرا مطلب تھا۔

ڈبائی۔ اجی ایسی ہی ایک حکایت اور سُنیے۔ ایک روز گرجا میں ایک بیگم نے اتفاق سے اپنی طلائی ناس دانی سامنے کی کرسی پر رکھدی تھوڑی دیر بعد دیکھتی جو ہیں ندارد ایک مہذب شریف قطع کے بزرگوار قریب کی کرسی پر رکوع میں تھے اور معلوم ہوتا تھا کمال خشوع اور خضوع کے ساتھ عبادت میں مشغول ہیں سر اُٹھاکے پوچھنے لگے جناب بیگم صاحب آپ اس قدر متفکر کیوں ہیں۔ انھوں نے بیان کیا کہوں ابھی ناس دانی رکھی ہوئی تھی یہیں سے غائب ہو گئی قیمت کی تو کوئی بات نہیں وہ چیز ہی کیا تھی مگر اُس میں نواب صاحب کی تصویر لگی ہوئی تھی

ان حضرت نے بھی بہت کچھ تاسف اور ہمدردی کا اظہار کیا۔ اور باتوں باتوں میں پوچھا اگر اجازت ہو تو مکان تک ہمراہی کو حاضر ہوں۔ ان بیگم صاحب نے چکنی چپڑی باتوں پر اعتبار کرکے شکریہ ادا کیا اور کہا مجھے کوئی عذر نہ تھا مگر آج میں ایک جگہ مدعو ہوں نواب صاحب بھی وہیں ہونگے پس یہاں سے اُٹھکر مجھے وہیں جانا ہے۔ اسی لپیٹ میں اپنا اور اپنے شوہر کا اور جسکے یہاں دعوت تھی اُن کا نام بھی بیان کر دیا۔ ان صاحب کو کارروائی کا اور بھی موقع ملا۔ وہاں سے اُٹھکر سیدھے بیگم صاحب کے مکان پر پہونچے اور خادمہ کو

بُلا کر کہنے لگے تمھاری بیگم صاحب نے بھیجا ہی۔ جن کے ہان آج دعوت ہی اُنکو
چند چمچون اور کانٹون کی اسوقت سخت ضرورت ہی۔ اتفاق سے مہمان تخمینہ
سے زیادہ آگئے چمچے اور کانٹے کم پڑے۔ اُنھون نے مجھے بھیجا ہی۔ ایک ایک
درجن چاندی کے چمچے اور کانٹے ہمارے مکان سے مانگ لاؤ۔
خادمہ ان کو جانتی نہ تھی اُسنے کہا مین آپ سے واقف نہین دے نہین سکتی۔
انھون نے جواب دیا۔ واقعی تمھاری احتیاط حق بجانب ہی لیکن نشانی
کے واسطے تمھاری مالکہ نے اپنی طلائی ناس دانی مجھے دیدی ہی۔ اور کہا ہی اسکو
تم دکھا دینا اور یہ بھی بتا دیا ہی کہ اس کے ڈھکنے مین کمانی لگی ہی۔ اُس کے
دبانے سے ایک اور ڈھکنا کھُلجاتا ہی۔ اُس مین نواب صاحب کی تصویر ہی۔ اب تو
اُس خادمہ کو بھی یقین ہوگیا اُسنے بلا چون وچرا چمچے اور کانٹے ان کے حوالے کیے
اور یہ فرے سے چلتے ہوئے۔
اس حکایت کو ڈ باکی نے اس لہجے سے بیان کیا کہ معلوم ہوتا تھا کہ اس
چال اور چلپے پر آپ بہت خوش ہین۔ تھوڑی دیر تامل کر کے کہنے لگے ایک حکایت
اور سُن لیجیے پھر ہمکو بھی اپنے کونسلی کے واسطے عذرات بریت کی یادداشت تیار
کرنا ہی یعنی ایک شخص کو بہت کچھ روپیہ سن بلوغ پر پہونچکر عدالت سے ملا تھا
کرایے کی گاڑی کر کے گھر آتا تھا۔ کوچبان کو جس محلہ کا پتہ دیا تھا راستے مین اُس کا
نام بھول گیا چنانچہ تھوڑی دور چلکہ اُترا اور نام پوچھنے لگا دیکھتا کیا ہی کہ
سواری اندر مری پڑی ہوئی ہی نہایت حیران ہوا یا الٰہی یہ معاملہ کیا ہی بہت
سے لوگ جمع ہوگئے اسی مین ایک شخص کم سن۔ خوش پوشاک۔ گاڑی کی طرف

گریہ وزاری کرتا ہائے ابا ہائے ابا! چیختا بڑھا۔ اور گاڑی مین گھس
لاش کی پیشانی پر حسب دستور بوسہ دیا اور بہت کچھ جزع وفزع کی جس نے
یہ سمان دیکھا اس حادثے پر متاسف ہوا اور اس بنے ہوئے بیٹے نے
کوچبان کو ایک مکان کا پتہ بتایا چنانچہ وہان پہونچکر گاڑی ٹھہرائی اور
روپیہ لے کر مکان مین داخل ہوا دروازہ بند کر لیا اور پھر پتہ نہ چلا کہ صاحبزادے
کو زمین کھا گئی یا آسمان۔ لاش گاڑی پر ویسی کی ویسی پڑی رہی۔
سراڈمنڈ نے ان چالاکیون کی داستان سُنکر ڈبائی سے کہا واقعی آپ نے
خوب حکایتین ان لوگون کی بیان کین۔ پھر اسکے بعد اپنی کوٹھری مین چلے گئے۔
اس اثنار مین عدالتانہ کارروائی اس قدر ہوئی کہ پولیس نے اٹھائی کا
پتہ لگایا اور اُس کا اظہار ہوا اس امر کی تحقیقات کی گئی کہ سراڈمنڈ اُس سے
کیونکر ملے اور اسکے درد دکھ سے کیونکر آگاہ ہوئے تھے۔ اس نیکبخت نے سارا
حال اپنا بیان کیا کہ یون مجھپر مصیبت پڑی اور اس طرح خدا نے سراڈمنڈ کو
مجھپر مہربان کیا اُسکو یہ تو معلوم نہ تھا کہ نواب کا انتقال ہوگیا ہے جج نے
اُسکو آگاہ کیا چونکہ سراڈمنڈ کی جانب سے اُس کو یقین تھا کہ اُس شخص پر
ایسا الزام لگانا بالکل بیجا ہوگا لہذا اُس نے شد و مد کے ساتھ اُس الزام
کی تردید کی۔ اور استدعا کی کہ جیلخانے مین مجرم سے ملنے کی اجازت ملے
مگر اس بنا پر نامنظور ہوئی کہ وہ خود کی صفائی کی گواہ تھی۔ ہان اتنا
اُس سے کہا گیا کہ جائداد نواب پر دعویٰ پیش کرے۔ اُن کا کوئی اور وارث
نہین ہے چنانچہ ایسا ہی ہوا اور تھوڑے ہی دنون مین اُسکو وہ تمام

جائداد مل گئی - افلاس اور تنگدستی دفع ہوئی - دن پھرے اور اب اسنے امیرون کے محلے مین بہت بڑا عالیشان مکان لیا اور امیرانہ ٹھاٹھ سے عیش و آرام شان و شوکت کے ساتھ بسر کرنے لگی - شہر کے امرا اور وضیع ملاقات آمد و رفت راہ و رسم بڑھانے لگے - مگر جلسون دعوتون اور تماشون مین جانا آنا دولت اور ثروت سے رنگ رلیان منانا - اُس نے کبھی اختیار نہ کیا - اپنی گذشتہ حالت شوہر کا بے وقت مرجانا - اور پھر آخر کو اپنے مہربان محسن سر اڈمنڈ کا یون بیگنا محض اسی کی خاطر سے مبتلاے آلام ہونا - ایسا نہ تھا کہ خاطر کبھی شگفتہ ہونے پاتی -

پالن کا حال سُنیے کہ اسکو اپنے باپ کا نام تک معلوم نہ تھا جب نواب مرے ہین اور یہ بھی عدالت مین طلب ہوئی ہے - کہ قہوہ خانے مین سر اڈمنڈ اور نواب کے مابین جو گفتگو ہوئی تھی اُس کی بابت گواہی دے اور ضمناً مزید تحقیقات کے دوران مین اسکی مان کو خبر ہوئی کہ نواب نے انتقال کیا - تب جا کر اس کو بھی معلوم ہوا کہ وہی نواب اس کے باپ تھے - اتنا تو معلوم تھا کہ اُس کا باپ کوئی امیر اور ذی مرتبہ شخص ہے باقی مفصل پتہ اسکی مان نے اسکو کبھی نہین بتلایا تھا -

اس واقعہ موت سے البتہ یہ تمام باتین معلوم ہوئین اور اگرچہ دل مین ایسی محبت تو نہ تھی جیسی اولاد کو ہونی چاہیے - مگر پھر بھی جب اُسکو معلوم ہوا کہ کسی شخص نے نواب کو یون مار ڈالا تو اُس سے فی الجملہ عداوت اُسکو ضرور پیدا ہوگئی اب اُس کو خیال آیا کہ نواب سے مارٹم صاحب اس اندازے

گفتگو کرتے تھے اور یون دونون مین مناقشہ ہوا تھا۔ اور یون دونون غیظ و
غضب کی حالت مین باہر نکلے تھے۔ غرضکہ ان شبہات اور مابعد کے واقعات
مثلاً خدمتگار کے ساتھ آویزش۔ صندوقچہ کا مارٹمر صاحب کے قبضے مین نکلنا
اور دیگر واقعات جنکا تذکور ہو چکا ہے ان سب نے ملجلکر یقین دلایا کہ ہو نہ ہو
سر مارٹمر ہی میرے باپ کے قاتل ہین۔

اتھالی کے کان تک جب یہ شہرت پہونچی کہ ایک لڑکی پالین نامی نواب کے
نطفے سے ہے۔ تو اسنے تلاش کر کے اُسکو بلوایا۔ اور بہت کچھ تسلی اور تشفی دیکر وعدہ
کیا کہ اگرچہ تم رقاصہ کے پیٹ اور ناجائز تعلق سے پیدا ہو مگر ہو تو انھین سے
تم میرے ہان رہا کرو۔ تمکو کسی بات کی تکلیف نہ ہوگی۔ پس پالین نے بھی بخوشی
خاطر منظور کیا اور اتھالی نے اُسکی مان کے واسطے بھی اچھا سا مکان کرایہ کو
لیکر اُسکے بسر اوقات کے واسطے معقول تنخواہ مقرر کر دی۔

پالین اب اپنے حال مین بعنایت الٰہی بہت کچھ مطمئن تھی۔ ہان کبھی کبھی اگر
کچھ خیال آجاتا تو اتنا کہ رنڈی کے پیٹ سے ہے۔ اتھالی کبھی کبھی برسبیل تذکرہ
اُسکو یقین دلاتی کہ سر آڈمنڈ پر نواب کے قتل کا الزام بالکل غلط ہے مگر اُسکے ذہن
سے یہ بات کبھی نہ نکلی۔ خیر چونکہ دونون بالخلقت نیک مزاج تھین اپنے اختلاف
پر کبھی دونون مین کدورت نے راہ نہ پائی تھی۔

دونون مصیبتین جھیل چکی تھین ایک زمانہ گذرا تھا کہ دونون مبتلائے افلاس
تھین۔ دونون کو جام فلاکت سے تلخکامی نصیب ہو چکی تھی۔ احباب جو دونون
کے دن پھرے تو دوستی اور محبت بہت کچھ استوار ہو گئی۔

معاملات دنیا پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہی کہ عورتون کی قسمت مین بڑی بڑی مصیبتین لکھی ہین۔ جہان دیکھو سب سے بڑی تکلیف انھین کے حصے مین پڑتی ہی۔ اگر زن و مرد کے تعلق مین کوئی حرکت خلاف رسم و رواج ان دونون سے سرزد ہوگی تو اُسکا خمیازہ عورت ہی کو زیادہ بھگتنا پڑے گا۔ اُسکی آبرو جاتی رہیگی۔ بدنام ہوگی۔ وہی زیادہ ذلیل و خوار ہوگی۔ اُسی کی پیشانی پر ایسا کلنگ کا ٹیکا لگے گا کہ عمر بھر کسی کام کی نرہے گی۔ اور مرد ذات کو کیا۔ چار دن کے بعد دھوئے دھائے صاف۔ گھر گرہستی مین دیکھیے تمام سخت مصیبتین اسی کی جان کے واسطے ہین۔ بچون کا پالنا۔ پرورش کرنا کیا کم تکلیف دہ ہی۔ اگر شوہر آوارہ لاپروا نکلا تو یہ بیچاری گھر مین بچون کو لیے مصیبتین جھیلتی اور گھوارے کی ہر جنبش پر آنسو کا تار لگاتی ہی۔ دن کو دن اور رات کو رات نہین سمجھتی۔ اور میان صاحب ہین کہ جورو بچون سے بے خبر۔ گھر بار کو آگ لگا یارون مین تنتے پھرتے رنڈیون کے کمرے جھانکتے۔ قمار خانون مین پوچھکے اُڑاتے چنڈو مدک کی دوکانون مین قلا بازیان کھاتے یا شراب خانون مین ٹر لگاتے ہین اور پھر ان سب باتون کی عوض مین اُس کو نصیب کیا ہوتا ہی؟ ذراسی بات پر آبروریزی خفیف سے قصور پر الزام!

القصہ نواب کی موت کے چھ ہفتے کے بعد سراڈمنڈ کے مقدمے کی پیشی آئی اُس روز علی الصباح آپ بیدار ہوئے۔ اور خلاف معمول اہتمام خاص سے منھ ہاتھ دھویا پوشاک درست کی۔ اور گاڑی مین عدالت کو روانہ ہوئے جسوقت پولیس کی حراست مین داخل اجلاس حاکم ہوے ہین، ہر شخص خاموش چارون طرف سناٹا ہو گیا۔

مجرمون کے کٹھرے مین بند کیے گئے۔ ایک دفعہ نظر اُٹھا کر دیکھتے جو ہین تو کسی قدر بلندی پر تین مہذب صورت معزز وضع۔ بزرگوار نظر آئے۔ انھین کے مقابل بارہ اشخاص جنکے چہرے سے متانت اور سنجیدگی مترشح تھی ان کی طرف نظر غور سے دیکھ رہے تھے۔ داہنی جانب وہی بھیکی صورت کے وکیل سرکار۔ اُن کے سامنے تین حاکم اجلاس پر اور انھین کے محاذی کونسلیون کی میزین بچھی تھین۔

اس سمان کو دیکھکر سر اڈمنڈ پر عجیب کیفیت طاری ہوئی۔ سر چکر مین آیا۔ طرح طرح کے خیالات کا ہجوم ہوا۔ چونکہ بہت سے ناظرین ان کو پہچانتے تھے۔ انکو یقین تھا کہ سب لوگ واقعی مجھے دیوانہ سمجھتے ہونگے جس قدر سوالات پوچھے گئے انکے جواب بے سوچے سمجھے بدحواسی سے اُلٹے پلٹے زبان سے نکلے جسوقت وکیل سرکار نے آپ کو ایک معزز محسن نواب کا قاتل قرار دیا۔ توانکے چہرے پر کچھ بھی آثار ناراضی پیدا نہ ہوئے۔ پالن اور خدمتگار کے اظہارات پر کچھ بھی اعتنا نہ کی یعنی صاحب انتقالی۔ باطن شاہ نے جو صفائی کی گواہی دی اُسپر بھی انھین خبر نہ ہوئی۔ اور آخر کو جب ان کے کونسلی نے معرکے کی اسپیچ دیکر تمام سامعین۔ جوری اور ججون کو محو حیرت بنا دیا تو اس سناٹے پر ہکا بکا ہو کے دیکھنے لگے۔ کہ آخر یہ معاملہ کیا ہے جوری نے بلا مشورہ بالاتفاق حکم لگایا کہ ملزم قاتل تو ضرور ہے۔ مگر یہ بھی ثابت ہے کہ اسکے حواسون مین اختلال ہے۔ حاکم نے حکم دیا کہ مجرم کو حوالات لے جاؤ جوری کی رائے سے عدالت کو چونکہ اتفاق نہین اس وجہ سے فوراً حکم نہین نافذ کیا جا سکتا۔

الغرض سر اڈمنڈ حکم شاہی کے انتظار مین پھر حوالات واپس کیے گئے۔ وہان پہونچکر اب ان کو اپنی اصلی حالت کا ادراک ہوا۔ اور یاد آیا کہ جوری نے

جو حکم لگایا ہے اُس کی رو سے جان تو بچی۔ مگر پاگل ضرور قرار پا گئے۔ جون ہی یہ خیال ذہن مین گذرا فوراً اضطرار اور انتشار دفع ہوگیا۔ طبیعت مین سکون آیا۔ جیسا کہ اکثر اطمینان اور فراغت خاطر کی حالت مین رہا کرتا تھا۔ جس طرح اندھیرے مین کسی چیز کی تلاش اور تحقیق کے واسطے کوئی دل کا مضبوط اُٹھ کھڑا ہوتا ہے اُسی طرح یہ بھی اپنی حالت پر غور کرنے لگے کہ آیا فی الواقع مین مجنون ہون یا نہین اتنی عمر آئی جو کچھ مین نے کتاب القا کے ذریعہ سے معلومات اب تک حاصل کی وہ آیا محض دھوکا فریب اور سراب خیال اور خواب تھا یا کچھ اُسکی اصلیت بھی تھی۔ ماسٹر ٹموڈسی کا قول اپنے بزرگون کی نسبت۔ خود اُسکے حالات لِنسی صاحب کے حرکات دولون ہبون کا قصہ۔ ہربرٹ کی سوانح عمری۔ گرانڈیر کا راز۔ وہان کے مکان خوفناک کا افسانہ بیگم ارن ہیم کی داستان۔ نواب ڈلارو کا واقعہ یہ سب یکے بعد دیگرے پیش نظر ہوگئے۔ انکو بے اختیار ہنسی آئی لاحول ولا کیا خیالات پریشان کی رنگ آمیزیان ہین۔

نظر اُٹھا کر دیکھا سامنے کمرے مین جو میز بچھی تھی۔ اُسپر وہی کتاب القا جو سفر و حضر مین سائے کی طرح دم کے ساتھ موجود تھی جس کی معرفت آپ پاگل بنے ہین رکھی ہے۔ اُٹھے کتاب اُٹھائی۔ اور طرح طرح کے اسرار کا خیال کرنے لگے کہ کون کون کام اس کتاب سے نکل سکتے ہین۔ کتاب بھی اُسی کے مطابق اوراق یکے بعد دیگرے پیش کرتی گئی۔ منہ سے یہ کہتے ہوئے لوٹ آئے ”نہین نہین ابھی میری عقل سلامت ہے۔ خدا کرے ججون کی بھی رائے یہی ہو!“ مگر اب ان کو نہایت شرمندگی ہوئی کہ توبہ توبہ اجلاس پر مجھ سے کیا کیا حماقتین ہوئین۔ لا محالہ

کوئی تو سمجھتا ہوگا۔ یہ شخص پکا سڑی پورا دیوانہ ہے۔ اور کوئی یہ کہتا ہوگا کہ دیوانہ نہیں تو مجرم ضرور ہے خیر ہرچہ بادا باد۔ تن بہ تقدیر۔ ع جو کچھ خدا دکھائے وہ ناچار دیکھنا۔ قسمت کی بُرائی کی حد ہو چکی اب جو کچھ مقدر مین ہے ہونے دو۔

اُس دن سرہارٹہ نہایت اطمینان چین سے گھوڑے بیچ کر سوئے صبح کو کسی بندۂ خدا نے نہایت نفیس اور لذیذ غذا میوے۔ اور طرح طرح کے خوشنما اور خوشبودار گلدستے اور چند کتابین جیلر کی معرفت باہر سے بھیجے ہین اُسکے ساتھ کوئی رقعہ نہ پرچہ جس سے پتہ چل سکے کہ کس مہربان نے یہ غائبانہ عنایت اس مصیبت اور حالت مین کی ہے ہان ایک کارڈ پر انکا نام بہت واضح اور خوشخط لکھا ہوا تھا اور شان خط سے کسی عورت کا لکھا ہوا معلوم ہوتا تھا۔ اسی طرح جتنے دن اُس جیل مین رہے بالمرہ طرح طرح کے نفیس کھانے۔ گلدستے اور اخبارات ان کو پہونچا کیے۔ مگر یہ کسی طرح نہ کھلا کہ آخر بھیجنے والا کون ہے۔ اسی حالت مین ایک ہفتے کا زمانہ گذرا آٹھوین دن محافظ جیلخانہ نے ان کو خبر دی کہ آپ کی نسبت حکم شاہی نافذ ہوگیا۔ سر شام آپ کو پاگل خانے روانہ ہوتا ہوگا۔ انکو مجال عذر ہی کیا تھی۔ بعد غروب آفتاب گاڑی مین بند کر کے وہان بھیج دیے گئے۔ یہ مقام بستی سے باہر اور گویا مفلسون فاترالعقلون کے واسطے اسپتال اور حوالات تھا وہان جا کر یہ اُن لوگون مین مقید کر دیے گئے جو جنون کی وجہ سے مرتکب جرائم ہو چکے تھے۔ مکان فی الجملہ آرام دہ تھا۔ یہان بھی روزمرہ وہی خوان نعمت اور غائبانہ دوست کی سوغات پہونچا کی ہان اتنا ہوا کہ پہلے دن جب داروغہ جیلخانہ نے حسب قاعدہ معائنہ کیا ہے تو بہدایت ڈاکٹر اخبارات نکال لیے گئے

تاکہ مریض کو مبادا ایسی کوئی خبر دیکھنے کا موقع نہ ملے جس سے کسی طرح کا طبیعت مین ہیجان پیدا ہو کیا وجہ کہ اکثر تجربے مین آچکا تھا کہ پولیٹکل جھگڑون کے حالات پڑھ پڑھ کر بعض اشخاص کے جنون مین شدت ہوگئی تھی۔ اکثر اوقات کتابین اور آتش خانے کی آرائش کی چھوٹی چھوٹی چیزین۔ سنگ مرمر کا سامان بھی آیا کرتا تھا۔ اس سے پایا جاتا تھا کہ ہو نہ ہو کوئی عورت یہ تحائف انکو بھیجا کرتی ہو جس کمرے مین ان کا قیام تھا اس سے اور دوسرے کمرون سے ایک راستہ تھا۔ انہین یا تو وہ لوگ تھے جو فی الواقع مسلوب الحواس تھے یا لوگون ہی نے انکو سمجھ رکھا تھا۔ ان کمرون کے ایک سرے پر وسیع میدان تھا جہان آٹھ بجے صبح اور ساڑھے سات بجے شام کو گویا گرمیون مین ساڑھے نو بجے شب کو سیر و تفریح کی اجازت تھی۔ اس صیغے مین تین شخص اور تھے جو تھے ہمارے سر اوڈ منڈ جا ملے چند روز کی یکجائی اور مجالست سے ایک طرح کی یکجہتی پیدا ہوگئی۔ شاعر تو دو ہی کو لکھ گیا ہے مصرعہ خوب گذرے گی جو مل بیٹھین گے دیوانہ دو۔ یہان تو سلامتی سے چار یکجا ہو گئے بہت خوب گذرنے لگی۔

ان مین سے ایک تو سٹھ برس کے معمر سن رسیدہ بزرگوار تھے۔ کہولت سن سے چندیا اور کنپٹیون کے بال تشریف لیجا چکے تھے۔ ہان گدی کی طرف روئی کے چند گالے باقی تھے۔ پستہ قد خمیدہ کمر اور زیرک پائے جاتے تھے مگر آپ کو ایک غیر معمولی جنون تھا۔ طبیعت مین بد شعور سے ذکاوت و طباعی بلا کی تھی۔ اسپر تعلیم طب سونے مین سہاگا ہوئی۔ آپ کا دعوی تھا کہ ڈاکٹر ہاروی باشندہ انگلستان دوران خون کے مسئلے کی ایجاد کا دعوی باطل کرتا ہے

یہ بات تو قدما کی نکالی ہوئی ہے اس نے صرف اس بات کو زندہ کرکے اعلان البتہ کر دیا ہے چنانچہ تصنیفات افلاطون سے آپ یہ حوالہ دیتے تھے۔

چونکہ قلب مبدا شرائین کا ہے اور اسی سرچشمے یا منبعے سے لہو جوش کے ساتھ نکلکر تمام جسم مین ہر طرف دورہ کرتا ہے اور جس طرح نہرون سے پانی پہونچایا جاتا ہے اسی طرح تغذیہ و شادابی جسم کی غرض سے بذریعہ شرائین خون پہونچتا ہے۔

چونکہ انگریزون مین اس جدید تحقیقات کے سبب سے ہاردیکی بہت کچھ عظمت قائم ہو گئی تھی۔ اس وجہ سے لوگ سمجھتے تھے کہ ایک انگریز کی عزت کے حسد مین انکو خبط ہو گیا ہے خطرہ ٹل گیا ہے۔ انگریزی اخبارات بھی انکی نے دے کرتے تھے۔ پس نتیجہ یہ ہوا کہ حذاقت اور لیاقت کی وجہ سے جو عزت اور شہرت ان کی تھی وہ سب جاتی رہی مریضون نے کنارہ کیا۔ آدمی تھے دھن کے۔ جو دلائل تحریری تقریری پیش کرتے لوگ اسکو دیوانے کی بڑ یا مجنون کی زٹل سمجھتے۔ اور نہ اسکو پڑھتے اور نہ سنتے۔ انھون نے آخر زچ ہوکے ایک لکچر روم کھولا۔ اور تفہیم مسائل و دقائق علم تشریح کے واسطے اس مین قیمتی قیمتی مومی تصویرین لا کر رکھین مگر اسپر بھی کسی نے اعتنا نہ کی کانی چڑیا تک نہ آئی۔ آخر مایوس ہوکے اسکو بھی بند کرنا پڑا۔ روپیہ پیسہ تو درکار نہ تھا باپ بہت کچھ دولت چھوڑ مرے تھے۔ مگر ہان اس ناکامی مین جو خفت ہوئی اُس نے ان کے دل کو پاش پاش کر دیا۔

جھنجھلا کے ایک اور تدبیر نکالی تا کہ داغ مذلت اور ندامت بالکل دھو جائے اور جس قدر دنیا نے ان کو خبطی سمجھکر چھوڑ دیا ہے وہ جھک مار کے پھر انھین کی طرف رُخ کرے۔ فن تشریح مین ید طولی حاصل تھا ہی جسم انسان کی ہڈیون عضا جوارح

رگ پٹھون سے بخوبی واقف تھے۔ آپ نے دو پیکر انسان کے تیار کیے ایک مرد کا جس مین تمام شرائین بخوبی نمایان تھے۔ اور ایک عورت کے وضع حمل کی حالت کا ان تصویرون کی تعریف بہ حیثیت تصویر تو بہت کچھ ہوئی۔ مگر انکی تشریح دانی کی داد کسی نے نہ دی۔ اس مین بھی ناکامی ہوئی۔ اور یقین ہو گیا کہ دنیا مین کوئی بھی ایسے حکیم دانا اور طبیب حاذق کی قدردانی کی لیاقت نہین رکھتا۔ چونکہ رات دن اپنی مومی تصویرون کی دھن رہتی تھی ان کو یقین کامل ہوا کہ جسم انسان کی ہر جزوی و کلی چیز کے بنانے مین مجھے قدرت حاصل ہو اب اس سے بڑھکر کچھ اور ہنر دکھانا چاہیے۔ رفتہ رفتہ اب یہ خبط پیدا ہوا کہ جسم تو بدرجہ کمال بنا لیا صرف جان ڈالنے کی کسر ہی بس اب اسی کی تدبیر چاہیے۔ اور دیکھنا چاہیے کہ کس جگہ مرکز روح ہوتا ہو اور کیونکر وہان روح پہونچائی جا سکتی ہو۔ آپ نے ایک کمرہ اسی واسطے مخصوص کر لیا۔ اور اسکو تمام آلات اور سامان ضروری سے آراستہ کیا کسی متنفس کی مجال نہ تھی کہ بجز انکے اُس مین قدم رکھ سکے۔ اسی خبط مین کئی مہینے بلکہ سا لہا سال گذر گئے۔ مگر کچھ اور چھور ان کو معلوم نہ ہوا آخر کار مجبوراً انھون نے بلا کسی خیال اور لحاظ کے یہ مصمم قصد کر لیا کہ یون خیالی باد ہوائی تیر لگانے سے کام نہ چلے گا کچھ ہی ہو ہرچہ باد باد کسی زندہ انسان کو پھانس لاؤ اور اُس پر عمل کر کے تحقیقات کرو۔ ایک شب گھر سے نکلے۔ سردی شدت کی پڑ رہی تھی۔ سڑک پر ایک نوعمر آدمی مفلس قلاش۔ اجل گرفتہ انکو مل گیا۔ اُسکی حالت دیکھ کر یہ سمجھ گئے کہ یہ خانمان برباد فاقہ کش بے یار و مددگار ہو۔ اُس سے حال پوچھا۔ تشخیص صحیح نکلی یہ اُس محتاج کو طرح طرح کی

ترغیب دے کر اپنے ساتھ بلا لائے۔ بہت خاطر مدارات کی پیٹ بھر کھانا کھلایا آرام سے بٹھایا۔ اور جام شراب پینے کو دیا۔ اس مین ایک منوم دوا ملی تھی پیتے ہی یہ بیچارہ غین ہوگیا۔ ڈاکٹر صاحب تو اپنی دُھن کے پکے تھے۔ انکو اس غریب محتاج لاچار کی حالت پر کیا ترس آتا۔ فوراً اپنی سفاکی پر مستعد ہوگئے۔ اور چھوٹتے ہی پہلے اُسکی شہ رگ کاٹ دی ادھر تو اُسکی روح قطرہ قطرہ نکلنے لگی۔ اور اُدھر جس جس مقام کی تحقیق منظور تھی اُس کو چھُری سے چاک کر کے آپ معائنہ فرمانے لگے۔

بخت و اتفاق کی بات شکار یا جانے کی خوشی مین کمرے کا دروازہ بند کرنا بھُول گئے تھے۔ مالک مکان ایک بڑھیا تھی۔ اُسکو موقع جو ملا دروازہ کھلا پاکے بے روک ٹوک در آ گھُسی چلی آئی۔ یہان یہ سامان دیکھکر بے اختیار چیخ اُٹھی۔ سارا گھر سر پر اُٹھا لیا ہر کس و ناکس کو خبر ہو گئی۔ اور ڈاکٹر صاحب کے کرتوت کا بھانڈا پھوٹا۔ لوگ دوڑ پڑے۔ اور حضرت دھر لیے گئے۔ آخر کار بعد تحقیقات کے مُہلک مجنون قرار پاکے پاگل خانے مین بند کیے گئے۔ اب تک کوئی تیس ۳۰ برس کا زمانہ گذرا ہی۔ تب سے یہین مقید ہین اور آج تک جب کبھی موقع ملتا ہی تو اب بھی دعوی کیے جاتے ہین۔ کہ اگر کافی سامان اور آلات کوئی مجھے مہیا کردے تو ایسا مکمل جیتا جاگتا انسان بنا دون کہ اُس مین ایک نقص بھی ایسا نہ نکلے جیسے انسانون مین ہوا کرتے ہین۔

دوسرے صاحب ان سے بھی بڑھے چڑھے تھے صورت سے نہایت متین نیک مزاج۔ رحمدل۔ حرکات سکنات دیکھیے نہایت پسندیدہ۔ باتین سُنیے

کمال درجہ شیرین۔ عمر مین ڈاکٹر سے کوئی پانچ برس چھوٹے ہونگے۔ چہرے سے معلوم
ہوتا تھا کہ اپنے وقت مین صورت شکل بھی اچھی ہوگی۔ مگر ابتداے عمر سے صورت
اور سیرت مین خدا نے کلی مباینت رکھی تھی۔ بلا کے سنگدل قسی القلب۔ اور
ظالم۔ جب کبھی موقع ملتا بے رحمی سفاکی کر گذرتے بچپن مین مکھیون کو پکڑ پکڑ کر
پر نوچنا۔ لکھوری کو سوئی سے چھید چھید کے نچانا۔ خوبصورت خوبصورت تتلیون
کو شمع کی لو مین جلانا۔ گرم گرم سیخون کو بلی یا کتے کے بچون کی آنکھون مین بھونکنا
بس یہی تفریح۔ دل لگی مشاغل تھے۔ جون جون سن ٹرھتا گیا ویسے ہی سلامتی سے
اُن مظالم مین ترقی ہوتی گئی۔ اور ایذا رسانی ہلاک کرنے کی حکمتین نئی نئی آتی گئین
اگر مظالم پاپائیان کے عہد مین پیدا ہوئے ہوتے تو یقینا انکو بہت اچھی خدمتین
ملتین۔ اور یہ بھی رجحان طبیعت کے موافق بہت کچھ موقعے کارگذاری دکھانے
کے پاتے۔ ادنی سی بات یہ ہی کہ آپ نے اُسی مسنی مین چھوٹی چوہیان پکڑنے کو
ایک چوہے دان ایجاد کیا اُسی سے چوہیان پکڑ پکڑ کے اُنگلی کھوپڑی مین کیلین
ٹھونکتے۔ اور جب وہ تڑپتین تو لطف اُٹھاتے زمین کھودکے کیڑے مکوڑے
نکالتے اور ٹکڑے ٹکڑے کاٹ کر اُنکا تڑپنا اچھلنا دیکھتے اور چھوچھی مین پسی
ہوئی مرچین بھر کر کتون اور بلیون کی آنکھون مین پھونکتے بہت سے خرگوش
پال لیے تھے۔ اکثر اچھے خاصے جیتے جاگتے خرگوش کو پکڑتے اور اُسکے ٹکڑے ٹکڑے
کرتے اور کبھی یون ہی مسلّم زندہ۔ ہلکی آگ مین بیرون بھونا کرتے۔ گھوڑون کی
کونچین کاٹ دیتے اور سیر دیکھتے۔ مختصر یہ ہی کہ کوئی ترکیب ستانے۔ دق کرنے
اور ایذا پہونچانے کی ایسی نہ تھی جو بیچارے بے زبان جانورون کے واسطے اُٹھا رکھتے

ایک طرف تو قساوت قلبی سنگدلی ظلم پسندی کا یہ حال اور دوسری طرف انسانون کے ساتھ مزاج مین نہایت مہربانی۔ اور فیاضی تھی۔ کوئی محتاج نظر آیا جو کچھ اس وقت آپ کے پاس ہوا فوراً ترس کھاکے سب اُسکو دیدیا۔ کسی دوست آشنا کا ذرا سا کام ہوا مستعد ہوگئے۔ کوسون تک اُسکی خاطر سے پیدل دوڑتے ہین۔ گھر مین کوئی غمی ہوتی اس قدر روتے کہ جسکی کوئی حد نہین مگر نہین معلوم کیا بات تھی کہ جانورون کی تکلیف دیکھ دیکھ کے روحانی خوشی ہوتی تھی۔ آخرکار اس صفت کی یہان تک ترقی ہوئی کہ سرکار کی جانب سے قانونی دست اندازی کی نوبت آئی اور ایک مقدمے مین پھنس گئے۔

اُسوقت ان کی عمر کوئی اٹھارہ اُنیس برس کی ہوگی۔ انکے والدین نے ایک موضع مین مکان مول لیا۔ اُس کا باغبان بھی قریب ہی رہتا تھا۔ اُسکے بہت سے بال بچے تھے۔ یہ حضرت بھی اکثر اُسکے گھر جاتے آتے۔ اور بچون سے جی بہلاتے تھے۔ قضاءکار ایک روز یہ وہان بیٹھے تھے۔ مالن کو پڑوس مین جانے کی ضرورت ہوئی۔ کوئی سال بھر کا بچہ گود مین تھا۔ اُن کے پاس چھوڑ گئی کہ آپ ذری بہلائے رہیے گا مین ابھی آتی ہون۔ اُنھون نے بچے کو اُٹھاکر زانو پر رکھ لیا وہ بھی کھیلنے اور ہنسنے لگا۔ اُنھون نے یہ کیفیت جو دیکھی۔ سنک آگئی۔ خیال آیا کہ انگلستان مین لوگون کو گلے مین پھانسی دینے کا رواج ہے۔ دیکھنا چاہیے اُس وقت کی کیفیت کیسی ہوتی ہے۔ آؤ اس کو اسی طرح لٹکائین اور سیر دیکھین۔ ایک رسی کا ٹکڑا پڑا ہوا تھا چھت مین ٹکایا اور کسکر پھندی سی لگاکے بچے کی گردن مین ڈالدیے بچہ پہلے تو سمجھا

کھیل ہی قلقاریان مارتا اور دیرتک ادھر ادھر ہاتھ پانون چلاتا رہا۔ کہ دفعۃً انھون نے نیچے سے ہاتھ نکال لیے اور وہ رسی مین لٹک گیا۔ بچے کی جان ہی کیا فوراً نکل گئی۔ اگرچہ انھون نے جھٹ پٹ رسی کاٹ ڈالی تھی مگر ننھی سی جان کے واسطے اتنا ہی کافی تھا۔ قضارا کار اُسی وقت مان بھی آن پڑہی یہ کیفیت دیکھکر بے ہوش کھڑے قد سے گر پڑی۔ اور اس قدر رنج ہوا کہ ہوش آنے کے بعد بھی حواس عمر بھر نہ ٹھکانے ہوئے بالکل مجنون رہی۔ یہ حضرت بجرم قتل عمد گرفتار ہوئے۔ مقدمہ قائم ہوا۔ اور اُسی پاگل خانے مین آئے جہان ڈاکٹر صاحب تھے۔ یہان بھی جان ستانی کا شوق قائم رہا۔ زیادہ دست رس تھا نہین۔ کوئی اور تو ملتا نہ تھا۔ ہان آفت زدہ مکھیون کی موت گھیر گھار کے اُنکو وہان تک ضرور پہونچا دیتی۔ شکر خورے کو شکر ملجاتی تھی آپ اُنھین کو غنیمت سمجھ کے شکار کھیلتے اور پکڑ پکڑ کے طرح طرح کی ترکیبون سے جان لیا کرتے تھے تیسرا ایک تیئیس چوبیس برس کا نوجوان تھا چند روز تک مقام مستھرا مین قریب پاگل خانے مین آ کر بسا تھا۔ کوئی ڈیڑھ برس کے بعد الیس برس کی عمر مین ایک حسینہ سے آپ نے شادی کی۔ یہ اپنے گھر سے بہت کچھ دھن دولت وہان دہیز کا ساتھ لائی تھی۔ سال بھر تک تو بڑے مزے مین کٹی۔ خدا کی عنایت سے ایک لڑکا بھی پیدا ہوا۔ مگر شامت اعمال جوئے کی لت پڑ گئی۔ ایک شب کو یہان تک نوبت پہونچی کہ آپ سب کچھ ہار گئے جو کچھ لیا پہنا تھی سب پھڑ پر رکھدی۔ زیور اسباب میز کرسی گھر گرہستی سب نذر قمار بازی ہوا۔ یہان تک کہ تن پر جو کپڑے تھے وہ بھی بازی پر لگا دینے کو تیار ہوئے

مگر کسی نے منظور نہ کیا۔ اب جاکے انکو ہوش آیا آنکھ کھلی مفلسی۔فلاکت احتیاج سامنے آکھڑی ہوئی۔ یہ بھاگے قمارخانے سے گھر پہونچے دیکھا بیوی اور بچہ پڑے سو رہے ہین۔ دونون کی محبت نے جوش کیا۔خیال آیا افسوس آج تو مین سبھی کچھ ہار آیا۔ بالکل کھک ہوگیا۔ ان دونون کی پرورش پرداخت اب کہان سے ہوگی۔ جھنجھی پاس نہین۔ کھانے پینے تک کا ٹھکانہ نہین۔ یہ نازونعم کے پالے کیونکر بسر کرسکین گے۔ انکی زندگی دُنیا مین کیونکر کٹے گی۔ ہاے کیسی کیسی مفلسی غریبی محتاجی سے انکو پالنا پڑے گا۔ بس ایک ایک بوسہ دیا اور لپک کے استرہ نکال سوتے کے سوتے اُن بیچارون کو آغوش اجل مین پہونچا دیا۔ گھبرا کے اُسی ہیجان مین کھڑکی کے راستے سڑک کی طرف پھاند گئے۔ جا بجا چوٹ بھی لگی۔ کیچڑ مین لت پت ہوئے۔ اور وہان سے اُٹھکر دیوانہ وار بھاگے جاتے تھے کہ پولیس کا پترول گشت مین تھا اُس نے دیکھا ایک شخص دیوانون کی طرح کیچڑ مٹی مین لتھڑا بھاگا چلا جاتا ہے۔ روکا۔ آپ نے سارا حال بیان کیا۔ اُس نے فوراً زیر حراست کیا۔ اور مقدمہ فوجداری قائم ہوگیا۔ عدالت مین بھی آپنے بڑے فخر سے یہی بیان کیا کہ جب روپیہ پیسہ کچھ نرہا تو آخر یہ دونون محتاجی مین ایڑیان رگڑ رگڑ کر مرتے۔ مین نے اس مصیبت سے بچانے کے واسطے دونون کو ذبح کر ڈالا۔ مگر اسکے کونسلی نے بڑی لیاقت کے ساتھ اس امر کو ثابت کیا کہ ایسے شخص کو جس کی نیت یہ ہو سزاے موت دینا بالکل خلاف انصاف ہی چنانچہ جوری نے بھی راے دی کہ یہ شخص مجنون ہے۔ اور اسطرح پاگل خانے مین داخل ہوئے۔

حضرات ناظرین یہ تمام حالات انکو کسی کی زبانی نہین معلوم ہوئے اور نہ اُن

مجانین نے بیان کیے جو کچھ علم ہوا۔ اُسی کتاب القا سے۔ اب انکو اور بھی یقین ہو گیا کہ انسان بذات خود کوئی چیز نہین صرف واقعات عالم کے تیز رفتار دریا مین ایک کشتی ہر وہ جس رُخ چاہتا ہی بہا لیجاتا ہی۔

ایک روز علی الصباح داروغہ جیل ایک شخص کو ہمراہ لیے آیا کشیدہ قامت دُبلا۔ پتلا۔ ادھیڑ۔ سیاہ پوشاک پہنے ہوئے۔ بشرے سے ایک طرح کا عمل ظاہر تھا۔ یہ چارون آدمی اُس وقت صحن مین ٹہل رہے تھے۔ داروغہ جیل نے بعد صاحب سلامت اور معمولی مزاج پُرسی کے کہا۔

حضرات یہ صاحب علم کاسہ سر کے ماہر ہین۔ اگر آپ لوگ ازراہ عنایت اپنی تکلیف گوارا کرین کہ اپنا اپنا سر آپ کو معائنہ کر لینے دین تو کمال مہربانی ہو۔ ان چارون آدمیون نے درخواست بسر و چشم قبول کی اور ہنسی خوشی راضی ہو گئے۔

پہلے ڈاکٹر کے سر کا امتحان لیا گیا۔ اُسکے بعد جورو اور بچے کے قاتل کی باری آئی اُسکے بعد اُس شخص کی آزمایش ہوئی جس نے باغبان کے لڑکے کو پھانسی دی تھی۔ اور سب سے آخر مین سر اڈمنڈ کا معائنہ کیا گیا جب بخوبی امتحان کر چکے تو ان عالم صاحب نے جیلر سے اجازت مانگی۔ کہ جو کچھ انکے سرون کے معائنے سے ازروے قاعدہ ظاہر ہوتا ہی اگر آپ کی اجازت ہو تو اُس کی تصدیق ان سبھون سے کر لی جائے پہلے تو داروغہ جیل نے کسی قدر تامل کیا۔ مگر ان مجانین نے ایسا اصرار کیا اس قدر سر ہو گئے کہ مجبوراً قبول کرنا پڑا۔ اُس حکیم نے اس طرح تقریر کرنی شروع کی۔

حضرات مجھے آپ کے اُن جرائم اور حرکات کی کوئی اطلاع نہین جنکی وجہ سے آپ بیان مقید کیے گئے ہین پس جو کچھ مین بیان کرتا ہون وہ بلا کسی کے لحاظ اور خاطرداری کے صاف صاف وہی ہے جو اصول سے مجھے معلوم ہوا ہے اگر احتیاطاً کوئی بات کسی صاحب کو ناگوار ہو تو معاف فرمائین۔ میرا منشا ریہ ہرگز نہین کہ آپ لوگون مین سے کسی کا دل دکھاؤن۔

پہلے صاحب یعنی ڈاکٹر صاحب کی نسبت تو میری یہ رائے ہے کہ آپ مین ایجاد کا مادہ اعتدال سے زائد ہے۔ ایسی چوڑی مربع پیشانی مین نے آج تک کسی کی نہین دیکھی خودداری اور تحسین طلبی بھی ٹرھی ہوئی ہے۔ اور اسی قدر امید بھی بہت قوی ہے۔

ڈاکٹر یہ سُنکر غور و فکر کرنے لگے اور گویا اپنے حالات اور اُس ماہر فن کے احکام کی تصدیق مین مصروف ہوئے۔

جواری کی طرف مخاطب ہوکر کہا کہ آپ کو تحصیل شئے کی خواہش بہت زیادہ ہے اور ممتا اور سلوک اور خیر کی بھی صفت ٹرھی ہوئی ہے جس جرم مین آپ گرفتار ہوکر مقید ہین اُسکا کوئی پتہ نہین معلوم ہوتا۔ ہان ایسا ہوا ہو کہ کوئی حرکت انھین اسباب سے ایسی سرزد ہوگئی ہو جسکی وجہ سے یہ پاداش اُٹھانی پڑی تو بعید از عقل نہین۔ اب اُس شخص کی باری آئی جس نے لڑکے کو پھانسی دی تھی۔ اُسکو دیکھتے ہی اُنھون نے حکم لگایا۔ کہ تم مین مادہ اہلاک بیّن طور سے بہت ٹرھا ہوا ہے سر بارٹر نے دیکھا کہ یہ کلمہ سنکر اُس شخص کے ابرو ون پہ بل آگیا اور وہ مُنھ پھیر کر ہٹ گیا۔ پھر اس حکیم نے

سراڈمنڈ کی طرف مخاطب ہوکر کہا کہ آپ مین اخلاقی خوبیون وفاداری بلند خیالی کے ثبوت اس کثرت سے پائے جاتے ہین کہ عقل کام نہین کرتی آپ کیونکر اس مصیبت مین گرفتار ہوئے۔ آپ مین احتیاط نیک دلی۔ تدین۔ امید کا مادہ بدرجہ کمال ہے۔ مگر سب سے زیادہ تعجب اور تحیر کی صفت بڑھی ہوئی ہے اس سے اُترکے ایک چیز کو دوسری سے مقابلہ کرنے کی خواہش بھی ہے۔ ہان استقلال مین کمی ہے پس جب تعجب خیز انوکھی اور خاطر مین ہیجان پیدا کرنے والی باتون کا موقع آتا ہو تو کچھ عجب نہین کہ آپ دقتون مین پڑجاتے ہون۔

مارٹر۔ اچھا یہ تو بتائیے کیا میرے سر مین خانہ اہلاک بھی بڑھا ہوا ہے۔

حکیم۔ جی نہین مطلق نہین برائے نام دکھائی بھی نہین دیتا۔

سراڈمنڈ نے گورنر کی طرف نظر کی اور گویا بزبان حال کہا کہ دیکھیے میری بے گناہی ازروئے علم کاسہ سر بھی ثابت ہے۔

القصہ حکیم تو اپنی طرف راہی ہوئے سراڈمنڈ کو ایک مدت اسی مصیبت مین کٹی اور رفتہ رفتہ اُس کا اثر اُنکے جسم و جان پر پڑنے لگا انکے لیے ایسے جرم مین ملزم ہوکر عدالت تک جانا عام اس سے کہ بری ہو جائین یا مجرم ہی قرار پائین نہایت ذلت اور بدقسمتی کی بات تھی نہ کہ قاتل اور مجنون قرار پاکے حبس قیدی ہونا۔ یہ ایسی بات تھی کہ کوئی کیسا ہی مستقل مزاج ہوتا مگر ممکن ہی نہ تھا کہ دوا ما ملول اور دل گرفتہ نہ رہتا اب انکا کسی کام مین جی نہ لگتا تھا۔ دُنیا سے برداشتہ خاطر۔ زندگی اجیرن۔ ہروقت ناشاد

نہ کتاب آلقاسے جی بہلاتے نہ اُن کتابون کو ایک نظر دیکھتے جو کھانے کے
ساتھ وقتاً فوقتاً ملا کرتی تھین۔ ہفتے۔ مہینے بیکاری بے شغلی مین گذرے
اور ان کو خبر نہین کہ دُنیا مین کیا ہو رہا ہی جن جن چیزونکی دھن تھی اُنکا بھی
مطلق خیال نہ رہا بالکل دل مین گرمی نہ خاطر مین شگفتگی۔ اب اگر کچھ انتظار رہا تو رہا ہونے
کا۔ وہ بھی اسوجہ سے کہ اگر چندے یون ہی بسر ہوئی تو جتنی عقل اور سمجھ ہی وہ بھی زائل ہوجائیگی
جس درجے مین مقید تھے اُسی سے متصل دیوانی عورتون کا درجہ بھی تھا۔
صرف ایک بلند دیوار درمیان تھی مگر دونون جانب عمارتین اس دیوار سے
بلند تر تھین جس حصّے مین سر آڈمنڈ تھے اُس کے اکثر کمرے خالی اور کھلے تھے
جب کبھی اُنکا جی گھبراتا ان کمرون مین چلے جاتے اور اوپر کی منزل سے
مجنون عورتون کے حرکات کی سیر دیکھا کرتے۔ کبھی کوئی نہایت درد کی آواز سے
کوئی چیز گاتی کبھی کوئی پاگل اپنے ہذیانات سے زمین و آسمان سر پر اُٹھاتی۔
بعض عورتون کو اُنھون نے دیکھا کہ ایسی بیہودہ باتین کرتین وہ وہ کفر و الحا
د کے کلمات زبان سے نکالتین۔ ایسی ایسی فحش گالیان بکتین کہ چوراہے کی
ٹکاہیان بھی مات ہوتین۔ چنانچہ ایک روز ایک سولہ سترہ برس کی نوجوان
لڑکی اس طرح فحش اور ہذیان بکتی نظر آئی کہ اُن کو نہایت تعجب ہوا خصوصاً
جب محافظ سے یہ معلوم ہوا کہ اپنے ہوش و حواس کے زمانے مین نہایت
پاکدامن تھی اور اب بھی خدا نخواستہ کسی جرم کی وجہ سے مقید نہین ہی۔
بلکہ محض دیوانگی کی علت مین گرفتار ہی۔ جب انھون نے یہ حال سُنا تو اور
تعجب ہوا کہ پھر کیا وجہ کہ اس کی زبان سے ایسے گندے اور فحش کلمے یون

بیحیائی کے ساتھ نکلتے ہین۔ کتاب القابین دیکھنے سے بھی تسکین نہوئی اُس سے بھی اتنا ہی کھلا کہ جس زمانے مین موروثی جنون اسکو ہوا ہے اُس وقت تک یہ برابر نیک اور پاک رہی عزیز قریب جتنے ہین وہ بجائے خود درماندہ اتنی استطاعت نہین رکھتے کہ اس حال مین خبر گیری کرسکین ام جنون بھی صرف یہی ہو کہ دن اور رات اوّل فول فحش مغلظات بکا کرتی ہو جس وقت یہ حواسون مین آتی ہو نہایت نرم مزاج منکسر حیادار ذرا ذرا سی بات کا لحاظ رکھنے والی ہوجاتی ہو اگر کوئی حرکت بے تمیزی کی سرزد ہوئی یا کوئی لفظ بے شرمی کا زبان سے نکلجاتا تو نہایت شرماتی ہو۔ اسکا حال دیکھکے سرڈ منڈ کو فطرت انسانی پر غور کرنے کا موقع ملا۔ اور بہت دیر تک طرح طرح کے خیالات مین محو رہے۔ کہ اللہ اللہ انسان بالخلقت کس قدر ضعیف اور ناتوان بنا ہو۔ ذراسے خلل مین اس کی طبیعت کیسے کیسے رنگ بدلتی اور پستی سے بلندی اور بلندی سے پستی کو جاتی ہو ؎

گھے بر طارم اعلیٰ نشینند گھے بر پشت پائے خود نہ بینند

اِس طرح کئی ہفتے کٹ گئے۔ بالمرہ علی الصباح نعمت دنیا کا تحفہ کہین سے آتا اور یہ لاکھ لاکھ عقل دوڑاتے کہ کون ایسا مہربان ہو جو یون برابر اپنی عنایت اس مصیبت مین روا رکھتا ہو۔ مگر کچھ سمجھ مین نہ آیا کتابہ القا سے بھی کچھ حال نہ کھلتا کیونکہ اگر اُس سے دریافت کرے تو کسی شخص کا نام لے اور یہان سرے سے نام ہی معلوم نہ تھا انھون نے یہان تک کیا کہ جتنے دوست شناسا یا دتھے نام بنام سب کے حالات دریافت کرنا چاہے

بہتون کی سوانح عمری تو پہلے ہی سے جانتے تھے جو ایک آدھ بچے بچائے تھے اُن کے حالات پڑھنے سے بھی نہ معلوم ہوا کہ اُن مین سے کون ایسی مہربانی کرتا ہی۔

آلغرض بعد عرصہ دراز ایک روز صبح کو یہ صحن مین ٹہل رہے تھے کہ اِنکے کمرے کا دفعتہً دروازہ کھلا اور ایک شخص جھپٹ آکے اُن سے چمٹ گیا۔

سر اڈمنڈ۔ یار کیمبل تم یہان کہان۔

کیمبل۔ ابھی شہر مین داخل ہوا ہون اس پاگل خانے مین ایک کام تھا یہان آکر معلوم ہوا کہ آپ بھی مقید ہین۔

سر اڈمنڈ۔ تمکو ہمارا سارا قصہ نہین معلوم۔

کیمبل۔ دربانون نے سب حال بتایا مگر مجھے اعتبار نہین آیا۔ مین آپ کی دلی کیفیات آپ کی نیک نیتی۔ رحمدلی سے بخوبی آگاہ ہون۔ مزاج کو جانتا ہون۔ اگر ساری دنیا آپ کو مجرم قرار دے تب بھی مین نہ مانون۔

سر اڈمنڈ۔ خیر بھئی۔ یہ تمھاری میرے حال زار پر مہربانی ہی۔ کہان تک شکریہ ادا کرون مجھ بے چارے بے گناہ کے پھنسنے مین عجیب و غریب واقعات اور اتفاقات پیش آئے۔

کیمبل۔ بجا ہی۔ مگر یہان کوئی شخص ایسا بھی ہی جو آپ کا شناسا ہو۔

سر اڈمنڈ۔ بس یہی تین آدمی ہین جو میرے ساتھ قید ہین انھین کو شناسا کہہ سکتا ہون۔

کیمبل۔ (تامل کرکے) میرا مطلب یہ ہی کہ آپ کو ان لوگون مین کوئی ایسا شخص

بھی ملا ہی جسکو آپ نے پہلے کہین اور بھی اُن مقامات پر دیکھا تھا جہان آپ کی آمد و رفت تھی۔
کیمبل کچھ ایسے متردد اور پریشان تھے کہ سراڈمنڈ کو بھی تعجب ہوا۔ اور انکی صورت دیکھنے لگے۔ بالکل زرد ہلدی کا گا بھا نڈھال مضمحل۔
سراڈمنڈ۔ برائے خدا کچھ بتائیے تو یہ معاملہ کیا ہی۔ کہین خدانخواستہ میری طرح تم پر بھی مصیبت تو نہین پڑی۔ اور یہان اسی طرح محبوس ہوئے ہو۔
کیمبل نے جواب مین کہا نہین نہین یہ بات تو نہین ہی۔ لیکن آئندہ اگر ایسا ہو تو ممکن ہی۔ مگر پہلے آپ میری بات کا جواب تو دیجیے۔
سراڈمنڈ۔ ہان اب مین سمجھا آپ اُس شخص کو پوچھتے ہین جو یہان پر سکر رہے ہی
کیمبل۔ ہان جو پہلے سے بھی آپ کا شناسا ہو۔
سراڈمنڈ۔ یہان تو کوئی مجھے نہین ملا اور اگر اس زندان مین میرے شناسا یا دوست ہون تو مجھے علم نہین ممکن ہی وہ کسی اور درجے مین ہون مین اُن لوگون سے جو اور درجون مین رہتے ہین مل نہین سکتا۔
کیمبل۔ خیر تو آپ نے کسی کو نہین سُنا۔ اچھا اس وقت تو مین رخصت ہوتا ہون یہان سے جاتے وقت آپ سے پھر ملتا جاؤنگا۔ اسوقت تو معاف کیجیے۔ کوئی دم گھنٹے مین پھر حاضر ہونگا (یہ کہکر کیمبل سراڈمنڈ کی آغوش سے جُدا ہوئے)۔
کیمبل کی یہ کیفیت دیکھکر جی مین کہا کہ یہ کچھ بات نہین ہی کہ اس پاگل خانے مین ضرورت سے تو آئین اور دوستی کا اتنا خیال ہو کہ اُس کام کو ملتوی کرکے پہلے یہان مجھے ملین۔ اور اُسکے بعد پھر اپنے کام کو جائین۔ ہو نہو انکے یہان آنے

اور سب سے پہلے مجھ سے ملنے کی مصلحت کچھ اور ہی ہوگی ۔
یہ اس سوچ مین تھے ۔ کہ دوسرے درجے سے نعرہ ہاے خوشی و مسرت کا
غلغلہ کانون تک پہونچا پہلے تو ان کو خیال ہوا کہ اُن غلامون کے زنجیرون کی
جھنکار ہی جو سزاے حبس دوام مین گرفتار ہین اور باہر مقامات پر
روانہ ہو رہے ہین ۔ مگر دوپہر کا وقت تھا ۔ اور اسوقت اُنکی روانگی کا قاعدہ
نہ تھا زیادہ مفصل حال دریافت کرنے کی غرض سے کوٹھے پر چڑھ گئے ۔ وہان
سے اور بھی شور و غل کی آواز کانون مین آنے لگی ۔ تمام محبس مین اس طرح کا
شور بلند پایا جیسے سب کو رہائی کا مژدہ سُنایا گیا ہو ۔ ہر شخص جوش مسرت
مین خودی سے باہر ۔ نعرہ ہاے خوشی بلند کر رہا تھا ایک طرف کھڑکی مین
ایک مجنون عورت کا چہرہ نظر آیا جس کو یہ کسی قدر پہچانتے تھے متعجب ہو کے
غور سے دیکھنے لگے ۔ این کیا معاملہ ہی ۔ خواب ہی یا بیداری کہین نظر کو
دھوکا تو نہین ہوا ۔ ایک عورت حسین مہ جبین بال کھولے ہوئے ایک اضمحلال
کے ساتھ کھڑکی کے کٹھرے کے قریب کھڑی ہی ۔ انکی اور اُسکی آنکھین چار ہوئین
صورت پہچانی اور اب جا کر ان کو پتہ چلا کیمبل کیون یہان آئے تھے ۔ یہ
امیلائین ہی جو پاگل خانہ مین مقید ہی ۔ اُسی سے ملنے کو کیمبل کا یہان آنا ہوا ۔
سر اڈمنڈ کو خیال گذرا کہ انسان کی حیات مین خدا نے کیسے کیسے انقلابات
رکھے ہین اب یہ غور سے اُسکی صورت دیکھنے لگے ۔ امیلائین بھی ٹکٹکی باندھ کر
دیکھتی رہی کہ دفعتہً اندر کی طرف کمرے مین چلی گئی ۔ ایسا معلوم ہوا کہ کسی نے
اُسکو آواز دی کھڑکی کے پاس سے کچھ ہی ہٹے تھے اُنھون نے دیکھا ۔ اُسکا

شوہر اُسکے پاس کھڑا ہی اور امیلا یین غش کھاکر فرش پر گر پڑی ہی - اس واقعے سے اور بھی شور وغل ترقی پکڑ گیا اور لوگون نے باہر سے ڈھیلے پتھر بھی پھینکنے شروع کیے ہین - یہ رنگ دیکھکر اُنکو یقین ہوگیا کہ محبس مین بلوہ ہوگیا ہی - گھبرا کر نیچے اُتر آئے اور پیش صحن کی طرف جاکر دیوار کے قریب کان لگا کے سُننے لگے کہ پھاٹک پر کیا شور وغل ہو رہا ہی - اتنے مین لوگون نے پھاٹک توڑ ڈالا اور پانچ چھ آدمی اجنبی گھس آئے - اُن مین سے ایک شخص کو یہ کسی قدر پہچانتے بھی تھے - وہی اُنکا افسر بھی معلوم ہوتا تھا اُس نے انکی صورت دیکھتے ہی باواز بلند فرانسیسی زبان مین پوچھا "کہیے حضرت آپ پر کیا گذرتی ہی ہم لوگون کو معلوم تھا کہ آپ بھی یہان محبوس ہین - جب تمام قیدیون کو ہمنے رہائی دلائی - تو آپ کو بھی اس عذاب سے نجات دلانا فرض ہوگیا -

اب سر اڈمنڈ کو یاد آیا یہ تو وہی ڈبائی شہر کے بانکون کا افسر ہی - جس نے بہت سی حکایتین پیرس کے بدمعاشون کی چالاکی بیان کی تھین - انھون نے متعجب ہوکر جواب دیا "حضرت مین نہین سمجھا آپ کی تقریر کا کیا مطلب ہی"

ڈبائی - مطلب اور معنی کس کو کہتے ہین ارے بھئی صاف صاف یہ ہی کہ اہل شہر نے جو کچھ کیا ہی اُسی کی تقلید ہمکو بھی یہان کرنی چاہیئے - اُنھون نے اپنے پائون کی زنجیرین توڑ کر پھینکدین ہم کو بھی یہان بیڑیان کاٹ ڈالنی چاہئین - مزا تو جب ہی کہ ہماری جگہ اب یہان بادشاہ سلامت مقید نظر آئین -

مارکھر - کیا! بادشاہ؟

ڈبائی - جی ہان! بادشاہ! اصل مین بادشاہی رہی کہان؟ خبرین تو برابر

اسی طرح کی ہیوبخ رہی ہین۔ اب کیسا بادشاہ اور کہان کی بادشاہت آج ہی صبح کو جتنے سپاہی سنتری اس محبس کی نگرانی کو مقرر تھے سب اُٹھائے گئے جو کچھ نوکر چاکر تھے۔ اُنھون نے کچھ روک تھام چاہی بھی۔ مگر اُنکی حقیقت ہی کیا تھی کہین ٹوٹلون سے گا جین ٹلی ہین۔ شہر کے بلوے کی خبر پہونچنا تھی۔ یہان بھی بغاوت پھوٹ نکلی۔ کون کس کی سُنتا ہی۔ تمام قیدی اپنے اپنے کمرون کے دروازے۔ کٹھرے توڑ تاڑ نکل آئے۔ اور ڈبائی نے چھڑی مین رومال باندھ کے فتح و آزادی کا اعلان کیا۔ بلند آواز سے نعرہ لگایا۔ "خدا انتظام جمہوری کو برقرار رکھے"

سر اڈمنڈ بھی اس جیل مین اتنے دنون رہے اور ایسے عاجز ہو گئے تھے۔ کہ انکو اُسوقت دُنیا و مافیہا کی خبر نہ تھی۔ نہ اپنے دوست کیمبل کا دھیان آیا۔ نہ ایمیلائین یاد رہین۔ نہ اپنے تینون خبطیون کی خبر رہی۔ وہ نفسی نفسی کی ہوا چل رہی تھی کہ انکو بھی سوا اپنے اور کسی کا خیال نہ تھا۔ یہ بجائے خود سمجھے۔ کہ نہین معلوم یہ معاملہ کیا ہی کہین یہ بھی شائبہ جنون تو نہین۔ یا محض خواب کی سحرکاریان ہین۔ گھبرا کے صحن کی طرف سے نکل کے پھاٹک تک پہونچ گئے۔ کوئی روکنے ٹوکنے والا نہین۔ ڈرون ٹون ایک دربان تپائی پر بیٹھا اونگھ رہا تھا۔ انکو دیکھ کے اور بھی سوتا بنگیا۔ یہ اسکے برابر سے ہو کے پھاٹک کے باہر نکل گئے اور اس خیال سے کہ مبادا کوئی پھر گرفتار کرکے اندر نہ پہونچا دے۔ ایسے سر پر پاؤن رکھکر بھاگے۔ جیسے وہان کبھی تھے ہی نہین۔ اور کیون نہ بھاگتے آزادی پیش و قید کا اندیشہ پاشنہ کوب۔ مہینون سے مخمل سبزہ خیر مقدم کے شوق مین فرش

ہو رہا تھا۔ مرغان خوش الحان جوش مسرت و طرب سے مصروف ترانہ سنجی۔ گویا اس رہائی کی تہنیت مین مبارک باد گاتے تھے آسمان صاف شفاف گرد و غبار یا ابر و سحاب کا کہین پتہ نہین۔ طوفان کا نام نہ کدورت کا نشان۔ اتنے زمانے تک تنگ و تاریک جیلخانے کی عفونت آمیز ہوا جو دماغ پریشان کرتی رہی۔ اُس کا بدل قسمت نے یہ دیا تھا کہ گلہاے خود روکی مہک نسیم و صبا کے دوش پر دماغ معطر کرنے لگی۔

سراڈمنڈ تو شہر پیرس کی جانب شادان فرحان سبک وحی اور سبک روی کے ساتھ چلے جاتے تھے اور پیچھے مڑ مڑ کے دیکھتے جاتے تھے کہ مبادا کوئی تعاقب مین نہ آتا ہو۔ مگر وہان پاگل خانے مین قسم قسم کے زن و مرد مجانین گروہ کے گروہ نکلے جاتے تھے اور کوئی روکنے ٹوکنے والا نہ تھا۔

جاتے جاتے شہر کے ناکے پر پہونچے داخل شہر پناہ ہوئے۔ نکڑ پر دیکھا کسی کا نوکر گھوڑا مارے چلا آتا ہے۔ اُس کے ہاتھ مین اسی طرح کی ٹوکری ہے جیسی انکو محبس مین بالمرہ پہونچا کرتی تھی۔ بے ساختہ اُنھون نے اُسکو روک لیا اور پوچھا:

"بھئی تم کدھر جاتے ہو؟"

"پاگل خانے۔"

"کیا یہ ٹوکری سراڈمنڈ مارٹمر کے واسطے لیے جاتے ہو؟"

"جی ہان مگر آپنے کیونکر پہچانا؟"

"سراڈمنڈ تو ہمین ہین مگر یہ تو بتاؤ کہ بھیجی کس نے ہے؟"

"یہ تو نہین عرض کر سکتا۔"

"نہین تمکو بتانا ہوگا۔ بات یہ ہی کہ اس وقت کسی محفوظ مکان مین مجھے پناہ
لینی ہی۔ بس جس مہربان نے اس قید کی حالت مین ایسی عنایت روا رکھی
ہی اُسکے مکان سے بڑھکر اور کس جگہ مجھے پناہ ملے گی؟"
یہ سُنکر نوکر نے کسی قدر تامل کیا۔ مگر آدمی تھا ہوشیار بات بھی معقول تھی
سوچنے لگا۔
سر اڈمنڈ۔ بتاؤ جی جلدی۔
نوکر۔ میڈم اتھالی دی اسٹیول۔
سر اڈمنڈ۔ اہا اتبک مجھے اُن کا خیال ہی نہ آیا تھا۔ واقعی دُنیا مین کچھ کچھ
احسانمندی باقی ہی۔ اچھا یہ تو بتاؤ وہ رہتی کس جگہ ہین۔
نوکر۔ نواب ڈلا روکے ہوٹل مین۔ اُنھین کی دولت اُنکو وراثت مین ملی ہی۔
سر اڈمنڈ۔ بس اب معلوم ہوگیا۔ تم کو پاگل خانے کی تکلیف گوارا کرنے کی
ضرورت نہین مین اسی وقت خود وہین جاتا ہون اور ان مہربانیون کا شکریہ
بالمشافہ ادا کرتا ہون۔
یہ کہکر سر اڈمنڈ اس طرف ناک کی سیدھ پر چل نکلے۔ راستے مین نہ کسی طرف
دیکھا نہ غور کیا نہ شہر کے بلوے اور انقلاب کا خیال پاس پھٹکنے پایا۔ اور
سچ پوچھو تو اُنکو اپنی آزادی کے آگے کیا پڑی تھی کہ بغاوت۔ بلوے کا دھیان
کرتے۔ شہر کیا پورا فرانس غلامی مین پھنس جائے انکی بلا سے یہ تو آزاد ہوگئے
فتح کی مسرت سے یہ دوڑتے کیا ہوا پر اُڑتے چلے جاتے تھے۔ اور اُس واقعہ تاریخی
کا خس برابر بھی خیال نہ تھا۔ جو فرانس بلکہ تمام دنیا کے واسطے بہت کچھ یادگار

یعنی یہ سنہ ۱۸۵۷ء کا انقلاب تھا۔ قریب پانچ بجے کے آبادی مین داخل ہوئے۔ حوالی شہر مین پہونچکر ایک چھوٹی سی دوکان سے کچھ لے کر کھایا اور پھر آگے چل نکلے۔ بدعملی سے بلوہ اور کشت وخون۔ لوٹ کھسوٹ جو کچھ پیدا ہوا تھا وہ تو شام ہوتے ہوتے فی الجملہ سرد تھا۔

مگر جا بجا کشتون کے پشتے۔ مجروحین کے مجمعے کہین از کار رفتہ سلاح۔ ہو کے ڈبرے کسی مقام پر پھٹے کپڑون جلی تیمڑے۔ صاف شہادت دے رہے تھے کہ ابھی ابھی بہت بڑا ہنگامہ فتنہ وفساد برپا ہو چکا ہی۔ مگر سر اڈمنڈ کو ان باتون پر کچھ نظر نہ تھی۔ وہ جھپٹے ہوئے اتھالی کے مکان کی طرف چلے جاتے تھے۔

الحاصل جب وہان پہونچے ہین تو بالکل سناٹا کانی چڑیا تک نہین۔ نواب ڈلارو کا نوکر چاکر بھی نظر نہ آیا۔ خیر کسی قدر اطمینان ہوا ایک اجنبی سے پوچھا تو اتنا معلوم ہوا کہ میڈم اسٹیول مکان ہی مین موجود ہین۔ فوراً خبر گئی اندر بلا لیے گئے جا کر دیکھتے ہین کہ اسٹیول تن تنہا بیٹھی ہوئی ہین۔ انکو دیکھتے ہی فرط مسرت سے چیخ اُٹھین۔ بڑی آؤ بھگت سے پیش آئین۔ اپنے مہربان محسن کا تہ دل سے گرم جوشی کے ساتھ شکریہ ادا کیا۔ اور بہت کچھ معذرت کی وہ آپ کی مصیبت کے وقت مجھ سے کسی طرح کی خدمت نہ ہو سکی۔ آپ نے میری جان بچائی آپ ہی کی جوتیون کے صدقے مین مجھے یہ دولت ثروت ہاتھ آئی۔ خدا خوب آگاہ ہی۔ میری وہ حالت ہو پہنچ گئی تھی کہ اگر آپ کی مدد نہ پہونچتی تو دو ہی ایک دن مین فاکت بیچاری کی اور مصیبت کے ہاتھون خودکشی کر گذرتی۔

اُنھون نے بھی اپنے تمام پردرد حالات مختصر بیان کیے اور جو احسان اتھالی نے اُس حال مین بھی کیا تھا اُسکا شکریہ ادا کیا۔ بعد اُسکے اپنا عندیہ ظاہر کیا " اس طوفان بے تمیزی مین میرا یہان ٹھہرنا کسی طرح مناسب نہین۔ جس طرح ہوسکے بہت جلد انگلستان روانہ ہونا چاہیے۔ لیکن جب تک اسکا سامان نہو جائے کچھ دیر ایسی جگہ چھپ رہنے کو ۔۔۔۔"

یہ سُنکر اتھالی کے چہرے پر کچھ تشویش ظاہر ہوئی۔ سر اڈمنڈ یہ رنگ دیکھکر رُک گئے۔

اتھالی نے کہا " آپ یہ خیال نہ فرمائیے کہ مجھے اس وجہ سے کوئی تشویش ہو کہ میرے ساتھ ایک مکان مین آپ کے قیام کو لوگ مشتبہ خیال کرینگے ایسے ہنگامون مین ان باتون کا تو لحاظ نہین کیا جاتا۔ مگر ایک اور مصلحت ہو جسکے سبب سے مین معذور ہون۔ یہ کہنا تو لاحاصل ہو کہ آپ میرے اتنے بڑے محسن ہین کہ عمر بھر آپ کے بار احسان سے سبکدوش ہونا غیر ممکن ہو جس وقت بجز خدا کی ذات کے دنیا مین کوئی میرا مددگار نہ تھا اُسوقت محض حسبۃً للہ آپ نے نواب سے جھگڑکے میرے واسطے یہ سامان پیدا کر دیا اور اُسی کی وجہ سے آپ نے اس قدر تکالیف برداشت کین اب آپ میری جان و مال کے مالک ہین۔ یہ مکان یہ دولت سب آپ ہی کا ہو مگر ایک بات ایسی ہو کہ یہان اس زمانے مین آپ کا ٹھہرنا مصلحت نہین یعنی مین نے سرلی کی بیٹی پالسن کو بھی بلا کر رکھ لیا ہو "

سر اڈمنڈ۔ تو کیا پالسن بھی سمجھتی ہو کہ مین ہی قاتل اُسکے باپ کا ہون۔

اتھالی۔ جی ہان۔
سراڈمنڈ۔ تو واقعی ایک لمحہ بھی ٹھہرنا ٹھیک نہین۔
اتھالی۔ ہان یہی میری بھی گذارش ہو۔ باقی شہر مین طوائف الملوکی ہو اس وقت ہر شخص کو اپنی پڑی ہو۔ ایسے مین اگر آپ نکل جائین گے تو کوئی کہنے سننے والا نہین۔
سراڈمنڈ۔ واقعی تمھاری راے ٹھیک ہو مگر یہ تو بتلاؤ بھلا اسوقت سوار ہی کا پروانہ کہان ملے گا۔ تمھارے پاس جہاز کا پاسپورٹ تو نہین پڑا ہے۔
اتھالی۔ ہان اُن مرحوم کا ہو شاید آپ کے کام آجائے۔
سراڈمنڈ۔ ہان کیا کہون میرا تو گرفتاری کے وقت اہل پولیس نے جہان اور کاغذات لیے وہ بھی لے لیا۔
اتھالی نے جلدی سے ڈھونڈھ ڈھانڈھ پاسپورٹ لاکر حوالے کیا۔
اتھالی۔ اسوقت بڑی خیریت یہ ہو کہ پالین موجود نہین اپنی مان کو دیکھنے گئی ہو۔ اگر وہ ہوتی تو بڑی دقت پڑتی۔ میرا خانساماں بہت معتبر ہو آپ کے ہمراہ ہوگا اور جہاز پر سوار کرآئے گا نہ کسی قسم کی تکلیف آپ کو ہو۔ نہ کانون کان کسی کو خبر ہوگی۔
سراڈمنڈ۔ اچھا اب جھٹ پٹ تم ایک کام کرو۔ کوئی گاڑی منگوا دو اور مین چھپ چھپا کے یہان سے روانہ ہوجاؤن۔
اتھالی نے فوراً اپنے خانساماں کو بلایا۔ گاڑی کو حکم دیا۔ اور کچھ ناشتے

کے واسطے بھی کہدیا۔ القصہ کوئی آدھ گھنٹے میں سب سامان لیس ہوگیا۔
اور یہ صحیح خیر سے روانہ بھی ہوگئے۔
ایک رات اور ایک دن میں کیلے پہونچے۔ مگر اُسوقت کوئی جہاز
انگلستان جانے والا نہ تھا۔ رات بھر ایک ہوٹل کے کمرے میں چھپے پڑے رہے۔
شب کو کھانے کے بعد ذرا حواس درست ہوئے خوف کم ہوا۔ وقت کاٹنے
کے خیال سے کچھ کتابیں اور پُرانے اخبار اور رسالے منگوا کر دیکھنے لگے۔
مجلس میں جتنے دن رہے تھے انکو دنیا ومافیہا کی خبر ہی نہ تھی جو اخبار آتے
تھے وہ انکو بھیجتی تھی وہ بھی وہاں کے قاعدے کے مطابق ان تک نہ پہونچ سکتے
تھے۔ پس اگرچہ اخبار اور رسالے پُرانے تھے مگر انکو ہر چیز نئی معلوم ہوتی تھی
غرضکہ پڑھتے پڑھتے ایک مضمون کی سُرخی دیکھکر چونک پڑے پھر آنکھیں
ملکر غور سے دیکھا جلی قلم سے لکھا ہوا تھا مسیم لکارج کی گرفتاری۔ زہر خورانی
کا الزام اس مضمون کو پڑھتے جو ہیں تو اُس میں تمام حالات مسیم لکارج کی گرفتاری
شوہر کو سکھیا دینے اور شک و شبہے کے مشرح مفصل مذکور تھے۔ ابتدائے
زمانۂ عقد سے تا زمانۂ وفات ذرا ذراسی بات درج تھی۔ وہ مسٹر لکارج
کا مریم شیپل سے عقد۔ پیرس سے گرانیڈ پیر کو آنا وہ مریم کا اپنے پیارے
شوہر کو خطوط بھیجنا۔ وہ ماہتاب پیر نظر کرکے وہ دونوں کا ایک ہی وقت مقررہ
پر اپنی اپنی جگہ ایک دوسرے کا جام صحت پینا۔ اور انکے تمام حالات کا
خود مریم کے اُن خطوط سے پتہ چلتا ہے جو متوفی کے ایک مقفل بکس میں پائے
گئے تھے اور جو بر وقت تحقیقات ظاہر ہوئے تھے سب کچھ تحریر تھا۔ علاوہ اسکے

ایک اور واقعہ بھی کھلا جس کے سبب سے مریم پر شبہ زیادہ قوی ہو گیا یعنی ایک خط مین اس نے لکھا تھا کہ میری دلی آرزو ہے کہ ہم تم ایک ہی چیز کھانے پر بھی کھائین - اس لیے تھوڑی سی اپنے ہاتھ کی پکائی ہوئی خستہ ٹکیان بھیجتی ہون - آدھی یہان بھی رکھ لی ہین - آدھی روانہ ہین -

مگر تحقیقات سے معلوم ہوا کہ اسکے شوہر کے پاس صرف ایک بڑی روٹی پہونچی تھی - اور جسوقت اُسکا ایک ٹکڑا اُسنے کھایا ہے - اسی وقت سے اسکی طبیعت بگڑ گئی ہے - اور چند روز کے بعد جب گرا ینڈ یر والیس گیا ہے تو صبح ہی سے پھر ویسا ہی بیمار ہو گیا اور برائٹن سے واپس آکر تو اُٹھنے بیٹھنے کے لائق ہی نہ رہا ڈاکٹر نے جو حریرہ تجویز کیا تھا سُنا گیا اُسکو بھی مریم ہی نے تیار کیا تھا - اُسکے استعمال سے اور بھی طبیعت بگڑتی چلی گئی - صبح کو صراحی سے جو پانی اُسکی بیوی نے پینے کو دیا تھا وہ رات سے بھرا رکھا تھا اسکو پی کے جب اور بھی سخت دورے آنے لگے تھے تو لکارج کو کچھ کچھ شبہ ہو چلا تھا کہ کسی نے اسکو زہر دیا ہے -

چنانچہ جس وقت ڈاکٹر آئے ہین اور لوگ اپنی اپنی طرف چلے ہین تو تخلیے مین اسنے ڈاکٹر پر اپنا یہ خیال ظاہر بھی کیا تھا - حریرے کا پیالہ اتفاق سے اس وقت پاس ہی موجود تھا جب ڈاکٹر نے اسکا اور پانی کا خفیہ امتحان کیا ہے تو دونون مین سنکھیا کی آمیزش پائی گئی - چنانچہ لکارج کی مان سے یہ واقعہ کہا گیا - اُسنے بندوبست کر دیا کہ سوا میرے اب خبردار کسی دوسرے کے ہاتھ سے کوئی چیز استعمال نہ ہو - لیکن اسکا بھی اثر نہوا اور وہی چار دن

مین بے چارہ لکا رج تڑپ تڑپ کے مرگیا۔

اگرچہ تجہیز وتکفین سے فراغت کردی گئی تھی مگر اس بات کا ایسا چرچا پھیلا کہ مریم کی گرفتاری کی نوبت آئی۔ اس نکبخت نے جب اپنا بیان لکھایا تو اور بھی بہت سی باتین کھلین جس سے شبہ زیادہ قوی ہوتا گیا یعنی جس زمانے مین اسکا شوہر پیرس گیا تھا تو اسکے خطون کا انتظار ایک خاص اضطراب کے ساتھ اسکو رہا کرتا تھا خصوصًا اُس زمانے مین جب اس نے ٹکیان بھیجی ہین۔ اور بعض بعض اوقات پر اس کی زبان سے یہان تک نکل گیا ہے۔ کہ آج خط آنے مین دیر ہوئی خدا خیر کرے آج کچھ دل کی دھڑکن زیادہ ہے۔ نہین معلوم کیا بات ہے کہ بُرے بُرے خیالات آپسے آپ چلے آتے ہین یہ بھی معلوم ہوا کہ اُس نے نوکر کے ہاتھ سے سنکھیا بھی منگائی اور منع کردیا تھا کہ ساس اور شوہر پر کھلنے نہ پائے۔

مریم نے ان باتون کے جوابات نہایت برہم ہوکے دیے۔ کہ اصل وجہ تشویش کی یہ تھی کہ وہ یہان سے ایک معاملہ ٹھہرانے کی غرض سے گئے تھے۔ اور اسمین اندیشہ یہ تھا کہ اگر خدانخواستہ نہ ٹھہرا تو ایسا مالی نقصان پہونچے گا کہ خاندان تباہ ہوجائیگا۔ بس اسی مارے مجھکو پریشانی تھی۔ مگر اس عذر کی کچھ سماعت نہ ہوئی اور مقدمہ قایم ہوگیا۔ سر اڈمنڈ کو یہ بھی معلوم ہوا کہ اسکی گرفتاری اور مقدمہ کا وہی زمانہ تھا جس زمانے مین ان پر مقدمہ چل رہا تھا۔ خیال ہوا کہ کیا عجب جس طرح اس قید سے مجھے نجات ملی ہے اسی طرح اسکی بھی گلوخلاصی ہوگئی ہو۔

تھوڑی دیر ورق گردانی کے بعد معلوم ہوا کہ میم لکارج کے متعلق ایک خبر اور بھی شائع ہوئی ہے۔ آپ نے اسکو بھی غور سے ملاحظہ کیا۔
اُس مین یہ لکھا تھا کہ ہیرے کا مرصع زیور بیگم لاٹور کے بیان سے چوری گیا ہے جسکی چوری کا شبہ بھی میم لکارج پر تھا ہے۔ مدت سے بیگم لاٹور کا زیور مذکور گم تھا مگر انھون نے نواب صاحب کے خوف سے ظاہر کرنے مین پس و پیش کیا تھا چند روز تک تو بات مخفی رہی۔ نواب نے جب کبھی پوچھا کوئی نہ کوئی حیلہ حوالہ کر دیا آخر ایک دن نواب نے نہایت اصرار کیا اور مجبوراً بیگم کو سارا حال کہنا پڑا کہ بہت دنون سے وہ زیور گم ہے۔ لاکھ تلاش کیا کہین پتہ نہ چلا۔ نہین معلوم کیونکر اُڑ گیا۔ اور کون بادی چور نکال لے گیا۔ خیر بات گئی گذری ہوئی صرف پلیس مین رپوٹ لکھا دی گئی۔ اور دونون خاموش ہوکے بیٹھ رہے۔ قضائے کار زہر خورانی کے الزام مین میم لکارج جب گرفتار ہوئی ہین۔ اور اُنکے گھر کی تلاشی ہوئی۔ تو اُنکے اسباب مین یہ زیور بھی برآمد ہوا پولیس رپوٹ کے مطابق شناخت کیا۔ مریم نے یہ عذر کیا کہ دراصل ہے یہ بیگم لاٹور ہی کا مگر انھون نے مجھے خود اسواسطے حوالے کیا تھا کہ فروسی نینڈ کو بطور رشوت کے دیدون تاکہ جو محبت اسمین اور بیگم مذکور مین قبل شادی کے تھی۔ اُسکا کسی پر افشا ہونے نہ پائے لیکن فروسی نینڈ نے زیور نہین لیا واپس کر دیا اور مین نے دتی صاحب جو میرے کارخانے کے معتمد کارپرداز تھے سپرد کیا کہ پیرس جا کے بیگم لاٹور کو پھیر دین پھر اُسکے بعد مجھے نہین معلوم کہ زیور کیونکر میرے صندوقچے مین آ گیا اور کس نے رکھدیا۔ اس معاملے مین خط کتابت بھی ہوئی تھی اور بیگم لاٹور کے کئی خط بھی میرے

تھے مگر رازداری کے خیال سے مین نے سب چاک کر ڈالے اس خبر کو پڑھکر
سراڈمنڈ کو اور بھی تعجب ہوا خصوصًا جب اُنھون نے پڑھا کہ سگلم مذکور گواہ
سرکار بنکے عدالت مین آئین اور الزام کی پوری پوری تائید کر گئین ہان
ہان زیور میرا ہی ہی اور میرے ہی ہان سے چوری گیا ہی۔ اس خدا کی بندی نے
اپنے پُرانے دوست رازدار کے پھنسانے مین کوئی دقیقہ اُٹھا نہ رکھا اور جوری
نے بھی مریم کو مجرم قرار دیدیا۔ اڈمنڈ صاحب مارے غصے کے کانپنے لگے۔
اہل جوری اور عدالت تو خیر معذور تھے مقدمے کی روداد ہی ایسی تھی۔
مگر گواہون کو دیکھیے کیا کیا جھوٹ بولے ہین اور کیسی کیسی غلط بیانی کی ہی
خاصکر یہ کمبخت دنی مریم ہی کا نمک پروردہ ہی جس نے صاف انکار کر دیا
کہ مجھے مریم نے ہرگز زیور نہین دیا۔ آگے چلکر مریم کے مقدمے کی تفصیل اور
ہر روبکاری کی کارروائی پڑھنے لگے تو معلوم ہوا کہ اس مقدمے کی وجہ سے
صرف فرانس ہی مین نہین بلکہ تمام یورپ مین ایک عجیب طرح کا جوش پھیلا ہوا
تھا اور اکثر خیالات یہی تھے کہ مریم ضرور مرتکب جرم ہوئی ہی۔
الحاصل اُنھون نے قتل شوہر کے مقدمے کی کارروائی سلسلہ وار پڑھی
اور آخر مین جب اُنکو معلوم ہوا کہ مریم پر مقدمہ ثابت ہوگیا اور مجرم قرار
دیدی گئی بیٹھے سے اُٹھ کھڑے ہوئے کمرے مین ٹہلنے لگے کبھی ارادہ ہوتا کہ
کچھ ہی ہو کیسی ہی مصیبت پڑے چلو پیرس واپس چلو اور عدالت مین پہونچکر
سچا سچا حال بیان کرکے مریم لکارج کو رہا کراؤ۔ سچ ہی واقعات متعلق مقدمہ
ایسے ہی ہو جاتے ہین کہ بڑے بڑے منصف مزاج حاکمون کو مغالطہ ہو جاتا ہی۔

خود انھین پر گذر چکی تھی انکا دل خوب آگاہ تھا۔ زیور کے جھگڑے مین مریم کا
بیان حرف بحرف صحیح تھا انھین کے ہاتھون فرڈی نینڈ نے اُسکو واپس بھیجا تھا
مریم گرانیڈ پیر سے پیرس کسی کے ہاتھ نہین بھیج سکتی تھی۔ پس کچھ تعجب نہین دنی
کے ہاتھ اُس نے وہان بھیجا ہو۔ اور اسنے دبا رکھا ہو پھر وقت پر اس طرح اُس سے
کام نکالا ہو یہ بھی ان کو یاد آیا کہ حریرہ ہرگز اسکے ہاتھ کا پکایا ہوا نہ تھا بلکہ
لکارچ کی مان نے تیار کیا تھا اور راتون کو بڑھیا ہی تہ خانے کے راستے سے
اسواسطے اپنے بیٹے کے کمرے مین پہونچا کرتی تھی۔

اِس پیچیدہ مقدمے کے اکثر حالات انکو معلوم تھے ہان چند باتین ایسی
تھین جو سمجھ مین نہ آتی تھین۔ چنانچہ انھون نے کتاب آلتقا طلب کی اور خاندان
لکارچ کے حالات معائنہ کرنا شروع کیے۔

ہیولیٰ برق خرمن کا ہی خون گرم دہقان کا

پیرس سے لکارچ کا اپنے عقد ثانی کی خبر لکھنا۔ اور اسکی مان کا جل بھُنکر
کباب ہوجانا بہت تن بھُن کی۔ نہایت درجہ بگڑی وہ لو صاحب ہم اب اس قابل
بھی نہ تھے کہ صاحبزادے ہکو پہلے سے تو خبر کرتے سلامتی سے جب وہان سب کچھ
کر چکے تو اب ہمکو لکھتے ہین کہ امان جان آپ کے غلام نے آپ کی خدمت کے
واسطے لونڈی لی ہی۔ اللہ نے چاہا چند روز مین ہم دونون قدمبوسی کو حاضر
ہوتے ہین۔ آپ کی شفقت سے امید ہی کہ آپ بہو کو دیکھ کے بہت خوش ہونگی
اونہہ بھی خوشی ڈھولا گاتا رہین گی۔ چولھے مین جھوکون ایسی بہو کو بٹکی پڑے ایسی

خوشی پر۔ اے خوش ہوگئے تو میاں تم۔ جو گلے کا ڈھولنا بنانے کو لاتے ہو۔ اور راضی ہونگی تو وہ جو سمجھی ہونگی کہ جاتے کے ساتھ ہی سب مال متاع گھربار۔ جازاد (جائداد) روپیہ پیسہ کی مالک بن بیٹھوں گی۔ پانچوں انگلیاں گھی میں ہوں گی (آہستہ) اور سر کڑاہی میں۔ سو یہ بات بندی کے ہوتے لاکھ برس تو نصیب ہونی نہیں۔ میرے دم میں جب تک دم ہے ہرگز ہرگز جو اُنکی چلنے دون۔ اللہ نے چاہا تو بیوی بنو کی جی کی ہوس جی ہی میں رہے۔ بھلا مجال پڑی ہو میری کسی چیز میں ہاتھ تو لگائے وہ ہوتی کون ہے؟ جو آتے ہی کھولو میرا مقنع گھر سنبھالوں اپنا کہنے لگے گی۔ وہ تو وہ ہیں آج اُن کے میاں تو آدھی بات میں دخل دے نہیں سکتے۔ اچھا آتی ہیں۔ آئیں صاحبزادے اپنے سر آنکھوں پر بٹھائیں۔ تو بھی وہ ذرا چکھادوں کہ چھٹی کا دودھ یاد آجائے اُنکے میاں کو بھی معلوم ہو کہ خود مختاری کا یہ مزا ہے

حضرات! اصل بات یہ تھی کہ اُنکی ماں خدا کی عنایت سے مزاج کی بہت ہی نیک بلا کی مغرور تھیں۔ حکومت جتانے کا انکو انتہا سے زیادہ شوق تھا۔ اکثر اوقات قسمت کو جھینکا کرتیں کہ مجھے خدا نے کہاں اُتارا آج کسی بادشاہ کے گھر پیدا ہوتی تو البتہ میرے دل کی ہوس نکلتی۔

پس اس مزاج کی عورت اور خود مختار۔ پھر چپاٹ۔ ڈائن میں۔ عمر بھی بہت کچھ آچلی تھی زمانے کا تجربہ اُٹھاتے اُٹھاتے پکی سنگدل۔ بلا کی مکار اور کٹر ہوگئی۔ اور کسی کام کے کر گذرنے میں مطلق پس وپیش نہ کرتی تھی۔

القصہ جب بٹیا بہو کو بیاہ کے گھر لایا ہو۔ تو انکو خیال آیا کہ اب نوکر چاکر میری ہی حکومت کیوں مانیں گے۔ سب کے سب بہو کی تابعداری میں مصروف ہونگے

مین دنیا کے رسم کے مطابق بیکار معطل گھر مین پڑی رہونگی۔ جہان طریقے
ادھر اُدھر کبھی کوٹھڑی کے آگے۔ کبھی کمرے مین بیٹھی بیچیا زندگی کے دن پورے کرتی
رہونگی۔ سلامتی سے نئی نئی مالک بلین گی۔ یہ کمبخت جاہل احمق نوکر چاکر
اُسی کا کلمہ پڑھین گے۔ اُسی کی حکومت ان سب پر چلے گی۔ مجھ بیچاری کو کون
پوچھے گا۔ بھیک کی طرح دور سے روٹی کا ٹکڑا دیدینگے۔ تو کھاو۔ اور پڑی رہو۔
اس رشک وحسد کا تیر ایسا دل پر جا بیٹھا کہ اُسنے ٹھان لی کچھ ہی ہو مین تو
کسی طرح گوارا نہ کرونگی۔ کہ جیتے جی میری سلطنت حکومت یون غیر کے چھین لین
اور مین دم نہ مارون چپ چاپ ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھی رہون۔ اس دھن مین
اُسنے مصمم ارادہ کر لیا کچھ ہی ہو مگر لکارج کو اس خود رائی کا بھی مزا چکھاؤن اور
اُن نیکبخت کو بھی بتاؤن کہ کسی کے بیٹے کو یون اپنا بنا لینا اور اُسکی سلطنت
چھین لینا ہنسی ٹھٹھا نہین ہے غضب خدا کا مجھ سے لکارج نے پوچھا تک
نہین اجازت تک نہ لی اور یون خود مختاری سے بیاہ کر لیا۔ تو بھی جیسا
کیا ہے ویسا ہی دونون عمر بھر بھگتین کیا مجال کسی چیز مین ہاتھ لگانے یا
نوکرون چاکرون پر حکومت جتانے دون۔ غرضکہ اسی طرح دلکو تسلی دے لی
اور اب بیٹے بہو کے انتظار مین بیٹھی جس وقت یہ دونون ہنسی خوشی مکان
پہونچے ہین تو بڑھیا غم اور غصے کی آگ مین خاک ہو گئی دیکھتے ہی آنکھون
مین لہو اُتر آیا تلوون سے لگی تو سر مین جا بجھی۔ مگر مکارہ تو پلے سرے کی
تھی۔ کوئی بات کسی ادا سے ظاہر نہ ہونے دی۔ بڑے اخلاق اور
شفقت سے آؤ بھگت کی بیٹے کے روبرو بہو کی صورت کی بڑی تعریف کی

لاکھون دعائین دین۔ چٹر چٹر بلائین لین۔ مگر دل مین کوستی جاتی منھ پھیر پھیر کے بُدر بُدر کرتی جاتی تھی۔

لکارج ماں کے مزاج کو جانتا ہی تھا۔ یہ رنگ دیکھکے بہت متعجب ہوا اخدا کا شکر ادا کیا۔ کہ بڑی خیر ہوئی اسوقت والدہ شریفہ نیکی کے دم مین آئین۔ کہ میری اس حرکت پر لعنت ملامت نہ کی۔ اب ان نکبخت کو اپنی کارروائی شروع کرنے کی فکر ہوئی۔ سب سے پہلے یہ تدبیر سوچی کہ ایسی کوئی بات کرنی چاہیئے جس سے بیٹے کا دل بہو سے پھٹ جائے۔ اور میری اطاعت سے باہر نہو پیرس سے آئے ہوئے کوئی تین ہی چار گھنٹے گذرے ہونگے کہ ایسا واقعہ پیش آیا کہ لکارج کی ماں کو ایک بہت بڑی خبر ہاتھ لگ گئی یعنی جسوقت مریم شنیلا بیاہی سُسرال پہونچی اور اُسنے وہان کا ظاہری سامان دیکھا تو کسی قدر منفعل ہوئی کہ یہ تو اپنی دولت ثروت کی بڑی ڈینگ مارتے تھے۔ اتنی بڑی جایداد کہ ایسا کارخانہ ہے۔ ایسا مکان ہو یہان تو وہی ڈھاک کے تین پات۔ یہی دھاڑ لوکر چاکر چھوٹی سی عمارت۔ ایک بڑھیا ڈھڈھو سو یہان۔ باقی اللہ اللہ خیر صلاّ کیا کہون کیسا مین نے فریب کھایا افسوس۔ اکسٹس و مسّل کو مین صاف جواب دیدیا اُس مین کیا بُرائی تھی۔ خیر اب کیا کرون اپنے ہاتھ کا کیا دھرا اب عمر بھر اسی کے ساتھ زندگی کاٹنا پڑی۔ مروا ور بھرو۔

غرضکہ اسی مایوسی مین مغموم اور بچھوڑا اپنے کمرے مین گئی اور اُسی وقت اُٹھاکے قلم دوات اُسنے ایک رقعہ لکارج کے نام لکھا۔ اُس مین بہت کچھ لکایا لکھے وہ تم نے مجھے دھوکا دیا میرے ساتھ گھاٹ کی۔ میرا دل تم سے کبھی نہ ملیگا

مین بھلا اس ڈھنڈھار سے گھر مین کیون رہنے لگی۔ اب اتنی مہربانی کرو کہ مجھے کسی طرف مُنھ کالا کرکے نکل جانے دو۔ زندگی کے اتنے دن جس طرح سے ہو دُنیا سے الگ تھلگ کاٹون اور عمر بھر جھیکون گی“

قریب قریب وہی حالت تھی جیسی فسانۂ عجائب والے ناٹک مین ایک عورت گاتی ہے۔

گنوار تورے گھر نا رہنے کی

تونے میری قدر نہ جانی ۔۔۔ گنوار تورے گھر نا رہنے کی

تو تو کہے میرے لال پلنگوا ۔۔۔ لیٹے کو ٹوٹی کھٹولیا بھی ناہین

گنوار تورے گھر نا رہنے کی

تو تو کہے میرے شال دوشالے ۔۔۔ اوڑھن کو پھاٹی کمریا بھی ناہین

گنوار تورے گھر نا رہنے کی

تو تو کہے میرے گاڑی اور گھوڑا ۔۔۔ تورے گھر کانی گدھیا بھی ناہین

گنوار تورے گھر نا رہنے کی

تو تو کہے میرے محلا دو محلا ۔۔۔ بیٹھن کو ٹوٹی چھپریا بھی ناہین

گنوار تورے گھر نا رہنے کی

مریم کی یہ حرکت اضطراری تھی۔ نہ اُسنے کسی مصلحت کا خیال کیا نہ انجام سوچا جو جی مین آیا لکھ ڈالا۔ بھلا دو تین گھنٹے کے عرصہ مین حقیقت حال سے آگاہی کیا ہو سکتی تھی۔ ہر انسان کو کبھی کبھی ایسے اتفاقات ہو جایا کرتے ہین اور مایوسی کی حالت مین ٹھوکرون سے گا جین ٹالنے پر اس طرح آمادہ ہو جاتا ہے۔ غصے کی

جہانتک ہین رقعہ بھیجنے کو تو بھیجدیا مگر بعد اُسکے جب ذرا ہوش آیا بہت ہی پچھتائی۔
نہایت منفعل ہوئی۔ مگر اب ہو کیا سکتا تھا۔ تیر از کمان جستہ و سخن از دہان قلم رفتہ
جس وقت یہ رقعہ نوکر نے لکارج کو جاکے دیا ہی۔ بیچارہ بہت گھبرایا۔ نہایت پریشان
اور مضطر ہوا۔ ہاتھ سے رقعہ چھوٹ کر فرش پر گر پڑا۔ ہکا بکا رہگیا۔ کہ یا اللہ یہ
کیا ہوا پہلی ہی بسم اللہ غلط ہوئی۔ ابتدا ہی پر ساکن آیا۔
اتفاق سے ماں بھی پاس ہی بیٹھی تھی۔ اس نے اُٹھا لیا اور بیٹے کے سامنے
بہو پر خوب لعنت ملامت کی طرح طرح کے الزام اور تہمتین لگائین۔ اور خوب
خوب طوفان شیطان جوڑے مکارہ ہی چھٹیسی ہی۔ نہ معلوم کس گھات مین تمکو
پھانسا ہی۔ ابھی سے بیوی بنو کا یہ حال ہی تو آگے چل کے وہ کیا کیا نکہ نکلیگی۔
غرضکہ اتنا کہا کہ لکارج کے دل مین بھی بہت کچھ بدگمانی نے راہ پائی۔ مگر اب
بیچارہ کرتا کیا۔ کچھ بن نہین پڑتی۔ ہار کے سیدھا چلا گیا بیوی کے کمرے مین
پوچھا آخر اس واقعے سے تمھارا منشا کیا ہی۔ جو کچھ ہو مجھ سے صاف صاف کہدو
مریم تو پہلے ہی سے اپنی اس اضطراری حرکت پر بیٹھی پچھتا رہی تھی۔ اُٹھکر چمٹ گئی
بہت روئی دھوئی۔ معذرت کی اور جس طرح بنا خوشامد درآمد کر کے راضی کیا
دراصل لکارج کے دل مین اور کوئی شکایت تو تھی نہین اور اسکا جانا بھی اسی
نیت سے تھا کہ مریم کے دل سے ان باتون کو دفع کر کے صفائی کرلے۔ یہ رنگ
دیکھکر وہ بھی ہنسی خوشی راضی ہوگیا میان بیوی کی نکٹی لڑائی مشہور ہی ہی
چلیے۔ ع۔ گلے سے مل گئے سب رنج درکنار رہا ۔ کمرے سے نکل۔ دونون ساتھون
ساتھ بیچ کے بڑے ہال مین آئے۔ ماں نے دیکھا۔ واہ وا نہ وہ غصہ نہ وہ تنا تنی

نہ یہ منہ پھلائے۔ نہ وہ ٹھٹھائے۔ چہروں پر رونق، چتونوں میں محبت خلاص پیار
جیسے کچھ تھا ہی نہیں۔ ایک جھونکا تھا کہ نکل گیا۔ کنوار کا جھالا تھا کہ برس گیا
یہ رنگ دیکھکر ماں کو مارے غصے کے بخار چڑھ آیا۔ بہت پیچ و تاب کھایا۔ مگر اپنی
ناراضی و ناخوشی کسی طرح ظاہر ہونے دی۔ دل میں کہنے لگی۔ اچھا خیر ابھی تو
خوش ہو تو۔ مگر خط تو میرے پاس موجود ہی۔ اس وقت صفحۂ خاطر سے کدورتیں
رفع کر لیں۔ مگر اسکی تحریر تو قایم رہے گی۔ تو بھی کہ بعد کو آٹھ آٹھ آنسو نہ رلاؤں
اب اس بڑھیا ڈھڈو نے اس کام میں دُنی کو اپنا راز دار اور مددگار بنایا
یہ بھی اپنی جگہ نئی حکومت اور ملکیت سے خار در جگر بن رہا تھا۔ جانتا تھا کہ ہمارے
مالک لکارج نیکبخت تو ہی ہیں۔ ان دوسری بیگم صاحب کا قبضہ پا جانا اور انکا دام محبت
میں گرفتار ہو جانا یقینی ہی۔ پھر دوسری بات یہ بھی ہی کہ بہت سے رقوم کا حساب
مدت سے میں نے نہیں سمجھایا ہی۔ اگر ان نیکبخت نے کرید کرید کے وہ جھگڑا نکالا تو
بڑی وقت پڑیگی۔ غرضکہ دنی کو اسی طرح کے دھڑکے تھے اور ادھر یہ اتفاق ہوا کہ
مریم جب اپنے شوہر کے تمام حالات اور منصوبوں سے بخوبی آگاہ ہو چکی اور
سارے کارخانے کے حالات اس پر آئینہ ہو گئے۔ تو اُسنے ایک روز لوہے کے
کارخانے کا معائنہ کیا اور چاہا کہ مالی معاملات میں کچھ ہاتھ بٹائے۔ چنانچہ اُسنے
انتظامات میں بہت کچھ تغیر تبدل کیا اور اچھی خاصی رقم بچانے کی تدبیریں
نکالیں۔ لکارج کی ماں اور دنی دونوں اپنی اپنی جگہ رنگ ڈھنگ سمجھ گئے
پہلے تو ایک نے دوسرے کی طرف دیکھا۔ پھر کچھ اشارے چشمکیں ہوئیں اور ایکدن
دونوں اپنا اپنا درد دل زبان پر لے ہی آئے۔

خلاصہ یہ کہ صاف صاف باہمد گر مدد دینے کی تدبیرین سوچنے لگے لکارج کی مادر مشفقہ سلامتی سے کسی کام مین بند نہ وہ بدمعاش کسی شرارت سے عاری پھر اسپر طرہ یہ کہ دتی لکارج کے مزاج مین بیحد دخیل تھا۔ تمام راز اُسکے ہاتھ مین۔ اور ایک معاملہ یہ بھی ہوا تھا۔ کہ لوہے کی خرید مین دتی نے بہت کچھ غبن کیا تھا۔ اور جیسا سبز باغ دکھایا تھا اُسکے مطابق جھٹ پٹ نفع ہونیکی کوئی صورت نہ تھی اسکی وجہ سے لکارج کو شب و روز بڑی فکر تھی کہ بہت کچھ روپیہ لوہے مین خرچ ہوگیا ہی۔ کارخانہ چلتا نہین نظر آتا اگر بند کرتا ہون تو آج ہی دیوالہ نکلجائے گا۔ ساکھ جاتی رہے گی۔ ادھر سنبھلنے کی یہی صورت تھی کہ جس طرح بنے فکر کرکے روپیہ کہین سے لیا جائے۔ اور کارخانہ لشتم پشتم اتنے دنون تک چلتا رہے جب تک مال نکلنے کا زمانہ نہ آجائے دُتی معتمد علیہ تو تھا ہی۔ لکارج نے یہ سارا حال اُس سے کہا آپ نے جواب دیا حضور کوئی بڑے اندیشے کی بات نہین سہل سی ترکیب ہی چند رقعے عند الطلب کے لکھ دیجیے کام چلائیے جیسا جیسا تقاضا ہوتا جائیگا فکر کرکے ادا کرتے جائینگے چنانچہ مہاجنون نے ایسی ہنڈیا خرید کرنی منظور بھی کرلی تھین۔ ہان صرف ایک شرط تھی کہ لکارج کے علاوہ ایک اور معتبر آدمی کے اُسپر دستخط ہون مگر لکارج کو کوئی ایسا دوست نظر نہ آتا تھا بیچارہ بہت ہی پریشان ہوا۔ دتی کو تو جانیے ایک ہی چالاک۔ سکو ایک تدبیر سوجھ گئی کہنے لگا مہاجنون مین خدانخواستہ ابھی کارخانے کی ساکھ تو گئی نہین۔ صرف اتنا خیال ہی کہ اگر خدانخواستہ تو ع دگر ہوا انسان کی حیات کا کیا اعتبار ہے تو اُسوقت ایک کی جگہہ دو کے دستخط کرا لینا مفید ہوگا

ہنڈیان تو میرے ہاتھون اُنکو ہونگین گی۔ فرض کیجیے آپ کے نام کے ساتھ کسی بڑے علاقہ دار زمیندار کا نام بھی لکھ دیا گیا اور پیرس کے کسی بنک کے نام ہنڈی ہو تو اُس بنک مین ہم ہی جا کر اُس علاقہ دار کی طرف سے میعاد کے کچھ دن قبل روپیہ جمع کر دین گے۔ مہاجن آپ ہی جا کے وصول کرے گا دستخط کرنے والے کو کانون خبر بھی نہ ہو گی۔

لکارج کو کسی قدر تامل ہوا کہ دو دقتون مین سے کون گوارا کی جائے۔ اگر وتی کی ترکیب چلتے ہین تو ایک طرح کی بے ایمانی ہے۔ نہین کرتے تو کارخانہ ڈوبا جاتا ہے۔ پس یا تو جعلسازی کرو یا دیوالیے بنکر ٹاٹ اُلٹ دو۔

آخر کار دل اسی پر راضی ہوا کہ اب مجبوری ہی اسطرح کی ہے۔ اسی ترکیب سے رقعے لکھوا ور روپیہ لے کر سر دست کام چلاؤ۔ چنانچہ رقعے لکھے۔ اور ایک مالدار علاقہ دار کے دستخط بھی اُس پر ثبت کر دیے گئے۔ اور وتی صاحب نے اپنی چالون سے اُن رقعون کو مہاجنون کے ہاتھ چٹ پٹ بیچ بھی لیا۔ اس معاملے مین بھی دُتی صاحب نے اچھی خاصی رقم پیدا کر لی۔ چند روز کے بعد لکارج کو پیرس جانے کی ضرورت لاحق ہوئی۔ وہین انھون نے مریم شیپل کو دیکھا اور چٹ منگنی پٹ بیاہ ہو گیا لکارج کو روپیہ کی فکر تو ہر وقت لگی ہی رہتی تھی شب و روز یہی خیال رہتا کہ زمانہ گذرتا جاتا ہے میعاد ختم ہوئی جاتی ہے ہنڈیون کا روپیہ کسی نہ کسی طرح ادا ہی کرنا پڑے گا۔ مریم شیپل سے شادی کرنے مین بھی یہی وجہ عجلت کی تھی کہ اور کہین سے اگر تدبیر نہ ہوئی تو اسی کی دولت سے کام نکل جائیگا بعد کو رفتہ رفتہ کارخانے سے اِنکو

دیدین گے۔ گھر کی تو بات ہی۔ اگر کچھ دن لگ گئے تو ہرج نہوگا۔ مگر دتی کو یہ
شادی ایک آنکھ نہ بھائی۔ وہ جانتا تھا آیندہ خرد برد کے موقعے نہین
مل سکتے۔ مالک سے تو اس معاملے مین کہنے سُننے کی مجال نہ تھی۔ مگر اُس نے
دل مین یہ عہد کرلیا تھا۔ کہ جس طرح ہو ان نیکبخت کو چین نہ دینا چاہیے۔
شادی کے بعد ہی مریم کی جائداد پر کچھ روپیہ لینے کی گفتگو بھی چھڑ گئی۔
اور لکاریج کو چند روز گرانیڈیر مین رہ کے پھر پیرس آنا پڑا۔ تاکہ جائداد کا
معاملہ کرے اور نیا قرضہ بھی لے۔ اس زمانہ مین اسکو اس امر کا بڑا خیال تھا۔
کہین ایسا نہو جعلسازی کھُل جائے۔ اور چار ہمچشمون مین بدنامی ہو۔ اسی وجہ
سے نہایت مضطرب ہو ہو کے اُسنے دوسرے قرضے کے واسطے تدبیرین کرنی
شروع کین۔ مگر کہین صورت نہ نکلی۔ آخرکار ایک سچے دوست مل گئے
اور اُن سے برسبیل تذکرہ بیان کیا کہ ہنڈیان ضمانت کے واسطے موجود ہین
حالانکہ یہ جیسی تھین ظاہر ہی ان بیچارے دوست کو حقیقت حال کی کیا خبر
تھی۔ انھون نے وعدہ کیا کہ آپ اس قدر مضطرب کیون ہوتے ہین اگر
کہین صورت نہوئی تو خیر فکر کردی جائے گی لکاریج نے یہ تمام حالات دتی
کو گرانیڈیر لکھ بھیجے اور ہدایت کی۔ کہ اگر پندرہ دن کے اندر تم پیرس
آجاؤ اور والدہ اور بیگم کو کسی طرح خبر نہو تو نہایت مناسب ہی۔ اسی عرصے
مین دوست نے روپیہ منگوا دینے کا وعدہ کیا ہی۔ ادھر جو روپیہ اس طرح
جعلی ہنڈیون سے وصول کیا گیا تھا وہ کارخانے مین لگایا گیا۔ اُسی سے
کارخانے کی بہت کچھ رونق بڑھی۔ اور دتی اس گھات مین تھا کہ اب موقع ہی

کارخانے کا کچھ حصہ اپنے نام کرا لینا چاہیے کسی ترکیب سے لکارچ مار ڈالے جائین۔ معاملات پیچیدہ ہو ہی رہے ہین دوسری بیوی ناواقف بھی ہین بس اونے پونے معاملہ ہو جائے گا۔ کارخانے مین اپنی شرکت مستحکم ہو جائیگی لکارچ کی مان ناعاقبت اندیش۔ بدمزاج تو بالخلقت تھی ہی پھر بیٹے سے ناراض۔ سونے مین سہاگہ۔ اس کام کے واسطے ڈبی نے اُسی کو آمادہ کیا اور یہ بھی اطمینان کرا دیا کہ اوسپر شبہہ ہو ہی نہین سکتا۔ اگر دھری جائینگی تو بی صاحبہ۔ اس بات کا ایسا اثر ہوا کہ خلاف فطرت انسانی مان اپنے بیٹے کو اپنے ہی ہاتھ سے زہر دینے پر آمادہ ہو گئی۔ مریم اپنی سادہ دلی اور نیکبختی سے روز خط بھیجا کرتی تھی۔ مان نے بھی روزمرہ خط بھیجنا شروع کیا۔ تاکہ کسی طرح بیٹے کو یہ خیال نہ آنے پائے کہ دیکھو ہماری بیوی تو یون روز خط بھیجا کرتی ہین اور مان کو توفیق نہین ہوتی۔

مریم جب خط لکھ چکتی تھی تو ساس کو بھی دکھا دیتی تھی۔ ایکدن لکارچ کی مان نے خود ہی ترکیب بتائی کہ جب تم انکو لکھتی ہو۔ یون فلان وقت چاند سے نظر لڑایا کرین یون فلان وقت جام شراب پیا کرین اور اُسیوقت مین بھی یہان ہی کردن گی۔ تو پھر ایسا کیون نہین کرتی ہو کہ میٹھی ٹکیان پکاؤ آدھی یہان رکھو اور آدھی اُنکو بھیجو تاکہ وقت مقررہ پر ایک ہی چیز دونون کھائین۔ مریم اس بات پر راضی ہو گئی اور اُسنے بڑے ذوق شوق سے خود ہی ٹکیان تیار کین اور نصف کے قریب ایک بکس مین بہت احتیاط سے بند کر کے ڈبی کو دین کہ پارسل روانہ کرا دے۔ اور ایک خط اپنے شوہر کو اسی

مضمون کا لکھ بھیجا۔
اِدھر اس فرزند کش مان نے ایک بڑی سی روٹی سنکھیا ڈال کے تیار کی
اور بکس سے ٹکیان نکال کے وہ روٹی رکھ دی اس موقع پر آج اُسنے بیٹے کو
خط بھی نہ لکھا تاکہ بات کھلنے پر اسکی طرف سے روٹی کا کوئی تذکرہ ظاہر نہ ہو۔
اس واقعے کے چند روز بعد دُتّی حسب طلب پیرس گیا۔ وہان جاکر اُسے معلوم
ہوا کہ زہر کا جیسا چاہیے ویسا اثر نہ پیدا ہوا۔ لکارج نے معاملے کا سارا حال
بیان کیا۔ اور کہا اب بھی کسی ترکیب سے ہنڈیان بنانا چاہیے دُتّی کے نزدیک
یہ کوئی بڑی بات نہ تھی فوراً ہنڈیون کے چند سادہ اسٹامپ لے کے فرضی نام
لکھ لیے۔ اب یہ وہی وقت تھا جب لکارج کے دوست پہونچے ہنوز انکے رقعون
کی سیاہی خشک بھی نہونے پائی تھی کہ لکارج نے گھبراکر سب کو سمیٹ سماٹ اپنی
جیب مین رکھ لیا تھا۔ اور تھوڑی دیر کے بعد جب انکے دوست نے روپیہ حوالے
کیا ہے تو پھر وہی رقعے پیش کیے گئے تھے اور انھین کو لے کر انکے دوست چلے آئے
تھے اور اس روپیہ کو دُتّی نے لے جاکے انھین کوٹھیون مین جمع کر دیا تھا جنکے
نام وہ پہلے کی جعلی ہنڈیان تھین۔
اس کام کو انجام دیکر دُتّی تو گرانڈیر واپس گئے۔ اور وہان کسی سے اس
بات کا تذکرہ نہ کیا۔ لکارج بھی فی الجملہ مطمئن ہوکر گرانڈیر جا پہونچے۔ یہان
دُتّی اور مان کو اپنی کارروائی پوری کرنے کا اچھا موقع ملا۔
تہ خانے کا حال دونون کو معلوم ہی تھا اور یہ بھی جانتے تھے کہ ایک دروازہ
اُس کمرے مین جاکر ٹوٹا ہے جس مین لکارج رات کو سویا کرتا ہے۔ پس اسی کے

ذریعے سے پہونچکر اپنا مطلب پورا کرنے کی تدبیر ذہن مین فوراً آ گئی۔ کیونکہ
اُسکا قاعدہ تھا کہ سوتے وقت سب دروازے بند کر لیا کرتا تھا اور مریم ہمیشہ
کوئی نہ کوئی چیز اسکے پینے کے واسطے رات کو بنا کر اُس کمرے مین رکھدیا کرتی
تھی۔ مان نے یہ طریقہ اختیار کیا کہ اُسی راستے سے جا کے اُس مین زہر ملادیتی تھی
ظاہر مین یہ مکاری دیکھیے کہ گھر مین اگر کوئی سنکھیا کا نام لیتا تو اس قدر وحشت
ہوتی ایسی پریشانی ظاہر کرتی کہ غش پر غش آنے لگتے۔ بیماری کی حالت مین
جب ڈاکٹر نے حریرا تجویز کیا ہی اور مریم اپنے ہاتھ سے پکانے کو چلی ہی تو اُسنے چالاکی
سے خود لیکر بنا دیا ہی۔ غرضکہ یہ تمام باتین اس ہوشیاری اور خوبصورتی
سے انجام دین کہ سارا شک و شبہہ مریم ہی کے سر رہا اور آپ اپنا کام کر کے ناوہ
بچگئی۔ راتون کو بیٹے کی بیماری کے زمانے مین اسی مصلحت سے مریم کو کمرے
مین نہ رہنے دیتی کہ تہ خانے سے ہو کر سنکھیا ملانے کا موقع ملے گا۔ ہان صبح
سویرے سب سے پہلے مریم ہی کو مریض کے پاس بھیجتی۔ تاکہ شب کی رکھی ہوئی
دوا وہی اپنے ہاتھ سے پلالے۔ آخر آخر مین ڈاکٹر سے اُسنے اشارۃً کنایۃً کہا
بھی تھا کہ مجھے شبہہ ہوتا ہی میرے بیٹے کو زہر دیا گیا ہی اور کچھ عجب نہین
جن بدبخت کو یہ بیاہ لایا ہی انھین کے یہ کرتوت ہون۔

ڈُتی کو بھی ان تمام چالون سے مطلع کرتی جاتی تھی۔ ادھر سوء اتفاق
سے ایک معاملے مین مریم نے ڈُتی کو مجبوراً اپنا رازدار بھی بنا لیا تھا جس سے
اُسکا دباؤ بہت کچھ ہو گیا تھا۔ یعنی بیگم لاٹور کا زیور اسکو خفیہ پیرس بھجوانا
تھا پس اُسکا پارسل اسی کے ہاتھ اُسنے بھیجا تھا مگر ڈُتی صاحب ایک ہی چالاک

انھون نے پارسل اپنے قبضے مین کیا اور جو خط اسکے ساتھ تھا اُسے چاک کر ڈالا تھا
الغرض اس ترکیب سے کمبخت مان نے بیٹے کی جان لی۔ اور وہ نہایت
تکلیف اور زحمت کے ساتھ مرا۔ چند ہی روز کے عرصے مین اُسکی مصیبت زدہ
بیوہ زہر خورانی کے شبہے مین گرفتار کی گئی۔ اُسکی غیر موجودگی مین وہ زیور
اسکے کپڑون کے بکس مین پھر رکھدیا گیا۔ اور آخر کو نتیجہ یہ نکلا کہ محض بے جرم
بے گناہ دو جرمون مین مجرم قرار پائی۔ یعنی زیور کی چوری اور شوہر کو زہر
دینا اس مقدمہ مین اب وہ خط بھی پیش ہوا جو ازراہ حماقت پہلے دن اُسنے اپنے
شوہر کو لکھا تھا۔ ان تمام حالات کو پڑھکر سر اڈمنڈ مارے غصے کے کانپنے لگے
عمر بھر ایسا گڑھا ہوا مقدمہ کسی بیگناہ کا پھنس جانا کبھی دیکھا سُنا ہی نہ تھا۔
اب انکو یہ بھی یاد آیا کہ انکے دوست لکارج نے اسی مردود دُونی کے مشورے سے
انکو بھی دھوکا دیا تھا۔ مگر خیر یہ تو روپیہ پیسے کی بات تھی جب اتنے بڑے جرم
کو ایک بیگناہ کے سر تھوپا تو یہ معاملہ کیا حقیقت رکھتا تھا۔ انکو خیال آیا کہ
افسوس ہے مریم شیبل۔ لکارج کی بیوہ جیلخانہ مین پڑی سڑتی ہوگی اور اُسکے
زخمہائے جگر کا کوئی مرہم بجز اسکے اختیار مین نہین کہ اُسکی بیگناہی ثابت
کی جائے۔ کیا کیا جائے۔ اگر اصلی حالات پیرس جاکر حاکم عدالت کے روبرو
بیان کیے جاتے ہین۔ اور یہ کہا جاتا ہی کہ کتاب آتقا کے ذریعہ سے علم ہوا تو
لوگ پھر مجھے دیوانہ بنائین گے اور کچھ عجب نہین پھر پاگل خانے بھیجدیا جاؤن
عجب جنجھٹے مین جان ہی۔ اس کے سوا کوئی تدبیر اس بیچاری کے بچانے کی
نہین۔ اور اگر یہ اختیار کیجاتی ہی تو اُلٹی اپنی گردن پھنستی ہی اسوقت تیار کے

عام معلومات حاصل کرنے کے شوق پر نہایت ہی نادم اور پریشان ہوئے اور جو نعمت ماسٹر ٹوڈی سے اُنکو نصیب ہوئی تھی وہ ہزار مصیبتوں اور زحمتوں سے بڑھکر نظر آنے لگی۔ شدت غیظ و غضب مین اُٹھکر انھون نے کتاب اللقا والی الماری کو اُٹھا کے زمین پر پٹخ دیا۔ جا کمبخت جہنم واصل ہو۔ مگر وہ گرتے ہی فرش سے بلند ہوکر غائب ہوگئی اور یہ بھی اپنی اس حرکت پر نادم ہوکے خاموش ہو رہے۔

پلنگ پر جا کے لیٹ رہے۔ کہ بلا سے نیند آجائے۔ یہ خیالات پریشان دماغ سے نکلجائین مگر توبہ کیجیے۔ سونے مین بھی وہی مریم لکارج کی صورت پیش نظر رہی اُسی کے خواب دیکھا کیے اور صبح کو تپ و درد سر لیے اُٹھے۔ چونکہ روانگی کا وقت قریب تھا اسباب کے باندھنے مین مصروف ہوگئے۔ دھیان بٹ گیا دن تو خیر کام کاج مین کٹ گیا اور رات کو آٹھ بجے یہ اُس ملک سے جہان اس قدر مصائب انپر پڑے تھے بخیر و عافیت روانہ ہوگئے۔

راستے مین اہل فرانس اور اپنے اہل وطن کے حالات سے مقابلہ کرتے آئے انگلستان مین تو بہت کچھ مکر۔ فریب۔ ریا کاری۔ دغا بازی کے تماشے دیکھ چکے تھے اور فرانس اسی واسطے گئے تھے کہ وہان کے لوگون کے اخلاق عادات اوضاع کتاب اللقا کے ذریعے سے دریافت کرین لیکن اس سفر کا نتیجہ جو کچھ ہوا ناظرین کو معلوم ہے۔ تمام بنی نوع انسان سے اور بھی نفرت اور مایوسی ہوئی انھون نے دیکھا کہ دُنیا مین جس قدر تہذیب اور شایستگی بڑھتی جاتی ہے اُسی قدر بدی۔ بداخلاقی اور بدکاری بھی ترقی کرتی جاتی تھی۔ ہان اتنی

بات ہو کہ اگرچہ خیر و شر انگلستان و فرانس مین مساوی درجہ پر ہین لیکن انگلستان
مین فرانس کی بہ نسبت عیوب کے اخفا مین زیادہ جد و جہد رہتی ہو۔ اپنے ملک
مین اکثر مذہب ریاکاری کے واسطے مستحکم بنا لیا جاتا ہو اور اسی پردے مین مثل
خیرات وغیرہ کے ہزارہا گناہ اور حد درجہ کی شیطنت روا رکھی جاتی ہو اور کانون
کان کسی کو خبر نہین ہونے پاتی کہ ایک دفعہ انکو اپنی گرفتاری و مصائب کا
خیال آگیا۔ رونگٹے کھڑے ہو گئے اور سوچنے لگے کہ ابھی نہین معلوم کیا کیا
مصائب میری قسمت مین اور لکھے ہین۔ مگر آیندہ کے واسطے بہت کچھ احتیاط
کرنی لازم ہو یعنی اب دوسرون کے معاملے مین بہت سمجھ بوجھ کے اس کمبخت کتاب
القا سے کام لینا چاہیے۔ اسی کی بدولت نواب ڈلارو کے مقدمے مین ایسے پھنسے
کہ اب تک جب خیال آجاتا ہو لہو خشک ہو جاتا ہو۔ بخدا وہ سزا پائی ہو کہ عمر بھر نہ بھولیگی
غرضکہ سر اڈمنڈ مقام ڈوور مین جہاز سے اترتے ہی گاڑی کرایے کی کر شامون
شام تک لندن پہونچ گئے۔ شہر کے مغربی حصے مین ایک ہوٹل تھا وہین جا اترے
تھوڑی دیر سستا کے اپنے دوست جیمس کیمبل سے ملنے کا ارادہ کیا جنکو انھون نے
اخیر دن پاگل خانے مین دیکھا تھا۔ اور جس وقت یہ وہان سے بھاگے ہین اسوقت
انکی بیوی غش کھا کے گرتی نظر آئی تھین۔
گرانڈیر کا تعجب انگیز راز اور اپنے خود معاملات اس قدر انکے دماغ کو
پریشان کیے ہوئے تھے کہ اس وقت تک ایملائین اور اسکے شوہر کیمبل کا خیال ہی
نہ آیا تھا۔ اب انھون نے یہ بھی عہد کر لیا تھا کہ ہر خفیف خفیف سی بات کتاب
القا مین نہ دیکھا کرینگے۔ ہان کوئی ایسا ہی اہم اور ضروری امر جسکے بغیر کسی کام

ہین ہرج ہوتا ہوگا دیکھ لینا مضائقہ نہین ہے۔پس ایملائین کے معاملے مین پہلے اپنے طور سے حالات دریافت کرنا چاہیے سردست کتاب لقا کو ہاتھ لگانا لازم نہین

چنانچہ صبح سویرے ہی آپ کیمبل کے ہان پہونچے۔ نوکرون سے دریافت کیا۔ تمھارے مالک اس وقت مکان پر موجود ہین یا نہین۔

نوکر۔ مالک اور انکی میم صاحب تو حضور اس وقت نہین ہین۔ ہان مس روزا البتہ تشریف رکھتی ہین۔

روزا کا نام سنتے ہی انکے دل مین مسرت کا جوش ہوا اور بے ساختہ زبان سے نکل گیا "ایں مس روزا!"

نوکر۔ جی ہان اب وہ یہین رہتی ہین۔ اندر تشریف لائیے۔

چونکہ ملازم جانتے تھے کہ سرا ڈمنڈ اور اس خاندان سے رسم بے تکلفی ہے ملاقات کے کمرے مین جا بٹھایا۔ انھون نے دیکھا روزا اداس مضمحل اور پریشان خاطر کوچ پر بیٹھی ہوئی مصروف آہ وزاری ہے۔ پہلے تو اُسنے انکو نہین دیکھا جب آگے بڑھے تو انکو دیکھکر چونک پڑی۔ آنکھون سے آنسو جاری تھے اور ایسا معلوم ہوتا تھا کہ بہت ہی رنج وغم مین مبتلا ہے۔

سرا ڈمنڈ۔ کل ہی مین فرانس سے واپس آیا ہون۔ آپ لوگون سے سب سے پہلے ملنے کو جی چاہا۔

روزا۔ ہان آپ کیا فرانس سے آتے ہین۔

سرا ڈمنڈ۔ جی ہان وہین سے۔ آجکل فرانس مین تو انقلاب عظیم ہوگیا ہے سارے ملک مین بغاوت پھیلی ہوئی ہے۔

روزا۔ ہان مین نے بھی سنا ہو۔ کیا آپ کو خیال تھا کہ کیمبل اور ہن سے یہان ملاقات ہو گی۔ یہ کہکے روزا نے سر اڈمنڈ کی طرف نظر اٹھائی اور گویا انتظار مین تھی کہ اس کے جواب مین وہ ہان" کہدینگے۔ مگر انھون نے کہا "اصل تو یہ ہو کہ مجھے امید نہ تھی کہ وہ یہان ملین گے کیا وجہ کہ۔۔۔۔"

روزا۔ کیا وجہ۔

اڈمنڈ۔ وجہ یہ ہو کہ چند روز ہوئے ابھی دونون پیرس مین ملے تھے۔

روزا۔ پیرس مین؟

یہ کہکر زار وقطار رونے لگی اور سر اڈمنڈ بھی نہایت متاسف ہوئے کہ آتے ہی آتے سلسلۂ کلام اس طرح کیون شروع ہوا جو رنج وغم کی داستان یون چھڑ گئی اب کسی تدبیر سے بات کو ٹال کے اور کچھ مذکور ہو تو بہتر ہو۔ یہ اس فکر مین تھے ہی کہ روزا نے پھر ایک دفعہ کہا "پیرس مین"

سر اڈمنڈ۔ خاص پیرس مین تو نہین۔ ہان اسکے قریب جوار مین۔

روزا۔ (آنسو پونچھکے) یعنی پیرس کے پاگل خانے مین۔

یہ کہکے پھر گریہ وزاری کرنے لگی۔ سر اڈمنڈ خاموش اس فکر مین پڑے کہ ایسے موقع پر کیا کہین اور کیونکر دنیا کے رسم کے مطابق تشفی اور تسلی دین۔ غرضکہ دیر تک چپ چاپ سناٹے مین بیٹھے رہے آخر کو روزا ہی نے کہا "وہان آپنے امیلائن کو پاگل خانے مین دیکھا ہوگا اور جیمس بھی وہین ہون گے۔ مگر خدا کے واسطے یہ تو بتائیے کہ ان کے شوہر ان سے ناخوش تو نہین تھے انسے ویسے ہی محبت کرتے تھے جیسی تھی؟"

سر اڈمنڈ۔ مین نے تو صرف لمحہ بھر دیکھا تھا مگر قرینے سے ایسا معلوم ہوتا تھا کہ
دونون مین ویسی ہی محبت ہی۔
روزا۔ (آسمان کی طرف نظر اُٹھا کے) پروردگار تیرا لاکھ لاکھ شکر ہے۔
سر اڈمنڈ مین آپ سے کیا عرض کرون مین نے انکے واسطے کیسی کیسی مصیبتین جھیلی
ہین اور اب بھی نہین معلوم میری قسمت مین کیا کیا لکھا ہی۔
سر اڈمنڈ۔ مین کچھ کہ نہین سکتا جب وقت مین نے اُنکو محبس مین دیکھا ہی
خدا ہی جانتا ہی کس قدر دل دکھا۔
روزا۔ مگر بڑا تعجب یہ ہی کہ جمیس مجھ سے کہ گئے تھے جاتے ہی خط لکھ بھیجین گے
اور جو کچھ ہین کی حالت ہوگی اُس سے مفصل اطلاع دینگے۔
سر اڈمنڈ۔ ہان شاید یہ وجہ ہوئی ہوگی۔ کہ اس طوفان بے تمیزی مین ڈاکخانے
کے انتظام مین خلل پڑ گیا ہو گا خطوط اپنے وقت پر نہ روانہ ہو سکے ہونگے۔
روزا۔ ہان شاید یہی بات ہوئی۔ مگر آپ اپنا تو حال کہیے۔
سر اڈمنڈ۔ کیا کہون مین خود ایک مصیبت مین گرفتار ہو گیا تھا۔
روزا۔ ہان یہ کہیے۔
سر اڈمنڈ۔ مین تو سمجھا تھا کہ تم لوگون کو خبر پہونچگئی ہوگی۔
روزا۔ نہین مطلق نہین لیکن آپ نے اُس مصیبت کو سُنا ہی ہوگا جو ہمارے
خاندان پر پڑی ہی ساری دُنیا واقف ہوگئی ہی۔
سر اڈمنڈ۔ کچھ بھی نہین سُنا کیمبل ملے تھے۔ تو اُنھون نے کوئی حال بیان
نہین کیا۔

یہ باتین ہوتی ہی تھین کہ دروازے سے ایک خوبصورت سی لڑکی دوڑتی ہوئی آئی اُنھون نے پہچانا یہ وہی روزالائن ہے۔ اُسکو پاس بُلایا روزا کی گود مین مُنھ چھپا کر چمٹ ہی گئی اور کہنے لگی "خالہ جان آپ مجھے اب بھی چاہتی ہین لوگ تو کہتے ہین کہ ہماری مان تو اور کوئی ہین"

یہ سُنکر سر اڈمنڈ سمجھ گئے کہ معلوم ہوتا ہے راز طشت از بام ہوگیا اور روزا رو رو کے رومال بھگونے لگی۔

سر اڈمنڈ۔ (گویا پہلے پہل آگاہ ہوکے) اہا۔ اب معلوم ہوا کہ تم نے محض اپنی بہن کی خاطر سے یہ ساری مصیبتین جھیلین تکلیفین اُٹھائین یہ کہیے روزالائن بھانجی ہی بیٹی نہین ہے۔

روزا۔ (آہ سرد بھرکے) کیا عرض کرون۔ دیکھیے ساری داستان غم آپ سے کہتی ہون۔ مین خود چاہتی ہون کہ جو کچھ جھوٹ سچ لوگون مین پھیلا ہوا ہے اُسکی صفائی ہو جائے۔ اور جہان تک ہوسکے حقیقت حال سے ہر ایک آگاہ ہو جاوے۔ یون تو طول طویل قصہ ہے۔ مگر مختصر یہ ہے کہ ابتدائے عمر مین ایک بدمعاش پرسی نامی نے باجی کے ساتھ گھاٹ کی۔ اور ابّا کی مرضی کے مطابق اُس سارے الزام کو مین نے اپنے سر لیا جیمس کیمبل کے ساتھ باجی کی شادی ہوگئی اور کانون کان اُس معاملے کی خبر کسی کو نہ ہوئی۔ ابھی چند ہفتے ہوئے کہ وہی کمبخت اڈگر پرسی جسکو والد نے کچھ دے دلا کے ہندوستان بھیجدیا تھا واپس آیا اور تلاش کرتے کرتے باجی کے مکان تک پہونچا۔ وہ کمبخت خراج قلاش جواری ہے ہمیشہ روٹی کا محتاج۔ پھر کسی طرح سے ملجائے کسی حرکت مین اُسکو باک نہین

اب اُس نے یہ گھات لگائی تھی کہ اس بھید کو کھولنے کی دھمکی دے اور اس طرح سے کچھ روپیہ اینٹھے۔ چنانچہ اُنکو بہت سے خطوط لکھے۔ کہ میری مدد کرو نہین تو ابھی بھانڈا پھوڑے دیتا ہون۔ یہ بیچاری کیا کرتین جہان تک ہو سکا منھ بھری دیا کین۔ مگر جتنا یہ دیتین اُتنا ہی وہ زیادہ مانگتا آخر کو اُسکی ہوس کی کچھ انتہا ہی نہ رہی۔ ایسا زچ کیا ایسا زچ کیا کہ نوبت اُسکی پہونچی کہ یا تو مایوسی مین مارے شرمندگی کے دشمن شرن ہو جائین۔ یا جان دیدین۔ اسی ہیجان اور اضطراب مین اُنکا خطرہ ٹل گیا اور سارا گھر بار شوہر دولت چھوڑ چھاڑ فرانس کی طرف نکل گئین۔ بات یہ ہوئی کہ اڈگر نے کہین کوئی خط لکھا تھا۔ وہ گھر مین کسی جگہ رکھا تھا۔ اتفاق سے کیمبل کے ہاتھ لگ گیا۔ پڑھتے جو ہین تو اکثر باتین راز کی صاف صاف لکھی ہین سیدھے اُٹھے میرے ہان پہونچے۔ اور دریافت کیا کہ بتاؤ ان باتون کی اصلیت کیا ہے سنتے ہی میرے ہوش جاتے رہے۔ بے بتائے چارہ نہ تھا کس کس بات کو جھٹلاتی۔ کون کون عیب چھپاتی مین گھبرا کر قدمون پر گر پڑی اور سب کچھ مین نے کہدیا سُنکے کہنے لگے۔ خیر جو کچھ ہوا وہ ہوا محض تمھاری نیکبختی کے خیال سے تمھاری بہن کی خطائین معاف کیے دیتا ہون۔

گھر پر پہونچکے معلوم ہوا کہ باجی ایسی متردد اور منتشر ہوئین کہ بالکل دیوانی ہو گئین اور پیرس کی طرف چلی گئین۔ روپیہ پیسہ جو کچھ ساتھ تھا وہ سب اُٹھا اُٹھا گیا آخر کار لوگ اُنکے دشمن کو پاگل نہائے پہونچا آئے۔

اس حادثے نے کیمبل کو بھی اپنے حواس مین نہ رکھا۔ مارے غصے کے اڈگر کو ڈھونڈھا کیے۔ اُس سے لڑ پڑے ساری دنیا مین چرچا پھیل گیا

اور اس لڑائی مین اڈگر زخمی ہوا انھون نے مجھسے وعدہ کیا کہ مین جا کر تمھاری بہن کو وہان سے لاتا ہون انکے تمام قصور معاف کر دونگا چنانچہ وہ مجھے یہان چھوڑ کر گئے ہین یقین تو ہی دھوکا نہ دین۔

سر اڈمنڈ۔ دُنیا مین اس قدر مکاری اور بدکاری کا تجربہ اُٹھایا ہی کہ جب تمھاری اس نیکی کا خیال کرتا ہون۔ تو واللہ روح خوش ہو جاتی ہی۔

روزا۔ کیا عرض کرون مین نے یہ سب باجی اور ابا کی خاطر سے گوارا کیا تھا۔ بلا سے وہ تو اپنے حال مین خوش رہین گے۔ اور ایسے بزرگ کے ارشاد کی تعمیل مین عاقبت بنے گی۔ مگر قسمت کی بات اسکی بدولت وہ وہ صدمے اُٹھائے ہین کہ زندگی سے موت بہتر معلوم ہوتی ہی۔

سر اڈمنڈ اُٹھ کھڑے ہوئے اور کہنے لگے۔ بڑا خوش قسمت وہ شخص ہی جسکو ایسی نیک اور فرشتہ خصلت بیوی ملے اور یہ کہکر رخصت ہو گئے۔

غرضکہ اسی طرح کوئی ہفتہ بھر تک ہر روز روزا کے پاس آتے اور حال پوچھ جاتے اور روزا کی محبت انکے دل مین چوری چوری جگہ کرتی جاتی۔

کوئی آٹھ دن گذرے ہونگے کہ روزا سے جو ملنے گئے۔ تو چہرے پر کسی قدر بشاشت نظر آئی سمجھے کچھ عجب نہین کہ بہن کی کوئی خبر سُنی ہو اور واقعی یہی بات تھی بھی کیمبل کا ایک خط آیا تھا چنانچہ اُسنے وہ انکو دکھایا مضمون یہ تھا۔

عزیزہ من مس روزا اسلمہا۔ جب سے مین انگلینڈ سے آیا ہون اتنک تمکو میرے خط کے انتظار مین سخت تکلیف ہوئی ہو گی۔ مگر کیا کرتا۔ پیرس مین آجکل وہ طوائف الملوکی اور بدانتظامی پھیلی ہی کہ سلسلۂ ڈاک درہم و برہم ہو رہا ہے

ہر روز اسی فکر مین رہا کہ جس طرح بنے تمکو خط بھیجون۔ آج خدا خدا کر کے اس کا موقع ملا۔ جو کچھ مین نے تم سے وعدہ کیا تھا خدا کی عنایت سے وہ پورا ہوا۔ تمھاری ہمشیر کو محبس کے اسپتال سے جہان وہ بیچاری مقید تھین لے آیا ہون اور مکان پر اس قدر دلدہی و تشفی کی باتین کین کہ اب اُنکا دل کسی قدر ٹھکانے ہوا ہے اور امید بندھتی جاتی ہے کہ اب جنون کا دورہ پھر نہ آئے مین نے اُن کو اچھی طرح اطمینان دلایا ہے کہ جب سے میرا تمھارا ساتھ ہوا ہے تم نے کوئی ایسی حرکت نہین کی جو میری ناراضی کا باعث ہوتی یا تمھاری وفاداری پر خدانخواستہ کوئی شک پیدا ہوتا۔ پس جو کچھ لڑکپن کی نادانیان یا الھڑپنے کی بیوقوفیان تھین اُن سب سے مین قطع نظر کرتا ہون۔ اُن پر خاک ڈالتا ہون اور یقین دلاتا ہون کہ آیندہ کسی قسم کی کوئی بات ایسی نہونے پائے گی کہ میری طرف سے تمکو کوئی شکایت کا موقع ملے۔ جب سے انھون نے یہ سُنا ہے اور تاریخ عقد سے جو کھٹکا انکے دل مین قائم تھا وہ اس طرح رفع کر دیا گیا ہے اسوقت سے اُنکی طبیعت بہت بحال ہے پس خدا کو بہتر ہی کرنا منظور تھا کہ یہ مرحلہ پیش آیا اور ہمیشہ کے واسطے اطمینان ہو گیا۔ میرا ارادہ ہے کہ چند روز مضافات شہر مین قیام کرون۔ ایک مختصر سا مکان لے لیا ہے۔ اور جب تک اچھی طرح صحت نہو جائے گی تب تک نہین ٹھہرون گا۔ پھر اُسکے بعد ہم دونون ہنسی خوشی چین سے بقیہ زندگی بسر کرنے کو وطن واپس آئین گے، شہر مین بھی اب امن وامان ہو گیا ہے شاہ چارلس جو انتہاے درجہ کا احمق ہے تخت و تاج کھو کے کسی طرف جلاوطن ہو گیا۔ اور خاندان بوربن کے لوگ بھی جہان سینگ سمائے مُنھ کالا کر کے

چلے گئے ہین اور شاید اب کبھی نہ پلٹین اس سفر مین بہت سی دلچسپ اور عجیب و غریب باتون کا تجربہ ہوا ہے۔ انشاء اللہ جب ملین گے تب مفصل کہین گے۔ اگر سراڈمنڈ مارٹم تمکو ملین (کیونکہ یقین ہے وہ لندن پہونچگئے ہونگے) تو میری طرف سے معذرت کر دینا کہ مین نہایت شرمندہ ہون آپ سے یون رواروی مین ملا اور پھر نوبت ملاقات نہ آئی۔

جیمس کیمبل ازمقام سینٹ کلوڈ
مورخہ ۱۲۔ اگست ۱۸۳۰ء

سراڈمنڈ نے اس خط کو دیکھ کے کہا۔ واقعی تمھارے بہنوئی نے بڑا کام کیا۔ شرفا کو یہی چاہیے۔ اس خط مین اُنھون نے میرا بھی ذکر کیا ہے۔ خیر اب تم نے جہان ازراہ صفائی اپنے ہان کا سب حال مجھپر ظاہر کر دیا ہے تو اب تقاضائے آدمیت یہ ہے۔ کہ مین بھی اپنی مصیبت کا اظہار بلا کم و کاست بیان کر دون۔

روزا متحیر ہو کے مُنھ دیکھنے لگی۔

سراڈمنڈ۔ میرا حال سُنو کہ فرانس مین مجھپر کیا کیا آفتین نازل ہوئین۔ جب تمھارے بہنوئی مجھ سے ملے ہین اور مین نے تمھاری بہن کو دیکھا ہے اُس وقت مین خود اُسی پاگلخانے مین محبوس تھا بخت و اتفاق سے کچھ ایسے معاملات پیش آئے کہ ایک نواب کے قتل کے الزام مین پھنس گیا۔ اور جو کچھ ثبوت فراہم کیے گئے وہ بھی ایسے تھے کہ اُن سے بالکل یہی پایا جاتا تھا کہ نواب کو مین ہی نے قتل کیا ہے۔ حالانکہ اصل مین اُس کمبخت نے

ہر روز اسی فکر مین رہا کہ جس طرح بنے تمکو خط بھیجون - آج خدا خدا کر کے اس کا موقع ملا - جو کچھ مین نے تم سے وعدہ کیا تھا خدا کی عنایت سے وہ پورا ہوا - تمھاری ہمشیر کو محبس کے اسپتال سے جہان وہ بیچاری مقید تھین لے آیا ہون اور مکان پر اس قدر دلدہی و تشفی کی باتین کین کہ اب اُنکا دل کسی قدر ٹھکانے ہوا ہے اور امید پڑھتی جاتی ہے کہ اب جنون کا دورہ پھر نہ آئے مین نے اُن کو اچھی طرح اطمینان دلایا ہے کہ جب سے میرا تمھارا ساتھ ہوا ہے تم نے کوئی ایسی حرکت نہین کی جو میری ناراضی کا باعث ہوتی یا تمھاری وفاداری پر خدانخواستہ کوئی شک پیدا ہوتا پس جو کچھ لڑکپن کی نادانیان یا الھڑپنے کی بیوقوفیان تھین اُن سب سے مین قطع نظر کرتا ہون - اُن پر خاک ڈالتا ہون اور یقین دلاتا ہون کہ آیندہ کسی قسم کی کوئی بات ایسی نہونے پائے گی کہ میری طرف سے تمکو کوئی شکایت کا موقع ملے - جب سے انھون نے یہ سُنا ہے اور تاریخ عقد سے جو کھٹکا انکے دل مین قائم تھا وہ اس طرح رفع کر دیا گیا ہے اُسوقت سے اُنکی طبیعت بہت بحال ہے پس خدا کو بہتر ہی کرنا منظور تھا کہ یہ مرحلہ پیش آیا اور ہمیشہ کے واسطے اطمینان ہو گیا - میرا ارادہ ہے کہ چند روز مضافات شہر مین قیام کر دن - ایک مختصر سا مکان لے لیا ہے - اور جب تک اچھی طرح صحت نہو جائے گی تب تک یہین ٹھہرون گا - پھر اُسکے بعد ہم دونون ہنسی خوشی چین سے بقیہ زندگی بسر کرنے کو وطن واپس آئین گے، شہر مین بھی اب امن و امان ہو گیا ہے شاہ چارلس جو انتہاے درجہ کا احمق ہے تخت و تاج کھو کے کسی طرف جلاوطن ہو گیا - اور خاندان بوربن کے لوگ بھی جہان سینگ سمائے منھ کالا کر کے

چلے گئے ہین اور شاید اب کبھی نہ پلٹین اس سفر مین بہت سی دلچسپ اور عجیب و غریب باتون کا تجربہ ہوا ہی - انشاء اللہ جب ملین گے تب مفصل کہین گے - اگر سر اڈمنڈ مارٹمر تمکو ملین (کیونکہ یقین ہی وہ لندن پہونچگئے ہونگے) تو میری طرف سے معذرت کر دینا کہ مین نہایت شرمندہ ہون آپ سے یون روا روی مین ملا اور پھر نوبت ملاقات نہ آئی ۔

جیمس کیمپل از مقام سینٹ کلوڈ
مورخہ ۱۲ - اگست ۱۸۳۰ع

سر اڈمنڈ نے اس خط کو دیکھ کے کہا - واقعی تمھارے بہنوئی نے بڑا کام کیا - شرفا کو یہی چاہیے - اس خط مین انھون نے میرا بھی ذکر کیا ہی - خیر اب تم نے جہان از راہ صفائی اپنے ہان کا سب حال جھبر ظاہر کر دیا ہی تو اب تقاضاے آدمیت یہ ہی - کہ مین بھی اپنی مصیبت کا اظہار بلا کم و کاست بیان کر دون -

روزا متحیر ہو کے منھ دیکھنے لگی -

سر اڈمنڈ - میرا حال سنو کہ فرانس مین مجھپر کیا کیا آفتین نازل ہوئین - جب تمھارے بہنوئی مجھ سے ملے ہین اور مین نے تمھاری بہن کو دیکھا ہی اُس وقت مین خود اُسی پاگلخانے مین محبوس تھا بخت و اتفاق سے کچھ ایسے معاملات پیش آئے کہ ایک نواب کے قتل کے الزام مین پھنس گیا - اور جو کچھ ثبوت فراہم کیے گئے وہ بھی ایسے تھے کہ اُن سے بالکل یہی پایا جاتا تھا کہ نواب کو مین ہی نے قتل کیا ہی - حالانکہ اصل مین اُس کمبخت نے

خودکشی کرکے اپنی جان اپنے ہاتھون دیدی تھی۔ لیکن جس نشا اس خیالی جرم کا چونکہ کسی پر نہ کھلا۔ اس لیے عدالت کی یہ رائے قرار پائی کہ ایک قسم کے جنون مین گرفتار ہون اور یہ حرکت مین نے عمداً نہین کی ہو پس اسوجہ سے لوگون نے جاکر مجھے پاگل خانے مین بند کردیا۔ حال مین جو انقلاب اُس سلطنت مین ہوا جس کے ہاتھون آسنا ٹرا شہنشاہ تخت سے اُتارا گیا پس اسی کی بدولت میرے محبس کا بھی دروازہ کھلگیا اور مین بھاگ نکلا۔

روزا۔ سچ ہو دُنیا مین شاید کوئی بھی انسان ایسا نہوگا جس پر کچھ نہ کچھ مصیبت نہ پڑی ہو۔ اور جام الم سے کبھی نہ کبھی تلخکام نہوا ہو۔ بلکہ سچ پوچھو تو وہ لوگ جنکو ہم سب سے زیادہ خوشحال اور فارغ البال سمجھتے ہین وہی زیادہ آفات اور آلام مین مبتلا ہین۔

غرضکہ اسی طرح کی گفتگو عرصے تک ہوتی رہی اور آخر کو سر اڈمنڈ روزا سے رخصت ہوکے اپنے ہوٹل کو جا رہے تھے کہ لنسی صاحب راستے مین مل گئے۔ انکو فی الجملہ یقین تھا کہ سر اڈمنڈ نے کیا عجب وہ جرم دیوانگی کی حالت مین کیا ہو جیسے ہی انکی صورت دیکھی بہت خوش ہوئے اور کہنے لگے دد خدا کا لاکھ لاکھ شکر ہو آپ نے اُس مخمصے سے نجات پائی اور پھر انگلستان مین آپ کی صورت نظر آئی!!

سر اڈمنڈ۔ آہا آپ یہان لندن مین کب آئے۔

لنسی۔ مین گذشتہ مئی کے مہینے مین دا ماد و بیٹی کو لیکر پیرس سے چلا آیا آپ کے کچھ کاغذات و دستاویزات میرے پاس ہین آپ کو دونگا جس زمانے مین آپ پر

مقدمہ قائم ہوا ہی تو ہارس ہوٹل کے مالک نے یہ تجویز کیا کہ تمام خطوط اور
کاغذات جائداد کسی آپ کے دوست کو دیدیے جائین اور عدالت نے بھی
اسکو منظور کیا اور باتفاق وہ کاغذات مجھے حوالہ کیے گئے اب آپ دیکھ لیجیے گا
کوئی چیز ضایع تو نہین ہوئی ہوٹل کا کرایہ بھی مین ہی نے ادا کیا اور مقدمے
مین بھی جو خرچہ پڑا وہ بھی مین نے اپنے پاس سے کیا تھا۔ مگر آپ کے اسباب
مین اتنا روپیہ موجود نکلا جو ان مصارف کو کافی ہوا۔
سر اڈمنڈ۔ واقعی آپ نے وہ مہربانی کی کہ عمر بھر بار احسان سے سبکدوش
نہین ہو سکتا مین ہوٹل مین مقیم ہون اب فرصت کے وقت جب جی چاہے
کاغذات میرے پاس بھیج دیجیے گا اسکے بعد دونون نے اپنا پتہ بتایا اور رخصت
ہوئے۔ شام کو لنسی صاحب کا ایک ملازم کاغذات دے گیا۔ انھین مین وہ جعلی
ہنڈیان بھی تھین جو لکارج نے انکو لکھدی تھین۔ اور جنکا مفصل حال
کتاب القا سے معلوم ہو چکا تھا۔
اسی حال مین دو مہینے کٹ گئے اور امرائے ولایت کے خاندان اکتوبر کے
خوشگوار موسم کا لطف اپنے اپنے دیہات مین اُٹھاتے رہے۔ اس عرصے مین
سر اڈمنڈ روزا سے بالمرہ ملا کرتے تھے رفتہ رفتہ اسکے حسن اور خوبی اخلاق
کا نقش انکے دل پر روز بروز گہرا بنتا جاتا تھا اُسکی خاطر مین بھی اُن کی
خوبیان جگہ کرتی تھین۔ نوبت باینجا رسید کہ اب دونون کے دلون مین
ملنے سے خوشی اور جدا ہونے سے رنج محسوس ہونے لگا۔ اصل مین تو سر اڈمنڈ
کب کے سمجھ گئے تھے کہ مجھکو اس سے محبت ہی اور اس محبت کا اثر روزا کے دلپر

بھی ہو چلا ہی۔ لیکن انکو مناسب نہ معلوم ہوا کہ کیمبل کی واپسی کے زمانے تک کسی قسم کی چھیڑ چھاڑ شادی کے بارے مین کرین۔

آخر کار انکے دوست کیمبل اور ایمیلائن بخیر و عافیت تمام لنڈن پہونچ گئے اور ایک موقع پر سر اڈمنڈ نے بعنوان شایستہ اپنا ارادہ کیمبل سے بیان بھی کیا۔ کہا کہ اگر آپ روزا سے استمزاج لین گے تو مجھے امید ہی کہ وہ بھی انکار نہ کرینگی۔ کیمبل اپنے دل مین بہت ہی خوش ہوئے کہ سر اڈمنڈ سا امیر کبیر اور معزز شخص میری سالی کو ایسی عزت و آبرو دینے پر مستعد ہی۔ فوراً اپنی جانب سے راضی ہو گئے اور بہت کچھ شکریہ اس اعزاز کا ادا کیا۔ اسکے بعد سر اڈمنڈ نے روزا پر بھی اپنا مکنون ظاہر کیا۔ وہ پہلے ہی سے دلدادہ ہو رہی تھی۔ انکی خوبی اخلاق اور نیک دلی پر فریفتہ تھی اُسنے مُنھ مانگی مراد پائی۔ دل کی آرزو بر آئی فوراً اقرار کر لیا۔

سر اڈمنڈ کی ایک کوٹھی برکشائر مین بھی تھی۔ اب انکا ارادہ ہوا کہ بعد عقد روزا کو وہین بیاہ کے لیجائین اور اقامت کرین۔ پس فوراً ایک نہایت خوبصورت گاڑی اور چار گھوڑے اور بہت سا اسباب خانہ داری ظروف نقرئی و طلائی خریدکیے۔ نوکر چاکر بھی رکھے اور روزا اور کیمبل سے رخصت ہو کے اُسی کوٹھی کو روانہ ہوئے کوئی پانچ بجے شام کو وہان جا پہونچے گاڑی سے اُترے گاڑی کو تو حکم دیا کہ پس پشت مکان اصطبل ہی۔ وہان لے جاؤ اور خود پھاٹک پر پہونچکر گھنٹی بجائی۔ دیکھا کہ پُرانے نوکر و چاکرون مین سے ایک بھی استقبال کو حاضر نہین ہوا بلکہ ایک شخص پرانی وضع

عجیب شکل کا ایک ہاتھ مین روٹی کا توس اور دوسرے مین مرغی کی ٹانگ لیے باہر نکلا۔ نہایت نفیس ریشمی لبادہ پہنے۔ اور مخملی ٹوپی بانکی سر پر رکھے۔ سیاہ پتلون ٹانگون مین اور یہ سب انھین کے توشہ خانے کا مال ہی۔ صورت مین کشیدہ قامت۔ دُبلا پتلا۔ کوئی چونتیس برس کی عمر کا آدمی۔ چہرے سے عجیب بیباکی اور بد معاشی ٹپکتی ہی۔ دروازہ کھولکر اُسنے پہلے تو مرغی کی ٹانگ پر مُنھہ مارا اور پھر روٹی کا بڑا سا نوالہ لیا اور اسی حالت مین نہایت بے تکلفی اور بیباکی سے پوچھا "کہو کیا کہتے ہو سراڈمنڈ کی اگر تلاش ہی تو جاؤ پیرس کے کسی جیلخانے کی خاک چھانو وہ وہین عمر بھر کے لیے مزے کرتے ہونگے ہان اگر اُنکے داروغہ صاحب کی ملاقات کو آئے ہو تو بندۂ درگاہ موجود ہین سراڈمنڈ نے ہمکو اپنا پیش دست لفٹنٹ سپرنٹنڈنٹ مدار المہام کا مدار۔ کار پرداز مختار (یعنی اپنے کام کا آپ مختار) معتمد ہوم سکرٹری۔ وزیر خزانہ۔ غرضکہ تمام ملکی و مالی معاملات کا افسر مقرر کر دیا ہے" اتنا کہکر ایک دفعہ آپ اُچھل پڑے اور پھر لقمہ لیکے خاموش ہو گئے۔

سراڈمنڈ سمجھ گئے کہ اس چالاک نے فریب سے مکان پر قبضہ حاصل کیا ہی اب دیکھنا چاہیے اس مکان کی حالت کیا ہی۔ اور ان ذات شریف نے تمام چیزون کی کیسی گت بنائی ہی یون کہنے لگے۔

"تو سراڈمنڈ اس وقت دولتخانے پر تشریف نہین رکھتے ہین"

جواب۔ جی نہ رکھتے ہین اور نہ کبھی بعنایت الٰہی رکھین گے۔

سراڈمنڈ۔ کیا کہین بھئی۔ ہم سے اور اُنکے خاندان سے قدیمی رسم ہی آئے

تھے کہ یہاں چند ے قیام کرین گے۔ اور یہ فصل سیر و شکار کی ہے۔ اُن سے اجازت لیکے شکار کھیلین گے۔

جواب۔ اجازت نہین ملسکتی۔ جو کچھ شکار ہے وہ اینجانب اور اینجانب کے احباب کے واسطے محفوظ ہے۔ مگر یہ تو بتائیے۔ آپ ہین کون نام کیا ہے۔ کدھر سے آنا ہوا ہے۔ جلد جواب دیجیے مجھے دیر ہوتی ہے۔

سر اڈمنڈ۔ کیا کہون۔ اگر قدیم ملازمون مین سے کوئی ہوتا تو وہ فوراً پہچان لیتا۔

جواب۔ ہان ہوتا تو پہچانتا۔ مگر خیریت سے یہان کوئی نہین رہا جس وقت سے اس بد دولت نے یہان قدم رکھا ہے اور دستاویز دکھاکے قبضہ حاصل کیا ہے سب حوالۂ شیطان ہوگئے۔ ایک بڑھیا ڈصڈھو۔ جو جھاڑو بہارو دیا کرتی تھی وہ البتہ قریب کے گانون مین محتاج خانہ کو آباد کر رہی ہے۔ اسکا یہ حال تھا کہ دن رات شراب پیے پڑی رہتی تھی اب خوب سزاے اعمال کو بھگتتی ہے۔ چڑیل ہیضے کی خالہ۔

سر اڈمنڈ۔ خیر اب تو گاڑی مین نے بھیجدی اصطبل مین گھوڑے دوڑ کے کھلائے گئے ہونگے۔ آپ اتنی مہربانی کرسکتے ہین کہ تھوڑی دیر دم لیلیون؟

جواب۔ ہان تم بھلے آدمی معلوم ہوتے ہو۔ کیا حرج ہے۔ ٹھہر جاؤ بلکہ چلو میز تیار ہے کچھ کھانا وانا کھالو۔ نواب کے ہان اچھی اچھی شرابین موجود ہین وہ بھی اڑانا۔

سر اڈمنڈ۔ بہت بہتر مجھے کیا عذر ہے لیکن آپ نے جہان اتنی مہربانی

فرمائی ہی۔ وہان میرے نوکرون پر بھی عنایت کیجیے وہ بھی ذری دیر قیام کرلین۔
جواب۔ ہان واللہ ہان کیا مضائقہ۔
اور یہ کہکے بقیہ روٹی اور مرغی کی ٹانگ بھی ٹھکانے لگائی اور ہڈی
ایک لڑکے پر پھینک ماری جو کٹہرے سے قریب راستے راستے چلا جارہا تھا۔
سراڈمنڈ۔ بہت اچھا مجھے اجازت دیجیے۔ مین ذرا نوکرون کو سمجھا دون۔
دم بھر مین حاضر ہوتا ہون۔ پھر باورچی خانے مین شرکت خوان نعمت کرونگا۔
یہ جملہ سنکر نہایت تحقیر کے ساتھ جواب ملا "باورچی خانہ چہ معنی دارد۔
مسٹر ولیس باورچی خانے مین رہنے والے اسامی ہین۔ ابھی حضرت نہایت
رفیع الشان آراستہ و پیراستہ کمرہ ہی دیکھیے گا تو آنکھین کھل جائین گی"
یہ تو اندر چلے گئے اور سراڈمنڈ اُس طرف سے گھوم کر اصطبل پہونچے۔
سب سے کہدیا خبردار یہان کسی کو ہمارا اصلی نام نہ بتانا۔ یہان معاملہ کچھ ایسا ہی
ہی۔ اور آکر ملاقات کے کمرے مین بیٹھ گئے۔ مسٹر ولیس نہایت نفیس کوچ پر
تشریف فرما تھے سامنے برانڈی ایک بلورین صراحی اور جام زمردین مین
رکھی ہوئی۔ بیش قیمت پائپ مُنہ سے لگا ہوا تھا۔
مسٹر ولیس۔ یار یہ صحبت بے تکلفانہ ہی سمجھئین میرے سر کی قسم کچھ تکلف نکرنا
اپنا ہی گھر سمجھو خدا نے سب کچھ دیا ہی۔ نعمت خانہ دنیا کی نعمتون سے معمور۔
الماریان قسم قسم کی شرابون سے بھری پڑی ہین۔ اپنے قدم ہم جہان جاتے ہین
وہان خدا کی عنایت سے سب ہی کچھ مہیا ہوجاتا ہی۔ پیو جتنی پی جائے۔
واللہ ہمارا لہو پیے اگر ذرا بھی کمی کرے۔

سر اڈمنڈ نے بھی یہی مناسب خیال کیا کہ اس موقع پر خوب گاڑھی چھنے۔ انھون نے بھی دو چار گلاس چڑھائے۔ اور جی کھول کے داد بے تکلفی دینے کہنے لگے "یار ولیس تمھارے لیے چین ہی لکھا ہی سچ پوچھو تو ان تمام چیزون کے تمھین مالک ہو۔ دُنیا کے مزے سب موجود ہین"

مسٹر ولیس۔ اجی اور کیا۔ لطف زندگی اُٹھانے کا ہمکو خوب ڈھب معلوم ہی سر اڈمنڈ کی سب چیزین اپنی ہی ہین ہان یار ایک گلاس اور۔

سر اڈمنڈ۔ اچھا یہ تو بتاؤ۔ سر اڈمنڈ ہین کہان۔

مسٹر ولیس (ہر جملے پر ایک ایک کش کھینچتے جاتے اور کہتے جاتے تھے) "فرانس کے جیلخانے ہین ہین۔ آپ نے تین فرانسیسی مار ڈالے۔ اور وہ بھی بڑی سفاکی سے پاؤن کے انگوٹھے باندھ کے ایک ایک کو درخت سے لٹکا دیا۔ اور پھر ہر ایک کا گلا بڑے اطمینان کے ساتھ چھُری سے ریتا۔ وہ تو پلے دیوانے ہوگئے ہین نا۔ ہان ایک گلاس اور۔

سر اڈمنڈ۔ تو یہ کیسے آپ بجائے اُنکے مالک منتظم ہین۔

مسٹر ولیس۔ ہان! اب بات کی تہ کو پہونچے! واللہ یار آدمی ہوشیار معلوم ہوتے ہو مین نے ترکیب یہ کی جو ہین سُنا وہ اس بلا مین مبتلا ہین سیدھا پیرس جا پہونچا۔ اور جس طرح بنا اُن سے ملا اپنی کارگذاریان بیان کین۔ اور تمام اختیارات وزارت کی سند لکھ کے اُنکے دستخط لے لیے۔ مگر یار تم پیتے تو ہو نہین۔ لو اور لو۔ اجی تھوڑی تو اور لو۔ ادھر آؤ۔ کوئی حاضر ہی۔

اب ان کا یہ حال کہ جام پر جام چڑھائے جاتے ہین اور جتنی شراب پیٹے

مین جاتی ہو اتنی ہی عقل باہر چھلکتی جاتی ہے۔
سر اڈمنڈ بھی کچھ کچھ انکا ساتھ دیے جاتے اور سب کچا کچا حال پوچھتے جاتے تھے۔ ایک دفعہ کہنے لگے "یار جب تم یہان پہونچے ہونگے۔ اور لوگون کو دست آویز دکھائی ہوگی تو لوگ بہت ہی گھبرائے ہونگے بہت سی حجتین نکالی ہونگی۔
مسٹر ولیس۔ بہت سی۔ مگر سب کے ہاتھون کے طوطے اُڑ گئے۔ مین نے خس برابر پروا نہ کی چٹکی بجاتے تو سب کو نکال باہر کیا۔ جو ہین مین نے کاغذ پیش کیا تو اب لگے دستخط پر چنان چنین کرنے کہ یہ تو مشکوک معلوم ہوتا ہے اُنکے خط سے مشابہ نہین ہے۔ اچھا اے آؤ ایک گلاس اور پیو۔
سر اڈمنڈ۔ بدمعاش تو تھے ہی بھلا دستخط مشکوک قرار دینے کے کیا معنی۔ اچھا اب یہ تو کہو۔ یہان اب آپ اصل مین کس کس بات کا اختیار کامل رکھتے ہین۔
مسٹر ولیس نشے مین چور تو تھے ہی جیب سے ایک میلا سا کاغذ نکالا اور کہنے لگے تو دیکھو میرے کیا کیا اختیارات ہین۔ اس مین یہ لکھا ہے " ہر خاص و عام کو واضح ہو کہ۔ خاص و عام کی ایسی تیسی۔ بھئی آگے پڑھا نہین جاتا لو تم پڑھ لو" یہ کہکے وہ کاغذ سر اڈمنڈ کے ہاتھ مین دیدیا اُنھون نے سب عبارت چھوڑ چھاڑ صرف دستخط دیکھے۔ عش عش کر گئے۔ بڑی خوبی کے ساتھ جعل بنا تھا بعینہ ویسے ہی بال بھر کا فرق نہین۔ اختیارات سبحان اللہ۔
بنجمن سٹیفن۔ جِڈ بِڈ یا۔ ولیس صاحب بہادر کو تمام اختیارات سیاہ و سفید جائداد واقع برکشائر پر دیدیے گئے تھے۔

سراڈمنڈ نے کاغذ دیکھ کے میز پر رکھا ہی تھا کہ دروازے پر زور زور سے کھٹکھٹانے کی آواز آئی۔
مسٹر ویلیس۔ لو ہمارے یار بھی آپہونچے۔ بھئی دروازہ کھول دینا چاہیے۔ یہ روز کے ملنے والون مین ہین۔ شراب کباب مین ہمارا انکا ساتھ ہر شب ہوتا ہے۔ اور آج تو ہمنے نواب کا ایک گھوڑا دیا تھا کہ کہین بازار مین اسکا سرتا بھرتا کرین۔ بس اُسی کی قیمت لائے ہونگے۔ آپ بیٹھیے۔ ابھی ہمین دروازہ کھولے دیتے ہین۔
غرضکہ ویلیس اُٹھے اور تھوڑی دیر مین اپنے ایک یارغار کو ساتھ لیے ہوئے آئے صورت دیکھی تو واہ وا۔ یہ تو وہی حضرت اڈگر پرسی ہین۔ سراڈمنڈ انکو دیکھکے آگ بگولہ ہوگئے۔ لاکھ چاہا۔ مگر کسی طرح ضبط نہو سکا لپک کے اُس مردود بدمعاش سے دست بگریبان ہو ہی تو گئے۔ دور ابے پاجی۔ آج سے خبردار اس ہمارے مکان مین قدم رکھا تو وہ سزا پائیگا کہ عمر بھر یاد رکھیگا۔ بس گئے وہ دن جب خلیل خان فاختہ اُڑاتے تھے!!
سراڈمنڈ کے دونون نوکر آڑ مین کھڑے اشارے کے منتظر تھے۔ جون ہی اُنکے کان مین یہ صدا پہونچی ہی فوراً فرشتون کی طرح داہنے بائین آکے مسلط ہوگئے۔ اب ان ذات شریف کا بھی نشہ ہرن ہوگیا۔ ساری حکومت شوکت چشم زدن مین تشریف لے گئی۔
پرسی۔ سراڈمنڈ خدا کے لیے معاف کیجیے۔
سراڈمنڈ کو ... وہ تمام شرارتین یاد آگئین جو دورا کی بہن کے ساتھ

انھون نے کی تھیں کہنے لگے "معافی اور تجھے! تو اس لایق رہا ہی"؟
ولیس یہ رنگ دیکھکے بالکل بھیگی بلی بن گئے تھے۔ قدمون پر گر کر کہنے لگے۔ حضور سچ جانیے۔ مین بالکل بے خطا ہون۔ مجھے تو اسی بے ایمان نے صرف ٹٹی بنا لیا تھا۔ یہ سارا کیا دھرا اسی کا ہی۔ یہی کہین سے سن گن لے آیا تھا کہ آپ پیرس مین مقید ہین اور یہ ساری تدبیرین اسی نے تجویز کین اور کسی ترکیب سے آپ کے دستخط حاصل کیے۔
سر اڈمنڈ بولے "ہان ہان مین جانتا ہون مجھے یقین ہی اسی بدمعاش نے یہ چالاکی کی تم تو صرف اسکی شرارتون کے ذریعہ تھے۔ لیکن ابھی مین تمکو بھی جانے ندونگا تمکو گواہی دینی ہوگی"۔ یہ کہکے آپ نے دونون کے ہاتھ پانون باندھنے کا حکم دیا۔ تھانے پر ایک آدمی بھیجا اور بلا کے ایک کانسٹبل دونون کو حوالہ پولیس کر دیا۔ رات تو جون تون کٹی۔ علی الصباح اُن نمک خواران قدیم کی تلاش ہوی جنھین ولیس صاحب نے نکال دیا تھا کئی شخص تو قریب کے موضع مین ملگئے۔ خوشخبری سنتے ہی فوراً ہزار جان سے حاضر ہوئے مرمت مکان شروع ہوگئی اور قرب وجوار مین دھوم مچگئی کہ نواب صاحب آگئے اور یہین قیام فرمائینگے۔
سر اڈمنڈ اگرچہ اس تمام انتظام اہتمام مین شب و روز مشغول رہتے تھے مگر اپنے ملاقاتیون مہربانون سے غافل نہ تھے۔ انھون نے میم اسٹیول کو ایک اشتیاقیہ خط مین اپنی شادی خانہ آبادی کا ذکر تحریر کیا اور بہت کچھ اس مہربانی پر احسانمندی ظاہر کی۔ جو قید کی حالت مین انھون نے انکے ساتھ

کی تھی۔ غرضکہ ان مشاغل مین سراڈمنڈ کی طبیعت بہل گئی۔ بڑے ذوق شوق سے ہر کام مین مشغول رہنے لگے۔ اسی عمارت مین ایک نگارخانہ بھی تھا طرح طرح کی تصویروں سے آراستہ۔ انواع انواع مرقعون سے پیراستہ۔ اسکی بھی مرمت ہوئی تھی۔ سراڈمنڈ اکثر تصویرون کو جب دیکھتے تو بچپن کی باتین یاد آتین وہ والدہ کے ساتھ اپنا اس نگارخانے مین وقتاً فوقتاً آنا۔ وہ تصویرون کا مطلب پوچھنا۔ وہ انکا سمجھانا وہ بچپن کی خوشی۔ وہ حیرت۔ بار بار یاد کرتے۔ اُنھین مین کئی مرقعے ایسے بھی تھے جو خاندانی واقعات سے متعلق تھے۔ ازانجملہ چند تصویرین کچھ اس قسم کی بنی تھین۔ کہ سراڈمنڈ کے والدنے جنکا مضمون اور مفہوم کبھی انپر بخوبی ظاہر نہین کیا چنانچہ ایک دفعہ کا ذکر ہی۔ کہ ایک زمانے مین انکے والد کے انتقال کے کچھ ہی دن قبل۔ ایک سن رسیدہ مقدس شخص آندھی پانی مین کہین سے تھکا ماندہ۔ آفت زدہ۔ انکے دولتخانے مین داخل ہوا تھا۔ عمر کوئی ستر سے زیادہ کی ہوگی بشرے سے ثابت تھا کہ شخص یونانی الاصل ہی۔ جب یہان پہونچا ہی تو ایسی ایسی زحمتین تکلیفین اُٹھائی تھین کہ آتے ہی بیمار پڑ گیا اور ایسا علیل ہوا کہ زندگی کی کوئی امید نہ رہی۔ سراڈمنڈ کے والد سر ولیم نے اسکے لیے نہایت ہوشیار ڈاکٹر علاج کے واسطے بلادیا مگر کوئی تدبیر کارگر نہوئی۔ آخر جب مریض کو زندگی سے یاس ہوگئی تو اُس نے سر ولیم سے التجا کی کہ کوئی شخص میری جانب سے پیرس جانے کے واسطے بلوا دیجیے۔ وہان میرا اکلوتا بیٹیا ہی مین چاہتا ہون کہ آخر وقت اُسکو ایک نظر دیکھ لون اور علاوہ محبت پدری کے ایک بات ضروری بھی اُس سے کہنی ہی چنانچہ

ایک آدمی فوراً اُسکی طلبی مین روانہ کردیا گیا۔ لیکن قبل اسکے کہ بیٹے کا دیدار باپ کو نصیب ہو۔ ڈاکٹر نے جواب دیدیا کہ اب یہ صرف چند ہی لمحون کا مہمان ہے۔ مریض نے بھی سُنا۔ مگر وہ کچھ پریشان نہ ہوا۔ بلکہ جرأت کرکے اُسنے کہا کہ اچھا میرے مہربان میزبان کو بلائیے مجھے تخلیہ مین کچھ کہنا ہے۔ چنانچہ بڑے نواب صاحب اُسکے بستر مرگ کے قریب گئے اور یونانی نے اس طرح اخیر تقریر کی۔

"آپ نے مجھ غریب الوطن بے یار و مددگار پر بیحد مہربانی فرمائی ہے۔ خدا آپکو اسکا اجر دے گا۔ میری بڑی آرزو تھی کہ اسوقت میرا بیٹا پاس موجود ہوتا اور اُس سے مین کچھ راز اپنی شادی کی نسبت جو ایک یونانی خاندان کے ساتھ ہوگئی تھی بتاتا۔ کیا کہون وہ راز کیسا ہے۔ اگر آپ سُنین گے تو رونگٹے کھڑے ہوجائینگے مگر اب آپ سے اس غرض سے عرض کرتا ہون کہ جسوقت میرا لڑکا آئے تو اُس سے آپ ظاہر کردیجیے اور یہ وصیت بھی میری سُنا دیجیے گا کہ خبردار زندگی بھر کسی پر ظاہر نکرے ہان آخر وقت مین اسی طرح اپنے وارث سے کہ جائے اور آپ سے بھی اتنی التجا ہے کہ سوا اُسکے اور کسی پر کھلنے نہ پائے۔ اگر مجھ مین اپنی طاقت ہوتی کہ خود مین قلمبند کرسکتا تب بھی آپ پر ظاہر نکرتا۔

اتنا کہا ہی تھا کہ اُس یونانی کو پھر غش آگیا۔ آنکھین بند ہوگئین چہرے کی رنگت بدل گئی۔ بالکل مردنی چھائی۔ منکا ڈھل گیا۔ تورین پھرگئین۔ اور روح جسم سے پرواز کرگئی۔ اور جس راز کو بیان کرنا چاہتا تھا وہ بھی اُسی کے ساتھ چلا گیا۔

اتفاق سے اُسی زمانے مین ایک مشہور مصور بھی نواب صاحب کے ہان

رہتا تھا۔ مرقاد کے مرنے سے کئی روز پہلے اُسنے اِس یونانی کی تصویر کا خاکہ لے لیا
تھا۔ سر ولیم نے اُس سے فرمایش کی کہ اُس حالت کی ایک تصویر تیار کر دے۔
جبکہ مرقاد کو بستر مرگ پر سر ولیم سے اخیر باتین کرتے کہتے موت آگئی ہی۔
چنانچہ اُسنے ویسی ہی تصویر کھینچ دی تھی اور اسی کو دیکھ دیکھ کر سر اُڈمنڈ
بار بار چاہتے تھے کہ اُسکا اصلی حال دریافت کرین۔

اس زمانے مین بھی وہی تصویر پھر اُنھون نے دیکھی شوق پھر تازہ ہوا
ہنوز اُس مرقع کو دیکھ ہی رہے تھے کہ ایک شخص معمر آیا اور نہایت ادب کے
ساتھ سلام کیا۔ سر اڈمنڈ پہچان گئے کہ یہ وہی والد مرحوم کے وقت کا قدیم سامان
ہی جسکو ولیس نے نکالدیا تھا۔ آپ نے پھر اُسکو اپنے عہدے پر بحال کیا اور چند ہدایتین
دیکر کہنے لگے کہ اسوقت اس تصویر کو دیکھ کے ہمکو اپنے بچپن کا زمانہ یاد آیا۔ کیون
جی تمکو تو معلوم ہوگا جس زمانے مین یہ شخص ہمارے ہان مہمان ہوا۔ اور یہین مرا تھا۔
میر سامان۔ جی حضور نمکخوار کو بخوبی یاد ہی۔ وہ رات کو اُسکا آنا۔ وہ اُسکی خراب
خستہ حالت وہ اُسکی موت۔ ابھی تک آنکھون کے تلے اس طرح پھرتی ہی جیسے ابھی
کل کی بات ہی مگر خداوندا ایسا بارعب چہرہ تو عمر بھر دیکھنے مین نہین آیا۔ جب وہ
مرا ہی اُس دن غلام اُسکے کمرے مین گیا اور دوا دینے لگا۔ مگر اُسنے نہ پینا تھی نہ پی
اخیر وقت تو تھا ہی صاف معلوم ہوتا تھا کہ غریب کوئی گھڑی کا مہمان ہی۔ اُسوقت
اشارے سے اُسنے اپنے کپڑون کا صندوق منگوایا۔ فوراً اُٹھا دیا گیا۔ حضور
کیا عرض کیا جائے کیسا نفیس بنا تھا پچی کاری کا کام ایسا [illegible] تھا
کہ غلام کی نظر سے تو عمر بھر گذرا نہین۔ ایسے ایسے رنگین ٹکڑے اسمین جڑے تھے

اور اس طرح کے معرکے اُس مین بنے تھے کہ عقل دنگ ہوئی جاتی تھی۔ ایک جگہ پر
ایک مرقع بنایا تھا کہ لب ساحل ایک شخص ایشیائی پوشاک پہنے ایک نہایت
حسینہ کے ساتھ کھڑا تھا۔ اُسکی خوبصورتی ایسی اُستادی کے ساتھ ادا کی تھی کہ کوئی
بڑا نقاش و مصور مو قلم سے بنائے تب بھی اتنی ہی بنا سکتا ہی۔ ایک جگہ اور
معرکۂ جنگ کی تصویر تھی دو فوجین مصروف پیکار تھین۔ وہ بھی بلا کی تصویر
تھی۔ تیسرا سین جہاز کا جس پر سے ایک آدمی لٹکا ہوا تھا اور اُسکے قریب ایک
تباہ شدہ کشتی کچھ اس طرح کی بنی تھی کہ عقل دیکھنے سے دنگ ہوتی تھی۔ ایک قلعہ
بنایا تھا۔ اُسکے سات بُرج تھے اُسکے پھاٹک مین بہت سے آدمی پابزنجیر داخل ہو رہے
تھے۔ غرضکہ اسیطرح اس صندوق مین بہت سے سین تھے اور بیچون بیچ مین ایک شخص
برقع پوش بنا تھا اب نہین معلوم وہ واقعی برقع تھا یا عمداً اُسکا چہرہ چھپانا منظور تھا
سرا ڈمنڈ۔ اچھا پھر وہ بکس کیا ہوا۔
میر سامان۔ ہوا کیا اُسکے مرنے کے چند روز بعد اُسکا لڑکا آیا۔ اور لے گیا۔
جس وقت اُس بڈھے یونانی نے غلام سے وہ صندوق اپنے سامنے منگوایا تھا
اُس وقت کچھ اس نظر سے اُسنے دیکھا۔ کہ معلوم ہوتا تھا یہ خاندان کے واسطے
کوئی بہت بڑی چیز ہی۔ المختصر ان باتون کے بعد سرا ڈمنڈ مکان کی مرمت اور
آراستگی کی ہدایتین دے کے اپنے کمرے کو چلے گئے اور وہان کھڑکی کے سامنے
بیٹھ کے سوچنے لگے کہ بکس پر جو تصویرین بنی ہونگی وہ یقیناً اس یونانی کی
سوانح عمری سے ضرور علاقہ رکھتی ہونگی پس اُس سے واقف ہونے کا شوق
تو انکو بہت کچھ ہوا لیکن سوچتے رہے کہ جب اُسنے اخفا مین اسقدر اہتمام کیا

اور مرتے دم تک ظاہر کرتے ہین آسکو تکلف رہا تو اب اُس سے واقف ہونا
بے جا ہی۔ علاوہ اسکے دوسرون کے معاملات کا بے ضرورت خواہ مخواہ کھوج
لگانے کا ثمرہ پیرس مین ابھی تازہ مل ہی چکا ہی کہین ایسا نہ ہو پھر کسی آفت
کا سامنا ہو۔
لیکن تلوّن انسان کی سرشت مین ہی جس طرح وقت گذرتا اور عمر بڑھتی جاتی
ہی اُسی طرح پچھلی باتین بھی صفحۂ خاطر سے محو ہوتی جاتی ہین۔ سراڈمنڈ بھی اُس سے
مستثنےٰ نہ تھے گھنٹہ بھر تو اس پس و پیش مین رہے مگر آخر کو شوق احتیاط پر غالب
آیا اور پھر کتاب اٹھا لیکے بیٹھ گئے۔

مرد آہنین نقاب

سترھوین صدی کے آخری حصّے مین ایک واقعہ عجیب غریب ایسا پیش
آیا تھا کہ با وجود طرح طرح کی تنقیحات اور تحقیقات اور مورخین کی خامہ فرسائی
کے آج تک نہ مفصل حال کھلا نہ شاہد مدعا کے چہرے سے نقاب خفا اُٹھا۔
مختصر حال یہ ہی کہ ایک روز سر شام دو عاشق و معشوق یونان کے ایک
ساحل پر کھڑے ایک دوسرے سے رخصت ہو رہے تھے۔ چھوٹا سا جہاز کسی قدر
فاصلے سے لنگر انداز تھا اور ایک کشتی کنارے لگی تھی جس کے سرے پر عاشق کا
ایک ہاتھ اور دوسرا ایک دوشیزہ کی بغل مین تھا اس شخص کا سن قریب
پچیس برس کے ہوگا دونون جوش شباب اور جام محبت سے مخمور تھے۔ صاف
معلوم ہوتا تھا کہ ان دونون تازہ آشنایان بحر محبت نے امید کی کشتی تازہ

ڈالی ہی - اور ساحل مراد پر پہونچنے کے وعدے ایک دوسرے سے ہو رہے ہین - یہ حسینہ یونانی تھی - وہ اُبھرا چہرہ وہ نمایان خط و خال سوتوان ناک آہو چشم سڈول سانچے مین ڈھلے ہاتھ پانون وہ کھلی چمپئی رنگت کہہ رہی تھی کہ اس معشوقہ دلفریب کی نسل اہل یونان سے ملتی ہی - اسکی عمر اگرچہ انیس سال کی تھی - مگر ملک کی آب وہوا اور مخصوصات قومی کی مدد سے جوانی دوانی کے ہرے بھرے گلزار مین داخل ہو چکی ہی -

مرد - تم اس قدر کیون رنج کرتی ہو قریب ہی تو مجھے جانا ہی - کیا وہان جا کے نظر محبت بدل جائے گی -

آئرن نہین ہینول یہ بات نہین مجھے تمھاری اُلفت کیطرف سے تو اطمینان ہی مگر...

ہینول - پھر کیا ہم ایسے بدل جائین گے کہ تمھارا تیر محبت دل سے بالکل نکل جائیگا اور ان سواحل حسن خیز کو جو آج دُنیا مین ضرب المثل ہو رہے ہین دل سے بھلا دینگے -

آئرن نہین تمھاری طرف سے تو اُسکا مجھکو اطمینان ہی مجھے بڑا خیال تو یہ ہی کہ اس ملک مین طرح طرح کے خطرناک طوفان آیا کرتے ہین تم جہان رہو خدا ان آفات سے تمکو محفوظ رکھے -

ہینول - (از راہ غرور) ابھی مین گردابون خطرناک چٹانون سے نہین ڈرتا ان سب کا حال مجھکو خوب معلوم ہی اور ان سے محفوظ رہنے کی ترکیبون سے اچھی طرح آگاہ ہون کیا پروا - اللہ یار ہی تو بیڑا پار ہی -

آئرن - یہ تو مین جانتی ہون - موج خیز طوفان - آندھی پانی کے خطرے - بجلی کی کڑک - اور طوفان برق وباد کو تم خاطر مین لانے والے آدمی نہین -

مگر جب مجھے وہ دن یاد آتا ہی جب تمھارا جہاز اُس چٹان سے جو سامنے دکھائی دیتا ہی آکے ٹکرایا ہی۔ اور مین مضطر و پریشان ہوگئی پادری صاحب کے لوگون کے ساتھ تمکو لینے گئی ہون پھر وہی پریشانی اور بدحواسی اُسوقت بھی تازہ ہوجاتی ہی۔

مینول۔ مگر مین جب اُس تباہی اور بربادی کو یاد کرتا ہون تو اُسکو اپنی خوش قسمتی کی ساعت نیک سمجھتا ہون۔ اُسی دن پہلے پہل تمھارے حسن و جمال کا نظارہ نصیب ہوا تھا بھلا اُسدن سے بڑھکے اور کون دن میرے واسطے ہوگا۔

آئرن۔ کسی قدر شرماکے) اُسی دن سے تو میرے دل مین بھی اتنی بات آگئی کہ ایسا ممنون احسان چاہنے والا دُنیا مین نہین ملسکتا۔ ہر وقت یہی دھڑکا رہتا ہی کہ خدانخواستہ کوئی بات ایسی نہ ہو کہ خدا اُسکو مجھسے چھڑائے سچ پوچھو تو زندگی کا اگر کچھ لطف ہی تو تمھین تک اِس جزیرے کی عورتین اس بات پر حسد کرتی ہین کہ مین پادری صاحب کی بھتیجی ہون اور وہ مجھے اپنی اولاد کے برابر چاہتے ہین۔ خالہ ہی نے کہا میری شادی کسی بڑے آدمی سے کردینگے مگر انھین میرے دل کا حال کیا معلوم۔ مین تو ایک جہازران کے دریاے عشق مین سرتاپا غرق ہون۔ اور ہر لمحہ اُسی کی صحت و سلامتی کی دعا دل سے مانگا کرتی ہون خدا آگاہ ہی اگر کسی روز ہوا ذرا بھی تند و تیز ہوجاتی ہی اور دریا مین خفیف خفیف بھی موجین اُٹھنے لگتی ہین تو میرا دل ڈوبنے لگتا ہی۔

مینول۔ اجی دیکھو تو سہی ہماری تجارت مین جسوقت نفع ہونا شروع ہوا اور روپیہ آنے لگا ہم بھی مالدار ہوگئے۔ اُسی دن تمھارے چچا کو شادی کا پیغام دینگے۔

وہ تو دولت ہی کو دنیا مین سب کچھ سمجھتے ہین فوراً منھ مین پانی بھر آئے گا اور
خیال بھی نہ کرینگے کہ جسکے ساتھ بیاہ ہے دیتا ہون وہ کوئی نواب زادہ ہی یا جہازران
آئرن کے چہرے پر بشاشت اور آنکھون مین وہ چمک آگئی جسکو عشاق ہی
خوب تاڑ سکتے ہین مسکرا کے بولی "وہ پھر خدا نے چاہا تو سمندر سے کبھی کنارہ کر کے مجھے
مزے سے گھر مین بٹھین گے اور لطف زندگی اٹھائین گے لیکن مجھے صرف دریا
کے طوفان اور خطرون ہی کا خیال تو ہی نہین بڑا دھڑکا تو اس لٹیرے جہاز کا
رہتا ہی جسکا کپتان راتون کو اندھیرے مین چھاپا مارتا گھر ون کو لوٹتا لڑکون
لڑکیون کو پکڑے جاتا ہی اور ٹیونس اور ٹرپولی کے بازارون مین لونڈی
غلام بنا کے بیچ لیتا ہی۔ اُسکے خوف کی یہ کیفیت ہی کہ مائین اور انائین اُسکا
نام لے لے کے بچون کو ڈراتی رہتی ہین۔
ینول۔ اجی اسلی حقیقت کیا ہی نہ وہ اتنا بڑا جہاز ہی۔ نہ اُسکے ملاح ایسے
ہوشیار نہ ہتھیار اُن لوگون کے پاس ایسے بہت کچھ ہین۔ خیر اب ان اوہام کو
اپنے دل سے نکال ڈالو دیکھو تو اللہ نے چاہا تھوڑے ہی دنون مین تم سے پھر
ملتے ہین۔ مگر ایک بات کہے جاتے ہین جب کبھی قرب جوار مین ہمارا جہاز آئیگا
تو سر شام تمھارا عاشق زار تم سے ضرور ملے گا شام کو نیلے رنگ کی لالٹین تمکو
دکھائی دے گی۔ بس یہی پہچان ہی۔ تم خدا کے لیے اس قدر رنج نہ کرو نہین مین
جب تک جدا رہونگا۔ میرا دل پریشان رہے گا۔ بے خدا حافظ۔
آئرن۔ خیر جو تمھاری خوشی باتین تو مین سب سمجھ گئی۔ جو تم نے بتایا ہر وقت
اُسکا دھیان رکھونگی۔ یہ سطح دریا تمھارے اشتیاق دیدار مین آئینے کی طرح

آنکھوں پھر آنکھوں کے روبرو رکھوں گی۔ اسکی صورت کو آب دیدہ آنکھوں میں جگہ دونگی۔ مگر دل کمبخت کو کیا کروں وہ کسی طرح نہ مانے گا جب تک تم پھر نہ ملوگے سو آنکھوں پہ اختیار ہوا چھانہ رو دینگے کچھ آپ میرے دلکو بھی سمجھائے جاتے ہیں غرضکہ کپتان نے بوسہ دیا اور کشتی میں بیٹھ کے جادہ جا چلتا ہوا۔ آئرن کنارے کھڑی دور تک دیکھا کی جب تک کشتی جہاز کے قریب پہونچی وہ رخصتی رومال برابر ہلاتی رہی اور جہاز جس وقت تک جاتے جاتے نظر سے غائب ہوا ہی برابر ٹکٹکی باندھے رہی۔

مہینے بھر کا زمانہ فراق میں گذر گیا۔ اور اس عرصے میں بار ہا لیٹرے جہاز کے آتے اور لوٹ مار کرنے کی خبریں آتی رہیں۔

یونانی پادری اس جزیرے میں اس وجہ سے قیام پذیر ہوا تھا کہ فرانس کے سفیر متعینہ باب عالی کی پشتی پر ملک ارمینا کے کیتھلک فرقے والے عیسائی اسکے ساتھ بہت عداوت صرف کیا کرتے تھے۔ اب جب اُسنے دیکھا۔ ع

پھر زمین کہ رسیدیم آسمان پیداست

یہ مقام بھی خطرے سے خالی نہیں۔ اور یہاں بھی لٹیرا جہاز آیا جایا کرتا اور سلطنت ترک کی بحری فوج بھی لاکھ کوشش کرتی ہی مگر کوئی انتظام نہیں کر سکتی تو مجبوراً کیا نہ کرتا اُسنے اپنی حفاظت کی خود تدبیریں کرنی شروع کیں جسُن اتفاق سے اسی زمانے میں ایک جہاز ران انھیں قزاقوں کے جہاز کا بھاگ کے اس ساحل پر آیا اور پادری کی خدمت میں حاضر ہوا تھا۔ اُسنے بر سبیل تذکرہ بیان کیا کہ کیا عرض کروں میں جس جہاز پر تھا اُسکا یہ کام ہی کہ بندگان خدا کو اِدھر اُدھر

سے گرفتار کرلاتا اور بازارون مین غلام بناکے بیچتا ہو آپ جانیے مین ٹھہرا
یونانی الاصل میرا دل ہمیشہ دکھا کرتا تھا۔ہان جو مسلمان اس جہاز کے کپتان
کے ماتحت ہین۔اُنکے نزدیک کوئی بڑی بات نہو اُنکے مذہب مین غلامی عیوب
نہین۔مگر ایک عیسائی کو تو ضرور نفرت ہونی چاہیئے۔
پادری۔ بیٹا خدا تم پر رحم کرے گا اگر تم کسی ترکیب سے اس کپتان کو
گرفتار کرا دو تو کچھ عجب نہین ہے تلافی مافات ہو جائے اور جو کچھ گناہ تم سے
اب تک سرزد ہوئے ہین غفور الرحیم معاف کیدے۔
ملاح۔ہان وہ تو بڑا بخشنے والا ہی۔اُس سے کچھ بعید نہین۔لیکن کوئی
انسان بھی ایسا ہی جو میری خطائین معاف کردے اور مجرم قرار نہ دے۔
پادری۔ہان اگر تم اس جہاز کا پتہ بتا دو تو مین تمھارے جرائم معاف کرا دونگا
ملاح۔یہ تو کوئی بڑی بات نہین۔ابھی ممکن ہی۔یون گرفتار کرا دون چٹکی بجاتے
پادری۔مین بقسم وعدہ کرتا ہون اگر تم ایسا کرو تو تمھارے تمام جرائم معاف
کرا دون۔اور اسکے علاوہ پانچ ہزار درہم تمکو انعام دلا دون۔
جہازران۔انشاء اللہ اب وعدہ پکا ہو گیا آج سے چھ دن کے بعد
ساتوین دن اس جزیرے کے مغربی کنارے پر وہ جہاز آئے گا۔اُس جانب
دولتمند یونانی کسانون کا بہت سا ذخیرہ غلّے کا جمع ہی اُنکے پاس بہت کچھ روپیہ
پیسہ بھی ہی بس اُنھین کو لوٹنے کی تجویز ٹھہری ہی جہاز پہلے آکر کسی قدر فاصلے
سے کھڑا رہے گا۔وہان سے کپتان آدمیون کے ساتھ کشتی پر سوار ہوکے آئیگا
اور چھاپا مارے گا۔بس اتنی خبرین آپ کو دیے دیتا ہون اور جو کچھ پوچھنا ہو

وہ بھی دریافت کر لیجیے۔

پادری - بس آشنا پتہ کافی ہی۔ اب ہم انتظام کر لین گے۔

الحاصل پادری نے جہاز آنے سے ایک دن پہلے سلطانی گورنر سنجوق بیگ کو اطلاع دی کہ ایک ضرورت مجھے درپیش ہی از راہ عنایت کچھ فوج متعین فرمائیے چنانچہ وہان سے فوج آگئی اور انھین مقامات پر متعین کر دی گئی جہان اُس قزاق کا ارادہ حملہ کا تھا اور ادھر پادری صاحب نے دوسرا بندوبست یہ کیا کہ وہان کے مزارعین کو بھی مستعد کر رکھا اور صلاح دی کہ اپنے سب مویشی جزیرے کے قلعے مین ہانک کے بند کرا دو۔ اُن لوگون نے مویشی مال اسباب جو روبچے فوراً وہان پہونچا دیے اور خود گھات مین آبیٹھے۔

آئرن کا حال سُنیے حسب عادت اُس روز اپنے مکان مین بیٹھی غرفے سے دریا کی سیر کر رہی تھی۔ ایک دن پہلے سے دور سمندر مین اُسکو ایک جہاز لنگر انداز معلوم ہوا تھا جس پر سفید بادبان کھنچا ہوا تھا لیکن تعجب خیز یہ بات تھی کہ وہ ایک ہی جگہ پر ٹھہرا نظر آتا تھا۔ سارا دن گذر گیا اور وہ وہین کا وہین رہا۔ ہان قریب شام البتہ کچھ اُس مین حرکت معلوم ہوئی اور تھوڑی دیر کے بعد وہی بتائے ہوئے نشان کی روشنی بھی دکھائی دی۔ اُسکو دیکھتے ہی اُسکی آنکھون مین نور دل مین سرور پیدا ہوا۔ اور بڑے اشتیاق کے ساتھ ساحل کی طرف لپکی۔

کوئی دو گھنٹے انتظار کیا ہوگا۔ کہ کشتی کنارے آلگی اور اُسکا عاشق آکر اُس سے بغلگیر ہوا۔

سینول خوب وقت پر آگئین۔

آئرن۔ ہان خدا کی مہربانی سے ہم تم پھر ملے۔ مگر کیا کہین قسمت کی بات دل کی کلی کھلتے ہی سموم غم چلنے لگی۔ اور اسی وقت سے دھڑکا پیدا ہوگیا کہ تم پھر تھوڑی دیر مین مجھ سے جدا ہو جاؤ گے۔ فلک تفرقہ پرداز کی نیرنگیان بھی عجیب و غریب ہین

یہ دو دل کو اکجا بٹھاتا نہین — کسی کا اسے وصل بھاتا نہین

مینول۔ کیا کہین۔ تم جانتی ہو کہ اس تجارت مین جس قدر جلدی اور پھرتی سے مین کام کرتا رہونگا اسی قدر نفع ہوگا۔ اور تم سے ملنے کی اُمید قوی ہوتی جائیگی۔ واللہ جو دن گذرتا ہے وہ میرے لئے مصیبت کے سالہا سال کے برابر ہوتا ہے

آئرن۔ دیکھو تو جسکو جی چاہتا ہے اُسکی ملاقات کا ایک ایک لمحہ کس قدر لذت بخش ہوتا ہے۔

مینول۔ بس اب زیادہ انتظار شاید نہ کرنا پڑے۔ ہمارا جہاز ایک دورہ اور کرے گا۔ پھر انشاء اللہ اتنا مین کما لونگا کہ شادی کر سکون بس صرف چند ہفتون کی بات ہے۔ وہ اگر گذر گئے تو پھر بے دھڑک تمھارے چچا سے ملاقات کرونگا اور اُمید دلی بر آئیگی۔ پھر دیکھنا انشاء اللہ بہت سے غلام زرق برق وردی پہنے ہوئے قیمتی قیمتی تحائف جواہرات بیش بہا اور پوشاک کی کشتیان لیے ہمراہ ہونگے مجھے امید ہے کہ انکو دیکھتے ہی تمھارے چچا فوراً راضی ہو جائینگے۔ پھر کیا پوچھنا ہے وہ دن ہمارے تمھارے لیے بڑی ہی مسرت کا ہوگا خدا کرے یہ آرزو کسی طرح جلد پوری ہو۔

لیکن یہ بات کچھ اس لہجے سے اُسنے کہی کہ آئرن سہم گئی۔ اور کہنے لگی وہ تمھارے انداز سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ تمکو سمجھانے ٹھہرا کے اسوقت کسی قدر غصہ بھی آ گیا تھا

کس زور سے تم نے میرا ہاتھ پکڑا - کیا تمکو اس وقت کوئی تردد ہی - خدا جانے کیا بات ہی میرے دل مین آپ ہی آپ وسواس پیدا ہوتا ہی - کیا کہون اسوقت اندھیرا ہی چاندنی بھی ماند ہی نہین تو مین تمھارا چاند سا مکھڑا دیکھتی اور تاڑتی کہ بشرے کی کیا کیفیت ہی -

مینول - (گھبرا کے) نہین - آئرن یہ بات نہین - تمھارا خیال ہی خیال ہی - اصل یہ ہی - کہ تمھارے شوق وصال مین بین ایسا بے اختیار ہو رہا تھا کہ مجھے کسی بات کا لحاظ ہی نہ رہا اور اُس وقت تک یہی کیفیت رہیگی جب تک کہ تم مجھے مل نہ جاؤ گی -

آئرن - اچھا پھر تو تمھاری یہ کیفیت نہ رہے گی - پھر تو تمکو سمندر کی لہرین آئیگی معاذ اللہ کیسے خطرے اور اندیشے ہر وقت ستایا کرتے ہونگے - اچھا وعدہ کرو - کہ پھر تم امن چین سے اپنے گھر مین رہا کرو گے - اور اپنی جان یون ہلکان نہ کیا کرو گے -

مینول - لے تبس بس خانہ داری کے آرام چین کی دلکش تصویر نہ کھینچو - دیکھو ابھی سے دریا کے خطرات مین پڑنے کی ہمت قاصر ہوتی جاتی ہی - ایک دفعہ تو اور مصیبت جھیل لینے دو - کچھ بڑی بات نہین چند ہفتون کا معاملہ ہی - بس اب کی تم سے ملکے پھر انشاء اللہ کبھی زحمت فراق نہ اُٹھانی پڑے گی -

آئرن اور زور سے چمٹ گئی اور کہنے لگی " تو کیا آج ہی شب کو پلٹ جاؤ گے "

مینول - ہان مین جہاز پر تو آج ہی سوار ہو جاؤنگا مگر دو ایک دن شاید مین قرب وجوار مین جہاز رہے گا -

آئرن - ایک اضطراب اور لجاجت کے ساتھ کہنے لگی " دیکھو خدا کے لیے مینول تم کو واسطہ اسی محبت اور شوق کا جو میرے ملنے کا ہی - ان سوداحل سے ابھی " ...

نہ جانا۔ دو دن تک یہین آس پاس رہنا۔

مینول۔ این یہ کیا یہ آخر تم نے کیون قید لگائی۔

آئرن۔ مین تمکو خوشخبری سُناتی ہون کہ وہ ظالم لوٹیرا جوان جزیرون یہ اکثر چھاپا مارا کرتا ہی کل رات کو پھر آئے گا اور میرے چچا نے ایسا انتظام کیا ہی کہ اُسکو فوراً گرفتار کرلین اُسوقت تم بھی موجود ہو تو بہت بہتر ہے۔

مینول۔ این!

آئرن۔ ہان سب تدبیرین ہوگئین۔ سب انتظام پورا ہی۔ اب کے وہ پیچھے سے نکل ہی نہین سکتا جسوقت گرفتار ہو گیا تمھارے جہاز کے حق مین بھی کوئی خطرہ نہ رہے گا۔

کپتان یہ سُنکے پس پشت دیکھنے لگا اور طپنچہ کمر سے لگا تھا اُسپر بے اختیار ہاتھ جا پڑا اور بولا "تو کیا ایسا انتظام ہو گیا ہی کہ وہ جہاز گرفتار ہو جائے"

آئرن بھولے پن سے ہنسنے لگی۔ اُسکا دل اُسوقت بہت ہی محظوظ تھا۔ اطمینان تھا۔ کہ میرے عاشق کو بھی اس خوشخبری سے مسرت ہوگی بولی دیکھو بات یہ ہی کہ اُس جہاز کا ایک ملاح میرے چچا کے ہان بھاگ آیا ہی اُسنے خبر دی ہی کہ جھیم کی طرف مالدار کسان بہت رہتے ہین کل اُنھین پر چھاپا مارا جائیگا۔ چنانچہ وہان سو جوان ترکی فوج کے متعین کر دیے گئے ہین۔ اور جو کچھ مال اسباب تھا وہ قلعے مین محفوظ رکھدیا گیا ہی۔

مینول۔ ہان بھئی انتظام تو معقول ہو گیا ہی مگر وہ ملاح کہان ہی۔

آئرن۔ میرے چچا کے مکان مین چھپا ہی اگر کام خاطر خواہ بن پڑا تو اُسے بہت کچھ

انعام بھی ملے گا۔

مینولی۔ اور تمام یونانی جو ممنون احسان ہونگے وہ گھاتے ہین۔ اچھا آئیرن اب دیر ہوتی ہی جاتے ہین۔ خدا حافظ۔ تم کسی طرح پریشان نہو نا خدا نے چاہا تو پھر ملین گے دو ایک دن تھاری بستی سے ارد گرد رہین گے اور ہوسکا تو جاتے وقت سر شام پھر ایک دفعہ آجائین گے۔

آئیرن خیر اسی وعدے سے دلکو ہم بھی تسلی دیتے رہین گے۔

حضرات ناظرین اب مغربی ساحل کی طرف دیکھنا چاہیے کیا ہورہا ہی۔ یہان فوج کے کپتان نے حکم دیا ہی کہ سب لوگ چپ چاپ خاموش مکانون مین چھپے بیٹھے رہین۔ اور جس وقت لٹیرے آئین سب کو بلا تکلف آنے دین خبردار کوئی روک ٹوک مزاحمت نہو جب سب گھات پر آجائینگے اسکے بعد حملہ بول دینگے خدا نے چاہا کوئی بھی نہ بھاگ بچے گا۔ ایک ایک کو پابہ زنجیر کرکے باب عالی مین پہونچا دین گے وہان سے سب اپنے کیفر کردار کو پہونچین گے۔ انکے افسر نے یہ بھی تدبیر سوچی تھی کہ جب اس طرح سے سب کو پا بجولان کرلین گے جو حصہ انکی کشتی مین ہو گا اُسکی لوٹ فوج کو معاف کردیجائیگی اور اُسی کشتی پر سوار ہو کے جہاز پر بھی حملہ کرینگے اور اُسکو بھی اپنے قبضے مین کرلین گے۔ قصہ مختصر صبح ہوئی اور جہاز اُدھر کو چلا۔ اب ان سب کو یقین ہوگیا کہ مخبر نے جو خبر دی تھی وہ صحیح تھی ہر سپاہی کے دل مین اشتیاق کا جوش تھا۔ کپتان کو بھی طرح طرح کی امیدین تھین وہ یقین تھا کہ اگر یہ کارنمایان خاطر خواہ بن پڑا تو انشاءاللہ جان نثار ون کی فوج کے افسر [illegible] ملین گے۔ پادری صاحب اس وقت [illegible]

بیٹھے ہوئے اضطراب کے ساتھ انتظار کر رہے تھے کہ کب وقت آتا ہے۔ اور کب یہ لوٹیرے افواج شاہی کے پنجے مین پھنستے ہین۔ ادھر آئرن اپنی جگہ ہمہ تن شوق تھی کہ کب شام ہوتی ہے اور کب یار وفا شعار حسب وعدہ ہم آغوش ہوتا ہے۔

الغرض جب دوپہر ڈھلی اور ظہر کی اذان کا نعرۂ اللہ اکبر بلند ہوا عین اُسی وقت دیکھتے کیا ہین ایک شخص فقیرانہ صورت بنائے دروازے پر آیا۔ دو ایک سپاہی اُسکے دیکھنے کو لپکے۔ مگر وہ اسقدر ضعیف و ناتوان تھا کہ دروازے پر پہونچتے ہی غش کھا کے گر پڑا۔ اور گرتے ہی دم توڑنے لگا۔ لوگون نے ترس کھا کے اُسکو اُٹھایا۔ اندر مکان کے لے آئے اور پانی کے چھینٹے منھ پر دیے اُن مین سے ایک آدھ نے اُسکی صورت دیکھ کے یہ بھی کہا رفقا جی یہ تو نصرانی ہے کوئی دم مین جہنم واصل ہوا چاہتا ہے۔

افسر فوج۔ این یہ سگ نصرانی یہان کہان کا مارا نماز کے وقت آمرا اچھا اسکے تلوون پر چنیوٹین لگاؤ بچنے والا ہوگا تو ہوش آجائین گے۔

سپاہی۔ بہت خوب۔ مگر ایک عرض ہے۔ حضور کے سامنے غلام کی حقیقت ہی کیا۔ لیکن بعد ہوش مین لانے کے اس سے یہ ضرور پوچھنا چاہیے کہ یہ سگ نصرانی یہان تک کیونکر پہونچا اور کون اسکو لایا۔

افسر فوج۔ ہان بات تو ٹھیک ہے۔ اچھا اسکو ایک جام شربت انگور دو خدا نے چاہا ہوش آجائے گا۔

یہ کہکر اپنے کمرے سے ایک شیشی نکالی اور سپاہی کو دی کہ قطرہ قطرہ اُسکے منھ مین شربت ٹپکائے۔ اُسکے پیتے ہی اُسنے آنکھین کھولین اور یون بائین

کرنے لگا۔

"حضور مین یونانی الاصل رعایاے حضرت ظل سبحانی شہنشاہ احمد دام سلطنتہ سے ہون"

جس وقت افسر فوج نے یہ جملہ سنا اُسنے آہستہ سے کہا۔ الحمد للہ اس نصرانی نے اپنا حال صاف صاف بیان کردیا۔ اور اُسکی طرف مخاطب ہوکے اجازت دی کہ اور حال بیان کرے۔

یونانی۔ غلام کی داستان غم مختصر سی یہ ہو کہ تھوڑے روز ہوئے مجھ غریب کی جھوپڑی جو اس جزیرے مین دکھن کی طرف ہو قزاقون نے ایک دن لوٹ لی۔ آن واحد مین جو کچھ غریبانہ ٹوٹا اسباب تھا سب لے گئے۔ پانی پینے کا ٹھیکرا اور پوت کا چھلا تک نہ چھوڑا۔ وہ لوگ بس ایک دفعہ جہاز سے جو کسی طرف سے آیا تھا اُتر پڑے اور لوٹ مار کرنے لگے تھے مجھے مار کے گھر سے نکال دیا۔ اب خانمان آوارہ بیکس و ناچار بے یار و مددگار آفت کا مارا دربدر پھرتا ہون۔ بعد لوٹ کے اُن لوگون نے مکان مین بھی آگ لگا دی جو کچھ اُنکے دست برد سے بچا تھا وہ یون جلکر خاک سیاہ ہو گیا۔ اب دُنیا مین کہین میرا ٹھکانا نہ رہا۔ خدا ان لوٹیرون کو غارت کرے۔ میری طرح دونون جہان مین اُنکا بھی کہین ٹھکانا نہ لگے۔ آج چھ دن کامل گذرے ہین دانے دانے کو محتاج ہون کھانے پینے کا سہارا نہ کہین پڑ رہنے کی جگہ۔

افسر۔ بڑے افسوس کی بات ہو۔ مگر یہ تو بتا وہ یہ لوٹیرے یونانی تھے یا اہل اسلام۔

جواب۔ حضور کیا عرض کرون تجھے کہتے شرم آتی ہو۔ میرے ہی ہمقوم یونانی تھے۔

افسر۔ (دانت پیسکر) کفار! مگر گھبراؤ نہین۔ دیکھو کوئی دم مین گرفتار ہی ہوتے ہین۔ واللہ مین تجھ سے وعدہ کرتا ہون کہ سب سے پہلے تجھی کو اجازت دونگا کہ اُنکے افسر کو جو سزا تیرا جی چاہے وہ دینا۔

جواب۔ حضور کی مہربانی۔ مگر مین بیچارہ کیا حقیقت رکھتا ہون۔ اور کیا اُن سے کسر نکالونگا۔ میری التجا تو صرف اتنی ہو کہ تھوڑی دیر مجھے یہان پڑ رہنے کی اجازت ملے۔ ذرا دم لے لون پھر اُتر کی طرف میرا ایک عزیز ہی وہان چلا جاؤن گا۔

افسر۔ اچھا کیا ہرج ہو رات کی رات ٹھہر جاؤ۔ دیکھنا شب کو کیا تماشا یہان ہوتا ہو اور جنھون نے تمکو لوٹا ہو وہ کیسے سزا کو پہونچتے ہین۔ انشاء اللہ یہ تمام قزاق جنھون نے تمکو ستایا ہو قبل طلوع آفتاب گرفتار ہو چکے ہونگے۔

یونانی۔ خدا آپ کے اعلیٰ اعلیٰ مراتب کرے۔

اس گفتگو کے بعد سب نماز پڑھنے مین مشغول ہوگئے۔ اور جب اُس سے فراغت کر چکے تو سب اپنی اپنی جگہ آرام آسایش اور حقہ نوشی مین مشغول ہوئے افسر بھی حقے اور کافی کا شغل کرتا رہا۔ غروب آفتاب پر مغرب کی اذان ہوئی اور پھر مسجد مین لوگ جمع ہوگئے اسکے بعد دسترخوان بچھا اور سب لوگ کھانا کھانے لگے۔ اسوقت یونانی نے نہایت نجاحت سے عرض کیا دو حضور نے مجھے مُردہ سے زندہ کیا۔ اسکے عوض مین بجز اسکے اور کچھ نہین کر سکتا کہ اگر اجازت ہو تو خدمتگارون کی خدمت انجام دون۔

افسر فوج اگرچہ آدمی جری تھا مگر رحمدل بھی تھا اُسنے بخوشی منظور کرلیا۔

اور یونانی نے نہایت ادب اور تمیز کے ساتھ افسر کو کھانا کھلایا سلفچی اور آفتابہ لینے کی غرض سے دوسرے کمرے مین گیا تاکہ ہاتھ دھلائے پھر فوراً اپنے ہاتھون کافی تیار کی اور اسی طرح کی خدمتین نہایت مستعدی اور سلیقے سے انجام دینے لگا چنانچہ کافی بناکر اُسنے پیش کی اور فوراً اپنے مکان سے باہر نکل آیا اور وہان سے سر پر پاؤن رکھ کے ساحل کی جانب چل کھڑا ہوا چند منٹ کے بعد مڑ کر اسنے دیکھا کہ ابھی جس مکان مین یہ تھا اُس مین لالٹینین روشن ہوگئین اور لوگ روشنی ہاتھون مین لیے ادھر اُدھر پھر رہے ہین رات اندھیری تھی۔ ہوا بھی خنک چل رہی تھی اور یہ جلد جلد قدم اُٹھائے چلا جاتا اور پھر پھر کے دیکھتا جاتا تھا کہ افواج عثمانی کے سپاہی میری تلاش مین ادھر اُدھر ٹاپ رہے ہین۔ اُسکو اُنکی حالت پر بہت ہنسی آئی۔ کہ ایک دفعہ اُسکو کسی کی آہٹ معلوم ہوئی۔ رُک کے غور سے سننے لگا۔ کئی آدمیون کی باتون کی آواز صاف آرہی تھی سنتے ہی یہ اُنسے ملنے کو بڑھا کوئی پچاس لوٹیرے ہونگے جو مال اسباب لوٹ کے کاندھون پہ لادے جا رہے تھے

یونانی۔ ارے بھئی کیا کچھ ہاتھ لگا؟

ایک شخص۔ اجی کسا [illegible] اُن کی صورت دیکھنے ایسے کسی نے جنبش تک نہ کی جس وقت قلعے کے دروازہ پر پہونچے ہین وہان کافی چڑیا تک نہ تھی بس یا رہی لوگ تھے بیچارا [illegible] ہو اکسی محافظ کا پتہ نہین۔ اُن لوگون کو اطمینان تھا کہ ہمارا راز کسی پر ظاہر نہین ہوا ہے۔ فرصت سے اپنی جگہ مطمئن بیٹھے تھے۔ مگر کپتان صاحب [illegible] پر کیا گذر رہا

کپتان - بھئی ہم بھی اپنا کام پورا کر آئے۔ موقعے کے سپاہیون سے جا ملے وہان ایک ترکیب سے سب حال دریافت کر لیا۔ یار مخبر بیشک سچے تھے آدمی اُتنے ہی تھے جتنے بتائے تھے اور مسلح بھی ویسے ہی تھے۔ مین نے ایک داستان مصیبت اور آفت کی ایسی گڑھلی تھی کہ جسوقت اُن لوگون نے میری زبان سے سنا سُنتے ہی سب کے دل بھر آئے اور ہر سپاہی بے تکلف ہوگیا۔ مگر ایک بات کہین گے۔ جتنے سپاہی ہین سب اپنے افسر کے بیحد مطیع۔ اگر وہ نہو تو کوئی کچھ نہین کر سکتا۔

لفٹننٹ - پھر تم نے کیا کام کیا۔

افسر - ذرا بات تو سنو۔ صبر کرو۔ اُنکا افسر مرا تو نہین لیکن بیکار مین نے ضرور کر دیا۔ اسنے ایسی مہربانی میرے ساتھ کی تھی کہ جان لینے مین مین بہت ہچکچایا مجھسے نہو سکا کہ مار ڈالون۔ مگر اپنا کام بھی کرنا ضروری تھا اُسکی کافی مین ایک ایسا زہر ملا آیا کہ پیتے ہی غشین ہو گئے۔ اب بہت دیر تک بیہوشی رہے گی۔ مجھے اچھی طرح سے یقین ہو گیا سبب کہ جب مین وہان سے بھاگا ہون تو تھوڑی دور چلکے مین نے مڑکے دیکھا اُن لوگون مین ایک اضطراب سا پیدا تھا۔ چارون طرف مشعلین لے لے لوگ مجھے ڈھونڈھتے پھرتے ہین کسی کو حملے کا کچھ بھی خیال نہ تھا۔ اچھا اب یہ بتاؤ کہ اسوقت کی غنیمت بھلی چنگی ہے یا وہی معمولی۔

لفٹننٹ - اجی خدا کی عنایت سے ایسا کچھ ہاتھ لگا ہے۔ کہ افسر کے بچ جانے کا افسوس تک بھول گئے اور لوگون کو بھی قید کرنے کی پروا نہ رہی۔

افسر۔ لیکن اگر ایسے مین سپاہیون کو مار کے بھگا دین اور اُنکے افسر کو جہاز پر پکڑ لائین تو مزے کی رقم معتد بہ مل جائے گی۔

کپتان نے یہ سُنتے ہی ایک شخص کے ہاتھ سے تلوار لی اور بہت سے آدمیون کو ساتھ لے کے پھر اُنھین کسانون کی طرف لپکا۔ سب سنّاٹے مین چپ چاپ اُسکے پیچھے پیچھے چلے جاتے تھے۔ جاتے جاتے اُس احاطہ کے دروازے پر پہونچے۔ مسلمان کاشتکارون کو معلوم ہوا کہ یہ بلائے ناگہانی آگئی۔ یکبارگی گھبرا کے اللہ اکبر اور لا الہ الا اللہ کے نعرے بلند کیے۔ ادھر ہمتین تو ٹوٹی ہوئی تھی ہین بجلی کی طرح سب جا پڑے اور مال اسباب کی گٹھریان پھینک پھینک تلوارین سونت لین۔ تھوڑی ہی دیر مسلمانون نے مقابلہ کیا تھا کہ جی چھوٹ گئے۔ ساتھ تو وہین کھیت رہے۔ بقیۃ السیف ہتھیار ڈال کے مقید ہو گئے۔ کپتان کے حکم سے سب پابجولان کیے گئے اور افسر کو جو بیجان زہر کے اثر سے بیہوش پڑا تھا مین چار آدمی کاندھون پر اُٹھا کے جہاز کی طرف لے چلے۔ اور باقی سب نے پھر مال اُٹھایا اور باہر نکل آئے۔ آدھر پادری کا حال سُنیے جب اسکو خبر معلوم ہوئی کہ ساری تدبیرین رائگان گئین اور لٹیرے خاطر خواہ لوٹ مار کر کے افسر فوج کو بھی پکڑ لے گئے تو نہایت غیظ و غضب اُسپر طاری ہوا۔ مگر بڑی حیرت یہ تھی کہ آخر یہ تمام حالات اور لوگون کو کیونکر معلوم ہو گئے وہ ان لوگون سے ملا کہان؟ تدبیرین بھی نہایت اہتمام کے ساتھ خفیہ کی گئی تھین آخر بھید کھلا تو کس سے آئرن کو بھی نہایت حیرت تھی اُسکو اپنے یار کی پڑی تھی۔ کہ جب لٹیرے اس بلا کے چالاک ہین تو

کہین میرے عاشق زار کپتان کو بھی گزند نہ ہونچائین۔ غرضکہ بقیہ شب اور دوسرے روز اسی تعجب اور حیرت مین سب لوگ رہے۔ شام ہوئی اور آئرن حسب وعدہ لب ساحل انتظار یار مین پہونچی۔ تھوڑی دیر کے بعد پانی مین کچھ آواز سنائی دی اور ساتھ ہی ایک کشتی نمودار ہوئی۔ اور اسکا یار اتر کے خشکی پر آیا۔ چاندنی چھٹکی ہوئی اور ہوائے خنک کے ہلکے ہلکے جھونکے آرہے تھے دونون کے چہرون پر بشاشت چھائی ہوئی اور ماہتاب کی روشنی مین دونون آفتاب کی طرح دمک رہے تھے دریا کی موجین ایک دوسرے سے ہم آغوش ہو ہوکے ان دونون کے مساس اور بوس و کنار کی تقلید کر رہی تھین۔ عاشق ایک ہاتھ معشوقہ کی کمر مین ڈالے اور دوسرے ہاتھ پکڑے ہوئے کشتی کے قریب ٹہل رہا تھا۔ دیر تک تو کچھ ایسے راز و نیاز ہوتے رہے جو عاشق و معشوق ہی جان سکتے ہین۔ ان باتون سے یہ بھی تھکتے تو ہین نہین۔ وہی شکوے وہی گلے وہی دھمکے وہی قول و قرار وہی قسم اقسام۔ ایکبار نہین ہزار دفعہ ہونگے اور پھر جی نہ بھرے گا انکا بھی یہی حال تھا جتنی مہلت تھی انھین باتون مین ختم ہوگئی اور ایکبار کپتان چپکا کہنے لگا "دلو جان من خدا حافظ"

معشوقہ (غمگین ہوکے) خدا جانے آج کیا بات ہی۔ پریشانی خاطر آج معمول سے سوا ہی طرح طرح کے وسواس جی مین آتے ہین۔ دیکھا چاہیے پھر مل سکین یا حسرت ساتھ لے جائین۔ لاکھ جی بہلاتی ہون مگر بار بار یہی دھڑکا ہوتا ہی کہ کہین خدانخواستہ تمھارے دشمن کسی مصیبت مین پھنس

نہ جائین عجب مخمصے مین جان ہی نہ تو کوئی سبب معلوم ہوتا ہی نہ دل سے یہ خیالات دور ہوتے ہین۔ میرا حال تو بالکل اُسکا سا ہوگیا ہی جو رات کو قبرستان مین ہو اور اُسکو عقل یہ بھی بتاتی ہو کہ کہین مردے قبرون سے اُٹھے ہین۔ مگر پھر بھی اسے ہمت نہ پڑتی ہو کہ ایک قدم آگے چل سکے۔

کپتان (دوشیزہ کا ہاتھ اپنے سینے پر رکھ کے) اس قدر پریشان خاطر نہ ہو ایسے وسوسے دل مین نہ لاؤ تم سے حتمی وعدہ کرتا ہون کہ اب جا کے پھر سفر کو نہ جاؤنگا صرف چند ہفتون کی بات ہی۔

آیرن نہین اب نہ جاؤ۔ اب ضرورت ہی کیا ہی۔ میرے چچا مجھ سے بہت محبت کرتے ہین جب اُنکو معلوم ہوگا میری خوشی اسی مین ہی تو وہ انکار ہرگز نہ کرین گے تم سیدھے اُنکے پاس چلے جاؤ بنتین کرو۔ اور شادی کا پیغام دیدو۔ خدا نے چاہا ہنسی خوشی قبول کرلین گے۔

بینول۔ افسوس تو یہی ہی کہ مین ابھی کیا اُن سے ملون۔ بھلا کہان راجہ بھوج کہان گنگوا تیلی۔ میرا اُن کا ابھی ملنا ہی کیا جس وقت اپنی شان وشوکت۔ دولت ثروت۔ اعزاز واقتدار کے مقابلہ مین مجھ ایک سوداگری جہاز کے غریب کپتان کو دیکھین گے کیا وقعت اُنکی نظر مین ہوگی۔ اور اُنکے رعب وداب سے اپنی جگہ پر مین خود کہنے سُننے کی مجال کب پاؤنگا۔ میری آنکھین ہی چار نہو نگی۔

آیرن الیس اب مجھے پہلے ہی چاہیے کہ خوب دولت جمع کرکے امیر بنون پھر ہمت ہوگی کہ اپنا مطلب بلا تکلف زبان پر لاسکون پھر مجھے اُنکے پاس جانے مین کوئی جھجک نہ رہے گی۔

آیرن ۔ نہین اب خدا کے واسطے سفر کو نہ جاؤ۔ ایسا ہی خیال ہو تو اچھا سب کے سامنے نہ جاؤ۔ جب وہ اکیلے ہون ہالی موالی بھی جمع نہون۔ کوئی سامان شان و شوکت بھی موجود نہو تب ملو۔ تم سمجھتے ہو کیا یہ رعب داب دھوم دھڑکا انکو رات دن دُنیا مافیہا سے بےخبر اور تماشون مین لبھائے رکھتا ہی یقین مانو بعضے بعضے وقت تو اُنکے عجز و انکسار کی وہ حالت ہوتی ہی کہ شاید کسی غریب سے غریب کی بھی نہوتی ہوگی۔ وہ سامنے جو پہاڑی نظر آتی ہی وہان آبا کی قبر ہی۔ انکا قاعدہ ہی کہ اتوار کی شام کو جھٹپٹے مین تن تنہا وہان جایا کرتے اور نہایت عاجزی سے سبزے پر گھٹنے ٹیک کے اپنے بھائی کی مغفرت کی دعا مانگا کرتے ہین پس اگر اُس وقت تم وہان پہونچ جاؤ اور اپنی حالت بیان کرو تو میرا دل گواہی دیتا ہی کہ وہ انکار نہ کرین گے۔

مینول ۔ یہ سب سچ سہی مگر میرا جی نہین چاہتا کہ جب تک دولت اچھی خاصی پیدا نہ کرلون تب تک تم سے شادی کرون۔

آیرن ۔ نوج ۔ چولھے مین جائے ایسی دولت۔ بھٹ پڑے وہ سونا جس سے ٹوٹین کان۔ ایسی جگہ روپیہ پیسہ کمانا اور ایسے سمندر مین جہاز چلانا جہان وہ لٹیرا ہلکہ کاٹا کرتا ہی جسکو کسی سفاکی اور مکاری مین باک نہین ہی۔ اپنی جان آفت مین ڈالنا ہی یہ کام کچھ ویسے ہی آدمی کا ہی اور اُسی سے بن بھی پڑتا ہی جیسا لٹیرون کا کپتان ہی۔ اور پھر یہ جان جوکھم بھی بس اتنے کے لیے کہ کچھ سونا چاندی ہاتھ لگے۔ بھلا محبت کے آگے اسکی کیا حقیقت ہی۔ کچھ اسکی زیادتی کمی ہماری تمھاری محبت مین دخل نہین رکھتی ہی۔

میلنول - یہ سب صحیح ہی - مگر مجھے ساری دقتین مصیبتین گوارا - اس محبت کا لطف ہی کیا اُٹھائین گے - اگر مفلسی ہر وقت ہمارا عیش تلخ کرتی رہی -

آیرن نے اصرار سے کہا میلنول تم کیا جانو - اس لیٹرے کی چالاکیون کو میرا ہی دل خوب جانتا ہی - میرے چچا نے جو جو تدبیرین اسکے واسطے کی تھین اس چالاک نے سب کو اس طرح رد کر دیا ہی جیسے کوئی بچوان کے گھروندے کو بگاڑ دیتا ہی - رتی رتی بات کی اُسکو خبر ہو گئی - اُسکے ساتھیون نے قلعہ آکے لوٹ لیا ہی تنکا تک نہ چھوڑا - اور اُسکی چالاکی دیکھو کہ بھیس بدل کے آیا اور فوج کے افسر تک پہونچا - وہ ایک گھاٹی مین فوج لیے پڑا تھا - اُن مین مل کے اُس افسر کے قہوے مین کوئی ایسی نشے کی چیز ملا گیا کہ وہ بالکل بیہوش ہو گیا اُسکو لیٹرے اپنے جہاز پر اُٹھا لے گئے - آج صبح کو نہین معلوم کس ترکیب سے میرے چچا کے نام خط آیا ہی جس مین بیس ہزار درہم طلب ہین کہ اگر بھیجدو تو تمھارے افسر کو ہم چھوڑ دین - اس معاملے مین ترکی گورنر جو اس جزیرے کا حاکم ہی - چچا سے بہت ہی ناخوش ہوا - کہ واہ کیسی حماقت کی جو کچھ تدبیرین کی تھین وہ سب غارت ہوئین - طرہ یہ کہ افسر فوج بھی ہاتھ سے گیا - اب چچا کو سوائے اسکے اور کوئی تدبیر نہین پڑتی کہ جس طرح بنے روپیہ بھیجدے اور افسر کو چھوڑا منگائے -

میلنول - (تامل کرکے) مگر مجھکو یقین ہی کہ تمھارے چچا چپکے سے کان دبا کے اتنی بڑی رقم نہ بھیجینگے جب تک ایک دفعہ پھر اُسکی گرفتاری کی تدبیر نہ کر لین گے

آیرن - ہان چچا کا مزاج تو ایسا ہی ہی - مگر اُسی جہاز کے کپتان نے دھوکے

بھی لکھدی ہی کہ کس طرح روپیہ پہونچایا جائے۔ اور چچانے اُسی ذریعہ سے پھانسنے کی تدبیر بھی نکالی ہی۔ ابکی دفعہ یقین ہی کہ وہ کپتان پھنس جائے۔ خط مین لکھا ہی کہ کل صبح کو جزیرے کے اُتر کی طرف جہاز آئے گا۔ تم ایک کشتی پر صرف دو آدمیون کے ہاتھ اگر روپیہ جہاز پر بھیجدوگے تو اُسی پر ہم تمھارے افسر کو واپس کردین گے۔ اس وقت چچا کشتی مرتب کرا رہے ہین اور ایسی حکمت سے بنواتے ہین۔ کٹراے کی لڑائی مین ہمارے بزرگون نے جو کام چوبی گھوڑے سے لیا تھا اُس سے زیادہ جہاز کو نقصان پہونچا سکے۔ کشتی کے نیچے کی تہ تختون سے پاٹی گئی ہی۔ بس اُسمین بیس مسلح سپاہی خفیہ بٹھا دیے جائین گے۔ اور پر صرف دو کشتی کھینے والے ملاح ہونگے جب جہاز کے پاس کشتی پہونچے گی تو ایک ملاح روپیہ لیکر جہاز پر جاکے معاملہ کرے گا اور جس وقت سلطانی فوج کا افسر قید سے رہا ہو چکیگا بس فوراً بیسون سپاہی نیچے سے نکل اُٹھینگے۔ اور جہاز کے کپتان کو قید کر لینگے

مینول۔ ہان واقعی تدبیر تو بہت معقول ہی۔ خدا نے چاہا کبھی ہیٹی نہ پڑے گی۔

آیرن۔ خدا کرے اس بیڑے سے یہان کا سمندر پاک ہو۔

مینول (کسی قدر تامل کے بعد) خیر اچھا خدا کے سپرد کرتے ہین اب چند ہی ہفتون کی بات ہی تم سے آکے ملتے ہین اور وعدہ وفا ہوتا ہی۔

آیرن لاکھ اصرار کیا کی مگر اُسنے نہ مانا۔ جب اُسنے دیکھا کہ اُنھون نے جانے کی ٹھان ہی لی ہی۔ تو مجبوراً رخصت کرنا ہی مناسب جانا اور مینول کشتی پر روانہ ہوگیا۔ آیرن ساحل پر کھڑی اس وقت تک دیکھا کی جب تک پانی کی آواز کانون تک پہونچتی رہی۔

جسوقت پادری کے پاس فراقون کا خط پہونچا ہی اُسی وقت سے کشتی مین دوہری تہ کاریگرون نے بنانی شروع کی تھی چنانچہ صبح ہوتے ہوتے کشتی تیار ہوگئی اور جیسا آیرن نے اپنے یار سے کہا تھا بیس جوانون کے چھپنے کی اچھی خاصی جگہ ہوگئی۔ جب سب سامان ہوگیا اور سپاہی مخفی بٹھا دیے گئے تو اُتر کے ساحل کو کشتی روانہ ہوگئی۔ پادری کو اس دفعہ اپنی کامیابی دیکھنے کا ایسا ذوق شوق تھا کہ خود بھی لب ساحل ایک پہاڑ پر چڑھ کے تماشہ دیکھنے لگا۔ دہان سے کسی قدر فاصلے پر لٹیرون کا جہاز صاف نظر آتا تھا کشتی۔ قریب پہونچی۔ پادری نے دیکھا کہ ایک شخص جہاز پر گیا۔ روپیہ کے توڑے ایک ایک کرکے ڈک پر لاکے ڈھیر کیے۔ اور اُدھر کے جہاز رانون نے اٹھا اٹھا کے اپنی اپنی جگہہ جاکے رکھے۔ اس کارروائی کے ختم ہوتے ہی کشتی والا ملاح لپکا کہ اپنے کپتان کو لے کے بیسون جوانون کو اشارہ کرے اتنے مین بڑے زور سے سیٹی کی آواز ہوئی اور جہاز کے ایک سرے پر بہت بڑے بھاری پتھر کا چٹان رسی مین بندھا ہوا بلند ہونے لگا۔ یہ بیچارہ سمجھ دیکھنے لگا کہ معاملہ کیا ہی۔ یہ چٹان کس مصلحت سے بلند ہوا کہ اتنے مین وہ چٹان کشتی پر جاکے اس زور سے گرا کہ مع کشتی تہ سمندر مین پہونچ گیا اور بڑی بڑی موجون سے جہاز بھی ڈگمگانے لگا پادری کے بیسون جوان طرفۃ العین مین غرق ہوگئے۔ اب یہ بیچارہ تن تنہا ہکا بکا کھڑا کا کھڑا رہ گیا۔ چندہی لمحہ کے بعد انکی مدارات کے سامان بھی ہونے لگے۔ ایک ملاح نے گلے مین رسّی کا پھندا ڈالا اور جھٹکا جو دیتا ہی تو صرف ایک دفعہ مُنھ سے چیخ نکلی اور پھر کچھ نہ تھا۔ جب تک یہ خوشامد درآمد کرکے جان بچانے کی کوشش کرے

اجل نے آکے گلا دبایا اور بحر فنا مین غرق کردیا۔ وہ سلطانی کپتان جو قریب ہی
کھڑا تھا اُسکو بھی لیجاکے جہاز کے دوسرے سرے پر پہونچا دیا۔ اس سمان کو پادری
صاحب اپنی آنکھون سے دیکھ رہے تھے تمام جہاز سے ایک غلغلہ شادمانی
اس زور شور سے بلند ہوا کہ سارے جزیرے کے ہر باشندے نے اپنے کانون سُنا۔
تھوڑی دیر کے بعد سُرخ پھریرہ اُڑتا ہوا جہاز وہان سے یہ جا وہ جا۔ یہ واقعہ
ایسا نہ تھا کہ مخفی رہتا تمام اہل جزیرہ کو بہت بڑا صدمہ ہوا۔ گھر گھر ماتم بپا۔
ہر ایک کے ہان کہرام مچا۔ جسکو دیکھو پادری کی حماقت پر لعنت ملامت کرتا تھا۔
جو سُہاگنین رانڈ ہوگئی تھین جن بچون کو صدمہ یتیمی پہونچا تھا جنکے والی وارث
اس طرح دُنیا سے اُٹھ گئے تھے سب یک زبان ہوکے اسی بیچارے کو گالیان کوسنے
دیتے تھے اور یہ بھی اپنی جگہ نہایت درجہ نادم اور پشیمان کہ کیونکر اسکے یہ تمام
منصوبے غنیم کو معلوم ہوگئے۔ بلکہ خود آیرن بھی حیران تھی کہ اس احتیاط اور
ہوشیاری کے ساتھ جو بندوبست کیا گیا تھا اُسکا حال کیونکر کھلنے پایا۔ غرضکہ
عام طور سے سب نے یہی سمجھ لیا کہ ہو نہو اس لیڈرے نے اولاد آدم کے عدوے قدیم
یعنی ابلیس کو مسخر کرلیا ہے اور اُسی کی مدد سے اس جزیرے کو یون غارت کررہا
ہے۔ رفتہ رفتہ یہ حالت ہوگئی کہ کوئی جہاز یا کشتی تنہا اس سمندر کو عبور نہ کرسکتی
جب بہت سی کشتیان سوداگر لوگ اکٹھا کرلیتے اور کچھ لوگ حفاظت مال کے
واسطے جمع ہوجاتے تو بیڑا بناکے جزیرے کی ضرورت کی چیزین بہم پہونچا سکتے جینیوا
اور وینیشیا کے لوگ جو تجارت اور جہاز رانی کے کامون مین بڑے جری مشہور
ہین وہ بھی اس جہاز کا لوہا مانتے تھے۔ اور سب سے بڑھکر آیرن کو اپنی جگہ پر

یہ خطرہ بڑھتا جاتا تھا کہ ایسا نہو میرے عاشق کو بھی ان لٹیرون کے ہاتھ سے کوئی ضرر پہونچے۔

اس واقعہ کی اطلاع وزیر اعظم تک پہونچی۔ اُدھر جہاز کا کپتان اپنی اسطرح کی متواتر کامیابیون سے ایسا مطمئن اور بے باک ہوگیا کہ کسی کو خاطر مین لاتا ہی نہ تھا۔ جو جی مین آتا بے دھڑک کر بیٹھتا حزم و احتیاط جیسی کہ پہلے تھی وہ بھی جاتی رہی۔ چنانچہ ایک دفعہ اپنے کارہاے نمایان کے ذکر مین ازراہ تبختر و غرور کہنے لگا۔

"خدائی عنایت سے اب ہمکو کسی کا خوف و خطر نہین۔ آج ہماری جرات اور بہادری کی ایسی دھاک بندھی ہو۔ کہ اگر آبناے دردانیال مین جہاز داخل ہو اور وہان کے قلعون سے مقابلے کی نوبت آئے تو چلتے جہاز وہان کھڑے ہین سب کو خس و خاشاک کی طرح چٹکی بجاتے بہادے" آپ جانیے اُسکے تمام ساتھی ایک ہی چھٹے بدمعاش اشرار تھے۔ آتش شہ پاکے لگے اصرار کرنے کہ ہر چہ بادا باد خود کپتان پاشا کے بیڑے پر حملہ بول دیجیے۔

بادہ نخوت و پندار سے مخمور تو ہو ہی رہے تھے بس یہی ٹھن گئی اور بلا تامل سب ایسا ہی کر بھی گذرے۔ اس بیڑے کے لوگ جزیرے والون کی طرح کچھ ناواقف اور ناتجربہ کار تو تھے نہین۔ بہت سے جہاز ران ایسے تھے جو جانتے تھے کہ یہ جہاز لٹیرون کا ہے اور قریب کے جزائر مین لوٹ مار کیا کرتا ہے۔ جونہین دور سے نظر آیا تمام سلطانی بیڑے مین خبر ہوگئی۔ اور جہازون نے چارون طرف سے گھیر لیا۔ لٹیرون نے بھی کوئی دقیقہ بہادری و مردانگی کا اُٹھا نہ رکھا۔ خوب جی توڑکے مقابلہ کیا۔ مگر ایک کی دوا دو دو کی دوا چار۔ کہان ایک جہاز کہان بیسیون ہر سمت سے

لوگ جہاز پر چڑھ آئے اور ایک ایک کو قتل کرنا شروع کر دیا بہت سے مارے گئے۔ اور جو دو چار بچے گرفتار ہو گئے۔ انھین مین کپتان بھی پکڑا گیا اور جہاز کو سامنے امیر البحر عثمانی قسطنطنیہ کے لے گئے مجرم تو حسب دستور قلعہ ہفت مینار کے جیلخانے بھیجدیے گئے اور جو کچھ جہاز پر مال غنیمت ہاتھ آیا وہ حضرت سلطان کے رو برو پیش کیا گیا۔ چونکہ وزیر اعظم کو خیال تھا کہ یہ لوگ قزاقی کر کے بہت کچھ دولت جمع کر چکے ہین اور ضرور کسی مخفی جگہ مین اُنکا اندوختہ موجود ہوگا۔ انھون نے حکم دیا کہ انکو قتل کرنا نہ چاہیے۔ اگر فی کس ایک ایک لاکھ درم دو مہینے کے اندر داخل خزانہ سلطانی کرین تو رہا کر دیے جائین۔

کپتان اپنی اس حماقت پر نہایت ہی نادم تھا۔ اُسے یقین ہو گیا کہ اب پنجہ اجل سے نکلنا دشوار ہے۔ نہ اتنا روپیہ ہو سکے گا نہ جان بخشی ہو گی۔ جو کچھ اثاثہ تھا وہ جہاز ہی پر تھا وہ ضبط ہو چکا۔ اپنی جان کی تو اُسے چندان پروا نہ تھی۔ مگر اسکا افسوس ضرور تھا کہ ہائے کیا جری بہادر اور وفادار ملاح میری نا انجام بینی کی بدولت مارا جائے گا علاوہ اسکے اور بھی خفیف باتین تھین جنکا کچھ کچھ خیال آجاتا تھا ورنہ اُسکو پھانسی پر چڑھ جانے مین ذرہ برابر تامل نہ تھا۔ اسی حالت مین دو مہینے کی میعاد ختم ہو گئی اور صرف ایک دن باقی رہگیا۔ کپتان صاحب کے پاس تو ایک درم بھی نہ تھا ایک لاکھ کی رقم کہان سے آتی قریب شام وزیر اعظم کا ایک چاؤش داخل قلعہ ہوا اور دریافت کیا کہ آیا زر فدیہ کل داخل ہو گا یا نہین معلوم ہوا کہ کوئی بندوبست نہو سکا۔ اُسنے حکم سُنایا کہ کل صبح سزاے موت کے واسطے تیار رہو۔ یہ چاؤش قلعہ سے رخصت ہی ہوا تھا کہ ایک شخص اور آیا اور اُسنے

کپتان کے پاس جانے کی اجازت حاصل کی۔ اسکی عمر متوسط تھی۔ اور یونانی زبان کچھ اس لب و لہجے سے بولتا تھا کہ یونانی الاصل نہین معلوم ہوتا تھا۔ پوشاک بھی ایسی تھی جیسے یورپ کے مغربی حصے کے باشندے پہنا کرتے ہین چنانچہ بھی کچھ اس ادب و تعظیم سے پیش آیا جس سے خیال ہوتا تھا کہ کوئی مغرز شخص ہے کپتان کے قریب ایک لکڑی کا کندہ پڑا تھا اُسی پر آکر یہ شخص بیٹھ گیا اور کہنے لگا اب کل تمکو سزاے موت ملے گی۔

جواب۔ خیر اسکے کہنے کی کیا ضرورت ہے۔ آپ اپنی غرض فرمائیے۔

مگر اُسنے اس جواب پر کچھ توجہ نہ کی اور کہنے لگا۔ کل تمکو لوگ یہان سے کشان کشان شارع عام سے ہوکر قتلگاہ تک لے جائین گے پھر تمہارا سر کاٹ کے بارگاہ سلطانی کے دروازے پر مدتون نیزے پر لٹکا رہے گا اور لوگ جوق جوق دیکھنے کو آتے رہین گے۔

اس سخن کو سُنکر قزاق کے بشرے سے ظاہر ہوا کہ اس تفصیل کو وہ فضول سمجھا ہے اور ایسی باتون کی کچھ پروا نہین کرتا۔

اجنبی۔ جب موت سر پر آ پہونچتی ہے تو ممکن نہین آدمی کو خطرات نہ گھیرین یہ کہکے دفعتہً جھجک کے کہنے لگا وہ بھلا اگر ایسی مصیبت مین کوئی شخص تم کو جانبری کی امید دلائے تو تم اُسکا معاوضہ کیا کروگے۔

جواب۔ اگر بات سچ نکلی تو مین اُسکو اپنے سگے بھائی کے برابر سمجھنے لگون اور اگر جھوٹ ہو تو بجہ ابلیس خیال کرون۔

اجنبی۔ اگر تمکو گلو خلاصی کی کوئی تدبیر بتا بھی دیجائے تو کیا تم ایسے شخص

کے ممنون احسان نہو گے جسکی بدولت اس مجلس سے نکل سکو گے۔
قزاق۔ بھئی جو کوئی یہان سے مجھے اور میرے بہادر ساتھیون کو نکال دیگا وہ میری جان کا مالک ہوگا۔
اجنبی۔ لیکن ایک قزاق کے وعدے کا اعتبار ہی کیا ہوسکتا ہی۔ اس معاہدے کی ضمانت تم کیا دے سکتے ہو۔
قزاق۔ ایسے موقعون پر دو ہی صورتین ہوسکتی ہین ایک تو اپنا جسم و جان اُسکے حوالے کیا جائے دوسرے اپنی عزت اور حرمت پر حلف ہو جائے آخر ایک قزاق کی بھی کچھ عزت ہوتی ہی۔
جواب۔ ہان یہ اخیر صورت اول سے بہتر ہی۔
یہ کہکے وہ اجنبی شخص تھوڑی دیر رُک کے کہنے لگا "لیکن اس سے نکلنے کے سامان تو تمھارے ہاتھ مین ہین بشرطیکہ اسکے عوض تم ایک خدمت انجام دو۔ اس بات کا کہنا کہ مین محض انسانی ہمدردی سے ایسا کرتا ہون فضول ہی۔ فدیہ مین جو روپیہ دیتے کو مین تیار ہون وہ ایک مطلب کے واسطے ہی
قزاق۔ اچھا اب اپنے شرائط بیان کیجیے اگر مناسب معلوم ہونگے تو مین فوراً قبول کرونگا۔ اور اگر نہ منظور کیے تب بھی اطمینان رہے کہ آپ کا راز کسی پر ظاہر نہوگا۔
اجنبی یہ کلام سُنکے اور قریب آیا اور اگرچہ وہان کوئی تیسرا نہ تھا مگر آہستہ کہنے لگا "یہ تو ظاہر ہی کہ نواب ارجنٹال سفیر فرانس مذہب یونانی کے خلاف سلطنت عثمانی مین برابر کوشش کرتا ہی اور بطریق نے چالاکی کی ہے کہ رومن کیتھلک فرقہ کی طرفداری کا معاہدہ کیا ہی۔ اور اسی سبب سے اُسکو

یہ درجہ نصیب ہوا ہی مگر جب سے یہ ترقی اُسکو ہوئی ہی اُسنے اُنھین و من کیتھلک فرقہ والون کو اس قدر ستانا شروع کیا ہی کہ بیچارون کا ناک مین دم ہو گیا ہی۔ فریول رضٹال نے لاکھو سر کھپی کی مگر اس مکار بے ایمان کا دل نہ پسیجنا تھا نہ پسیجا۔ ہار کے وزیر اعظم سے عرض کیا گیا انکا یہ حال ہی کہ جو کچھ یہ بطریق کارروائی کرتا ہی وہ اُسی کی تائید فرماتے ہین۔ ایک ذراسی بات آپ سے کہون بہت سے فرانسیسی خاندان اُن شہرون مین مدت سے آباد ہین جو بحر چین کے سواحل پر واقع ہین انپر ایسے ایسے مصائب یہ کمبخت بطریق نازل کیا کرتا ہی کہ گھر بار چھوڑ چھوڑ کے لوگ بھاگتے جاتے ہین۔ فریول اب یا تو کوئی ایسی تدبیر کرے کہ یہ مظالم کم ہون یا ہار کے اپنی سلطنت کو اطلاع دے کہ یونانی مظالم کے ہاتھ سے شاہ کوئی کی رعایا کو بچانے کی کوئی مناسب تدبیر عمل مین آئے۔

قزاق نے ان باتون کو نہایت غور سے سُنا اور یون کہنے لگا وہ بیشک آپ نواب ارضٹال کے معتمد علیہ معلوم ہوتے ہین۔

جواب۔ ہان مین پُرانا خدمت گذار ہون۔ اور میرے حال پر نظر عنایت بھی زیادہ ہی اسی وجہ سے یہ پیغام آپ تک لایا ہون۔ اب سوائے اسکے اور کوئی تدبیر نہین کہ اس سفاک بطریق کو جس طرح ہو وفا ن کرین نویول نے صاف صاف ظاہر کر دیا ہی کہ اس بطریق سے عہد لیلیا جائے۔ مگر وزیر اعظم ایسی باتون کو توجہ سے سُنتے ہی نہین۔ آپ جانیے اہل فرانس بہت جری اور بات کے دھنی ہوتے ہین نواب نے ایک ایسی تدبیر سوچی ہی کہ اس بطلوبت کا قلع قمع بخوبی ہو جائے یعنی اسکو جزیرے سے پکڑ کے فرانس

لے جائین - اور قلعہ مین ہمیشہ کے واسطے قید کر دین پھر وہان سے عمر بھر نکلنا محال ہوگا۔ بس یہی ایک تدبیر ہے۔ مگر اسکے واسطے کسی جیالے آدمی کی ضرورت ہے۔ تمھارے پھنسانے کے واسطے دو دفعہ جو تدبیرین بطریق نے کی ہین سب کو معلوم ہین تم سے بڑھکے اُسکا عدوے جانی کون ہوگا۔ پھر تمھارے ساتھی جتنا تمکو مانتے ہین وہ بھی ظاہر ہے۔ جزیرے کے حالات سے بھی اچھی طرح واقف ہو خدا کی عنایت سے شجاعت اور جرأت بھی زبان زد خاص عام ہے پس تمھین سے یہ کام خوب بن پڑے گا۔

جسوقت اس فرانسیسی نے تقریر ختم کی ہے قزاق کے چہرے پر بشاشت آگئی۔ بولا ہان یہی بات تو ترغیب لانے والی ہے۔"

فرانسیسی - پھر تم اپنے جہاز کے مالک ہوجاؤگے - اور علاوہ فدیہ کے اور بھی بہت کچھ دولت تمکو اُسوقت ملے گی جس وقت وہ بطریق قید ہوکے بارسلینز مین محبوس ہوگا۔ اب تمھارے ہاتھ بات ہے کوئی موقع نکالو کہ اس مردود کو گرفتار کرکے پہونچا دو۔ مگر ہے کسی قدر دقت کی بات کیا وجہ کہ وہ بڑا ہی چالاک ہے اسکے ساتھ بہت سے محافظ رہا کرتے ہین۔ اُسکا تنہا ملجانا مشکل ہے۔

قزاق - آپ اطمینان رکھین وقت ہو۔ مین چٹکی بجاتے گرفتار کرلونگا۔ بات یہ ہے کہ اُسکا دستور ہے کہ ہر اتوار کی شام کو تن تنہا ایک پہاڑی پر جایا کرتا ہے۔ وہان اُسکے بھائی کی قبر ہے وہان جاکے یہ تمام ظاہری شان و شوکت چھوڑکے نہایت عاجزی سے قبر کو سجدہ کرتا ہے بس وہی وقت حضرت کی گرفتاری کے واسطے بہت مناسب ہے۔

فرانسیسی - اچھا اور تھوڑی دیر تم غور کرلو۔ مین شام تک تم سے پھر ملونگا مہلت بہت کم ہے۔

قزاق - جی اور کیا - اب زیادہ دیر کرنے کی فرصت نہین ہی مجھے سب شرطیں منظور ہین - بھلا جو شخص ایسی مہربانی کرے اسکے کام مین پس و پیش ہی کیا کرنا چاہیے

فرانسیسی - تو اب پکی ہوگئی -

قزاق - جی ہان پکی مستحکم - قول مردان جان دارد -

فرانسیسی - اچھا قسم کھاؤ!

قزاق - ہان قسم ہی اپنی عزت و آبرو کی آپ کا کام کر دونگا -

فرانسیسی - اور بعد اس کام کے انجام پانے کے کسی پر ظاہر بھی نہ کروگے -

قزاق - ہان اسکی بھی مین قسم کھاتا ہون -

فرانسیسی - اچھا تو بس اب قبل غروب آفتاب تم رہا ہو جاؤ گے -

یہ کہکے وہ رخصت ہوگیا اور قزاق اُسی وقت سے اپنی رہائی کی امید پر مضطرب اور متعجب ہونے لگا -

ادھر آیرن کا حال سُنیے - یہ بیچاری نہایت پریشان خاطر تھی - جی مین کہتی وہ یار وفا شعار تو جلدی آنے کو کہہ گیا تھا - اتنے دن گذر گئے اور اب تک وعدہ پورا نہ کیا - یا اللہ یہ کیا معاملہ ہی - جسوقت خبر سُنی کہ امیر البحر شاہی نے اُس لٹیرے جہاز کو گرفتار کرلیا ہی - جو سواحل پر آکے لوٹ مار کیا کرتا تھا تو جی مین بہت ہی خوش ہوئی - کہ اب اُنکے واسطے بھی کوئی خطرہ نہین رہا - بس اب اگر کچھ خوف ہی تو یہی دریا کے طوفان کا اور باقی بڑا کانٹا راستے سے خدا نے ہٹا دیا اسی خیال مین ہفتے کے ہفتے گذر گئے اور رینول کا کہین پتہ نہین - آیرن کبھی کبھی دلکو اس طرح سمجھا لیتی کہ ابکی دفعہ وہ خود کہہ گئے تھے سفر مین زیادہ

عرصہ گذرے گا۔ چھ ہفتے کے بعد ملنا ہوگا اور جی مسوس کے چپ ہو رہتی۔

خیر یہ زمانہ بھی گذر گیا۔ مگر جب ساتوان ہفتہ شروع ہوا تو دل کی بیچینی بڑھی۔ تاب ضبط نہ رہی۔ رنج نے ترقی کی۔ غم نے ہاتھ پانون نکالے۔ نالہ و آہ نے دون کی لی۔ بیقراری کی لے بڑھی۔ بقول زند ؎

اب عرش تلک جاتے دل کے مرے نالے ہین
بیتابیون نے دل کی کیا پانون نکالے ہین

ساری ساری رات باآہ سرد۔ چشم پرنم انتظار مین دریا کی طرف ٹکٹکی لگی رہتی۔ مگر کہین نیلی لالٹین کی روشنی نظر نہ آتی۔ سطح دریا دیدۂ متحیر کی طرح بیحس و حرکت باچشم منتظر۔ آغوش تمنا کشادہ۔

الغرض اسی حال مین دو مہینے گذرے۔ تین مہینے گذرے۔ چار مہینے گذرے۔ حتی کہ چھ مہینے کامل یونہین انتظار اور یاس مین کٹے۔ اب آیرن کی طبیعت اور مزاج مین بھی فرق آچلا۔ ؎

ہاتھ جانے لگا گریبان تک   چاک کے پانون پھیلے دامان تک

جب دیکھو مغموم اور رنجور۔ اداس اور مضمحل۔ سینے مین عشق کی آگ۔ لب پر آہ۔ آنکھ مین آنسو۔ ؎

بدن کو جو دیکھو تو زار و نزار   کسی کو کوئی جیسے دیوے فشار

شوخ و شنگ تو کبھی نہ تھی مگر اتنی مرجھائی بھی نہ رہتی تھی۔ یہ حالت دیکھکے اُسکے چچا کو بھی خیال ہوا۔ کہ کیا بات ہے جو خلاف عادت یہ لڑکی ایسی نڈھال رہتی ہے۔ ایک آدھ دفعہ پوچھا بھی مگر اُس نے درد دل نہ ظاہر کیا۔

اور دل مین ٹھان لی کہ مجھپر کچھ ہی گذرے۔ مگر مینول کا عشق اسوقت تک نہ بتاؤنگی جب تک چچا جان اُس سے شادی کرنے کا وعدہ نہ کرلین۔ اپنے عاشق کی طرف سے تو یہ اطمینان تھا کہ کسی اور سے دل نہ لگائیگا۔ مگر یہ خوف البتہ تھا کہ کسی مصیبت مین نہ پھنس گیا ہو۔ اُسکے بخیر و عافیت آنے اور خوشی خوشی ملنے کی دعا جامع المتفرقین کی درگاہ مین ہر وقت مانگا کرتی تھی۔

زمانہ اپنی چال چلنے والا۔ اُسکی رفتار کسی کی خاطر کو کیون ملحوظ رکھنے لگی۔ کوئی کسی حال مین ہو اُسکو اپنی نیرنگی سے مطلب۔ نہ کسی کا ماتم بہار کو روک سکتا۔ نہ جشن طرب خزان کو ملتوی رکھ سکتا۔ چنانچہ موسم سرما گذر گیا۔ بہار کا زمانہ آیا۔ ہوائے خوشگوار چلنے لگی طوفان برق دبا و سے امن ملا۔ کارکنان قدرت نے سبزۂ بیگانہ کا فرش زمردین بچھایا۔ مشاطہ بہار نے عروس گلستان۔ کوہ و بیابان کو پھولونکے گہنے سے سجا۔ آیرن بیچاری پر اور آفت آئی۔ بیتابی عنادل نے یاد دلدار کی آگ بھڑکائی۔ ہوائے بہار سمند عشق پر تازیانہ ہوئی۔ لالہ و گل کی رنگینی لہو کے آنسو رلانے لگی۔ وہ نسیم و صبا کے جھونکون سے شاخہائے گل کا جھوم جھوم کر ایک دوسرے سے گلے ملنا۔ وہ گلون کی چولیان مسکنا۔ خار فراق پہلو مین تازہ خلش پیدا کرنے لگا۔ جنون مین ترقی ہوئی۔ ہر گھڑی یہ شعر ورد زبان رہنے لگا۔

گلستان عیش باغ بلبلان ہو ہمین تو یار بن کنج قفس ہو

جدھر نظر کرتی۔ صورت دلدار یاد آتی۔ اگر سرو شمشاد مین قامت یار جلوہ دکھاتی۔ تو نرگس شہلا چشم دلدارہ بتا دیتی۔ سنبل کی لٹون سے کاکل جانان کی

پٹین آئین عارض گل پر رخسار محبوب کا دھوکا ہوتا۔ ہر برگ گل مین یہان معشوق کا نشان ملتا مختصر یہ کہ عیش و طرب جشن و سرور کے سامان مین بھی اُسکو رنج و غم ہی نصیب رہا۔ بلکہ جنون اور دونا بڑھا۔ ے

بہارِ لالہ و گل سے لگی ہی آگ گلشن مین ... گریبان پہاڑ کر چل بیٹھیے صحرا کے دامن مین

روز بروز آیرن کی حالت بد سے بدتر ہوتی جاتی تھی۔ آتش ہجر مین جلی جاتی مگر اُف نہ کرسکتی دم بخت ہو ہو کر رہتی اور ہار کر ڈ دیتی ہوئی امید کے سہارے زندگی کے دن کاٹتی تھی۔ ے

جہان بیٹھا آہ کرنا اُسے ... بہانہ نزاکت یہ دھرنا اُسے ... کبھی خون آنکھو مین ڈالنا
کسی کو کبھی دیکھ دھو ڈالنا ... خموشی اُٹھانے لگی دل مین شور ... جتانے لگی ناتوانی بھی زور

غرض اسی حال مین ایک روز حسب عادت لب ساحل مصروف آہ و نالہ مشغول گریہ و بکا تھی۔ کہ سرشاد یا نی مین کچھ آواز معلوم ہوئی۔ مڑ کر دیکھنے لگی مگر کچھ نظر نہ آیا اور وہ لالٹین کی لٹیلی روشنی بھی نہ پائی گئی۔ لیکن امید او منتظر کی امید ایسی نہین کہ عشاق کو مایوس ہونے دے۔ رفتہ رفتہ کشتی کے آنے کی آواز قریب ہوتی جاتی ہی۔ آخر کشتی کنارے آلگی۔ اور لمحہ بھر مین دونون عاشق اور معشوق ہم بغل تھے۔

آئرن - (جوش مسرت مین) آہ مینول اُسکا لاکھ لاکھ شکر ہی۔ تم پھر ملے۔ اتنے دن کہان تھے کیا تم ہماری محبت کا امتحان کرتے تھے یا دشمن کے خطرے مین پڑ گئے تھے

مینول - کیا کہون جانمن۔ بڑی بڑی مصیبتین جھیلین۔ تم سے رخصت ہو کے حبس فن گیا ہون۔ اسی دن ملک بربر کا ایک جہاز آیا۔ اُسنے ہم سب کو گرفتار

کر کے ٹیونس پہونچا دیا۔ جو کچھ مال متاع شادی کے واسطے اس جفاکشی سے جمع کیا تھا سب لٹ گیا چند روز ہوئے خدا خدا کر کے ساتھیوں کی بدولت بھاگ کے رہائی حاصل کی۔ وہ تو کہو ایک اور جہاز بھی اپنا تھا۔ وہی پاس ہی اور مین اسی کا کپتان ہون۔ مگر کیا دولت تو نہی جس سے تم ہاتھ آ سکتین۔

آئرن پہلے تو نہایت افسوس اور رنج کے ساتھ یہ سب باتین سُنا کی اُسکے بعد بولی۔ دومینول یہ نہ کہو۔ بے آس نہ ہو۔ اگر آج چچا کو معلوم ہو کہ میرے دل کا چین و آرام تمھارے ہی ساتھ شادی کرنے پر منحصر ہی تو اُنکو کوئی تامل نہو آج اتفاق سے اتوار بھی ہی وہ بھائی کی قبر پر گئے ہوئے ہین۔

یہ جملہ تمام بھی نہونے پایا تھا کہ طمنچے کی ایک آواز سمندر کی طرف سے آئی اور ساتھ ہی ہوائی بھی چھوٹی۔ مینول نے کہا وہ بس یہ اشارہ طلب کا ہی جہاز سے آتے وقت مین نے ایک کشتی ساحل پر پانی لانے کے واسطے روانہ کی تھی وہی لوگ بلاتے ہین لے خدا حافظ اور ہمیشہ کیواسطے۔ لو آیرن اب جاتے ہین ع

خدا کو مری جان سونپا تجھے

آیرن۔ خدا کے لیے یہ مایوسی کے کلمے زبان سے نہ نکالو۔ ہمیشہ کے واسطے کیا معنی مین تم سے کیونکر جدا ہو سکتی ہون۔ مین تمھارے ساتھ ہون۔ جہان جاؤ۔ جدھر سفر کرو۔ چاہے گہرے پانی مین جہاز جائے۔ آندھی آئے۔ پانی آئے طوفان آئے۔ مین تمھارا ساتھ نہ چھوڑون گی۔ ہوا کے سناٹے۔ تلاطم دریا کی دل ہلا دینے والی صدائین۔ میرے واسطے دلکش نغمون کی آواز ہونگی۔ بشرطیکہ تم پہلو مین ہو۔ (اور یہ کہکر زار و قطار رونے لگی)

مینول - بھلا انھونی باتین کیون زبان سے نکالتی ہو - تمھارے چچا کب
ہمارے تمھارے ملنے اور شادی کرنے پر راضی ہونگے - لے بس ان باتون کو
اب بھول جاؤ - جنکو سچی محبت ہوتی ہو - اُنکے آگے مان باپ بھائی بہن کنبے
خاندان کی اُلفت کوئی چیز نہین - بھلا تم سے یہ ممکن ہو کہ جو شخص اس طرح جان
دیتا ہو اُسکا ساتھ دو جسکی بے لوث اور بے ریا محبت کا یہ حال ہو کہ تمھاری
اطاعت اور فرمانبرداری کو غلام کی طرح حاضر ہو - اُسکے ساتھ تم بھاگ چلو -
اب اگر کوئی تدبیر ہی تو یہی کہ اسوقت تم بھی ہمراہ ہو - ہمارا جہاز مضبوط اور
مستحکم ہو آناً فاناً مدیا پہونچ جائے گا - بس یہان سے چل کے پہلے جو شہر ملے
وہان اُترکے دو بول نکاح کے پڑھا لین گے -

آیرن نے یہ سُنکر اپنا سر مینول کے سینے پر جھکا دیا - مگر کچھ نہ بولی - وصال یار
کی امیدین محو ہو گئی - مینول کے جادو نے اثر کیا - اور ساتھ چلنے پر راضی ہو گئی
آیرن - کیا کہون یہان سے چلنے کو پانؤن نہین اُٹھتے - مگر دل کے ہاتھون
مجبور ہون تم سے انکار بھی نہین کر سکتی -

مینول نے دیکھا یہی موقع ہو فوراً اُسنے گود مین اُٹھا لیا اور کشتی مین لا اُتارا
وہ بھی ایسے بے بہا مال کو لے کر فوراً چل نکلی - اب مینول نے پوچھا "سچ کہو
آیرن تمکو اپنا گھر چھوڑنے پر افسوس تو نہین ہو؟"

آیرن - کیسا افسوس دنیا مین تمھین میرے لیے سب کچھ ہو -

اتنی بات کہکے دونون خاموش ہو گئے اور کشتی نہایت تیزی سے جہاز
تک جا پہونچی - مینول نے اُترکے آیرن کو پھر اُٹھایا - اور جہاز کے ایک کمرے مین

جو نہایت درجہ آراستہ و پیراستہ تھا جا بٹھایا۔ اور موریا کی طرف روانہ ہوگیا۔ ہوا بھی موافق چل رہی تھی۔ بینول کا ارادہ تھا کہ جس طرح ہوسکے بندرگاہ کورم پہونچوں چنانچہ جسوقت وہان داخل ہوا۔ جاتے ہی گرجا مین رسم نکاح ادا کی۔

چند روز قیام کرکے پھر سامان سفر کردیا۔ آیرن نے اصرار کیا کہ مین بھی تمھارے ہی ساتھ چلونگی۔ بینول نے کہا ابھی صلاح نہین ہے چند روز تم یہان ٹھہرو۔ تمکو کسی طرح کی تکلیف نہوگی۔ یہ مکان میرے ایک دوست کا ہے۔ وہ ہر طرح تمھاری حفاظت اور نگہداشت رکھینگے۔ اتنے مین ہم تمھارے چچا کے پاس جاکے عفو تقصیر کرالینگے۔ لیکن آیرن نے نہ ماننا تھا نہ مانا۔ چمٹ گئی۔ اور نہایت لجاجت سے کہنے لگی۔ کہ دنیا مین میرے واسطے اُسی وقت تک چین آرام ہے جب تک تمھارے ہمراہ ہون بے تمھارے ایک لمحہ زندگی محال ہے۔ آپ جانیے عورت کی زبانی۔ اور پھر پیار جانی یہ باتین کچھ اِس ادا سے کہین کہ اُسکا بھی دل نرم ہوا۔ کسی طرح جی نے گوارا نہ کیا کہ ایسے وفادار معشوق کو تنہا چھوڑکے خود چلا جائے۔ آخر دونون روانہ ہوئے۔

جس کمرے مین یہ دونون تھے اُسکے نیچے مین معلوم کیا تھا کہ بینول کی توجہ زیادہ معلوم ہوتی تھی۔ اور اسکی فکر اس درجہ تھی کہ آیرن چونکنا ہوگئی۔ تھوڑے عرصے مین جہاز کے ہر حصے سے آیرن واقف ہوگئی۔ اور اُسے معلوم ہوا کہ نیچے کے کمرے کی حفاظت غیر معمولی طور سے کی جاتی ہے۔ اُسکا دروازہ بھی بینول اپنے ہی ہاتھ سے کھولتا بند کرتا ہے۔ اور بجز اسکے کوئی دوسرا وہان

آ جا نہین سکتا۔ راتون کو بینول اکثر سوتے سوتے اُٹھتا اور جا کے دیکھتا کہ کسطرح محفوظ ہی یا نہین۔ اگر ذراسی آواز بھی اُدھر سے آتی اُسکی رنگت زرد ہو جاتی جلدی جلدی ٹہلنے لگتا۔ اور اگر اُسکی کوئی وجہ آیرن دریافت کرتی تو متردد ہو کے ٹال دیتا۔ ملاح تو خیر گنوار اُجڈ اسپر غور نہ کرتے تھے۔ اُنھین اپنے کام سے کام تھا۔ مگر آیرن ان ذرا ذراسی باتون کو بڑے غور سے دیکھتی تھی آخر یہان تک نوبت پہونچی کہ اُسکو شبہہ ہونے لگا۔ ہو نہو کوئی بھید اس مین ضرور ہی۔ ایک عورت جو خدمت کے واسطے ساتھ تھی اُس سے بہت کچھ پوچھا مگر پتہ نہ چلا۔

آیرن کی طبیعت اسکو بھی گوارا نکرتی تھی کہ مردوات کی ان حرکات کو کُرید کُرید کے خود دریافت کرے۔ اب یہ بےچاری دل مین مشوش و پریشان رہنے لگی۔ اس مین کئی دن گذرے مگر ساحل نظر نہ آیا تو اُسکو خیال ہوا کہ جہان جانے کو کہا جاتا ہی وہان کا ارادہ نہین ہی۔ بلکہ کسی اور طرف کا قصد ہی۔ اس سے وہ اور پریشان ہوئی۔ ایک روز آخر اُس نے دل پر جبر کر کے پوچھ ہی لیا۔ وہ لوگو آخر یہ کیا معاملہ ہی؟!

بینول۔ آیرن بہت اچھا کیا جو تم نے یہ بات اسوقت پوچھی مجھے تمھاری محبت پر اعتماد ہی۔ کہ۔

آیرن۔ کیا کبھی تمکو نہ تھا۔ اور کیا اسی وجہ سے اپنے راز تم نہین بیان کرتے تھے۔

بینول۔ نہین نہین یہ بات نہین۔ مگر اسکا صحیح اندازہ نہین ہو سکتا تھا کہ تمکو ہم سے ایسی محبت ہی کہ عمر بھر کے واسطے اپنی قسمت ہمارے ساتھ وابستہ کرو گی۔

آیرن۔ بس بس زیادہ نہ کہو اب تو عمر بھر کی ساتھی ہو گئی۔ اپنا تو یہ حال تھا کہ نکاح کے پہلے بھی اگر خدا نخواستہ تمھارے ساتھ پھانسی پر چڑھا دیتے تب بھی تامل نہ کرتی اور اب تو علاوہ اُس محبت کے مذہبی طور سے بھی ہم تم ایک ہو گئے۔

بلینول۔ دیکھو آیرن ابھی امتحان کا موقع نہیں آیا ہے۔ اور تمکو اپنی محبت پر اتنا اطمینان ہے۔ بس ان باتوں کا لحاظ رہے۔ ابھی تک تمکو یہی معلوم ہے کہ مین ایک یونانی جہاز ران شخص ہون تجارت کی غرض سے بلا خوف و خطر جہاز چلایا کرتا ہون اور دولت کی تلاش مین یہ سب مصیبتین جھیلتا ہون۔ باقی تم نے کبھی تفصیلی حالات مجھسے نہ پوچھے نہ میرا خاندان اور نام دریافت کیا۔ جو کچھ تمنے میری نسبت رائے قائم کی وہ میری اصلی حالت سے کہین بڑھی ہوئی ہے اگر تم کچا کچا حال سنو گی تو کچھ عجب نہین کہ پردہ اُٹھ جانے پر حیران و ششدر رہجاؤ مین پوچھتا ہون اگر ایسا ہوا تب بھی مجھسے یہی محبت رہیگی یا نہین۔

آیرن۔ ہان کیون نہین۔

یہ سنکر بلینول کی آنکھین چمکنے لگین۔ پیشانی کی رگین اُبھر آئین اور کہنے لگا اچھا تو سنو۔ تمنے اُس لٹیرے کا حال سنا ہو گا جو بحر ایجئین مین آ کے قزاقی کیا کرتا تھا جس کے پھانسنے کی بطریق نے تدبیر کی تھی۔ اور پھر وہ کسی ترکیب سے رائگان ہوئی۔ بس اے آیرن وہ خوفناک لٹیرا تمھارے سامنے کھڑا ہے۔ تمھارے پاس حاضر ہے۔ اُس جہاز کا افسر تمھارا عمر بھر کے واسطے تابع فرمان۔

آیرن۔ نہین نہین ایسا نہین ہو سکتا اور یہ کہکر کوچ پر گر پڑی۔ زار و قطار رونے لگی جب اس گریہ و زاری سے کسی قدر دل ہلکا ہوا تو جی کو سنبھال کے پھر

یون بولی - اے مینول عمر بھر تمھارا ساتھ دینے - ہر طرح کی کڑی جھیلنے کو مین مستعد ہون
عشق مین تیرے کو غم سر پہ لیا جو ہو سو ہو   عیش و نشاط زندگی ترک کیا جو ہو سو ہو
اچھا تم ہی لٹیرے سہی جسکا نام سُنکے رونگٹے کھڑے ہوتے ہین - مگر مین
ہنسی خوشی تمھارا ساتھ دینے کو راضی ہون -

مینول یہ سُنکے دل مین بہت ہی خوش ہوا اظہار شکریہ و احسانمندی کی
غرض سے بوسے لے کے کہنے لگا "آیرن جانی آیرن - تم کچھ نہ گھبراؤ اطمینان رکھو
آئندہ سے میرا نام سُن سُنکے یونانی یا عثمانی خلقت خوف زدہ نہوگی - وہ قتل و
غارت کا زمانہ گیا - اب خدا نے مجھے وہ خزانہ عطا کیا ہے کہ آج روے زمین پر
کسی کو میسر نہین اب ہوس ہے تو اتنی کہ آرام اور راحت سے بیٹھ کے کسی جگہ عمر
بسر کرون - ہان صرف ایک بات ہے کہ مجھے ایک عہد پورا کرنا ہے یعنی جو روپیہ میرے
فدیہ مین دیا گیا ہے اُسکی عوض مین ایک خدمت جسکا وعدہ کر چکا ہون جس طرح
بنے ادا کرون - اگرچہ وہ کام دل سے ناگوار ضرور ہے - مگر قول مردان جان دارد
جو کہدیا وہ پورا کرنا ضرور ہوگا - اتنے دن جو تم سے جدا رہا اُسکی وجہ یہی تھی کہ
مین قلعہ ہفت بینار مین اتفاقاً محبوس ہو گیا تھا - اور جب ایک مہربان نے
مجھے وہان سے رہائی دلائی تو پھر جہاز کی درستی اور سامان جہاز رانی مہیا کرنے
مین کچھ زمانہ گذرا -

آیرن - بھلا وہ خدمت کیا ہے ؟ -

مینول - اصل یہ ہے کہ اب ہم لوگ مارسیلز کو جا رہے ہین ایک قیدی جہاز
کی کال کوٹھری مین بند ہے اُسکو وہان پہونچانا ہے -

آیرن۔ وہ ہی کون؟۔
ملینول۔ جو ہی تم آپ دیکھ لوگی۔ مگر یہ سمجھ لو کہ اسکو دیکھکر تمکو بڑی حیرت ہوگی
آیرن خیر کچھ ہی ہو دنیا بھر کی تعجب خیز باتین اور مشکلین کچھ ہی پیش آئین
مین سب کے لیے مستعد ہون۔

الحاصل ملینول نے آیرن کا ہاتھ پکڑا اور زینے سے نیچے کی منزل مین اُتر گیا
سلح خانے کے دروازے پر پہونچا۔ وہان ایک محافظ برہنہ شمشیر لیے پہرہ دے رہا
تھا۔ انکو دیکھکے ہٹ گیا۔ ملینول نے دروازہ کھولا اور آیرن سے کہا "تم پہلے
چلو۔ تمھارے پیچھے مین ہونگا"۔ آیرن بے سوچے سمجھے اُس کوٹھری مین چلی گئی
قدم رکھتے ہی زور سے ایک چیخ مار کے بیہوش گرنے ہی کو تھی کہ اُسکے چچا بطریق نے
لپک کے ہاتھون پر روک لیا۔ جب ذرا ہوش مین آئی تو بطریق نے کہا۔
"این آیرن تم یہان کہان۔ کیا تم بھی اس لٹیرے کے پنجے مین پھنسین۔ افسوس!
کیا مصیبت پر مصیبت ہی"!

آیرن نے کچھ آنکھین کھولین متحیر ہو کے دیکھنے لگی "این! یہ خواب ہی
یا عالم بیداری کچھ سمجھ کام نہین کرتی عجب طلسم کا سا معاملہ ہی"!
بطریق۔ بیٹی گھبراؤ نہین۔ واقعی تمھارا اچچا یہان مقید ہی۔
آیرن۔ مقید! آخر ملینول نے تمکو کیون قید کیا؟ ابھی تو مین آزاد کراتی ہون
بطریق۔ نہین بیٹا تمھارے بس کی بات نہین ہی۔
آیرن۔ کیون؟ بس کی کیسے نہین۔ کیا اُنکے دل مین میری اتنی بھی محبت نہین
بطریق نے لپک کے اُسکے مُنھ پہ ہاتھ رکھدیا اور کہا "بیوقوف ناداں

خاموش کیا تو نے اُس کمبخت سے ناجائز محبت پیدا کر لی جو ہم لوگون کو تباہ
اور برباد کر کے قید کرلایا ہو کیا تو اس گناہ کی مرتکب ہوئی ہو؟!
آیرن۔ گناہ اور آیرن! ایک دوسرے سے بالکل اجنبی ہین۔ اصل یہ ہو
کہ جب مینول کو مین نے دل دیا ہو مجھے اُسکے کرتوت معلوم نہ تھے۔ پھر جب محبت
ہوگئی۔ زنجیر عشق گلے مین پڑ چکی تو پھر جو کچھ اُسکی مرضی ہوئی وہ کرنا پڑا مجبور
کیا دُنیا کا یہی حال ہو۔ ہان تمھاری اتنی خطاوار ضرور ہون کہ تمھاری
مرضی نہین لی۔ اب جو چاہیے سزا دو۔ مگر ایک عرض کرونگی۔ یہ آپ نہ سمجھیے
کہ مینول کے ساتھ کوئی ناجائز تعلق ہو۔ بلکہ میرا اُسکا شرعی نکاح ہوگیا ہو۔
بطریق۔ ہا کمبخت یہ کیا خاندان کو داغ لگایا۔
آیرن چچا کے قدمون پر گر پڑی زار و قطار رونے لگی۔ اسی حال مین
مینول بھی آ گیا اور اپنی معشوقہ کو اُٹھا کے یون کہنے لگا۔
" مین سب سُنتا تھا آیرن نے صاف صاف آپ سے کہدیا کہ اب وہ
ایک لیٹرے کی جورو ہو جو کچھ آپ کو اُسپر غیظ و غضب ہو حق بجانب ہو۔
مگر باشد۔ ہان اتنا اطمینان رہے کہ آپ کی بھتیجی کے ساتھ وہ خاطر و مدارات
کی جائے گی جو اُسکے شایان شان ہو۔ اور جو ان لوگون کو کبھی میسر نہین
ہوتی جو محض حظ نفسانی کی طمع مین ایسے رشتے پیدا کرنے پر راضی ہوجاتے
ہین آیرن اب میری ننگ و ناموس۔ تمام دنیا کی دھن دولت رنج و راحت
مین شریک ہو اور اُسے یہ بھی معلوم ہو کہ وہ زمانہ بہت ہی قریب ہو کہ داغ
بدنامی میرے دامن سے دھو جائے۔ اور چار آدمیون مین آنکھ نیچی کرنی

نہ پڑے۔ آپکی نسبت صرف اتنا کہتا ہون کہ مین نے عہد کر لیا ہو کہ مارسیلز مین
جو لوگ خاص آپ کے لیے مقرر ہین اُن تک آپ کو پہونچا دون مین کبھی
اس خدمت کو اپنے ذمے نہ لیتا اور جہان تک میرے اختیار مین ہوتا اپنی
معشوقہ کے غمخوار بزرگوار کو رہائی دلانے کی کوشش کرتا۔ مگر اصل یہ
ہو کہ ایک ایسے بار احسان سے دبا ہوا ہون اور حلفیہ وعدہ کرچکا ہون
کہ اگر آپ آیرن کے سگے باپ بھی ہوتے تو مین مجبور اور ناچار تھا۔

بطریق یہ سُنکر آگ بگولا ہو گیا۔ مگر ضبط کر کے بولا "یہ تو بتاؤ کہ اس
تعدی اور اخلاقی جرم کا وعدہ تم نے کس سے کیا ہو"

مینول۔ اصل حقیقت یہ ہو کہ فریول نواب ارجنتال نے میری جان اور آزادی
کا فدیہ ادا کیا۔ اور اسی وعدے پر بس جو کچھ اُسکا حکم ہوا ہو اسکی تعمیل مجھپر لازم
ہو بطریق سنتے ہی "فریول! فریول!!" کہکے کوچ پر گر پڑا ایسا اُداس اور
مضمحل ہوا کہ معلوم ہوتا تھا خدا جانے کس کس مصیبت اور صعوبت کا اُسکو
اندیشہ پیدا ہو گیا۔ فراق نے آیرن کی طرف مخاطب ہو کے کہا "خیر تم انکو تسلی دو
مگر یہ یاد رکھو کہ راز کی بات تمکو مین نے بتا دی ہو۔ اور کسی پر ہرگز ہرگز کھُلنے نہ پائے"

قصہ مختصر باد موافق چل رہی تھی اور جہاز مارسیلز کی جانب بڑی سرعت سے
جا رہا تھا۔ آیرن اپنے چچا کی بہت کچھ دلدہی اور تشفی کرتی جاتی تھی اور جب کبھی
مینول ادھر آنکلتا تو اپنے چچا کی سفارش بھی کر دیتی تھی۔ آخر جب مارسیلز
پہونچے۔ مینول فوراً ساحل پر گیا۔ افسر محبس کو فریول کا خط دیا۔ وہان سے
آکے آیرن کو اطلاع دی کہ اب دو ہی ایک روز مین لوگ آتے ہونگے اور

بطریق کو اپنی سپردگی مین لے لین گے۔ آیرن نے لاکھ چاہا کہ رچاکی طرف سے یہ سنکے اُسکا پتھرسا دل موم کرے خوشامد۔ درآمد۔ لجاجت۔ سماجت۔ گریہ وزاری کی مگر ایک نہ چلی۔ آخرکار آیرن اور بطریق کے جدا ہونے کا وقت قریب آہی گیا عجب مخمصے مین جان پڑی اگر رچا کا ساتھ دیتی ہے تو شوہر چھوٹتا ہے اگر اسکے ساتھ رہتی ہے تو رچا ساتھ سے جدا ہوتا ہے۔ آخر وفور رنج وغم سے غش آگیا۔ اور مینول نے اسی بیہوشی مین اُسکو اُٹھاکے اپنے کمرے مین پہونچا دیا۔ اب بطریق کو خشکی پر اُتارنے کا وقت آگیا۔ مارسیلز کا قلعہ وار دو مضبوط اور جری سپاہیون کے ہمراہ مینول کے ساتھ بطریق کے کمرے مین داخل ہوا اور فرینول کی ہدایت کے موافق ایک آہنی نقاب نکال کے بیچارے پادری کو پہنایا۔ یہ لاکھ لاکھ لجاجت کرتا رہا کہ مجھے نماز تو پڑھ لینے دو آخری دعا مانگ لینے دو مگر کچھ بھی شنوائی نہ کی اُس نقاب مین پس گردن ایک گھنڈی لگی ہوئی تھی اُس نے خوب کس کے ایسا جکڑ دیا کہ کسی طرح چہرے سے اُتر ہی نہ سکتی تھی۔ ایک لبادہ نکال کے گردن سے پانون تک پنھایا اور راتون رات جہاز سے اُتار کے کشتی مین بٹھاکے لے چلا۔ چلتے وقت قلعہ دار نے مینول کو ایک سپردنامہ جسمین بطریق کو اپنی حراست مین لینے کا اقرار تحریر تھا دیا اور کشتی لیکر روانہ ہوگیا بطریق کو بہت دن قلعہ مین رہنا نہ پڑا۔ مگر جتنے دن رہا کوئی شخص اُسکو دیکھ نہ سکتا تھا چند روز کے بعد ڈیرال کے قلعہ مین بھیجدیا گیا اور وہان یہ مرد آہنی نقاب رہنے لگا۔

اب ادھر کا حال سُنیے کہ مینول جہاز لیے قسطنطنیہ پہونچا۔ اور سپردنامہ

لے کے فوراً نواب ارغنطال کی خدمت مین حاضر ہوا جس وقت سفیر موصوف کو
یہ مژدہ سُنایا ہی وہ مارے خوشی کے اُچھل پڑا انعام اکرام سے مالامال کرنا چاہا
مگر اس خدمت کا کوئی معاوضہ ہینول نے نہ لیا۔ بلکہ عرض کیا کہ آپ نے میری
اور میرے ہمراہیون کی جان بخشی کرائی مجھ سے اسکی عوض مین آپ کے حکم کی
تعمیل ہوسکی۔ پس میرے لیے یہی عزت لاکھون کے برابر ہی۔
القصہ ہینول نے اپنا جہاز بیچ کے قیمت آپس مین تقسیم کر لی اور آیرن کو لیکے
اُسی جزیرے مین مکان بناکے جا بسا جہان وہ اپنے چچا کے ساتھ رہا کرتی تھی لیکن
افسوس ہی کہ اب وہان آیرن کا جی مطلق نہ لگتا تھا اور ہر وقت ایسی رنجور
اور مغموم رہنے لگی کہ چند روز بعد بیمار ہوگئی۔ ہر وقت اپنے چچا کی یاد رہتی اور
سب سے بڑی مصیبت یہ تھی کہ اس رنج کو اپنے شوہر پر ظاہر بھی نہ کرسکتی تھی
جی ہی جی مین کڑھتی اور خاموش رہتی۔ اُسکی پوری یہی حالت تھی۔ ؎
عجب نے ردلیست اندر دل اگر گویم زبان سوزد ٭ دگر دم در کشم ترسم کہ مغز استخوان سوزد۔
اور یہ یہان تک نوبت پہونچی کہ ؎
اُلٹی ہوگئین سب تدبیرین کچھ نہ دوا نے کام کیا ٭ آخر اس بیماری دل نے اُسکا کام تمام کیا
صرف ایک لڑکا البتہ اپنی یادگار چھوڑکے اس جہان پر آشوب سے چل بسی
ان دونون مین محبت تو تھی ہی اب ہینول کے واسطے نہ مونس تنہائی رہا نہ کوئی
شغلہ۔ آخر جی کسی طرح بہلانا بھی چاہیے۔ اُسکو پھر سمندر کی لہر آئی۔ جہاز کی ہوا
دماغ مین سمائی۔ آدمی بالخلقت چست و چالاک تھا۔ فوراً اپنا پہلا سامان مہیا
کر لیا اور سب جہاز ران بھی ویسے ہی نوکر ہوگئے مگر اس مرتبہ تازہ

مصیبتون مین پھنس جانے کے خوف سے پہلا طریقہ قزاقی چھوڑ دیا۔ اب نہ اُن سواحل پر ڈاکہ ڈالتا نہ عثمانی جہازرانون کو لوٹتا۔ بلکہ اُن سلطنتون کے جہازون کو غارت کرتا جنسے اوربا لعالی سے ان بن تھی۔ تھوڑے دنون مین بہت سی دولت جمع کرکے قسطنطنیہ مین ایک عالیشان عمارت بناکے رہنے اور بقیہ عمر عیش و آرام کے ساتھ بسر کرنے لگا۔ لڑکا ریاست مالڈیویا مین ایک معزز عہدے پر ملازم ہوگیا۔ جب مینول کا آخر وقت آیا تو اُسنے اپنا سارا قصہ بطور وصیت بیٹے سے بیان کیا اور تاکید کرگیا کہ اسی طرح مرتے وقت ہر شخص اپنے وارث سے کہجایا کرے۔

حضرات ناظرین جاے غور ہی کہ فطرت انسانی عجیب و غریب ناقض کا مجموعہ ہے۔

گہے بر طارم اعلٰے نشینیم ۔۔۔ گہے بر پشت پاے خود نہ بینیم

کتنی جسمانی کثافت اور کس درجہ روحانی لطافت قواے باطن کے وسیلے سے کیسے کیسے جذبات مقدس و لذات نفسانی حظوظ روحانی کا گورکھدھندا پیش نظر رہتا ہی۔ قدرت نے ہمکو کن کن اوصاف سے مخلع کیا ہی۔ کہین عبرت کا سمان نظر آتا ہی۔ کہین حیرت اپنا جلوہ دکھاتی ہی۔ اور یہ صرف ہماری دلچسپیون کی غرض سے۔

تھوڑی دیر کے واسطے دل مین انصاف کیجیے گا۔ کیا ہم اپنے ہی ہاتھون اپنی روحون کو سست اور بطی الحس بناکے اپنے پانون آپ کلہاڑی نہین مارتے۔ اگر آج ہم اپنے محسوسات سے متاثر ہوتے رہتے۔ اور ہمکو سلیقہ ہوتا کہ اپنے باطنی ساز سے نغمہ حقیقی کی سنگت کرتے رہین۔ تو کبھی نہ

بگڑنے کی نوبت آتی نہ بٹ مڑے ہوتے اور نہ بے وقت کا راگ الاپتے پھر
جو کچھ نظر آتا حسن ہی حسن جو نغمہ سنائی دیتا دلکش ہی دلکش۔ اسی ادراک کائنات
کو ہاف مین مرتے دم "پر لطف لذت حیات" کہہ گیا ہے یہی رمز "المجاز
قنطرۃ الحقیقت" کی کنجی ہے۔ اسی مضمون کا ترانہ۔ توحید کے رنگ میں ڈوبا
ہوا ایک ایشائی صوفی اس طرح گا گیا ہے ؎

کہ بچشمان دل مبین جز دوست　　　ہر چہ بینی بدانکہ مظہر اوست

اگر یہ ہنموئی خضر فطرت سے یہ آبحیات کسی سکندر طالع کو نصیب ہو گیا ہے
تو اسکی قلیل زندگانی بھی در اصل حیات جاودانی بنگئی ہے۔ اور اگر اس سے
محروم رہا ہے تو عمر خضر و مسیح بھی نہایت قلیل المیعاد ہو گئی ہے۔ گیا وقت زندگی
کی ساعتیں گذرین۔ ہزار گھنٹے گھڑیان زبان حال سے رشتہ حیات کم ہونے
پر بلند صدائیں دیں ؎

غافل تجھے گھڑیال یہ دیتا ہے منادی　　　گردون نے گھڑی عمر کی اک اور گھٹادی
چاند سورج اپنے بچھون گو ٹے کرکے کھلے خزانے روشن کرتے جائیں گے ؎

ہر دم از عمر میرود نفسے　　　چون نگہ میکنی نماند بسے

مگر وہ خفاش طالع خفتہ بخت میٹھی نیند سوتا رہتا اور حشائش و نباتات
کی طرح ہوا کے سہارے زندگی کے دن کاٹتا ہے اور کانون کان خبر نہیں ہوتی
کہ موت کی گھڑی سر پر آن کھڑی ہوئی آفتاب عمر لب بام ہوتا جاتا ہے اور
کوئی دم میں بجز فنا کچھ نہ ہوگا۔
پس انسان جو بہ تدبر اس عالم مجاز کے نظارے سے دلبستگی اور حظ حاصل کرتا ہے گا

اُسی قدر شکوتو یا زندگی کا حاصل نصیب ہوتا رہے گا۔ رہا مرنا جینا وہ کوئی چیز نہیں ہے

لائی حیات آئے قضا لے چلی چلے
اپنی خوشی نہ آئے نہ اپنی خوشی چلے

اگر اس چمن ہستی میں مثل گل آنکھ کھلتے ہی خزان کی صورت دیکھنی پڑی اور میر درد کی طرح کہتے اُٹھ چلے کہ ؎

اس عالم ہستی کی عجب سیر ہی لیکن
جب آنکھ کھلی گل کی تو موسم تھا خزان کا

یا نفسے چند اور جیے۔ باغ دہر مین پھولے پھلے۔ یا قضا نے اس سے بھی زیادہ مہلت دی جوانی دوانی کا مرحلہ طے کرکے پیری کی حد مین قدم رکھنے دیا۔ بہار کا موسم بخیریت تمام کرکے خزان کے دن بھی دیکھنے کو ملگئے۔ غرضکہ آج ہی چل بسے یا دو چار دن اور جیے لیکن دل اگر زندہ دوانا چشم بصیرت بینا گوش حقیقت شنوا ہی تو زندگی ہی۔ اور جو یہ نہین تو ایسا جینا مرنے سے ہزار درجہ بدتر ہی۔ ؎

زندگی زندہ دلی کا ہی نام
مردہ دل خاک جیا کرتے ہین

اور اُسکا سبب یہی ہی کہ وقت مقررہ کے انتظار مین جو زمانہ گذرتا ہی اُسکو انسان بے حقیقت اور فضول سمجھ کے بالطبع چاہتا ہی کہ کسی طرح جلد کٹ جائے صحیفۂ کائنات سے مثل حرف غلط حک ہو جائے۔ یا جو کچھ اس حالت مین سرزد ہوا ہی اُسکی وقعت ہذیان سے بڑھکے نہ ہو پس اسطرح ایسی زندگی محض ہیچ پیچ و بیکارہ ہو جاتی اور اپنی علت غائی پوری نہین کر سکتی ہی۔ غرضکہ اسی طرح کے خیالات سرالڈ منڈ کے دماغ مین اُسوقت آنے لگے جب

انھون نے اس قصے کو ختم کیا ہی اور انکو معلوم ہوا ہی کہ یہ حسینہ جو خدا کے ہان سے ایسا دل ایسا پاکیزہ ادراک حس - اور ایسی چشم بصیرت لائی تھی - اُسکا خاتمہ یون ہوا - اسمین کلام نہین کہ ابتدائے عمر مین اتفاقاً اُسکی بصیرت پر گہرا پردہ پڑ گیا تھا جس نے کبھی اس گلشن ہستی کی سیر نہ کرنے دی - اور کامل دس برس تک یہ دُنیا اُسکے حق مین گور کافر کی طرح تنگ و تاریک رہی - اور اُن چیزون سے جن سے لطف نظارہ نہ اُٹھا سکی جنکے دیکھنے کی نظر فطرت کی سرکار سے عطا ہوئی تھی - بلکہ صرف دلکش صدائین سُنتی اور کور کورانہ ادھر اُدھر ٹٹولتی رہی - اگر آج اُسکی قسمت ہیٹی نہوتی تو مبدا ز فیاض سے وہ نداق اُس کو عنایت ہوا تھا کہ نعمات قدس سے پوری بہرہ اندوز ہوتی - اور شکر خدا بجا لاتی مگر وہ دُنیا جسمین اُسکو رہنا سہنا پڑا اور جہان اُس کو پھلنے پھولنے کی گنجایش تھی - وہ بخت و اتفاق سے ایسی اندھیری رہی کہ مرتے دم تک اُسکے حق مین قبر ہی بنی رہی - خیر بیندہ سولہ برس کی عمر تک تو تقاضائے سن سے اُسکو خود ہی کوئی خیال نہ آیا - مگر ہان جب سے شعور آیا تب سے البتہ امید و بیم نے جھلکی دکھانی شروع کی کہ ممکن ہی خدا وہ دن بھی لائے - آرزوے دلی بر آئے - اور ہم بھی لطف حیات اُٹھایا کرین - مگر

اے بسا آرزو کہ خاک شدہ

دُنیا مین کامیابی کی خوشی اور حصول مدعا کی مسرت نہایت ناپایدار ہی افسوس ہی جس خوشی کے انتظار مین برسون چشم براہ رہی وہ میسر تو ہوئی مگر طرفۃ العین مین معدوم بھی ہو گئی - ہزارون لاکھون مین شاید کوئی

خوش قسمت ایسا ہو کہ اُسکو کچھ دنون کے واسطے یہ دولت ملی ہو۔ ورنہ یار رواس دُنیامین تو یہ قاعدہ نہین۔ چنانچہ وہ ساعت اسکے واسطے بھی آئی کہ طاقت بشری یہ پردۂ ظلمت آنکھون سے اُٹھائے۔ اپنے پرائے بہت سے جمع ہوئے۔ اور بڑے شوق اور توجہ سے کحال کی سبکدستی اور عمل کی خوبی دیکھنے کے منتظر ہوئے۔ اور وہ نوعمر لڑکی بھی بیم ورجا کی حالت مین آموجود ہوئی اسوقت جو کیفیت اُسکے دل کی تھی اُسکی تصریح اور تفصیل فضول ہے ہر اہم اور مہتم بالشان موقعے پر جیسی حالت انسان کی ہوتی ہے ویسی ہی اُسکی بھی تھی۔

الحاصل کحال زمانہ نے اپنا مشاق اور بنا تلا ہاتھ لگایا۔ اور پل مارتے وہ پردہ جو نظارۂ فطرت مین حائل تھا اُٹھ گیا۔ سبھی کچھ دکھائی دینے لگا۔ مگر قاعدہ ہے تازہ کھلی آنکھ کو یک بیک نور نظر آنا مضر ہوتا ہے اس لیے پھر روشنی روک دی گئی۔ تاکہ رفتہ رفتہ بصیرت عادی ہو جائے۔ مگر عمل ختم ہو گیا۔ صرف چند روز کے واسطے ضبط اور صبر درکار رہا۔

جن خوش قسمتون کو آنکھون کی نعمت نصیب ہے وہ قدرت کے کرشمے خلقت کے تماشے ہر وقت دیکھتے دیکھتے عادی ہو جاتے ہین انکو نہ خبر کی ہوتی نہ چکا چوندھ لگتی ہے۔ فصلون کا بدلنا نیچر کا برسات کی رت۔ جاڑے کے موسم۔ گرمی کی فصل مین رنگا رنگ کے لباس بدلنا۔ صبح کا سہانا سمان دوپہر کی گرما گرمی۔ رات کا سناٹا۔ نہ کوئی نرالی بات۔ نہ آفتاب کا باجاہ و جلال طلوع وغروب شفق کا پھولنا۔ چاند کی ٹھنڈی روشنی۔ ستارون کی چمک دمک انوکھا واقعہ۔ مگر وہ شخص جو ایک عرصۂ دراز سے بصارت سے محروم رہ گئے ہیں

بینا ہوا ہو وہ اُس حُسن کائنات کا نظارہ کرکے کاریگر کی صناعیوں سے
ایسی لذت روحانی حاصل کرتا ہے کہ کسی اور کو نصیب ہی نہین۔ اسکو دنیا کا چپہ چپہ
ہزار دلچسپ اور حیرت انگیز سامان سے بھرا ہُوا معلوم ہوتا۔ اور خالق کائنات کی یاد دلاتا ہے
الحاصل جس وقت سر اڈمنڈ مارٹم گھر کو واپس آرہے تھے راستہ مین انکو ایک
جھونپڑی نظر آئی دروازے پر پہونچکے چرٹ سلگانے کو آگ مانگی۔ ایک نو عمر
آدمی دُبلا پتلا بیمار صورت نکلا۔ مگر بشرے پر شوخی و شرارت پائی جاتی تھی۔ اُسنے
دیکھتے ہی کہا "اہا سر اڈمنڈ آپ ہین مین تو آپ کو پہچانتا ہون۔ آئیے اندر تشریف لائیے
سر اڈمنڈ۔ ہان قریب ہی میرا مکان ہے۔ شاید تمنے......
اجنبی جی نہین۔ مین نے کہین اور آپ کو دیکھا ہے۔ مین گھر سے ادھر اُدھر باہر
تو نکلتا ہی نہین۔ اس قرب وجوار مین آپ کو کیونکر دیکھا ہوگا۔ ایک زمانے مین
مین بھی دُنیا کا آدمی تھا مگر اب مجھکو انسان کے نام سے نفرت ہے۔
سر اڈمنڈ۔ ہان بیشک۔ مگر معلوم ہوتا ہے کہ انسانون کی محبت ترک کرکے اب تم مزے مین ہو
اجنبی۔ (کچھ دیر تامل کرکے) ہان اب مجھے یاد آیا۔ مین نے پیرس مین آپ کو دیکھا
تھا۔ جو عجیب و غریب واقعہ وہان آپ کے ساتھ ہوا وہ بھی خوب یاد ہے۔ مگر شکر ہے
اُس خطرناک مجلس سے آپ کو رہائی ملی۔ مجھے تو آپ کے جرم کا کبھی یقین نہ تھا۔
بخوبی جانتا تھا کہ آپ بیگناہ ہین۔ خود مجھے اپنے تجربہ سے معلوم تھا کہ کچھ اتفاقات
ایسے ہو گئے۔ جیسے آپ اس طرح پھنس گئے۔ مجھپر بھی ایسی ہی مصیبت پڑ چکی ہے مگر
تمھارا معاملہ سنگین تھا۔ اور میری داستان تو ایسی ہے کہ سُننے والون کو ہنسی
آتی ہے۔ پیرس مین آپنے کبھی میرا نام سُنا ہوگا مجھے لوگ مسٹر فرگسن "دنیادار"

کہا کرتے تھے۔ خیر اگر آپ ازراہ عنایت ذرا دیر غریب خانے پر دم لین تو مفصل حال عرض کرون۔ سر اڈمنڈ کو ایسی باتون کا مرض ہی تھا چٹ راضی ہو گئے اور مسٹر فرگسن نے نفیس شراب کی بوتل نکال کے میز پہ لگا دی گلاس رکھے چرٹ لائے اور یون حالات بیان کرنا شروع کیے۔

رانی کیول کانتی کے حالات

پیدایش۔ والدین تعلیم وغیرہ کے حالات بیان کرنے کی ضرورت نہین صرف اتنا کہدینا کافی ہو کہ اسوقت میری عمر پچیس سال کی ہو۔ مان باپ کو خدا نے دولت ثروت بھی دی تھی اور اٹین اور کیمرج کے دار العلوم مین جو کچھ فضولیات پڑھائے جاتے ہین وہ بھی مین نے حاصل کیے ہین فضولیات اس نظر سے مین کہتا ہون کہ آج اگر کوئی شخص اس لاطینی اور یونانی قدیم زبان کے اطمینان پر کسی کارخانہ مین اچھا خاصہ روپیہ لگائے تو اُسے تجربہ ہو جائے گا کہ مین نے دھوکا کھایا اور یہ علوم کوڑی کام کے نہین بہت سے تعلیم یافتہ لوگ جو اپنے علوم سے فائدہ نہین حاصل کر سکتے بلکہ اکثر مقاصد سے محروم ہی رہتے ہین اسکی وجہ یہی ہی کہ جو کچھ تعلیم حاصل کرتے ہین مناسب طور سے کام مین نہین لا سکتے برخلاف اسکے ایک سوداگر بچہ سیاق اور بہی کھاتے کا کام سیکھ کے اپنی روٹی بآسانی کمانے لگتا ہی۔

خیر اب میرا قصہ سُنیے۔ والدین کا انتقال تو ابتداے عمر ہی مین ہو گیا تھا۔ جب اکیس برس کی عمر پہونچی تو مین خود مختار ہوا۔ کئی ہزار پونڈ ترکہ کا ملا مین نے ارادہ کیا کہ دنیا مین بکار آمد تعلیم تو واجبی ہی واجبی ہوئی ہی۔ آؤ دیگر اقالیم

سفر کرو اور جو کچھ تعلیم مین کمی ہو اُسکو ذاتی تجربہ سے پورا کرو قدیم زبانون کے حاصل کرنے مین جو اوقات ضایع کی ہو اُس سے دُنیا کا کوئی کام نہین نکل سکتا۔ اب آنکھ کھول کے اُسکو دیکھنا اور قدیم تعصبات اور رسم و رواج کی خُردبین آنکھون سے اُتارنا چاہیے۔ اتنی سمجھ تو خدانے مجھکو دی ہی تھی کہ سمجھتا دنیا کے کاروباری انگریز اس جہل مرکب مین گرفتار ہین۔ کہ ہم دُنیا کو اتنا جان سکتے ہین کہ انسان کے دل کے حالات جو عوام الناس کی نظرون سے خدانے پوشیدہ رکھے ہین۔ ہمارے سامنے آئینہ ہین۔ اس قسم کے لوگ بڑی چلت پھرت کے ہوتے ہین اور ہر فرد بشر ایسا معلوم ہوتا ہی کہ شیس ناگ دیوتا یہی ہی جو اپنے پھن کی نوک پر اس سارے کرہ زمین کو اُٹھائے ہوئے تھے جو لوگ اپنے سے کم سمجھ رکھتے ہین اُنکی نہایت تحقیر کی جاتی ہو غرور اور تمکنت کا یہ حال کہ اگر کوئی گستاخی سے صرف اتنا پوچھ بیٹھے کہ وہ علوم جنکے انوار سے نفس انسانی نظر آسکتا ہی آخر آپ ہی کے حصے مین کیون پڑے ہین۔ کیا دنیا مین اور بندگان خدا نہین فضلنا بعضکم علی البعض۔ تو آپ کے غیظ و غضب کا حال نہ پوچھیے طبیعت مین وہ جوش و خروش پیدا ہوتا ہی کہ گویا پہاڑ سے ایک دریا امنڈتا چلا آتا ہی۔ اور حشر تک ختم ہی نہوگا چشم و ابرو کے اشارون سے کام لیتے ہین اور اگر گوشہ چشم سے بھی نظر عنایت کسی پر ڈالی اور اُس کمبخت نے نہایت خوشحال و بشاش ہوکے اظہار شکریہ نہ ادا کیا تو پھر اس سے بڑھکر کوئی گستاخ اور بیہودہ نہین مختصر یہ کہ انگریزی قوم کا دُنیا دار ایک بڑا رفیع الشان شخص ہوتا ہی۔ اور سمجھتا ہی کہ جیسے گھوڑدوڑون کے جلسون مین دھکی بھکی باتین کرتا ہون ویسا ہی پولیٹکل فصاحت کے

جو ہر دکھاتا ہوں یا بھٹی پر مٹی کی گجیوں مین ٹھرااُراتا ہون ہر جگہ میری عزت
توقیر خواہ مخواہ ہونی چاہیے۔ غرضکہ اس ظاہری تن بھن اور خودداری کو
دیکھکے مجھے یقین ہوگیا کہ یہ لوگ لاکھ کچھ ہوں مگر سب ڈھول کے اندر خول ہین
اپنا مدعاے دلی حاصل ہونا نہین چلو اور ملکون کی سیاحت سے فائدہ حاصل کرنے
چنانچہ تمام مقامات کی سیر کی اور خوب معلومات حاصل کی۔ پیرس مین اگر
کوجیا ن بھی ملا اُس سے کچھ سیکھا اور اگر ممبران پارلیمنٹ۔ افسران فوجی سے
ملاقات کی تو اُنسے بھی کچھ حاصل کیا۔ تھوڑے ہی دنون مین اپنے نزدیک مین بھی
دُنیا کا آدمی ہوگیا اور سمجھنے لگا کہ اس قدر دولت معلومات میسر ہوگئی ہے کہ
کتنی ہی صرف کی جائے خزانہ کم ہونے والا نہین ہے مین پیرس ہی مین تھا کہ ایک شام
کو گریسی کا گانا سننے کی غرض سے اٹلی کے تماشہ گاہ جانے کا اتفاق ہوا وہان
دیکھا ایک نہایت حسین عورت بیٹھی ہوئی ہے۔ ایسا حسن وجمال تو مجھے کبھی دیکھنے
کی نوبت نہ آئی تھی۔ اُسکے ساتھ ایک مسن عورت تھی وہ کوئی اسکی خادمہ معلوم
ہوتی تھی۔ کیونکہ جب کبھی بات چیت کرتی تھی تو نہایت ادب کے ساتھ۔ یہ حسینہ
نہ حسینہ قدرت خدا کا نمونہ تھی گوری گوری رنگت۔ بڑی بڑی آنکھین اور ان
مین بلا کی لگاوٹ۔ کمان ابرو سیاہ گھونگروالے بال۔ مانگ جادۂ عشق کی راہ
صراحی دار گردن۔ غرضکہ سرتاپا نور کے سانچے مین ڈھلی ہوئی۔ پوشاک سادی
مگر حد کی غریب۔ زیور تھوڑا تھوڑا مگر نہایت بیش قیمت۔ حرکات وسکنات سے
اگرچہ بے تکلفی ظاہر تھی مگر انداز وادا سے یہ بھی پیدا تھا کہ جس درجہ کی ہے
اُس کا بھی پاس ولحاظ رہتا ہے۔ نبوٹ نام کو نہین کہان تو گریسی کا گانا

سننے گئے تھے۔ کہان سوائے ان کے اور کسی بات کا دھیان ہی نہ رہا۔ ایک نظر دیکھتے ہی لٹو ہو گئے۔ دوسری طرف نظر اٹھانے کو جی ہی نہ چاہا۔ ۵
ہوش جاتے رہے نگاہ کے ساتھ صبر رخصت ہوا اک آہ کے ساتھ
محافظ سے پوچھا۔ اسنے کہا جناب یہ غسنت رانی کیول کانتی کی ہو بہن بنے
کہا یہ کون ہین یہ خطاب تو آج تک سننے مین نہین آیا۔
چونکہ یہ دستور ہی یہ لوگ تمام معززین کے حالات سے پوری آگاہی رکھتے ہین اور فرائض مین عموماً عورتین بھی ان خدمات پر متعین ہوا کرتی ہین۔ اسنے کہا حضرت یہ ملک اسٹریا کی ایک رانی ہین۔ اکثر موسم سرما پیرس کی سیر مین بسر فرماتی ہین بعنایت الٰہی ذی مرتبت امیر کبیر رانی صاحب ہین۔ پھر دولت حسن اُسپر سونے مین سہاگا ہی۔ ایسی حسینہ تو چشم فلک نے آج تک دیکھی نہ ہوگی۔
"سبحان اللہ کیا کہنا"
مین۔ انکی شادی بھی ہو گئی ہوگی۔
محافظ۔ جی حضور ابھی تک آزاد ہین۔ یہ خطاب جو ملا ہی وہ موروثی ہی۔ جہان والدین کے ترکے مین اتنی دولت پائی ہی وہان یہ بھی پایا ہی۔
مین نے پانچ روپیہ جیب سے نکال کے تو محافظ کو انعام مین دیے اور جی مین کہنے لگا "واہ بھئی واہ واہ دولت ایسی حسن ایسا۔ عزت یہ کہ خاندانی رانی پھر آزاد۔ خود مختار کسی بات کی کمی نہین"
مین انھین خیالات مین محو تھا کہ اتنے مین پردہ گرا۔ لوگ اُٹھ اُٹھ کے باہر جانے لگے وہ محافظہ بھی اُن تماشائیون کی طرف چلی گئی جنھون نے اُس سے

تیاں منگوائی تھین۔ اور میرے دل مین آیا آؤ ذرا اس پری وش کی صورت نزدیک سے تو دیکھین۔ اور کچھ نہین آنکھین ہی سینکین۔ اچھی صورت دیکھنے ہی کو ہوا کرتی ہے۔ سہ

دو چیز مفت حلال است ہم بشرع درست ۔۔۔ سرود خانۂ ہمسایہ حسن رہگزرے

چنانچہ بیرون آمد کے دروازے پر جدھر سے سب لوگ گذرتے جاتے تھے مین آکے کھڑا ہوگیا۔ جب مجمع کم ہوگیا۔ اور بھیڑ بھاڑ بھی چھنٹ گئی تو دیکھتا کیا ہون دو عورتین خراماں خراماں سامنے سے چلی آرہی ہین۔ ایک کا تو سن ڈھل چکا ہے مگر دوسری ماشاء اللہ سے بالکل نوجوان مخمور بادۂ شباب۔ پیاری صورت۔ بلا کی حسین۔ چہرہ چاند کا ٹکڑا۔ سارا جسم حسن کے سانچے مین ڈھلا ہوا۔ جو دیکھے جان و دل رونمائی مین نذر کر چکے تھے۔ برابر سے جو نکل گئی۔ تو سچ جانیے گویا ایک برق وماں آنکھون کے نیچے چمک گئی۔ ہوش اور حواس جو کچھ باقی ساقی تھے۔ وہ بھی چل بسے۔ محو حیرت بُت بنکے رہگیا۔ اور تو خیال نہین ملتا یاد ہے کہ اس مقام پر پہونچ کے اس دلربا پریوش نے اُس مسن عورت کی جانب مخاطب ہوکے کچھ آہستہ کہا۔ اسی ہین میری اور اُنکی آنکھین دو چار ہوئین جب اُسنے دیکھا کہ مین یون محو نظارہ ہون تو کسی قدر جھپ گئی۔ عارض رخسار پر اک سُرخی سی آگئی۔ گویا اُدھر آتش گل اور اِدھر آتش عشق بھڑک اٹھی۔ مگر افسوس یہ لطف دیر تک قائم نہ رہ سکا۔ اُس کافر نے بمصداق۔

دیدار می نمائی و پرہیز میکنی ۔۔۔ بازار خویش و آتش ما تیز میکنی

جھٹ چہرے پر نقاب ڈال لیا۔ اسوال دانے میرے دلپر وہ غضب ڈھایا

گریبان سے باہر ہی جو لستمہ لگا تھا وہ بھی باقی نہ رہا - اشتیاق کو تھمیز ہوا - عشق مہ لقا اور بھی تیز ہوا - اور مین تھوڑا پشیمان بھی ہوا کہ اس کمبخت دل کی بیتابی سے یہ کیا حرکت بیہودہ مجھ سے ہوئی کہ یون گھورنے لگا اور اپنا پردہ آپ فاش کیا - اگر خدانخواستہ یہ بات طبع یار کو ناگوار گذری تو بسم اللہ ہی غلط ہوئی - مگر پھر عقل نے سمجھایا - ذرا صبر کرو کیا عجب ع ساتھ انکار کے پردے مین کچھ اقرار بھی ہو ذرا آگے چل کے دیکھو تو کیا رنگ نکلتا ہی چنانچہ جب وہ آگے بڑھین تو مین بھی دبے پاؤن پیچھے پیچھے اُنکے ساتھ ہو گیا جب دونون باہر کے پھاٹک تک پہونچین تو وہ بوڑھی عورت آگے بڑھ کے گاڑی کو ادھر اُدھر تلاش کرنے لگی مگر گاڑی کا کہین پتہ نہ لگا - پلٹ کے اُسنے کہا "توبہ کیا جی جلتا ہی - نہ معلوم کوچبان موا کدھر گاڑی لے گیا - یہان کہین اسکا پتہ نہین - یا اللہ - اب کیا کرون" یہ جملہ زبان سے نکلا ہی تھا کہ پہرے والا سپاہی آیا اور اُسنے کہا "اگر اجازت ہو تو مین سواری تلاش کر دون؟"

اُسنے جواب دیا - "ہان - ہان ذری اِدھر اُدھر دیکھو تو لانی کیول کانتی کی گاڑی کے نام سے پتہ چلے گا" آپ جانیے فرانس کے پولیس والے تو دنیا بھر سے مؤدب اور شائستہ ہوتے ہین - وہ فوراً گیا اور دیر تک گاڑی کی تلاش مین ادھر اُدھر پھرتا پھرا - وہان کوئی گاڑی ہو تو ملے - بیچارہ ناکام چلا آیا اور عرض کی حضور بہت ڈھونڈا - ایک ایک سے پوچھا مگر گاڑی نہ ملنی تھی نہ ملی سب یہی کہتے رہے ابھی معلوم ہوتا ہی حضور کی گاڑی نہین آئی"

بڑھیا - معاذ اللہ - کیا حیران کیا اس کوچبان نے - خدا جانے کدھر گاڑی لیکے

چلا گیا۔ اب یہ رکھنے کے لائق نہین نکال باہر کیجیے۔ آج ہی سے برطرف۔

اس موقع پر مین نے آگے بڑھ کے بہت نرمی سے کہا کہ اگر ناگوار خاطر نہو تو اجازت دیجیے کوئی کرایہ کی گاڑی لا دی جائے یا دولت خانے تک پہونچا دیا جائے اس کے جواب مین کہا "اچھا کیا مضائقہ ہی۔ لیکن آپ کی مہربانی بہی کیا کم ہوگی اگر آپ گاڑی لانے کی تکلیف فرمایئے گا۔ گاڑی کا اڈہ قریب ہی تھا مین لپک کے بلا لایا دونون کو سوار کیا اور پوچھا کہان پہونچانے کا حکم دیا جاتا ہے"

بڑھی عورت نے کہا "جہان رانی کیول کانتی فروکش ہین۔ دار العلوم کے قریب"

چنانچہ مین نے کوچبان کو ہدایت کی اور وہ دونون روانہ ہوگئین۔ بڑی بی نے شکریہ کے الفاظ کہے اور رانی صاحبہ نے بھی گردن کو جنبش دیکے گویا تائید کی۔

مین بارش ہوٹل واپس آیا مگر انھین رانی صاحبہ کے خیالات مین مستغرق اب مجھے ادراک ہوا کہ واقعی انکے ساتھ مجھے محبت ہوگئی ہی۔ تمام رات پلک سے پلک نہ لگی۔ خدا جانے کیسے کیسے خیالات بیچین کرتے رہے۔ مگر دل یہی کہتا تھا کہ کہان ہم کہان یہ عالی مرتبت رانی۔ یہ بیل منڈھے چڑھتی معلوم نہین ہوتی۔ اس خیال خام سے باز آؤ۔ ع این خیال است و محال است وجنون۔

الحاصل علی الصباح سب سے پہلے یہی دھن سمائی کہ ہرچہ باد اباد۔ چلو معشوقۂ دلفریب کا قصر تو دیکھ آؤ۔ کہان ہی کیسا ہی۔ چنانچہ جس طرح بنا وہان پہونچا۔ نہایت رفیع الشان مکان ادھر ادھر نوکر چاکر اردلی۔ خدمتگار زرق برق وردیان پہنے سارے لگائے اپنے اپنے کام مین مصروف تھے۔ ظاہری

شان و شوکت دیکھ کے مجھے یقین ہوگیا کہ واقعی شب کو اس محافظ عورت نے جو کچھ بیان کیا تھا وہ لفظ بہ لفظ صحیح تھا۔ تھوڑی دیر تک وہان کھڑا دیکھتا رہا۔ کوئی تنسا سا تو تھا نہین مجبوراً واپس آیا۔ اب جہان تک خیال جاتا تھا کوئی صورت ملنے کی نظر ہی نہ آتی تھی۔ کسی قسم کی کوئی مساوات نہین۔ رسائی کا کوئی ذریعہ نہین مگر دل قابو مین نہین اُسکو ان معذوریون سے کوئی مایوسی نہین ہوتی۔ اسی تردد و انتشار مین بیٹھا تھا کہ ایک فرانسیسی صاحب ملاقاتی آگئے۔ اُن سے کچھ ایسی گہری دوستی تو تھی نہین۔ ہان رسمی ملاقات تھی۔ انھون نے متردد اور پریشان دیکھکے حال پوچھا کہ آخر آج آپ اسقدر بدحواس کیون ہین۔ مین نے اُنسے شب گذشتہ کی کیفیت بیان کی انھون نے کہا واقعی وہ رانی ہین تو ایسی ہی بہت سے لوگ اُنسے شادی کے خواہشمند ہین بڑے بڑے امیر راجون بابوؤن کے ہان سے بات آتی ہی مگر اُنکے خیالات کچھ عجیب غریب معلوم ہوتے ہین کسی کو منظور ہی نہین کرتین مجھے تھوڑی سی سنک بھی اُن مین پائی جاتی ہی۔ اگر کسی کے ساتھ شادی کرینگی بھی تو شاید اس سے جس سے اُن کا دل ملجائے۔ پھر چاہے اسمین کوئی امیر ہو چاہے غریب محض قسمت کی بات ہی۔

مین۔ بھلا ہمارا ایسا مقدر کہان۔

فرانسیسی۔ کیون یہ غیر ممکن کیا ہی۔

مین۔ آپ کی باتون سے البتہ کچھ کچھ امید ہوتی ہی۔ خیر پھر بھی اگر ایسا ہی ہم بھی تن بہ تقدیر کچھ کوشش کرین۔ آگے کچھ ہونا نہونا مقدر کے ہاتھ ہی۔

کوئی ایک ہفتہ نہ گذرا ہوگا کہ مارچ کے مہینے مین باغ کی سیر کو مین بوائس ڈی بلون کی طرف چلا گیا۔ وہان نسیم خوشگوار کے جھونکے - جا بجا درختون کے سائے۔ سبزۂ نو خاستہ کی بہار مین کچھ ایسا جی لگا ایک جگہ بیٹھکے رانی تک رسائی کی تدبیرین سوچنے لگا - اتنے مین ایک طرف نظر اُٹھائے جو دیکھتا ہون تو سامنے سڑک پر ایک چار گھوڑون کی گاڑی نہایت درجہ آراستہ و پیراستہ ادھر ہی آتی ہوئی دکھائی دی - جب قریب پہونچی تو واہ وا گھر بیٹھے خضر ملے - مُنھ مانگی مراد پائی وہی رانی صاحب جنھون نے اس قدر دیوانہ بنا رکھا تھا گاڑی مین بیٹھی ہوئی ہین - اور تین مصاحبین اور انکے ہمراہ ہین گاڑی جدھر جدھر جاتی تھی مین اُنکے گلزار حسن کے نظارے سے آنکھین سینکنے کو اُسی طرف دیکھتا جاتا تھا۔ گاڑی تو خیر نکل گئی مگر یہان سمند عشق کو ایک اور تازیانہ ہوا دبی ہوئی آگ بھڑک اُٹھی۔ زخم دل ہرے ہوئے وحشت نے پانون نکالے۔ دیوانہ وار ادھر اُدھر پھرنے لگا۔ خدا جانے کتنی دیر تک چکر لگاتا رہا - کہ ایک دفعہ مجھے کسی کی آہٹ معلوم ہوئی - متحیر ہوکے ادھر اُدھر نظر دوڑائی - دیکھتا کیا ہون تھوڑے فاصلے سے ایک شاہزادی چلی آتی ہین بے اختیار میرے دل مین کشش پیدا ہوئی اور چند لمحون کے اندر دیکھا کہ رانی صاحب خرامان خرامان سامنے سے آرہی ہین - نظر سے نظر ملتے ہی کسی قدر جھیپ گئین مین نے جھک کے صاحب سلامت کی - اور ڈرتے ڈرتے اتنا کہا وہ معاف فرمائیے گا آپ رانی کیول کانتی ہین نا؟"

اُنھون نے غور سے سرتاپا دیکھا اور مسکرا کے خاموش رہین - مین نے

پھر عرض کیا شاید حضور کو میری گستاخی ناگوار گذری ہو لیکن ہم لوگون کے
ہان معززین بلالحاظ مدارج لوہنین ایک دوسرے سے تقریب ملاقات کر لیتے ہین
رانی نے نہایت نرم ونازک آواز سے جواب دیا۔ "معلوم ہوتا ہی آپ
انگلستان کے رہنے والے ہین"۔ مین نے بھی آہستہ سے کہا "جی ہان"۔
رانی نے کہا یعنی "امراے انگلستان سے" اُسوقت نہین معلوم کیون خلاف
واقعہ میری زبان سے "ہان" نکل گئی مگر بعد کو پھر مین سوچا کہ خیر کچھ مضایقہ نہین
ہی۔ اس سے اتنا تو مطلب نکلے گا کہ مساوات کی ملاقات ہوگی۔
فوراً مین نے جواب مین کہا جی ہان لوگ کہتے تو یہی ہین۔ لیکن آجکل خفیہ
سیاحت مین ہون اور فرگسن کے نام سے مشہور ہون۔
یہ جملہ سُنکر اُنکے چہرے پر ایک بشاشت آگئی اور مجھے بھی یقین ہوگیا کہ میری
اس حرکت سے وہ ناخوش نہین ہوئین۔ فقرہ چل گیا۔ پالا مار لیا۔ اب جاتی
کہان ہین۔ اس اطمینان پر اب کچھ اور بے تکلفانہ بات چیت کا ارادہ ہوا کہ یہی
موقع ہی جو کچھ جی مین ہی کسی عنوان سے کہ گذرو۔
مین نے کہا گستاخی معاف کچھ اور عرض کرنے مین ادب مانع ہی۔ مگر بے کہے رہا
بھی نہین جاتا عجب درد دل ہی۔ زبان سے اُف نکلتی ہی تو خاطر نازک پر گران گذرنے
کا اندیشہ ہی ضبط کرتا ہون تو جان جانے کا خوف ہی ع گویم مشکل وگرنہ گویم مشکل
رانی۔ اے حضرت خدا کے لیے یہان نہ کچھ کہیے سُنیے میری مصاحبین کہین آنہ جائین
اسوقت تو اتفاقیہ ٹہلتے ٹہلتے ادھر نکل آئی ہون وہ بھی اسی طرف آتی ہونگی۔
مین۔ خدا کا لاکھ لاکھ شکر آپ نے اتنی عرض تو سُن لی۔ اب کچھ امید بندھی۔

رانی - خیر زیادہ ٹھہرنے کا موقع نہیں - مکان بھی جلد پلٹ جانا ہی - کہ شب کو بھی تماشے مین جانے کا ارادہ ہی -

یہ کہکے وہ ایک جانب چلی گئین اور مین بھی خوش خوش دوسری طرف چل نکلا اس وقت فرط مسرت سے جو کیفیت میری تھی اُسکا اندازہ بجز میرے اور کوئی نہین کر سکتا کبھی گاتا جاتا تھا کبھی کودتا تھا کبھی ناچتا تھا غرضکہ عجیب حرکات مجنونانہ مجھ سے سرزد ہوتے تھے - اخیر جلسے مین اسکا بھی اشارہ تھا کہ آج بھی تماشہ گاہ مین چلنا چاہیے - پھر بھلا یہ کیونکر ممکن تھا کہ مین وہان نہ پہونچتا سب سے پہلے مین جا موجود ہوا دروازے بھی کھلے نہ تھے اور ہم برآمدے مین ٹہل رہے ہین تھوڑی دیر کے بعد تماشہ گاہ کا دروازہ کھُلا اور مین فوراً داخل ہوا - جاتے ہی رانی صاحب کی نشست کے قریب ہی کرسی پر بیٹھ کے انتظار کرنے لگا - پردہ اُٹھنے سے چند لمحہ پہلے وہ بھی داخل ہوئین اور وہی بڑی بی ہمراہ تھین - دیکھتے ہی انھون نے بھی پہچان لیا - اور آنکھون ہی آنکھون مین کچھ باتین ہوگئین -

الحاصل تماشہ دیکھتے رہے اور وقتاً فوقتاً ایکٹرون اور گانے والون اور پردون کی نسبت کچھ باتین بھی ہوتی رہین رفتہ رفتہ عشق و محبت کا ذکر بھی مین نے چھیڑ دیا - اور اسکی خوبیان کچھ اس انداز سے بیان کین کہ رانی نفس مطلب کو پہونچ گئین کبھی نیچی نگاہ کر لیتین کبھی سر جھکا لیتین یا کوئی اور ایسی ہی ادا کرتین جس سے ظاہر ہوتا کہ ان کے دل پر بھی کچھ اثر ہوتا جاتا ہی - جب مین نے دیکھا کہ رنگ کچھ جم چلا ہی تو اب اپنے اعزاز مرتبے خطاب دولت

وغیرہ کا بھی جستہ جستہ ذکر شروع کر دیا مختصر یہ ہو کہ تماشہ ختم ہوتے ہوئے
مین نے کہا کہ اگر آپ اجازت دین تو دولتخانے پر کسی روز حاضر ہون - اسکو
سُنکر رانی صاحب نے کہا کہ سفیر انگریزی کو تو اس بات کی اطلاع ہو ہی گئی کہ
آپ نام بدل کے حقیہ سفر کر رہے ہین -
مجھے انکار کا موقع ہی کیا تھا مین نے اقرار کر لیا -
رانی - تو پھر ایسی حالت مین یہ امر خلاف قاعدہ ہوگا کہ بدون اپنا اصلی نام
ظاہر کیے آپ یون مل سکین اور میرے واسطے بھی بدنامی کی بات ہو -
مین - لیکن مین نے تو عرض کیا ہو کہ کئی وجوہ ایسے ہین کہ غیر شہرون مین اپنا اصلی
نام مین نہین ظاہر کر سکتا اگر آپ اجازت دین تو مین وہ مصالح تحریر کر کے آپ
کی خدمت مین بھیجدون -
رانی - مگر میرے نام کے خطوط اُن لیڈی صاحب کے پاس پہلے جایا کرتے ہین جو
سب مصاحبین کی افسر ہین -
اس عرصے مین تماشہ ختم ہو گیا - لوگ روانہ ہونے لگے - مین بھی اُٹھا - اور
باہر جاکے رانی صاحب کی گاڑی تلاش کرنے لگا - اس دفعہ دیکھا کہ ایک
سادی سی گاڑی ہو جسمین کوئی مارکہ یا نشان خاندانی کچھ بھی نہین اور صرف ایک
کوچبان وہی گاڑی ہانکے وہی سوار کرائے -
غرضکہ گاڑی دروازے پر آئی - اُسی پر اُنکو سوار کرا دیا اور رانی صاحب
روانہ ہو گئین - مین اُسی طرف سے مارش ہوٹل مین آکر پھر اُسی دُھن مین پڑ گیا -
ایکی دفعہ بہت کچھ مزاج مین رسائی پیدا کر لی تھی - امید اور بھی قوی ہو گئی تھی -

طرح طرح کے منصوبون کا سامان فوراً سے فراہم ہو گیا تھا۔ رات بھر یہی خیالی پلاؤ پکاتا رہا۔ اسی مین مین نے ایک خط بھی لکھا جس مین اپنے عشق و محبت کی داستان بڑے جوش و خروش سے بیان کی اور صبح کو اسکو ڈاک مین روانہ بھی کر دیا۔ شام کو بڑے انتظار کے بعد جواب آیا۔ خوشی خوشی سر آنکھون پر رکھا بڑے ذوق و شوق سے بوسے دیے۔ دیر تک کامیابی امید مایوسی کے خوف سے عجیب تذبذب رہا کہ کھولون یا نہ کھولون۔ آخر کار جس طرح بنا مُہر چاک کی خط پڑھتے ہی بے اختیار ہاتھ سے چھوٹ گرا۔ سناٹا ہو گیا۔ دیکھتا کیا ہون کہ وہی میرا خط لفافے مین بند کر کے واپس کر دیا ہے۔ ایک لفظ بھی اپنی طرف سے نہین لکھا۔ اب طرح طرح کے خیالات دل مین آنے لگے جواب نہ لکھنے کی کیا وجہ۔ کیا کوئی امر خلاف شان تھا۔ اچھا اگر یہی بات تھی تو اتنی جرأت ہی اُنھون نے کیون دلائی تھی۔ ؎

محبت جو مجھ سے نہ منظور تھی تو چھپ چھپ کے آنکھین لڑاتا تھا کیا
یہ کونسی حرکت ستم ایجادی کی تھی آخر اس فریب سے اُنکو حاصل ہی کیا ہے ع
ابیٹھے بٹھلائے ناشکیب کیا

غرضکہ اسی طرح کے مایوسانہ خیالات مین محو تھا کہ کسی کی آہٹ معلوم ہوئی بیک کے دروازہ کھولا۔ دیکھتا کیا ہون یہ تو وہی مس لیڈی صاحب جو تماشا گاہ مین ان کے ساتھ تھین موجود ہین بے اختیار میری زبان سے نکل گیا۔

"آپ رانی صاحب کے ہان سے تشریف لائی ہین؟"

"جی ہان" کہکے لب پر انگلی رکھی اور اشارہ کیا کہ خاموش رہو۔

الحاصل کمرے مین داخل ہوئین۔ مین اب چپ چاپ منتظر ہون کہ آخر زبانی پیغام کیا ارشاد فرماتی ہین۔ ان نیکبخت نے تھوڑی دیر کے بعد پوچھا "کیون صاحب آپ ہی نے آج صبح کو خط بھیجا تھا؟" مین نے سر سے اشارہ کیا "جی ہان"

"اور وہ خط رانی صاحب نے آپ کو واپس کردیا؟"

مین۔ برگشتگی قسمت۔

"وہ اسوقت آپ کے پاس ہی؟"

مین۔ جی ہان یہ لیجیے مین تو اسے چاک کیے ڈالتا تھا۔

ان نیکبخت نے میرے ہاتھ سے خط لے لیا اور کھول کے پڑھنے لگین۔ جب پڑھ چکین تو یون بولین "تم نے اچھا کیا جو اُس ملاقات کا مذکور اسمین نہ کیا۔ اسمین کوئی ویسی بات نہین صرف رسمی اُلفت و اشتیاق کا اظہار ہی یہ بات چندان ہرج کی نہین"

مین نے مضطرب ہوکر کہا خدا کے لیے کچھ صاف صاف تو فرمایئے آخر اس کا مطلب کیا ہی۔

لیڈی۔ اصل یہ ہی کہ رانی صاحب کی ایک مصاحب ہین وہی تمام خطوط اُنکے نام کے کھولتی ہین۔ آپ کا خط بھی جب گیا ہی تو نہ اچھی طرح پڑھا گیا نہ رانی صاحب سے اسکا مذکور آیا یہ سمجھا ہوگا کہ جیسے خطوط حسین امیرزادیون کو عموماً اوباش لکھا کرتے ہین ویسا ہی یہ بھی ہوگا۔ لیکن آپ کا خط مین کوشش کرکے رانی صاحب تک پہونچا سکتی ہون۔ اب آپ ایک بات کیجیے۔ آیندہ جولی تلمان کے نام خط

بھیجا کیجیے۔ اور جواب بھی جو کچھ ہوگا وہ جولی ہی کی طرف سے آیا کرے گا۔

میں نے کہا "جناب ہم تو بالکل مایوس ہی ہو گئے تھے۔ تمام حسرتوں آرزوؤں کا خون ہو گیا تھا۔ حالانکہ اصل پوچھیے تو آپ کی رانی صاحب نے در پردہ بڑی بڑی امیدیں دلائی تھیں بہت کچھ اظہار محبت کر چکی تھیں۔ اب آپ کی باتوں سے پھر ڈھارس بندھ چلی ہے یقین ہو گیا۔ کچھ دل میں بھی جگہ ہے بالکل سرد مہری نہیں آئی ہے"

لیڈی۔ سرد مہری کیسی اے صاحب انکو اچھی خاصی محبت ہے آپ سے۔

میں۔ بھلا کوئی امید ہے کہ ایسا معشوق عالم فریب ہاتھ لگ جائے گا جس کے واسطے آج ہزاروں مجنون سرگردان و پریشان ہیں۔

لیڈی۔ اجی امید کیسی یقین مانیے۔ مگر یہ میں آپ سے کہے دیتی ہوں کسی خط میں شادی کا تذکرہ نہ کیجیے گا یہ سمجھ لیجیے کہ خفیہ نکاح ہوگا تاکہ کسی طرح عوام میں مشہور نہ ہونے پائے جب نکاح ہو چکے گا خود رانی صاحب شاہنشاہ اسٹریا کو اطلاع دینگی اور آپکے واسطے وہاں سے خطاب راجگی آئیگا اُسوقت جاکے پورے طور سے اعلان ہوگا

اس مژدہ جانفزا کو سُنکے آپ خود خیال کر سکتے ہیں میری کیا حالت ہوئی ہوگی۔ میں نہیں کہہ سکتا تھا عالم خواب تھا یا بیداری تھا مجھے سر و پا کی خبر ہی نہ تھی ایک حسینہ منتخب روزگار کا وصل۔ دولت بے پایان خطاب راجگی۔ یہ سب باتیں ایسی تھیں کہ بائیس ۲۲ برس کی عمر والے کو اپنے حواس میں نہیں رکھ سکتی تھیں۔ ان نیکبخت نے پھر وعدہ کیا کہ آپ کا یہ خط ضرور رانی صاحب تک پہونچا دیا جائے گا۔ اور رخصت ہو گئیں۔

اب مجھے پورے طور پر یقین ہوا کہ آج میرے برابر عقلمند کوئی دنیا مین نہین
ہی اور میری چالین ایسی ہین کہ عقلمندی کا خطاب مجھی پر زیب دیتا ہی سب
معمر عقلمند سچ نظر آنے لگے اُن مین کون بات ہوتی ہی سوا اسکے کہ نوجوانون کو
ناتجربہ کار طفل مکتب سمجھین اُنکے شباب کو نظر حسرت وحسد سے دیکھین اور
قدیم تجربون کے جہاز شکستہ کے ٹکڑے پارچے اسکے کہنہ مستولون کے ادھورے
جملے جمع رکھین اور اپنے تئین لقمان وقت سمجھتے رہین۔
اور مین بعنایت الٰہی جوان عقل۔ جوان سال۔ جدید تجربون نئی تحقیقات
کے اصول پر عمل کرنے والا اور پھر ایسے تازہ معلومات پر عملدرآمد کرکے راجہ
بننے والا۔ ع چہ نسبت خاک را با عالم پاک ٭ بھلا عقلمند وہ ہین یا مین ہون
حضرات ناظرین آپ نے اکثر دیکھا ہوگا ایک صاحب سڑک کے چوراہے پر
کھڑے یا کسی باغ عامہ کی روش پر جمے سادہ دل بھولے بھالے گنوارون کے
سامنے اپنی لسانی اور فصاحت کے جوہر دکھا رہے۔ تجربہ اور عقل کی باتین چھانٹ
رہے ہین جنکی صورت پر لیاقت اور عقلمندی برس رہی ہی چہرہ تمتمایا ہوا۔
گردن کی رگین پھولی ہوئین۔ گویا مگرم توپ ہین کہ ایک منٹ مین سو فیر
کرسکتے ہین نشۂ لیاقت مین چور ہین وہ وہ نکتے عقل کے بتاتے ہین کہ بیچارے
گنوارون کی سمجھ اُن تک رسائی نہین رکھتی سب ایک حیرت کے ساتھ منھ کھولے
ہکا بکا ٹکٹکی لگائے روے مبارک کو دیکھتے جاتے اور اعتقاد آسب باتون کو وحی
آسمانی سمجھتے جاتے ہین کہین پنڈت جی۔ مہراج کے لیے گاڑی۔ چوکی بچھائے چار
زانو بیٹھے۔ باباجی مرگ چھالا بچھائے آسن جمائے پوتھی کھولے سامعین کا

جم غفیر چارون طرف گھیرے۔ کچھ دری قالین۔ جا جم کے مکلف فرش پر کچھ ٹاٹ کے ٹکڑے یا کملیون یا کھریون پر۔ اور بہت سے زمین پر اکڑون بیٹھے نہایت توجہ سے جوگ الٓہیات۔ فلسفہ مابعد الطبیعیات کی باریکیان بگوش دل سنتے اور خاک نہین سمجھتے ہین کسی مسجد مین جناب مولوی قدوس صاحب ممبر پر وعظ فرماتے ہین اور مومنین رقیق القلب میان عیدا قصاب نوری نورباف گھورو ندا کو لطائف و دقائق تصوف و اخلاق۔ و شرع سنا سنا کے رقت مین لا رہے ہین کسی جگہ روشن خیالون نئے تعلیم یافتہ حضرات کا جلسہ ہی۔ کرسیان بچھی ہین بیچ کھچا کھچ بھرے ہین ملکی اور قومی ریفارمرون اور جان نثارون کے مارے تل دھرنے کو جگہ نہین ملتی۔ بیچ مین کوئی وکیل صاحب یا ہندوستانی بیرسٹر صاحب بہادر یا ڈاکٹر گل افشانی کر رہے بلبل کی طرح چہک رہے ہین۔ اور زمانہ بھر کی معلومات۔ عمرون کے تجربون کے خزانے کا منھ کھلا ہوا ہی۔ دریاے فصاحت دھڑلے سے بہ رہا ہی۔ زمین آسمان کے قلابے ملائے جاتے ہین تمدن سیاست مدن حکمت تدبیر منزل رفاہ عام غرضکہ ساری دنیا کے معاملات اور مسائل کی دھجیان اُڑ رہی ہین لیکن ان مین سے کسی حضرت کو عملی دنیا مین کھڑا کر دیجیے اور فرمایش کیجیے کہ بھلا جو زبان سے کہتے ہین ویسا کرکے دکھائین تو اللہ نے چاہا ایسے کورے اُتر ین کہ دس برس کا چھوکرا اُنسے سمجھدار ہوشیار نکلے۔ تو وجہ کیا زمانہ مین اس قدر انقلاب اور تغیر لمحہ بہ لمحہ ہوتا جاتا ہی اور نئے نئے معاملات ایسے ہر وقت پیدا ہوتے جاتے ہین کہ پرانی دقیانوسی صلاحین جو متقدمین دے دلا کے قبرستان مین جا کے سو رہے ہین اس وقت تک کسی کام

نہین آ سکتین جب تک اس بات کا سلیقہ نہو کہ موافق زمانہ کارروائی کرین اور ظاہر ہی موافقت زمانہ بدون اصلی جوہر ذاتی عقل و فہم کے ممکن نہین۔ واقعی زمانے کو اپنے موافق کرنے کا ڈھب جیسا مجھکو ہی شاید ہی کسی کو ہو۔ پس مجھکو موافقت زمانہ پر ناز کرنا چاہیے۔ زمانہ ہم ایسون کے موافق ہوا کرتا ہی۔ نہ ان دقیانوسی بڈھے کرم خوردہ عقل والون کے۔

قصہ مختصر بڑی بی کی صلاح کے مطابق مین نے کئی بڑے بڑے تختے اپنے اشتیاق و محبت کے مضامین سے سیاہ کرکے جولی تلمان کے پتے سے روانہ کر دیے اور ادھر سے جواب بھی نہایت تسکین بخش آنے لگے۔ بس پھر کیا تھا رسل رسائل کا سلسلہ کھل گیا کئی ہفتون تک خط و کتابت جاری رہی۔ طرح طرح کی امیدون سے دل مسرور رہا کیا۔ اب اس مشغلے مین وہ محویت ہوئی کہ یار دوستون سے بھی ملنے کو جی نہ چاہا کبھی کبھی کسی سے مل لیا۔ مل لیا۔ ورنہ ہم ہین اور خیال یار اور وعدہ ہاے دل خوش کن! مگر مین نے کسی سے اس کامیابی کی امید کا ذکر تک نہ کیا۔ ہان اگر بہت کہا تو اشارتاً کنایتاً صرف اس قدر کہ دنیا مین اقبالمند ہونے کی ترکیبین یارون کو خوب یاد ہین۔ زمانے موافق کرنے کی گھاتین ہم خوب جانتے ہین دیکھیے گا اس ذلیل حالت سے چٹکی بجاتے یون نکلتے ہین۔ جیسے صابون سے تار کوئی دن کی دیر ہی۔ پھر دیکھیے گا یہ سارا دلدر دور ہو جائیگا اور ہم بھی اقبالمند ہونگے شناسا اور ملاقاتی بھی جاننے لگے کہ واقعی یہ شخص نہایت عقیل۔ فرزانہ اور ہوشیار چلتا پرزا ہی اور خدا نے اس عمر مین وہ عقل اسکو عطا کی ہو کہ بڑے بڑے تجربہ کار اسکے مقابلے مین طفل مکتب ہین۔ ہان اگر اپنی ہوشیاری سے ایسے

درجے کو پہونچے تو کوئی تعجب کی بات نہین اکثر لوگون کا قول ہو کہ جب تک آدمی پچاس برس کا نہ ہولے اور زمانہ اپنے سرد و گرم نشیب و فراز سے اُسکی بے باکی اور نا انجام بینی مین اعتدال نہ پیدا کرلے اس وقت تک اُس سے زمانہ موافقت نہین کرتا۔ پہلے آدمی مکروہات دنیا کی بھول بھلیون کی اچھی طرح سیر کرلے اسکے بعد اُسکے کردار قابل اعتبار بن سکتے ہین یعنی پہلے آدمی ابتداے عمر مین خوب جی کھول کے چھچھورپن کرلے۔ اور جوانی مین کوئی بیہودہ حرکت اُس سے چھوٹ نہ جائے بلکہ بڑھاپے تک بے حیائی کرتا رہے۔ الحاصل دنیا کے اکھاڑے مین خوب کٹا پٹا ہوا گر کا نکلے تب جاکے موافقت زمانہ کرنے کے قابل ہوسکتا ہو۔

مگر مجھے اپنی نسبت یہ حسن ظن تھا کہ مین اس قاعدے سے مستثنیٰ ہون چنانچہ اسی اطمینان پر ایک روز سر شام بیٹھے بیٹھے مین نے ایک لمبا چوڑا اشتیاقیہ خط اپنی معشوقہ کو دوھر گھسیٹا کہ بس اب یہان تاب انتظار نہین۔ خدا کے واسطے زیادہ نہ ترساؤ۔ دل بیتاب کو ایک لمحہ قرار نہین صاف صاف جواب دو کہ تمھین مجھے شادی منظور ہو یا نہین اسکا جواب نہایت ذوق شوق سے بھرا ہوا آیا جس مین لکھا تھا کہ خود اپنا بھی یہان یہی حال ہو بلکہ تم سے زیادہ بے چینی اور بیتابی ہو ؎

بحمداللہ محبت دونون جانب سے برابر ہو
اگر تم ہم پہ مرتے ہو تو ہم بھی جان دیتے ہین

یہان خود انتظار ہو خدا کب وہ دن لاتا ہو کہ وصال یار نصیب ہو اور عمر عزیز عیش و راحت سے بسر ہو۔

مگر یہ ذرا دقت کی بات تھی۔ اسٹریا کی ایک رانی تھین اور سفیر سلطنت
اسٹریا اُنکی ذرا ذراسی بات کی نگرانی کرتے تھے اس سے خوف تھا کہ جب
وہ اس امر کو سُن پائین گے تو لامحالہ اس معاملے مین مخل انداز ہونگے۔ اور
جہان تک اُنکے اختیار مین ہوگا۔ کوئی بات اسکے خلاف کوشش کرنے مین
اُٹھا نرکھین گے۔ چونکہ ہم دونون کا مذہب پراٹسٹنٹ تھا۔ فرانس مین
کسی جگہ اس مذہب والون کا باضابطہ نکاح بھی نہوسکتا تھا لے دے کے
صرف وہی ہوٹل اس کام کے واسطے مقرر تھا جہان سفیر اسٹریا مقیم تھے بس
لاکھ اخفا نکاح مین کیا جائے گا تو بھی اُنپر اسی وقت کھل جائیگا۔ مگر آپ جانیے
مین موافق موقع کارگذاری مین مشاق ہی تھا مین نے ایک تجویز یہ سوچ نکالی
کہ آؤ انگلستان چلے چلین وہان جس شہر مین چاہین گے بآسانی گرجا جا کے
نکاح پڑھوالین گے۔ کام دل بھی حاصل ہوگا اور شرعی حیلہ بھی ہاتھ آجائیگا
جس وقت یہ ترکیب معشوقہ پری جمال نے سُنی پھڑک گئین۔ اچھل پڑین اور
راضی ہوگئین علاوہ دل کی خواہشون کے عقل کی مصلحت بھی اس عجلت
مین داخل تھی یعنی حیثیت تو اپنی واجبی واجبی ہی تھی۔ دولت وافر کہان سے
آتی۔ بات یہ آپڑی تھی کہ امیرون کی طرح رہنا سہنا۔ دولتمندون کی طرح
فضولی کرنا بھرم قائم رکھنے کے لیے لازمی تھا۔ پھر بیش بہا اشیا، جواہرات
زیورات کے تحائف نے دوالہ نکال دیا۔ جو کچھ پاس تھا سب اُٹھ چکا تھا۔
اب صرف دو چار ہزار روپیہ انگلستان کے بنک مین باقی رہگیا تھا۔ صرف یہی
امید تھی کہ بعد شادی کے دولت فراوان ملے گی اُسی سے حسرت نکلے گی

پس جہان تک ہوسکے اس معاملہ مین جلدی کرنا چاہیے۔ ایسا نہو کوئی کھنڈت پڑجائے اور یہان یار لوگ موچی کے موچی رہجائین۔

خیر خدا خدا کرکے وہ دن آیا چھ بجے صبح رانی صاحبہ کو مع مصاحبین و رفقا کے کرائے کی گاڑیون پر جلدی جلدی سوار کرکے بندہ روانہ ہوگیا۔ گاڑی تیزی کے ساتھ چل نکلی اور آگے بڑھکے جب اضطراب کم ہوا تو مین نے کہا "رانی صاحب آپ نے کچھ اسکا بھی بندوبست کرلیا ہو کہ آپ جو چند روز کے واسطے غیر موجود رہین تو کسی کو کوئی اور شبہہ نہو"

رانی - لے بس۔ اب دنیا سازی کے ادب تعظیم کو تہ رکھو۔ جانی والڈراب تو کوئی دم مین ہم تم میان بیوی ہونگے۔ ان تکلفات کی کیا ضرورت ہو۔ آج سے مجھے رانی وانی نہ کہا کرو۔ ہان سب بندوبست گھر کا کردیا ہو۔ تم مطمئن رہو۔ یہ سُنکے مین نے جوش شوق مین اُنکا نازک ہاتھ اپنے ہاتھ مین لے لیا خوب بوسے دیے اس حرکت پر وہ بڑی بی جو گاڑی مین ہمراہ تھین مصلحتاً منھ پھیر کے راستے کی سیر دیکھنے لگین اور مین نے لپک کے رانی صاحب کے یاقوت لب کا چٹاخ سے ایک بوسہ لے لیا۔ غرضکہ ہنستے کھیلتے مزے اُڑاتے رہے اور اسی لپیٹ مین جب کبھی اُنھون نے میری جائداد اور دولت اور جاگیر کی نسبت کوئی بات پوچھی تو مین بلا تکلف جواب شافی دیتا رہا۔ اب پورا یقین ہوگیا کہ واقعی اپنی محبت اُنکے دل مین بھی بہت کچھ ہو۔ چال چل ہی گئی۔ اب کیا ہو۔ نشہ محبت نے وحشت کرلیا۔ جال مین پھانسنا ہو بس اب چند روز کے بعد حقیقت حال سے بھی آگاہ کرینگے۔ اور اس چال پر معذرت

بھی کر لین گے۔ پھر آخر محبت مین کیا کرینگی۔ معاف ہی کر دینگی۔ ادھ جی اسکی
فکر ہی کیا محبت اور جنگ مین سب باتین روا ہین۔ آخر کار دوسرے دن
ہم سب بولون جا پہونچے حسن اتفاق سے اُسی وقت ایک خانی کشتی لندن
جاتی تھی۔ بس فوراً انتظام کرکے اُسپر روانہ ہو گئے۔ اور تھوڑی ہی دیر مین
انگلستان کے دار السلطنت مین داخل۔ شہر کے مغربی حصے کے ایک ہوٹل
مین سب کو ٹھہرایا اور ڈاکٹرس کامنس مین جاکے اجازت نامہ حاصل کیا۔
چلتے وقت رانی صاحبہ نے کہدیا تھا کہ دیکھو صرف میرے خاندان کا نام لکھانا
باقی خطاب تاب کی کوئی ضرورت نہین چنانچہ ایسا ہی کیا گیا اور مختصر یہ ہے کہ
وہان سب ٹھیک ٹھاک کرکے واپس آیا۔ اور خدا کی عنایت سے جھٹ نکاح پڑھوالیا
نزدیک آئے دور دہ رنج و تعب ہوا چٹ منگنی پٹ بیاہ سُنا تھا سو اب ہوا
اب یہان کی سیر رانی صاحب کو کچھ ایسی بھائی کہ فرمایش کی تھوڑے دن
اور ٹھہر جاؤ خیر جبراً قہراً ایک اچھا سا مکان کرایہ کو لینا پڑا۔ سجا سجایا۔ آراستہ
کیا۔ اور رہنے لگے۔ بعد چند روز کے اور فرمائش ہوئی کہ اسطرح گمنامی مین
کب تک پڑے رہین۔ اپنا خطاب اُس زمانہ تک جب تک شہنشاہ اسٹریا کو
ان تمام حالات کی اطلاع دے کر اجازت نہ لے لون مشہور نہین کر سکتی تم
کو اب اپنے خطاب کے اختیار کرنے مین کوئی مصلحت مانع نہین رانی کیول
کانتی نہ سہی لیڈی فرگسن تو آخر مشہور ہونگی۔ لوگون کی نظرون مین
اعزاز تو ہوگا۔ مین نے لاکھ عذر حیلے حوالے کیے۔ بات کو ٹالا اسکو تہ یا بست
تو آپ جانتے ہی ہین میری ایک نہ چلی۔ اور صرف اسپر کیا اور بھی بہت سی

باتون مین تجربہ ہوا کہ جب وہ ضد پر آجاتی تھی تو دنیا اِدھر کی اُدھر ہو جائے
مگر وہ اللہ کی بندی اپنی ہی ضد کرتی تھی۔ سچ کہا ہو سونا جانئے کسے۔
آدمی جانئے بسے۔ بعض وقت کچھ اُس لب و لہجہ چشم و ابرو سے فرمایش کر بیٹھتی
تھی کہ مجھے چون و چرا کی جرأت ہی نہوتی۔ دبی بلی چوہون سے کان کٹائے۔
مین اس لحاظ سے یہ سب زیادتیان سہتا تھا کہ کہین ایسا نہو ابھی سے بھانڈا
پھوٹے سارا طلسم ٹوٹے اور سب کارستانی کھُل جائے۔ اسیطرح یہ ہوا کہ رانی صاحب
نے پیٹ سے پانون یہ نکالے کہ سلامتی سے اِدھر اُدھر سیر تفریح کو جب سوار
ہوتین تو کوئی دوکان نہ چھوڑتین جہان قیمتی قیمتی جواہرات پوشاک اور اور
چیزین نہ لے آتین اور سب کی قیمت لارڈ فرگسن کے نام نہ لکھی جاتی۔ اب
تو دیوالہ نکلنے کے پورے سامان ہو گئے کب تک تکلف رہتا۔ ایک دن
مین نے قصد کر لیا کہ حقیقت حال سے رانی صاحبہ کو اب ضرور آگاہ کرنا چاہیے
اگر یہی رنگ رہا اور لوگ فرضی نام کے اعتبار سے ہزارون کا مال دیتے چلے
گئے تو ایک دن یہ ہونا ہی کہ جعلسازی اور فریب مین پکڑے جاؤ حقیقت آبرو ہی
وہ بھی خاک مین ملے جیلخانہ نصیب ہو۔ آخر جی کڑا کرکے مین نے کہا "جان من
ایک بات کہون اگر تمکو مجھسے محبت ہی تو معاف کر دو گی؟"
رانی۔ (میری گردن مین باہین ڈالکر) کیا اس مین بھی تمکو کچھ شک ہی"
مین۔ اچھا اگر مجھسے کوئی خطا ہوئی ہوگی تو معاف کردو گی؟ وعدہ کرو تو کہین۔
رانی۔ ہان۔ مگر ایک خطا نہ معاف کرونگی۔ بیوفائی۔
مین۔ (خوش ہوکے) مجھے تم سے یہی امید تھی۔ اصل بات یہ ہو کہ تمھارے

حسن وجمال پر ایسی فریفتگی ہوئی کہ تم سے ملنے کی چاٹ مین ایک چھوٹا سا حکمہ چلنا پڑا۔ خدا نخواستہ تمھارا کوئی نقصان تو اُس مین ہے نہین۔ اور نجابت آبی تم خود صاحب جاگیر وخطاب ہو۔ میرا فرضی خطاب کچھ تمھارے اعزاز کا باعث تو تھا نہین۔ رہی دولت اُس کی بھی تمھارے تمول کے مقابلہ مین کچھ حقیقت نہین۔

اس جملہ کو سنکر رانی صاحب زرد ہو گئین اور اگر لپک کے پکڑ نہ لون تو غش کھا کے گر پڑین۔ خیر مین نے انھین لٹایا۔ جلدی سے پانی چہرے پر چھڑکا تب وہ جا کے ہوش مین آئین اور آنکھ کھولتے ہی۔ پہلے یہی بات پوچھی "یہ تم نے مجھسے کیا کہا؟ کیا سچ مچ تم نے مجھکو دھوکا دیا یا مین خواب دیکھتی ہون؟"

مین۔ کیا کہون واقعہ تو یہی ہے۔ جانمن۔

رانی۔ صاحب غصہ سے کانپنے لگین اور جلکر بولین "آگ لگے تیری جانمن کو۔ خدا غارت کرے۔ ارے یہ فریب دل مین سمایا کیسے تیرے۔ اور یہ کہکر تکیہ سے منھ چھپا کے زار قطار رونے لگین۔

دُنیا مین مجھکو اتنا تجربہ ہو گیا تھا کہ مین عورتون کی اس خاصیت سے آگاہ ہون کہ انکو غم کا جوش پہلے بہت ہی ہوتا ہے۔ اور اگر تھوڑی دیر اپنے حال پر چھوڑ دی جائین تو طبیعت ٹھکانے ہو جاتی ہے۔ چنانچہ مین کمرے سے نکل کے چمن مین ٹہلنے لگا۔ پھر ایک دوست کے ہان چلا گیا۔ وہین کھانا بھی کھایا اور معمول سے زیادہ دیر کے بعد گھر پر واپس آیا۔ بڑے کمرے مین اس امید سے گیا کہ خیال رفع دفع ہو گیا ہوگا اور رانی صاحب مسکراتی ہوئی زینت آغوش ہونگی۔ مگر ؎

اسے بسا آرزو کہ خاک شدہ

بی صاحب وہان تشریف ہی نہ رکھتی تھین۔ اب اور کمرون مین تلاش کیا کہین پتہ نہین۔ بڑی بی جو ساتھ تھین وہ بھی غائب۔ گھبرا کے خانساماں کو بلایا۔ اُس سے معلوم ہوا۔ کہ صبح کو آپ کے تشریف لے جانے کے بعد رانی صاحب مع اپنے اسباب وسامان کے یہان سے تشریف لے گئین اور اپنے ساتھ سب زیور وجواہر ظروف طلائی ونقرئی پوشاک جو کچھ یہان دوکانون سے قرض پر خرید کیا تھا وہ بھی لیتی گئین ہان صرف مجھ بدبخت کو اسواسطے چھوڑ گئی ہین کہ قرضہ ادا کرنے کی فکر مین سرگردانی کرون۔ یہ حال دیکھ کے مین سناٹے مین آ گیا کوچ پر بیٹھ کے سوچنے لگا ع خواب تھا جو کچھ کہ دیکھا جو سُنا افسانہ تھا۔ وہ اولو العزمیان۔ وہ بڑے بڑے ارادے۔ وہ امیدین سب چشم زدن مین خاک مین ملگئین۔ مگر پھر عقل نے بتایا۔ ابھی اُن سے تو شادی ہو چکی ہے۔ وہ تو جورو ہین جا کہان سکتی ہین سند نکاح اپنے پاس ہی ہے آخر قانوناً شرعاً۔ اخلاقاً شوہر کو زوجہ پر کچھ حق ہے یا نہین۔ پھر کس بات کا اندیشہ۔ اس خیال کا آنا تھا کہ جو کچھ روپیہ پیسہ تھا لیکے اُسی وقت بیہ ٹرین سے روانہ ہو گیا۔ اضطراب مین ایک غلطی یہ ہو گئی کہ اُن قرضخواہون کو مین اپنی روانگی کی اطلاع نہ دے سکا جنھون نے روز تقاضے کے واسطے آ آ کے دروازے کی دھول تک باقی نہ رکھی تھی۔

مجھے اچھی طرح سے یقین تھا کہ ہو نہو رانی صاحب اور وہ بڑی بی سیدھی بہرس کو گئی ہونگی چنانچہ مین بھی اُسی طرف چل کھڑا ہوا۔ اور وہان پہونچکے رانی کیول کانتی کے قیامگاہ پر جا پہونچا۔ وہان جو دیکھتا ہون مکان بند۔ پھاٹک محصور۔ کانی چڑیا تک نہین۔ پڑوس مین اِدھر اُدھر پوچھنے سے معلوم ہوا کہ ہان حسب دستور

رانی صاحب تشریف لائی ہین اُسی روز چھ گاڑیون مین مع تمام سامان و خدم حشم جرمنی کو روانہ ہوگئین۔ اس خبر کو سُن کے مجھے چندان مایوسی نہوئی اور ٹھان لی کہ جہان ہون چلو چنانچہ فوراً ڈاک کی اور پیالنس کی طرف چل کھڑا ہوا۔ راہ مین مجھے رانی کی اس حرکت پر بار بار ہنسی آتی تھی کہ بھلا مجھ سے ہوشیار آدمی سے بھاگ کے کہان جائینگی۔ خدا کی قدرت مین زمانہ بھر کا چھٹا ہوا۔ گھاٹ گھاٹ کا پانی پیے۔ اور مجھکو رانی صاحب فریب دینے کی کوشش کرین۔ سند نکاح تو میرے پاس ہے رانی کیول کانتی کیا مال ہین شاہنشاہ اسٹریا بلکہ دنیا بھر کے شاہنشاہ نہین نکاح توڑ سکتے ہین یا جو حق شوہری مجھکو حاصل ہے اُسے رد کر سکتے ہین۔ راستہ مین دریافت کرنے سے یہ بھی معلوم ہوا کہ آگے کوئی چار پانچ کوس کے فاصلے سے اُنکی سواری جا رہی ہے مین نے کوچبان سے لاکھ کہا تیز لے چلو مگر بار بار گھوڑے بدلتے اور ایک جگہ گاڑی ٹوٹ جانے سے ایسی دیر ہوئی کہ ایک دن پہلے وہ پہونچ گئین۔ پیالنس پہونچکے معلوم ہوا کہ رانی صاحب کا قیام شب گذشتہ کو رائل ہوٹل مین ہوا مین تھکا ماندہ تھا ہی رات کی رات وہین ٹھہر گیا۔

مختصر یہ ہے کہ علی الصباح رانی صاحب کی دار الریاست پہونچا۔ یہان وہ ایک دن پہلے پہونچ چلی تھین۔ لوگون کی زبانی سُنا کہ دو دن پہلے سے رانی صاحب کی تشریف آوری کی خبر آگئی تھی استقبال کا پورا اہتمام ہو گیا تھا چنانچہ کل سواری بھی آگئی۔ خیر مین نے ایک سرا مین ٹھہر کے تھوڑی دیر آرام کیا وہان سُنا گیا کہ دو ایک دن مین رانی صاحب کی طرف سے بہت بڑا جشن ہونے والا ہے اور قرب و جوار مین جتنے امرا و شرفا ہین وہ سب بھیس بدلکے ناچ مین شریک

ہونگے۔ یہ سنتے ہی ایک چال مجھکو سوجھ گئی کہ رسائی کا یہ خوب موقع ہے تم بھی
بھیس بدلو اور وہان پہونچ کے اپنے تئین ظاہر کردو ؎
ساتھ چھوڑینگے نہ سائے کی طرح ہم بھی جائین گے جدھر جائیے گا
اس مین ایک فائدہ یہ بھی ہے کہ کام چپ چپاتے ہو جائیگا فضیحتہ بھی نہوگا۔
چنانچہ دن بھر تو سرا مین پڑے رہے مگر رات کو ادھر اُدھر ٹہلنے کے واسطے نکلے
دیکھا تو واہ واہ جا بجا باغ و چمن آراستہ ہین۔ سڑکین نکلین۔ نہرین جاری
ہین۔ کہین خوشنما چمن بندیان کہین طرح طرح کے پھولون کے تختے۔ کسی جگہ سبزہ زار
میدان۔ ان سب کو دیکھ دیکھ کے جی ہی جی مین کہتا کہ ہان آراستگی تو خوب ہے
مگر فرانسیسی یا انگریزی طرز پر نہین بہت کچھ اصلاح کی حاجت ہے خیر کیا
مضائقہ یہ سب ہمارا ہی ہے۔ انشاء اللہ اب آگئے ہین چندروز مین اپنے طور
پر آراستہ کرلین گے۔ سیر سے کسی قدر فرحت ہوئی جی بہلا۔ دل ہلکا ہوا۔
اور اُس شب کو ہوٹل مین آکر خوب چین سے سوئے۔ تمام شب اسی طرح کے
خواب دیکھے کہ یون دولت ملے گی۔ یون اتنی بڑی جاگیر کے مالک ہونگے۔
یہ اعزاز ہوگا۔ یون چینین کرینگے۔ صبح ہوئی آج ہی جشن کا دن تھا۔ مین نے
بھی جلدی جلدی سامان مہیا کیا اور ایک ہسپانیہ کے بانکے جوان کا بھیس
بدلا۔ سیاہ چہرہ لگا کے جشن گاہ مین پہونچا۔
دربان۔ آپ کے نام کا ٹکٹ۔
مین نے کہا "کیا کہین مکان پر بھول آئے" اور دو اشرفیان جھٹ جیب سے
نکال اُسکے ہاتھ رکھین۔ پھر کیا تھا ع۔ زر بر سر فولاد نہی نرم شود۔ منتر چل گیا

اور بندہ بلا تکلف داخل مکان ہوا۔ دیکھا چارون طرف نہایت پرفضا چمن بندیان اور بیچون بیچ مین بہت وسیع ناچ گھر۔ لوگ کثرت کے ساتھ جمع۔ دس دس پانچ پانچ کی ٹولیان آپس مین چہلین کرتی نظر آئین۔ باہر جا بجا میزین بچھی ہوئین اُن پر خوش ذائقہ میوے گلدستے۔ پھولون کی چنگیرین ہر قسم کی شرابین۔ شربت رکھے ہوئے۔ خدام زرق برق وردی پہنے۔ مہمانون کی خدمت مین ادھر اُدھر الہلے گیلے پھر رہے تھے۔ ایک سمت نہایت دلکش باجہ بج رہا تھا۔ اس تمام سامان کو دیکھکر رانی کیول کانتی کی دولت اور لقاست مذاق کا پورا ثبوت ملتا تھا جس وقت مین نے یہ سمان نظر بھر کے دیکھا یہ رفیع الشان قصر۔ یہ وسیع اور پر فضا چمن۔ یہ مینارون پر جگمگاتے ہوے کلس آنکھین ہی تو کھل گئین۔ اور جب یہ خیال کیا کہ یہ سب بنا ہی ہوا اور سب کے ہمین مالک ہین تو نہ پوچھیے دل کو کیسی مسرت ہوئی اور خیال آیا کہ دنیا کا تجربہ حاصل کرنے مین جو عمر عزیز اور دولت صرف کی تھی واقعی وہ سب عاقلانہ کام مین لانے سے ٹھکانے لگی۔

وہین سُننے مین آیا کہ اسوقت تو رانی کا مزاج کسی قدر سلمند ہو گیا ہی ناچ مین شاید شریک نہ ہوسکین لیکن اسکے بعد جو دعوت ہوگی اُس مین ضرور تشریف لائینگی۔ چنانچہ ناچ شروع ہو گیا۔ اسوقت کا سمان بیان سے باہر ہی۔ مکان کیا تھا پرستان تھا۔ نہ تو عمر بھر ویسا کبھی دیکھا۔ اور نہ اب دیکھنے کی امید ہی۔

لوگ قسم قسم کی پوشاکین پہنے طرح طرح کے بھیس بدلے جمع تھے۔ کسی کا ہر کپڑا

بے جوڑ کوئی یکا طرحدار وضعدار بنا۔ کسی کا انوکھا لباس۔ کوئی بالکل سادی وضع مین سر شام باغ مین روشنی کا لگا لگا ہزارہا کنول اور رنگ رنگ کے گلاس جگمگانے لگے۔ ناچ موقوف ہوا۔ لوگ چمنون مین ادھر ادھر خرامان خرامان تفریح اور سیر مین مصروف ہوئے۔ اگرچہ مین ان تمام باتون کو دیکھ رہا تھا مگر اپنے خیالات مین کچھ ایسا محو تھا کہ اس تفریح مین شریک ہونے کو جی ہی نہ چاہا سب سے الگ تھلگ ادھر ادھر ٹہلتا رہا۔ ایکدفعہ باجے کی آواز سے معلوم ہوا کہ دعوت کا وقت قریب آپہونچا۔ باغ مین کنارے ایک نہایت عمدہ مقام اسکے لیے تیار کیا گیا تھا۔ رانی صاحبہ مع اپنی مصاحبین رفقا۔ خدم حشم کے یہین تشریف لانے والی تھین جس وقت آمد آمد کی خبر سُنی گئی۔ تمام مہمانون نے دورویہ کھڑے ہوکے استقبال کیا۔ جو لوگ چہرون پر نقاب ڈالے ہوئے تھے تعظیماً انھون نے اپنے چہرون سے ہٹا دی مین بھی اس سمان کو غور سے دیکھ رہا تھا۔ کہ اس حالت مین کسی کی پہچانی ہوئی آواز کانون مین آئی کہ تم یہان کیونکر ہیو نچے مڑکر دیکھتا ہون تو وہی دوست جو مجھے ہارس کے ہوٹل مین بمقام پیرس ملے تھے اور جنھون نے صلاح دی تھی کہ ان رانی صاحبہ سے راہ ورسم بڑھائے جاو قریب تھا مین انکو کچھ جواب دون کہ ایک نہایت نفیس گت باجے مین چھڑ گئی اور لوگ آگے بڑھے۔ ان مین ایک نہایت حسینہ بیش بہا پوشاک پہنے ہوئے آگے آگے تھی اُنھین دیکھکے مین نے اپنے دوست سے پوچھا دبھئی یہ ہیرے کی تاج والی کون خاتون پریجمال ہین۔؟"

دوست۔ این کیا جواہرات کی چمک نے چکا چوندھ لگا دی یا اپنی معشوقہ

کو بھول گئے۔؟

مین نے کہا نہین۔ یہ کوئی بات نہین ہو مگر بتاؤ تو یہ ہین کون لیڈی؟

دوست۔ یہ وہی ہین جنکے نظارہ جمال کو ساری دُنیا ترستی ہو یعنی وہی رانی کیول کانتی۔

مین۔ رانی کیول کانتی۔ واہ! یہ تو ہرگز نہین۔

دوست۔ اجی ہاتھ کنگن کو آرسی کیا ہو۔ دیکھہ نہ لو۔ وہی سب کے سلامون کا جواب دیتی جاتی ہین یا نہین۔

اب تو مجھکو بڑی حیرت ہوئی۔ یہ معاملہ کیا ہو۔ اپنی جگہ دنگ رہگیا اور غور سے اُن لوگون کو دیکھنے لگا۔ اُس مجمع مین ایک عورت کو جو رانی کے ہمراہ تھی مین نے پہچانا یہ رانی صاحب کی عہدہ برداریون مین تھین جنکے ساتھہ مین نے نکاح کیا تھا۔ مین نے اپنے دوست سے پوچھا یہ شیخت کون ہین اُنھون نے کہا "اران اُنکی ایک خادمہ ہین"!

مین۔ ان کا نام۔

دوست۔ جولی۔

یہ سُنتے ہی ایک سناٹا ہو گیا کہان کی سیر۔ کس کا تماشہ فوراً خطرہ گذرا کہ اللہ اللہ! کیا فریب کھایا ہو۔ کتنے احمق بنے رنڈ بڑا چلمہ دیا۔ ساری دنیا کا تجربہ ہوشیاری بالائے طاق سب ہکئی مجھسا دانا بینا اور یون فریب کھائے۔ وہان سے نہایت خجل اور پشیمان رخصت ہوا۔ ان مکردن کے آگے دعوت کا لطف کس سے اُٹھایا جاتا۔ جہان ٹھہرا تھا گرتا پڑتا پہونچا اور نہایت متردد اور

متفکر پلنگ پر منھ لپیٹ کے لیٹ رہا۔ اب جا کر میری آنکھین کھلین حقیقت حال
آئینہ ہوئی کہ ہونہو وہ دونون جو تماشہ گاہ مین آیا کرتی تھین رانی صاحب
کی خادمائین تھین۔ مین اپنی حماقت سے اُنھین مین سے ایک کو رانی صاحب
سمجھا گیا جب اُنھون نے دیکھا کہ مین اس حماقت مین مبتلا ہون تو اور بھی
بنانا شروع کیا۔ اور نوبت باینجا رسید کہ یہ سمجھ کے کہ مین ایک امیر کبیر نواب ہون
شادی بھی کر لی اب رہ گیا حال کھلنے پردہ اُٹھنے کا اندیشہ اُسکی نسبت میری طرح
اُنکو بھی یہ اطمینان ہوگا کہ جب نکاح ہو جائیگا بعد چند روز کے گذشتہ را صلواۃ
سمجھ کے درگذر کر دین گے۔ اور غالباً اسی وجہ سے جب اُنکو معلوم ہوا کہ مین
بھی یونہی قلاش ہون تو وہ لندن سے چلتی پھرتی نظر آئین اور جس وقت
پیرس پہونچی ہونگی اُسی وقت کیا عجب ہے رانی کیول کانتی کی روانگی کا
زمانہ بھی ہوگا وہ اپنی ریاست آتی ہونگی اُنھین کے ساتھ یہ بھی چلی آئین۔
اس صورت مین آپ خیال کر سکتے ہین کہ اب مجھے اپنی بیوی سے ملنے کا
کیا اشتیاق ہو سکتا تھا۔ اپنی نظرون مین آپ ذلیل خجل اور شرمندہ ہوا
اور دوسرے ہی دن ناشاد و نامراد وہان سے چل کھڑا ہوا۔ روپیہ پیسہ اتنا تھا
نہین کہ انگلستان واپس آسکون بڑی ہی دقت ہوئی خدا جانے کس مصیبت سے
انگلستان پہونچا۔ یہان میرے واسطے دیوانی کا جیلخانہ موجود تھا۔ قرضخواہون نے
نالشین کر کے وارنٹ جاری کرا رکھے تھے۔ آتے ہی اس بلا مین گرفتار ہو گیا۔
مختصر یہ ہے کہ دیوالیہ بن کے گلو خلاصی ہوئی اور اُسدن سے آج تک یونہی
محتاج نان شبینہ کا ہون اس مخمصہ سے اتنا فائدہ البتہ ہوا کہ اب مین سمجھتا ہون

کہ پہلے تو صرف جہل مرکب مین گرفتار تھا مگر اب دُنیا کا تجربہ کار ہون۔
سر اڈمنڈ اس داستان کو بہت غور سے سنتے رہے اور تجربہ کار صاحب کے
اس طرح احمق بننے پر مسکرائے بھی۔ قصہ مختصر مسٹر فرگسن سے یہ کہکے رخصت ہوئے
کہ کل کھانا غریب خانے پر تناول فرمائیے گا۔ اُنھون نے کہا کہ اگرچہ کہین
دعوت کھانے کی میری عادت نہین ہے۔ مگر خیر آپ کے حکم کی تعمیل کرنا واجب ہے
سر اڈمنڈ راستہ مین دنیا اور اہل دنیا کے حالات پر غور کرنے لگے۔ ان
دوست کا قصہ ایسا دلچسپ تھا کہ خلاف معمول اُسوقت طبیعت کسی قدر بشاش تھی
شیکسپیر کا مشہور قول یاد آیا کہ دُنیا ایک اسٹیج ہے۔
دل مین کہنے لگے کہ واقعی دُنیا دونون معنون مین اسٹیج ہے یعنی تھیٹر کا وہ مقام
جہان ایکٹر حاضرین کے سامنے آکے اپنے اپنے پارٹ کرتے اور چلے جاتے ہین اور ڈاک
بھی ہے جس پر مسافر سفر کرتے اور منزل مقصود پر پہونچنے کے لیے چوکیان طے کرتے ہین۔
دُنیا ڈاک گاڑی ہے اور اُسکے سوار اُس مسافر سے مشابہ ہین جو اپنے جائے قیام
کی تلاش مین ہر جگہ سرگردان پھرتا ہے۔ جہان چوکی ملی۔ گاڑی ٹھہری سمجھا یہی منزل
مقصود ہے۔ اب سفر تمام ہوا تھوڑی دیر ادھر اُدھر نظر کی کہ اتنے مین پھر گھنٹی بجی اور
معلوم ہوا گاڑی ہنکنے والی ہے جو مسافر اُس کے تھوڑی دیر کے ساتھی تھے
اُن سے بادل ناشاد رخصت ہوا پھر طوعًا و کرہًا اسباب باندھا اور آگے چل نکلا
بس یہی حال اس دُنیا کے چلتے پُرزون کا ہے۔ وہ سمجھتے ہین کہ آگے
بڑھکے ہم ایسی جگہ پہونچ جائین گے۔ جو اس مقام سے مختلف ہے جہان ہماری
کارگذاریون کا نتیجہ معقول نکلے گا اور اغراض بھی بخوبی پورے ہونگے۔ وہان

مہلت ملے گی کہ باطمینان تمام اپنے عادات اور خصائل کو ایمانداری اور دینداری کے اصول کے مطابق درست کرلیں۔ مگر افسوس جیسے جیسے راستہ طے ہوتا جاتا ہی ویسے سراب کی طرح منزل مقصود آگے بڑھتی جاتی۔ اور اسکے کان مین برابر انظرالی الدنیا کی صدا آتی رہتی ہی۔ کوئی جگہ ایسی نہین ہی جہان دنیا کی ڈاک گاڑی ہوکے نہ گذرتی ہو۔ ہر قصبہ اور شہر مین ناشتہ اور آرام کرنے کے واسطے ٹھہر جاتی ہی گانون گانون سے اسکا استقبال ہوتا ہی۔ چپے چپے پر اسکے قدمون کی برکت سے چہل پہل ہی۔ معاملات اور کاروبار جاری ہین۔ لوگ ادھر سے ادھر جوق جوق جمع ہوتے اور اہتمام مین دوڑ دھوپ کر رہے ہین۔ کوئی گھر ایسا نہین جسکے دروازے پر یہ گاڑی کھڑی نہوتی ہو اور "دنیا دنیا" کی صدا ہر کوچہ و برزن سے نہ بلند ہوتی ہو۔ نیکی کی لاگ ڈانٹ پر اسنے کرایہ اتنا سستا کردیا ہی کہ "سواری مفت" کی صدا اسے برابر مسافرون کو اپنی طرف کھینچے لیتی ہی۔ تاکہ اس پر بے تکلف سوار ہون جسین سے بیٹھین۔ اور سفر دوامی کے واسطے روانہ ہوجائین۔ راستے مین شدت گرد و غبار سے نظر اس قدر خیرہ۔ کثرت غوغا سے کان اتنے بہرے۔ ہجوم ہمسفران سے دل اس قدر بیچھر اختلاف و تنوع سے مذاق اتنا غارت ہوجاتا ہی کہ نجس اور ناپاک۔ پریشان اور باطل خیالات کے سب معین بنجاتے ہین اور نیک و بد کی کوئی تمیز نہین رہتی۔ آجکل سارے جہان کے سفر کا خبط ہر شخص کے سر پر سوار ہی سنیچر پانون پڑا ہی اگر "دنیا گاڑی" مین سفر نہ کروگے تو تنگدلی خیال کیجائے گی متمول

اور باوضع صحبتون سے محروم رہوگے اور لوگون پر یہ ظاہر ہوگا کہ مثل بگیہ
شہرت پسندون کے تفریح عیش و عشرت سے تمکو نفرت ہی گویا کہ تم "ارکان
دنیا" کے خادم ہو جو خود تو ممالک غیر مین امیرانہ سفر کو تکمیل تجربہ کی غرض سے
نکل گئے ہین اور تمکو چھوڑ گئے ہین۔ کہ گھر پر رہکے ریاست اور علاقہ کی نگرانی
کرو بچون کی تعلیم و تربیت مین سر کھپاؤ۔ اُن غربا کی پرورش اور صلاح
کرو جنکا کچھ آزوقہ اُنکی سرکار سے مقرر ہی۔ اور دیکھتے رہو کہ اُن کی جائداد
کی سرحدیان سلامت رہین۔ کھائیان نہ بگڑنے پائین۔ باغون سے کوئی میوہ نہ
چُرالے جائے دیوارین نہ گرین اور آمدنی نہ گھٹے۔ کیونکہ اگر خدانخواستہ آئین
کمی آئی تو سفر مین کھنڈت پڑ جائیگی مختصر یہ ہی کہ تم اسواسطے چھوڑ دیے گئے ہو
کہ مالکون کی غفلت اور فضولی سے دُنیا کے عالیشان قصر کے انہدام اور دیوال
نکلنے کا جو خوف ہی وہ پیش نہ آنے پائے اور سب وہ کام کرتے رہو جنسے مالک
کو کام کرنے کی تکلیف گوارا نہ کرنی پڑے۔ کمائین خانخانان اُڑائین فہیم
دُکھ بھرین بی فاختہ اور کوے میوے کھائین۔

مگر یکسان زندگی کاٹنا "دنیا گاڑی مین سفر" نہین کہلاتا بلکہ غلامی
کی حالت مین محنت شاقہ اُٹھانا ہی۔ اور ایک ایسے گھرانے مین ملّا اور ولی
امام۔ اور خادم۔ داروغہ اور محرر بنکے رہنا ہی جہان ماتحت کم اور افسر
زیادہ ہون۔ "دنیا گاڑی مین سفر کرنا" محنت سے بھاگتا ہی اور راستہ مین
"عارضی قیام" کرنا دُنیاوی کامون کو سرانجام دینا ہی۔ پس انسان کو اس
امر کی تمیز چاہیے کہ "سڑک پر چلنا" کیا اور اُسپر کام کرنا کیا ہی۔

سفر مین عمر بسر کرنا" اس تصفیہ کا نام ہو کہ نہ تو نرم اور نازک لچکدار رگ دن کی ترغیب مین انسان آئے اور نہ ہموار شاہراہ کو چھوڑکے ناہموار اونچی نیچی پٹری پر چلا جائے جہان دنیا کی ڈاک گاڑی کی راہ صاف کرتے وقت کنکر پتھر ڈھیر کر دیے گئے ہین - تاکہ اسکی رفتار مین وقت نہ پڑے - اس گاڑی کا راستہ ہموار زمین ہو کے تو گذرا ہو مگر نشیب مین واقع ہوا ہو اس مین ریگستان صحرا اور دلدل کثرت سے پڑتے ہین - تاریکی سے نکلنا کبھی نصیب نہین ہوتا نہ آفتاب کی روشنی نہ وسیع کھلے میدان میسر آتے ہین - تیز رفتاری کا یہ حال ہو کہ نظر نہین جمتی راستے مین کسی چیز کا شمار نا ممکن ہو - جی اکتا جاتا ہو - اگر کوئی ہمسفر یا رفیق طریق ہو تو "مضرت" جو ہر وقت پہلو دبائے بیٹھی ہو -

بس اسی طرح کے خیالات مین غرق ہمارے حضرت سرا ڈمنڈ ...... کے مکان سے اپنے گھر تک تشریف لائے اُس وقت چاندنی چھٹکی ہوئی - آسمان صاف - راستہ کی ہر چیز بخوبی دکھائی دیتی تھی - دفعتہً سامنے سے ایک سایہ راستہ کاٹ کے نکل گیا اور انکو تاریک سی ایک شے نظر آئی سمجھے شاید نظر کا دھوکا ہو یا کسی اُڑتے ہوئے پرند کا سایہ پڑا انھون نے کچھ خیال نہ کیا - اتنے مین کچھ کھٹکا معلوم ہوا جیسے کوئی پتا گرتا ہو یا کسی پرند کے پرواز کی آواز ہوتی ہو - اُنھون نے مڑکر دیکھا - ایک شخص منھ چھپائے سیاہ لبادے مین لپٹا طابق النعل بالنعل انکے پیچھے پیچھے لگا چلا آتا ہو - یہ کچھ کہنے ہی کو تھے کہ اُس شخص نے خنجر نکال کے انکے سینے پر مارنا چاہا چاندنی مین اسکی چمک دیکھکر سر ادمنڈ جھجک کر پیچھے ہٹ گئے - وار خالی گیا - اور وہ شخص نہایت سرعت کے ساتھ یہ جدا

وہ جا۔ جب تک سنبھل کے اُسکے پیچھے دوڑین نظروں سے غائب ہوگیا اور
یہ مجبوراً گھر واپس آئے۔ لاکھ غور کیا مگر سمجھ مین نہ آیا کہ آخر دُنیا مین ان کا
کون ایسا عدوئے جانی ہے جو جان لینے پر آمادہ ہوگیا یہ مقام بھی ایسا نہین
جہان کسی چور یا قزاق کا خیال ہو۔ علاوہ اسکے اگر قاتل کو نفع کا خیال ہوتا
تو اس طرح بھاگ بھی نہ جاتا ایک دفعہ وار خالی گیا تھا تو دوسرا کرتا اور سب سے
بڑھکے بڑی بات یہ ہے کہ اس طرح کے لوگ لاٹھی یا طپنچہ سے کام لیتے ہین خنجر
بہت ہی کم ساتھ رکھتے ہین غرضکہ اسی اُدھیڑ بُن مین رات بھر نیند نہ آئی ادھر
اُدھر کروٹین بدلا کیے۔ کبھی تو اس واقعہ کا خیال اور کبھی مسٹر فرگسن کا قصہ یاد
آتا رہا۔ آخر ان کو پھر اسی خبط نے گھیرا کہ رانی کیول کانتی کا بھید کسی طرح
دریافت کرنا چاہیے۔ دولت دُنیا۔ دولت حُسن اس قدر ذی اختیار عورت کا
اسکے بعد نہین معلوم کیا رنگ ہوگا۔ آیا اُسنے کسی سے شادی کی یا ابھی تک خود
مختار ہے۔ یہ خیال کرنا تھا کہ آپ مستعد ہو بیٹھے۔ میز پر لیمپ لاکے رکھا الماری
ارادے کے ساتھ ہی آموجود ہوئی اور اُس سے ایک تحریر باہر آئی جس سے
معلوم ہوا کہ رانی کیول کانتی نے ایک فرانسیسی سے شادی کر لی ہے جسکے ساتھ
نہایت عیش و آرام اور چین سے بسر کرسکتی ہے۔ اگر شوہر بھی اُس واقعہ کو مخفی
نہ رکھا کرتے جو اُنکے گذشتہ زمانہ سے متعلق تھا۔ اُس تحریر سے یہ بھی واضح ہوا کہ
اس شادی کے چند ہفتون کے بعد اسکے شوہر کا ایک ہموطن لیبر نامے کیول کانتی کے
شہر میں آیا تھا جس وقت انکو خبر پہونچی ہے کہ رانی صاحب کی عملداری مین ایسا شخص
داخل ہوا ہے تو انھون نے اُسکا بہت کھوج لگایا اور اسکی صورت عمر وغیرہ کی

نسبت بڑی تفتیش کی جب ٹھیک پتہ چل گیا تو انھون نے رانی سے بہ لجاجت
کہا کہ جس طرح بنے اسیوقت اُنکو اپنی ریاست سے نکلوا دیجیے رانی نے جب اسکی وجہ
پوچھی اور بہت اصرار کیا تو انھون نے کہا کہ اگر تمکو میری محبت ہی تو خدا کے واسطے
اس بارے مین کچھ نہ پوچھو صرف یہی کافی ہی کہ مین لیسیر کو بخوبی جانتا ہون
اور میرے اُسکے قلبی عداوت ہی۔ رانی پھر اس راز کے درپے نہوئین اور لیسیر اور
اُسکی بیوی اور سالی جو ہمراہ اور حسن مین بے نظیر تھین جبراً قہراً ریاست سے
نکل کے قرب وجوار مین جا ٹھہرے۔ مگر رانی کے دل پر اسکا بڑا اثر ہوا بات جی
مین کھٹکتی رہتی تھی۔ اسکے تھوڑے ہی دن بعد ایک اور واقعہ پیش آیا جس سے
رانی کو پھر خیال ہوا کہ راجہ کی پچھلی حرکات کی ٹوہ لگائے یعنی ایک فرانسیسی
بتندل ایک سنگین جرم مین سزایاب ہوا اور اُسکے پھانسی دینے کی تاریخ بھی
مقرر ہوگئی جسدن سزا ہوگی اُسکی شب کو داروغہ جیل نے اُسکا خط لاکر
ان راجہ صاحب کو دیا۔ رانی کو بھی اس کی اطلاع ہوئی اور یہ بھی معلوم
ہوا کہ ملزم کا بھیجا ہوا خط تھا۔ مگر راجہ صاحب نے اُس خط کو پڑھتے ہی چاک
کر ڈالا اور رانی پر اُسکا مضمون کچھ نہ کُھلا۔ مگر نتیجہ اُسکا یہ ہوا کہ تھوڑی دیر کے بعد
راجہ صاحب نے رانی صاحب سے کہا خدا کیواسطے اسکی خطا معاف کردو میری خاطر
سے اسکی جان بخشی کردو رانی کو اپنی جگہ تامل ہوا۔ دیر تک سوچا کین اور نائب
نے بھی عرض کیا کہ اگر ایسے مجرمون کی خطا معاف ہوا کریگی تو آیندہ اشرار
کو اور زیادہ شرارت کی جرأت ہوگی لیکن راجہ صاحب اپنی بات پر اڑے
رہے اور رانی کو بجز معافی کچھ بن نہ پڑا۔ اس معاملہ کے دریافت کرنے مین بھی

رانی نے بہت کوشش کی مگر کچھ نہ معلوم ہوا راجہ صاحب صرف اتنا
کہا کیے کہ مین نے صرف ترس خدا کیا اور اسکی حالت زار پر دل مین رحم آیا
رانی ان باتون کو کب ماننے والی تھی سمجھ گئی کہ اس مین اور کوئی مصلحت
بھی مخفی ہے۔ مگر کرتی کیا۔ کچھ سوچ سمجھ کے چپ ہو رہی یہ واقعات ایسے نہ تھے
کہ جنکا اثر رانی کے دلپر نہوتا اور کبھی کبھی اسی وجہ سے اُسکے عیش مین خلل نہ
پڑتا۔ باقی اور سب باتون مین اظہار محبت ہوتا رہتا اور لطف زناشوئی کا
جیسا دُنیا مین ملا کرتا ہے انکو بھی ملتا ہے اس قدر حالات جب کتاب انقلاب
کے ذریعہ سے معلوم ہوئے تو سر ہارڈ کو ان راجہ صاحب کی پوری کیفیت
دریافت کرنے کا شوق بڑھا اور اُس راز کا تجسس ہوا جس سے رانی
کیول کانتی آگاہ نہوسکتی تھی۔ چنانچہ دوسرا کاغذ بھی الماری سے نکلا
اُس مین حسب ذیل کیفیت مندرج تھی۔

راجہ کیول کانتی کے حالات

سنہ ۱۸۶۲ء کے موسم گرما مین صبح کے کوئی چھ بجے ہونگے بندرگاہ برسٹ
پر ماہی گیر اپنے جالون کو درست کر رہے تھے۔ ملاح کشتیاں صاف کرنے مین
مصروف تھے قلعہ کے سنتری اپنے خیال مین محو اِدھر اُدھر ٹہل رہے تھے
جہازون پر کے لوگ جابجا اپنے اپنے کامون مین مصروف تھے کہ دفعۃً ایک بیڑے والے
جہاز سے توپ کی آواز آئی۔ اس طرح بے وقت غیر معمولی توپ چلنا ایک تعجب
کی بات تھی لوگون نے خیال کیا کہ یا تو اتفاقیہ چلگئی ہے یا کوئی نیا واقعہ پیش آیا ہے

جہاز کی طرف دیکھا تو سوائے دھوئین کے کچھ نظر نہ آیا اور نہ کوئی اور بات معلوم ہوئی

اس توپ کی صدا دور دور پہونچی تھی۔ ایک نوعمر حسینہ جو اپنے باپ کے ساتھ مختصر سے مکان مین رہتی تھی اُسوقت باغ کے پھولون مین پانی دے رہی تھی توپ کی آواز سُنکے چونک پڑی پہلے تو تھوڑی دیر سناٹے مین کھڑی رہی۔ اُسکے بعد دوڑی ہوئی باپ کے پاس پہونچی اور پوچھنے لگی "اچھے آبا یہ توپ کی آواز کیسی آئی"

اسکا باپ کپتان بوالیس اُسوقت اپنی وردی پہنے کتاب ہاتھ مین لیے ناشتے کے انتظار مین تھا جس وقت لوسی یعنی اُسکی بیٹی گھبرائی ہوئی پہونچی ہے اور اپنا اندیشہ بیان کیا ہے کہ کہین انگریزون سے پھر تو لڑائی نہین چھڑ گئی تو وہ ہنسنے لگا اور بولا "نہین بیٹا نہین۔ تم خاطر جمع رکھو۔ وہ لوگ نہین لڑینگے اور اگر آج لڑتے بھی تو یون توپ نہ چلتی۔

لوسی۔ اچھا پھر یہ سویرے سویرے توپ کیسی۔

کپتان۔ بہت دن ہوئے اسی طرح ایک دفعہ اور توپ چلی تھی اور شاید اُس وقت کوئی کالے پانی کا قیدی بھاگ گیا تھا اُس خبر کی اطلاع کے واسطے تھی

لوسی۔ کالے پانی کا قیدی۔

کپتان۔ ہان واقعی ایک مجرم بھاگ گیا تھا اور جس وقت محافظون کو خبر ہوئی اُسی وقت اُنھون نے توپ داغی تھی تاکہ سب کو اس فرار کی خبر ہو جائے

یہ باتین ہو ہی رہی تھین کہ کسی نے دق الباب کیا نوکر نے لپک کے دروازہ کھولا۔ اور ایک شخص زرد رنگ میلے کچیلے کپڑے پہنے ضعیف اور مضمحل گھبرایا ہوا آکے کرسی پر بیٹھ گیا اور کہنے لگا "مجھے بچائیے۔ خدا کے واسطے بچائیے"

کپتان کس سے۔

جواب۔ بچائیے۔ بچائیے جس طرح ہو بچائیے۔

کپتان۔ اچھا ٹھہرو۔ دم تو لو۔ حواس درست کرو۔ کچھ حال تو کہو۔ اگر تم مجرم ہو تو مین تمکو ہرگز نہ چھپاؤن گا۔ یا اگر تمھاری بدولت مجھپر آنچ آئی تو۔

جواب۔ نہین نہین مین خود یہان زیادہ ٹھہرنا نہین چاہتا بس اتنی دیر مجھے رہنے دیجیے کہ رات ہو جاوے۔

کپتان کو مصیبت زدہ درماندون کی دستگیری کی عادت تھی انھون نے زیادہ انکار نہ کیا اور طوعاً کرہاً ازراہ مروت اسکا قیام گوارا کر لیا۔ اس عرصہ مین ناشتہ آگیا۔ لوسی بھی موجود تھی مگر اس واقعہ سے خوف۔ رحم۔ ترس اسکے دلمین کچھ ایسا پیدا ہوا کہ بالکل خاموش رہی۔ ہان کبھی کبھی اس شخص کو ایک غلط انداز نظر سے دیکھہ لیا کرتی تھی اور سمجھتی تھی کہ یہ آدمی کچھ ٹھیک نہین ہے۔ اس اجنبی آدمی کی عمر کوئی تیس برس کی ہوگی۔ صورت شکل کچھ ایسی بُری نہ تھی۔ آنکھین چلبلی خط و خال بھی مناسب لیکن کپڑے نہایت ہی میلے کچیلے جابجا سے پھٹے ہوئے۔ بال پریشان۔ اور ہاتھون مین بھی محنت سے گھٹے پڑے ہوئے جس وقت اُسے کھانا دیا گیا تو اُسنے انکار کیا۔ ہان کسی قدر دودھ کھا لیا اور پھر کسی سوچ مین پڑ گیا جب کبھی کوئی نوکر کمرے مین آتا جاتا تو اسکی وحشت سوا ہو جاتی۔ مضطر ہو کے کانپنے لگتا۔ اور کبھی کبھی خوف زدہ نگاہون سے کپتان کو بھی دیکھہ لیتا تھا۔ اس کو دیکھہ دیکھکر کپتان بھی اپنی جگہ پر متردد اور متفکر تھے۔ خیر ناشتہ جس طرح ہوا جلدی جلدی ختم کیا اور لوسی بھی

باپ کا اشارہ پاکے وہان سے ہٹ گئی دروازہ بند ہوا۔ اس وقت وہ اجنبی آدمی اٹھا اور کچھ دیر تامل کرکے اپنے محسن کپتان کے قدمون پر گر پڑا اور کہنے لگا۔ "حضور خدا نے مجھے یہان تک پہونچایا۔ لوگ میرا تعاقب کیے چلے آتے تھے۔ کوئی ٹھکانا چھپنے کا نہین ملتا تھا۔ مین گھبرایا ہوا تھا کہ کوئی آڑ جان بچانے کو ملجائے بے جانے بوجھے مین یہان گھس آیا جہان آپ نے یہ مہربانی کی ہے وہان اتنا اور کیجیے کہ میری جان بچا لیجیے۔

کپتان۔ تمھارے طرز بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ تم کوئی ایسے ویسے نہین ہو تمھاری تعلیم و تربیت بھی اچھی طرح ہوئی ہے۔ جو اصلی حال ہو سب صاف صاف کہدو۔ جو سلوک ایک بنی نوع انسان کو اشراف کے ساتھ کرنا چاہیے اُسکے واسطے مین حاضر ہون لیکن اگر۔

جواب۔ اس اصرار کی کوئی ضرورت نہین۔ آپ سے مین صرف اتنی بات چاہتا ہون کہ شام تک آپ مجھے یہان پناہ دیجیے بعد اُسکے اندھیرے مین یہان سے مُنھ کالا کرکے کسی طرف نکلجاؤن گا۔ اتنے عرصے مین اگر میری تلاش مین کوئی آئے تو نہ بتائیے گا۔

کپتان نہین یہ تو غیر ممکن ہے۔ کیا آج ہی صبح کو ایک غیر معمولی بات نہین ہوچکی ہے

جواب۔ کیا۔

کپتان۔ اطلاعی توپ۔

یہ سنتے ہی نہایت پریشان ہوکے بہ لجاجت کہا "خدا کے لیے میری جان بچائیے!"

کپتان۔ اور وہ توپ جانتے ہو کہان لگی تھی۔ محافظ جہاز کی اور وہ بھی صرف ایک دفعہ

اجنبی۔ خیر کچھ سہی للٰلہ مجھپر ترس کھائیے۔
کپتان۔ معلوم ہوتا ہو وہ توپ کسی قیدی کے فرار ہونے کی آگاہی کے واسطے چھوٹی تھی
اجنبی۔ ہان وہ کمبخت قیدی مین ہی ہون۔
یہ کہکے وہ شخص اُٹھ کھڑا ہوا اور کپتان کے سامنے ہاتھ باندھ کے کہنے لگا حضور اب

زندہ کنی عطائے تو　　ور بکشی سزائے تو
ہر چہ کنی رضائے تو

کپتان۔ (کچھ غور کے بعد) صاحب سُنیے۔ مین نے طے کر لیا ہی۔ اصل یہ ہی کہ مین شاہ فرانس کا نمکخوار ہون۔ ابھی یہ نہین معلوم کہ کس جرم مین تمکو یہ سزا دی گئی تھی اور نہ تم کچھ بیان کرتے ہو پس مجھپر فرض ہی کہ زنداری فوج جس وقت تمھاری تلاش مین آئے مین تمکو حوالہ کر دون۔ اسکا مطلب اچھی طرح ذہن نشین کر لو۔ اگر تمکو اپنی جان بچانا ہی تو اسی وقت یہان سے چل کھڑے ہو پھر اگر کوئی تمکو آکے پوچھے گا تو مین اپنی پوری لاعلمی ظاہر کرونگا اور اگر یہان ٹھہر گئے تو تمھاری تلاش کرنے والون کو بُلانے نہ جاؤنگا۔ ہان اگر اُن لوگون نے آکے مجھسے تمھارا حال پوچھا تو بیشک صاف صاف کہدونگا۔ بس یہ فیصلہ مین نے دل مین کر لیا ہی اس مین ایک طرف ہمدردی انسانی اور دوسری طرف انصاف دونون باتین ہیتی ہین
اجنبی۔ بس یہی اگر دو صورتین ہین۔
کپتان۔ تیسری صورت ہو ہی نہین۔
یہ سُنتے ہی وہ مجرم یہ کہکر دروازے کی طرف بڑھا۔ خیر تو مین آپ کی اس مہربانی کا نہایت ممنون ہون اور رخصت ہوتا ہون لیکن ذرا ایک عنایت اور کیجیے!!

کپتان۔ اچھا وہ بھی فرمائیے۔
اجنبی۔ کچھ خرچ۔ تاکہ فاقہ کشی سے بچ سکون۔

کپتان بالخلقت رحمدل تھا۔ آنکھوں مین آنسو ڈبڈبا آئے بہت کچھ دولت تو تھی نہین مگر کسی کو مصیبت زدہ نہین دیکھ سکتا تھا اُسنے جیب سے کیسۂ زر نکال کے میز پر رکھدیا۔ اجنبی نے پوچھا "حضور آپ کا نام کیا ہے۔ مین چاہتا ہون اپنے محسن کا نام تو یاد کیا کرون"

یہ جملہ ہنوز تمام نہ ہوا تھا کہ باہر لوگون کی کچھ چہل پہل سُنائی دی وہ مایوس و مضطرب ہو کے کہنے لگا "ہاے لوگ آ گئے!!"

کپتان نے کہا "نہین نہین گھبراؤ نہین" اور پہلو کا دروازہ کھول کے اسکو نکال دیا۔ وہ لوگ جب تک داخل مکان ہون یہ نکل گیا یہان آ کے کسی کو نہ پایا۔

اس واقعہ کو چھ مہینے گذر گئے۔ کپتان کو فراری مجرم کی صرف اتنی خبر معلوم ہوئی کہ ابھی گرفتار نہین ہوا۔ ایکدن لوسی کی بہن نے جو پیرس مین تھی اپنی بہن کو حسب ذیل چیٹھی لکھی۔ اسکو پڑھکے نہایت درجہ تعجب ہوا اور اُسنے باپ کو لاکے یون سُنائی

ہمشیرہ عزیزہ مس سلما۔ تمھاری شکایت بجا ہے کہ ادھر دو تین خط مین نے نہایت مختصر بھیجے جن مین کوئی چیٹھی خبر نہ تھی۔ مگر اس خط سے معلوم ہو جائے گا کہ تمھاری نسبت میرے دل مین ویسی ہی ہے جیسی کہ پہلے تھی۔

اس سے تم آگاہ ہو کہ ابھی تھوڑے دن تک خالہ امان لوگون سے بکثرت ملتی جلتی رہتی تھین۔ خود بھی اُنکے ہان اکثر جاتین اور وہ لوگ بھی آتے رہتے تھے۔ اور یہ بھی مین پہلے خط مین لکھ چکی ہون کہ وہ اب ایسی نحیف ہو گئی ہین

کہ اگلی سیر و تفریح ترک کر کے صرف چند خاص خاص لوگون سے کبھی کبھی مل لیتی ہین۔ کئی روز ہوئے کہ مجھے نواب بلاس کے ساتھ بیگم۔ کے دھوم دھامی جلسہ مین ناچنے کا اتفاق ہوا تھا جسکی پوری کیفیت مین تمکو لکھ چکی ہون۔ شاید تم یہ سمجھتی ہو کہ مین ان باتون کو اس وجہ سے لکھتی ہون کہ کھیل کود مین زیادہ منہمک ہون اور اسی مین میرا جی لگتا ہے لیکن یہ بات نہین ہے جو لوگ مجھسے زیادہ سنجیدہ اور متین مزاج ہین آجکل وہ بھی ان مشاغل کے ساتھ دلچسپی رکھتے ہین

خیر آمدم بر سر مطلب نواب صاحب کا حال سُنو۔ اس ناچ مین میرے ساتھ بہت اخلاص و محبت کا اظہار کرتے رہے۔ تم سے سچ کہون پہلے تو مین نے کچھ ایسی اعتنا نہ کی لیکن بعد کو رفتہ رفتہ اُنکی جگہ میرے دل مین ہوتی گئی۔ وہ اکثر میرے ہان آنے جانے لگے اور خالہ امان نے بھی بخوشی خاطر اُن کی اس بےتکلفی کو روا رکھا بلکہ ایک طرح سے ترغیب دیتی رہین یعنی ہمیشہ اُنکی خوبیونکی معرف رہتی تھین اور حقیقت مین آدمی صورت دار ہین پھر اگر مین نے بھی اُن سے محبت کی تو کون بُرائی کی بہن لوسی اب جو مین دیکھتی ہون تو مجھے اُنکے ساتھ اچھا خاصا عشق ہوگیا ہے بے اُنکے چین نہین۔ اب جس طرح مناسب سمجھو یہ بات ابا جان کے کان تک بھی پہونچا دو اگر نواب صاحب کو وہ جانتے ہونگے تو اس خبر سے ضرور خوش ہونگے۔ خدا نے روپیہ پیسہ بھی دیا ہے اس کے علاوہ لیاقت علمی بھی اچھی خاصی رکھتے ہین دولت علم کے ذریعہ سے بھی روپیہ پیدا کر سکتے ہین۔ چنانچہ آج ہی کل اُنھون نے ایک نیا افسانہ لکھا ہے جسکی شہر بھر مین دھوم مچی ہوئی ہے ہر شخص تلاش مین ہے کہ اسکا مصنف کون لائق فائق شخص ہے

اُنھون نے مجھسے مخفی کہا کہ مین ہی نے لکھا ہی مگر مین نہین چاہتا کہ ابھی کسی پر یہ
ظاہر ہو۔ بہن تم بھی یہ بات اپنے ہی تک رکھنا۔ میری اچھی لوسی تم ابا جان سے
یہ سب باتین اپنے طور سے کہو۔ اور جو وہ فرمائین اس سے مجھے اطلاع دو۔
خالہ امان تو کچھ سمجھ گئی ہین اور اسی وجہ سے ہمیشہ انکی تعریف کیا کرتی ہین۔
اور اُنکا بھی یہ حال ہی کہ بڑی خاطر کرتے۔ اور شام کو آکے اُنکے ساتھ کبھی کبھی کھیلا
کرتے ہین۔ ان نواب کے ہان تجارت بھی ہوتی ہی چنانچہ خالہ امان نے بھی ایک لاکھ
روپیہ انک و انھین کی شرکت مین لگا دیا ہی کوئی چھ مہینے مین اللہ نے چاہا دونے ہونگے
جس روز یہ خط پہونچے اُسی روز ابا سے ذکر کرکے تم اسکا جواب مجھے بھیجنا اتنا
مین نے لکھا تھا کہ نواب صاحب آگئے۔ اور پوچھنے لگے کیا لکھتی ہو لاؤ ہم بھی دیکھین
مین نے کہا لوسی کو خط لکھتی ہون تم کیا دیکھکے کروگے۔ وہ کہتے ہین اچھا ہماری
طرف سے دعا لکھدو اور مژدہ سنا دو کہ چند روز مین تو تم ہماری سالی بننے والی
ہو اور ہمکو دولھا بھائی کہکے پکاروگی۔ کیون خوش تو ہوئین بس اب جھٹ پٹ
ہمکو بھی خوشخبری سُنا دو۔

تمھاری پیاری بہن۔ آغائی۔

لوسی جب یہ خط سُنا چکی تو کپتان نے کہا " اگر یہ بات ہی تو تمھاری بہن کی
قسمت اچھی جگہ جا لڑی۔

لوسی۔ (کسی قدر رشک سے مضمحل ہوکر) پھر اسکا جواب لکھون۔

کپتان۔ ہان ضرور مگر تم مضمحل کیون ہوگئین۔

لوسی۔ جی کچھ نہین مجھے خیال آگیا کہ اگر۔

کپتان - تمھارے جی مین آیا ہوگا۔ کہ اگر تم بھی پیرس مین ہوتین تو وہان کے سیر تماشے جشن و تفریح کے لطف اُٹھاتین۔

لوسی جھیپ کے چُپ ہو رہی اور کپتان کہنے لگے وہ اچھا کیون گھبراتی ہو چند روز مین ہم بھی پیرس چلتے ہین۔ تم بھی ساتھ چلنا۔ وہان جا کے ذری دیکھنا تو چاہیے۔ کہ آخر یہ نواب زادے کون ہین اور جب تک انکے حالات اچھی طرح نہ معلوم ہون تب تک ایسے معاملے مین رائے دینا جس پر تمھاری ہین کی عمر بھر کی راحت اور خوشی منحصر ہو مناسب نہین۔"

ان باتون سے جو مسرت لوسی کو ہوئی اُسکے بیان کی کوئی ضرورت نہین۔ باپ کے گلے سے لگ کے بہت کچھ اظہار محبت کیا اور خوشی خوشی سفر کی تیاریون مین مصروف ہوئی۔

آغائی لوسی سے کچھ زیادہ حسین تو نہ تھی مگر اسمین کلام نہین کہ ہنر مندی سلیقہ اور تعلیم مین اُس سے بڑھی ہوئی تھی۔ اور دلربایانہ انداز و ادا بھی کہین زیادہ رکھتی تھی۔ لوسی بیچاری کو پیرس کی وضعدار صحبت کہان نصیب تھی۔ اسکے مزاج مین بہت کچھ جھیپ اور حیا باقی تھی اور اس قدر خاموش اور چپ چاپ رہتی کہ بعض اوقات لوگ بد مزاج اور مُنھی سمجھنے لگتے۔ یہی وجہ تھی کہ آغائی کی طرح اُسکی خوبیان نمایان نہین ہو سکتی تھین۔

الحاصل جس وقت لوسی اپنے باپ کے ساتھ داخل پیرس ہوئی ہو اُسوقت معلوم ہوا کہ نواب صاحب فتنۂ دہبات کو تشریف لے گئے ہین۔ اور غالبًا چند روز تک واپسی کی نوبت نہ آئے آغائی نے لوسی سے خفیہ بیان کیا کہ

لوگون کے آنے کی خبر سُنکے نواب صاحب مصلحتاً یہان سے ٹل گئے ہین کیونکہ
اُنھون نے مجھسے کہا بہتر یہ ہو کہ میری غیر موجودگی مین یہ معاملہ باپ بیٹی
مین اچھی طرح چھین چھنا کے طی ہوجائے۔ چنانچہ کپتان بوالس اور اُنکی بیٹی مین
صاف صاف اس معاملہ مین گفتگو ہوئی اور اُنھون نے اس شرط سے
اجازت دی کہ نواب صاحب اطمینان کردین کہ حسب حیثیت بہ عزت وآبرو
بسر اوقات کرنے کے لایق اُنکے پاس دولت ہو۔ کیا وجہ کہ اگر کسی باعث
سے یہ عقد لوگون کی نظرون مین نامناسب معلوم ہوا تو بلا سے لڑکی تو
اپنے گھر مین چین سے رہ سکے نواب صاحب کا حال صرف اس قدر معلوم
ہوسکا کہ پیرس مین چند روز سے رہتے ہین اور امرا سے جو کچھ ملاقات اور
رسم ہو وہ صرف ظاہری اخلاق کے باعث ہو اور باقی کچھ حال نہین معلوم
کہ انکے گذشتہ افعال اور حرکات کیسے رہے ہین یا کس حیثیت کے آدمی ہین
آغائی کو معلوم تھا کہ یہ شرط بآسانی پوری ہوسکتی ہو۔ کوئی بات نہین اپنے
دل مین بہت خوش تھی کہ خدانے چاہا تو عنقریب شادی رچے گی اور مزے سے
عمر بسر ہوگی۔ کپتان اور لوسی کو آئے ہوئے تھوڑا ہی زمانہ گذرا تھا کہ ایک
ذی دولت حسین نوجوان سے ملاقات ہوئی انکا نام بیسیر تھا۔ اٹلی کے سفر
سے واپس آرہے تھے اور چونکہ وہان کی عورتین نہایت متلون المزاج ہوا
کرتی ہین اور انھین نے انکو سابقہ پڑچکا تھا۔ لوسی کی شکل صورت مزاج
کی اختتا و شرم حجاب کے ہزار جان سے عاشق ہوگئے اور جس طرح بنا آمد رفت
کا رسم جاری کر لیا۔ زمانہ مین تجربہ ہوچکا تھا چند ہی روز کی آمد رفت

ہین انکو معلوم ہوا کہ لوسی کندن ہی کسوٹی پر چڑھنے سے رنگ اصلی چمک نکلے گا
ادھر لوسی کے دل مین بھی اُن کی محبت نے جگہ کی جب کبھی ملتی تو دل مین بہت خوش ہوتی
اور جو کچھ بات چیت کرتے اُسکو کمال توجہ سے سنکے اُسکا دل فریب لیتا۔ آخر ایک روز
لیسیر صاحب نے کپتان سے اپنی تجویز لوسی کے ساتھ شادی کرنے کی ظاہر کردی جو
ضروری حالات کپتان نے پوچھے اُنکا تشفی بخش جواب بھی دیا۔ کپتان بہت خوش
ہوئے اُٹھکر لیسیر کو گلے سے لگا لیا اور شادی کا وعدہ کردیا۔
کپتان۔ عزیزمن خدا تمکو ہمیشہ خوشحال رکھے۔ خدا نے چاہا تو لوسی تمکو راضی رکھے گی
لیسیر۔ خدا آپ کی دعائین اثر دے واقعی جب لوسی ایسی ہمراز و ہمساز ملے
تو کیون دوامی مسرت نہ حاصل ہو۔
کپتان۔ خیر یون تو ابتدا مین میان بیوی دونون خوش ہوا کرتے ہین۔ مگر
واقعی امر یہ ہی کہ جب تمکو سابقہ ہوگا تب معلوم ہوگا کہ لوسی کیسی نیک مزاج اور
باالفت لڑکی ہی۔ سونا جانے کسے اور آدمی جانے بسے۔ آپ یہ نہ سمجھیے کہ لوسی
میری بیٹی ہی اور اپنے دہی کو کوئی کھٹا نہین کہتا مگر آپ کو خود تجربہ ہو جائے گا
کہ وہ ایسی صاف دل اور سادہ مزاج ہی کہ اگر اُس سے کوئی خطا بھی ہوگی
تو اُسکو آپ سے نہ چھپائے گی۔
لیسیر۔ بجا ارشاد ہوا۔ اس دنیا مین واقعی اتنا تجربہ مجھے بھی ہوا کہ مین انسان
کو کچھ پہچان سکون۔ واقعی انکی جس قدر تعریف کی جائے سب حق بجانب ہی۔ جناب
مین کیا عرض کرون یون تو طبیعت انسانی کے تجربے اکثر ہوئے ہین۔ لیکن ایک
دوست کے حالات نے میری آنکھین کھولدین اور۔

کپتان - ابھی آپ کی عمر کیا ہو بڑا تعجب ہو کہ اس سن میں ایسا تجربہ دنیا کا آپ کو ہو۔
لیسر - جی ہان کچھ بخت اور اتفاق کی بات۔
کپتان - ہان اس مین بھی شک نہین بعض دفعہ ایسا بھی ہوتا ہو کہ بات تو خفیف سی ہوتی ہو مگر اس سے بڑے بڑے معاملات کی طرف سے آنکھین کھلجاتی ہین جن لوگون نے سالہا سال دنیا کو صرف سرسری نظر سے دیکھا ہو وہ بھی کبھی کسی اتفاقی چیز کو ایک نظر دیکھ کے پورے صاحب نظر بن سکتے ہین۔
لیسر جی ہان میری بھی یہی کیفیت ہوئی۔ طالب علمی کے زمانے مین اور اسکے بعد تین برس تک ایک صاحب جیک مارنامی اکثر مجھسے ملتے جلتے رہتے تھے۔ کوئی جگہ کوئی موقع ایسا نہوتا تھا جہان میرا انکا ساتھ نہ ہوتا ہو فضول خرچی اور بیہودہ مصارف مین آخر کو انھون نے اپنی ساری دولت اڑادی۔ دوست تو تھے ہی جب روپیہ پیسہ نرہا تو مین نے مدد کرنی شروع کی جو کچھ گھر سے جیب خرچ کو مقرر تھا اس مین سے اکثر انھین کے صرف مین آنے لگا مگر وہ بھی ناکافی ہوتا انکے مصارف شاہانہ ٹھہرے۔ بلا کے خراچ۔ آخر کام چلے تو کیونکر۔ نوبت بہ اینجا رسید کہ بہت کچھ قرضدار ہوگئے جب مین بلوغ کو پہونچا تو پہلا کام مین نے یہ کیا کہ ان کا سب قرضہ ادا کردیا۔
کپتان - واقعی تم نے وہ کیا جو دوست نہین بلکہ بھائی کرتے ہین۔
لیسر - مگر ذرا ملاحظہ فرمائیے کیا ثمرہ ملا۔ اب ان صاحب نے عیاشی اور شراب خواری۔ اور بھی بڑھادی۔ روپیہ اینٹھنے کی کوئی چالاکی اٹھا نہ رکھی ایک دفعہ میرے رشتہ کی ایک بہن ہوتی تھی آپ نے اسکو پھانسا اور چلتی پھرتی

باتون سے وعدہ کیا کہ مین تمھارے ساتھ شادی کر لون گا - اس جگہ لیسیر کی آنکھون مین آنسو بھر آئے -

کپتان - برا پاجی تھا -

لیسیر - اب فرمائیے کیسی بیجا بات ہی - آخر کار میرے اُنکے نفاق ہوا اور ہمارے دستور کے مطابق پیام دیا کہ آئیے ہم آپ آپس مین نپٹ لین - دو دو ہاتھ ہو جائین - ایک دن مقرر ہوا اور مین مقام مقررہ پر پہونچا - مگر جیک کا کہین پتہ نہین - بڑا تعجب ہوا کس لیے کہ سب کچھ تھا مگر وہ بزدلا نہ تھا - خیر انتظار کیا آخر کار تھک کے مکان چلا آیا - اتفاق سے کچھ روپیہ کی ضرورت داعی ہوئی بنک مین روپیہ جمع تھا ہی مین نے ایک چک بھیجا روپیہ تو انھون نے دیدیا مگر اُسکے ساتھ ہی وہان سے محرر کا ایک رقعہ بھی آیا کہ کل کی تاریخ تک جو آپ نے روپیہ منگوایا ہی اُسکے حساب سے بیس ہزار فرانک آپ پر فاضل نکلتا ہی حالانکہ کل کیا معنی بہت دنون سے مین نے کوئی چک ہی نہین بھیجا تھا

کپتان بات کی تہ کو پہونچ کے بول اُٹھے - خدا کی پناہ -

لیسیر - سمجھے آپ یعنی اخیر سلوک جیک نے میرے ساتھ یہ کیا -

کپتان - یعنی جعل - مگر اُسکی سزا بھی پائی ہوگی

لیسیر - جی اور کیا - مین نے تو لاکھ چاہا کہ معاملہ رفع دفع ہو جائے - مگر طشت از بام ہو گیا تھا اور چونکہ اس ملک مین اس طرح کے مقدمات وزیر صیغۂ متفرقات سے متعلق ہین کسی طرح اخفا نہو سکا -

کپتان - اسکے واسطے صرف دو ہی سزائین تھین یا تو پھانسی ہو یا حبس دوام

اس عرصہ مین لوسی آگئی۔ اور لیسیر اسکی جانب متوجہ ہوگئے۔ خوشی خوشی اُسکے والد کی اجازت اور رضامندی کا مژدہ کہہ سنایا۔ اسی حال مین تین مہینے کپتان اور لوسی کو پیرس آئے گذر گئے مگر نواب صاحب کا کوئی پتہ نہین ورنہ کوئی خط آغائی کے نام بھیجا۔ ابتو اس بیچاری کو بھی اندیشہ پیدا ہونے لگا کہ کہین ایسا تو نہین ہے کہ میری محبت اُنکے دل سے کم ہوگئی ہو۔ حالانکہ میرے دل مین ابھی تک نواب کی اُلفت باقی ہے۔ رفتہ رفتہ اب اسکی یہ حالت ہوئی کہ شب روز دو ہی مشغلے رہ گئے۔ راتون کو گریہ وزاری سے بالین خواب تر کرنا دن انتظار خط مین بسر کرنا۔ ایک روز لیسیر کو دیوانی کی حوالات مین ایک دوست سے ملاقات کی ضرورت ہوئی۔ تجارت مین یہ دوست بالکل تباہ ہوگیا تھا اور لوگون نے وارنٹ جاری کراکے حوالات مین پہونچا دیا تھا مطالبے بھی رقم کثیر کے تھے۔ لیسیر اُن کو تو ادا نہ کر سکتے۔ مگر اتنا سلوک ممکن تھا کہ حوالات مین باآرام و آسایش بسر ہونیکے سامان کر دیتے تھے جس وقت وہان سے نکلنے لگے ہین تو اُنھون نے دیکھا کہ ایک شخص جسکی شکل و صورت سے بخوبی آگاہ ہین پاس سے ہوکر گذرا۔ یہ کون تھا؟ وہی حبیب چونکہ انکو اُسکی صورت سے نفرت تھی۔ یہ جھٹ پٹ وہان سے نکل آئے۔

اس عرصہ مین ایک روز آغائی کے نام ایک چٹھی نواب صاحب کی آئی اُسمین بہت کچھ اپنے اشتیاق اور محبت کی داستان لکھی تھی۔ اور یہ عذر تھا کہ مین اپنی موروثی ریاست واقع برگنڈی مین گیا تھا یہان اتفاق سے بقدر بیمار ہوگیا کہ نشست و برخاست کی طاقت نرہی وہ حرف اپنے ہاتھ سے تمکو نہین لکھ سکتا تھا اور بعض مصالح سے یہ بھی مناسب معلوم نہوا کہ کسی غیر کی زبانی اپنا

حال زار تم تک پہونچاؤن لاکھ لاکھ شکر ہو کہ خدا نے جان بچائی۔ صحت پائی۔ اور
پیرس آنے کی نوبت آئی۔ اب مین اچھا ہون اور انشاء اللہ کل صبح کو آکر تم سے ملونگا۔
یہ خط شام کو ڈاک مین ڈالا گیا تھا صبح کو جب آغائی کو ملا تو بہت خوش ہوئی
جان مین جان آگئی سب لوگون کو سُنایا انکو بھی اطمینان ہوا اور بعد فراغت حاجات
سب نواب صاحب کی آمد کے انتظار مین بیٹھے۔ کپتان صاحب دونون بہنین اور انکی
خالہ سب ایک جگہ بیٹھے ہوئے تھے۔ آغائی کے اضطراب کا حال ظاہر ہے۔ آہٹ پر
کان لگائے۔ در پر نظر جمائے ہمہ تن انتظار بنی بیٹھی تھی کہ اتنے مین بڑے زور سے
گھنٹے کی آواز آئی سنتے ہی آغائی کا سینہ دھڑکنے لگا۔ اور زینہ پر کھٹ کھٹ چڑھنے
کی صدا کانون مین پہونچی۔ نواب صاحب تشریف لائے۔ اور جھٹ سے کمرے مین داخل
ہوگئے۔ لوسی نے دیکھتے ہی ایک چیخ ماری اور کپتان اور لیسیر بھی ہکا بکا رہ گئے۔

لیسیر۔ این جیک مارر۔

لوسی۔ ارے یہ تو جیلخانے کا قیدی ہے۔ اس سے خدا بچائے۔

کپتان۔ (تامل کرکے) بدمعاش۔

آغائی کا یہ حال ہوا کہ یہ حالت دیکھتے ہی غش کھا کے گر پڑی۔ اور کپتان نے
کہا۔ اچھا بچہ تمکو اس جعلسازی کا ثمرہ قرار واقعی ملے گا۔ یہ سنکے آغائی پکار اٹھی
نہین نہین جانے دو۔

لیسیر۔ بہتر ہے۔ اگر اپنا بھلا چاہتے ہو تو اسوقت کمرے سے نکل جاؤ۔ اب تک جو
حرکات ناشائستہ تمنے کیے اسکا تو کوئی مذکور نہین۔ تم اپنے دل مین خود ہی نادم
اور پشیمان ہوگئے تم جعلیے فریبیے مفرور قیدی۔ ایک بیچاری بھولی بھالی معصوم صفت

لڑکی کو دھوکا دینے آئے ہو۔ یہ ممکن نہیں اپنے کرتوتوں کی سزا نہ پاؤ۔ بس دفعان
ہو یہاں سے۔ تم اس مکان میں آنے کے لائق نہیں۔

جیک کو کاٹو تو لہو نہیں۔ کوئی جواب منھ سے نہ نکلا۔ ایک واقفکار اور ایسے
شخص کی زبان سے جو انکا دوست رہ چکا تھا ان جملوں کا نکلنا ایسا نہ تھا
کہ جیک اپنے حواس برجا رکھتا بہت چکرایا۔ تھوڑی دیر تک دم بخود کھڑا رہا
اور آخرکار اسی طرح چپ چپاتے منھ کالا کرکے چلا گیا۔

لیکن جیک صاحب ایسے غیرت دار کب تھے کہ اس ذلت وخواری کا اثر
دیر تک رہتا اور آیندہ ان حرکات سے توبہ کرتے۔ باہر نکلکر سوچے۔ او وجی
یہاں بگڑی اور کہیں بنا لیں گے۔ ع

ایسے [illegible] ارکے کوچے میں نہ جاؤنگا جیک   اور گھر تاکو کوئی اور محلہ دیکھو

ملک خدا تنگ نیست پائے مرا لنگ نیست۔ چنانچہ تھوڑے ہی دنوں میں
ملاقاتیوں شناساؤں سے کچھ روپیہ جھانسے دے کے اینٹھا تام جھام بدل ڈالا
اور باہر نکل گئے۔ اتفاق کی بات رانی کیول کانتی کی ریاست میں جا وارد ہوئے
چالاک تو بلا کے تھے ایک ترکیب سے ان تک پہونچ گئے اور فی الحال وہ انپر
مہربان بھی ہوگئیں۔ ایک روز ایسا اتفاق ہوا کہ شکار کو رانی صاحب گئی تھیں
[illegible] گھوڑے سے گر گئیں۔ اور رانی صاحب کو جان کا خطرہ ہوگیا انھوں نے
انکو مصیبت سے نکالا۔ بس پھر کیا تھا۔ مزاج میں رسوخ ہونے لگا۔ اور رفتہ
رفتہ یہاں تک نوبت پہونچی۔ خاطر میں اتنی جگہ کی کہ جو یہ تھے وہ کوئی نہیں
محبت کے معاملے میں دونوں کے مزاج میں عجلت تو ہوتی ہی ہے تھوڑے ہی)

عرصے مین یہ فرانسیسی آوارہ گرد کیول کانتی کا راجہ ہوگیا۔
مگر وہ طمانیت خاطر جو ایسے حال مین ہونا چاہیے۔ وہ ان کو کبھی نصیب نہوئی۔ ہمیشہ اس بات کا دھڑکا لگا رہا کہ کہین پچھلے کرتوت رانی صاحب پر کھل نہ جائین کئی دفعہ ایسا سامان بھی ہوا مگر فکر کر کے ان بلاؤن کو جس طرح بنا ٹال دینا پڑا چنانچہ ایک دفعہ لیسیو بھی وہان پہونچے۔ اور اگر رانی کے حکم سے وہان سے نکلوا نہ دیے جاتے تو راجہ صاحب کی ساری قلعی کھل جاتی۔ ایک دفعہ ایک جعلساز کو سکہ قلب بنانے کے جرم مین پھانسی کا حکم ہوا تھا اُسنے راجہ صاحب کو خط لکھا کہ اگر میری جان بخشی نہ کرائیے گا تو جیلخانے مین پھنسنے اور وہان سے بھاگنے کی ساری حقیقت کھولدونگا۔ غرضکہ اسی طرح ان کو شب و روز دھڑکا لگا رہتا۔ چاہے دنیا اس عروج اور اقبال پر رشک کھاتی ہو مگر یہ ایک دن چین سے نہین رہتے تھے۔

اب رات کے دو بجگئے تھے۔ مگر مارٹن صاحب کو نیند نہین آتی تھی کچھ عجیب طرح کی بےچینی تھی جب یہ قصہ ختم ہوگیا تو میز کے پاس سے اُٹھ کے کھڑکی کی طرف کھڑے ہوگئے اور پردہ اُٹھا کے چمن کی سیر دیکھنے لگے آسمان صاف شفاف چاندنی چھٹکی ہوئی جا بجا ستارے بھی کچھ کچھ جگمگا رہے تھے۔ اسوقت اس کیفیت کو دیکھ ہی رہے تھے کہ ایک شریلی آواز سے کسی نے انکو نام لے کے پکارا۔ گھبرا کے پردہ ہاتھ سے چھوڑ دیا اور کمرے کی طرف رخ کر کے غور سے دیکھنے لگے دیکھا کہ وہی ماسٹر ٹودی اُس میز کے قریب کھڑے ہین جس پر کتاب القا کی الماری رکھی تھی اور کہہ رہے ہین "مسٹر ڈمنڈ پرسون آپ کی پچیسوین سالگرہ ہے کنٹربری مین جس قدر سوانح عمریان محفوظ ہین وہ آپ کے ملاحظہ کے واسطے نکالی جائین گی"!

بس اتنا کہکے وہ صورت تو غائب ہوگئی۔ سراڈمنڈ کو ماسٹر ٹمودی کی تاریخ کا خیال آیا اور یہ بھی یاد آیا کہ جب انکے حالات پڑھے گئے ہین تو میری خواہش تھی کہ کچھ اور تفصیلی حالات انکے معلوم ہوتے تو اچھا تھا۔ اب اسکا موقع آیا ہے اور ہمارے خاندان کی قسمتین بھی ایک عجیب طرح سے انکی ذات سے وابستہ ہین بس ضرور چلکے کاغذات دیکھنا چاہئین غرضکہ یہ سوچ کے کوچ پر جا لیٹے۔ بقیہ شب اچھی طرح سے نیند نہ آئی۔ اور صبح آٹھ بجے سواری تیار رہنے کا حکم دیا اور مکان کی مرمت کے تغیر او تبدل کی بنسبت معمولی ہدایتین کرکے روانہ ہوگئے۔ دوپہر کے قریب لندن پہونچے۔ اور مس کیمبل کے ہان جاکے روزنا سے ملے سب کو بخیریت اور خوش پایا ہان ایمیلائن البتہ کسی قدر مضمحل تھین لیکن انکا شوہر بہت کچھ انپر مہربان تھا اور ذرا ذراسی بات مین خاطر کا لحاظ رکھتا تھا سراڈمنڈ نے کہا کہ ابتو مین کنٹربری جاتا ہون وہان ایک ضروری کام ہے ملیٹ کے انشاء اللہ تقریب سے فرصت کرین گے۔ کیون روزا ہے نہ اجازت۔

روزا نے یہ سنکے گردن نیچے جھکائی۔

سراڈمنڈ۔ اتنے عرصہ مین ہرک شائر کی کوٹھی کی بھی بخوبی مرمت ہو جائیگی۔

الحاصل اپنی منسوبہ اور اسکے اعزا سے رخصت ہوکے سراڈمنڈ کنٹربری کی جانب روانہ ہوگئے دوسرے دن صبح کو سویرے وہان جا پہونچے وہی تاریخ انکی بچیسوین سالگرہ کی تھی شہر کی ایک مشہور سرا مین جاکے قیام کیا اور تھوڑی دیر آرام کے بعد اپنی کوٹھی جا پہونچے۔ قدیم دربان آقا کے آنے پر خوش مگر اس خیال سے کہ اس کوٹھی کے مالک دوبارہ اخیر وقت ہی آیا کرتے ہین رنجیدہ

بھی ہوا۔ لیک کے سرا ڈمنڈ کے قریب پہونچا اور دعائین دینے لگا بسر اڈمنڈ
بھی قدامت کے لحاظ سے اسکی بہت کچھ خاطر کرتے تھے اُنھون نے اسکے تردد
اور انتشار کو دیکھکے اطمینان دلایا کہ کوئی گھبرانے کی بات نہین ہی۔ جو کچھ خاندان کے
مقدر مین ہی وہ آج تک ہوا اور میرے ساتھ بھی ہوگا۔ اور اسوقت بھی
مجھے مقدر ہی یہان لایا ہی لیکن ابھی وہ میرا اخیر وقت نہین ہی جبکہ میرے
بزرگ کہین ہون۔ یہان پہونچ جایا کرتے تھے۔

دربان نے ساتوین کمرے کی کنجی حاضر کی اور یہ فوراً تن تنہا اُس جانب
اُٹھ کھڑے ہوئے۔ لاکھ کچھ تھا مگر ایشر تھے جس وقت قفل کھولا ہی اُس وقت
ہاتھون مین کسی قدر رعشہ ضرور تھا۔ آگے بڑھکے دیکھا ایک میز بچھا ہی اور چند
کنجیان اُسپر اور رکھی ہوئی ہین۔ یہ سمجھ گئے کہ اس اشارے کا کیا مطلب ہی اور
اگرچہ یہ جانتے تھے کہ سوا رنج و غم کے مضامین کے اور کیا ہوگا۔ مگر اپنے خاندان
کے مقدرات کی پابندی چار و ناچار کرنا ہی تھی۔ اُنھون نے خیال کیا کہ اب
تساہل کو راہ نہ دینا چاہیے جس قدر جلد ممکن ہو اس کام کو انجام دے کے
فرصت حاصل کرو۔ کنجیان اُٹھائے چلے کمرے کی طرف گئے۔ اس مین سیکڑون
برس گذر گئے تھے کوئی داخل نہین ہوا تھا یہ سرہنری مارٹمر بانی خاندان کا
کمرہ تھا۔ پُرانی وضع سے آراستہ ہے قدیم مگر گردش زمانہ سے کوئی چیز خراب نہین
ہونے پائی تھی اُسی طرح جون کی تون رکھی تھی۔ ہان گرد البتہ جمع ہو گئی
تھی۔ وہ بھی عجلت مین اُنھون [illegible] نہین دیکھی۔ جہان اور چیزین
تھین۔ وہان ایک گوشہ مین [illegible] اُس الماری مین ایک قلمی کتاب

رکھی تھی جس مین سر ہنری مارٹن کی پوری سوانح عمری مندرج تھی انھون نے
شان وشوکت کی خواہش کی تھی اور نصیب بھی ہو گئی تھی لیکن اسکے
حاصل ہونے مین ایسی دقتین پڑین - اس طرح کے خطرات کا سامنا ہوا وہ وہ زخم
کھائے اور اس قدر مصیبتین جھیلین کہ دنیا مین شاید ہی کسی کو نصیب ہوئی ہون
اگرچہ یہ حالات بہت سیدھے اور مختصر عبارت مین تحریر تھے لیکن نتیجہ اخذ کرنے والی
طبیعت فلسفے اور فطرت انسانی پر غور کرنیوالے کے واسطے دفتر کے دفتر تھے مسز اوسٹن
گھنٹہ بھر اُس کو پڑھتی رہین اور جب سب پڑھ چکے تو انکو یقین ہو گیا کہ
شہرت حاصل ہونے مین فی الحقیقت آدمی کو خوشی نہین نصیب ہو سکتی
سر جان مارٹن - دوسرے باب مین مرے تھے - انھون نے بھی اپنے تمام واقعات
زندگانی قلمبند کیے تھے - انکو شہرت علمی مرغوب تھی - تجربے نے انکو بتا دیا تھا
کہ اس خواہش کے پورے ہونے کے واسطے فلاکت - افلاس - ناداری اور مفلسی
لازمی ہے - مداح اور قدردان تو ہزارہا پیدا ہو جاتے ہین مگر انکی تعریفین کس
کام کی - نہ دل کو تسکین دیتی ہین نہ احتیاج سے مستغنی بناتی ہین ہر وقت فکر جان
فرسا کا سامنا رہتا ہے - اطمینان قلب نصیب نہین جب دیکھو تو کوئی حاجت
پریشان کیے ہوئے ہے - روزانہ محنت مزدوری پر عمر بسر کرنے والا ان سے لاکھ درجے
اچھا ہوتا ہے اور خوشحال رہتا ہے - یہان گھنٹہ بھر ٹھہرے اور اسکے بعد یہ کہکر اٹھے
کہ علمی شہرت بعض اوقات عذاب ہو جاتی ہے اور دلی مسرت نہین پیدا کر سکتی تیسرے باب مین مسٹر
مارٹن نے انتقال کیا تھا انکی تمنا اور دلی یہ تھی کہ بہین آرام سے اپنے گھر مین عمر بسر کرین
بیوی بہت ہی نیک خوش خلق محبت والی ہو - اور دوست دوستی کے پکے ملین

مگر افسوس یہ دونون گل بھی بے خار نہ نکلے بیوی کے ساتھ نشۂ محبت مین شک ہمیشہ عیش تلخ کرتا رہا اور دوستون کو جب کبھی ضرورت ہوئی یہ اپنی فیاضی اور فراخ حوصلگی سے ہمیشہ کام آتے "پریشان حالی" اور "درماندگی" مین صد اسقدر دستگیری کرتے تھے کہ عسرت مین بسر ہوتی تھی انکے حالات پڑھنے سے عبرت ہوتی تھی کہ اس طرح بھی خوشی کی تمنا کرنا محض نادانی ہی۔

چوتھا گھنٹہ اُس کمرے مین صرف ہو چکے دروازے پر جمیس مارٹن کا نام تحریر تھا اُنھون نے اپنے باپ کی عسرت سے دُنیا کا تجربہ اُٹھایا تھا۔ اور یہ خواہش کی تھی کہ اپنے عزائم مین ہمیشہ کامیاب ہوا کرین۔ اسکی بدولت دولت اگر تو ضرور جمع کی مگر طرح طرح کے عوارض انکو عمر بھر ستاتے رہے تقوی ہو گیا۔ صورت بگڑ گئی جو کوئی دیکھتا نفرت کرتا حتی کہ شاہدان بازاری تک جو بالکل بندۂ زر ہوا کرتی ہین۔ وہ بھی انکی صورت دیکھکر کراہت کرتی تھین۔ بیمار رہنے سے آدمی چڑچڑا ہو ہی جاتا ہے خفیف خفیف سی بات پر بگڑ بیٹھتے تھے رنج اہل کبھی مارے پرہیز کے اچھی نصیب ہوتی اولاد دون کے ضائع ہو جانے کے صدمون سے سینہ ہمیشہ فگار رہتا۔ غرضکہ جتنی باتین دولت سے لطف اُٹھانے کی تھین سب سے یونہی محروم رہے۔ اور انکے حالات سے بخوبی ثابت ہو گیا کہ اگر ہم اپنی تمام تدبیرون مین کامیاب بھی ہوتے رہین تب بھی ممکن ہی کہ ایسی باتین پیش آئین جن سے دل کی مسرت ایک لمحہ بھی نہ حاصل ہو سکے نواب جوزف ہالم جنھون نے پانچوین کمرے مین رحلت کی تھی اپنے والد کی یہ حالت دیکھکے صحت اور تندرستی کے خواہان ہوئے تھے۔ اُنھون نے اپنے قوائے جسمانی ہاتھ پاؤن کے بھرد سے بیہودہ حرکات بیہودہ عیاشی۔ اوباشی شراب خواری اور ہر طرح کی بے اعتدالیان

اختیار کی تقیین کہ ہنت دا برو مین بٹہ لگا دولت اڑ گئی۔ اور آخر عمر مین نان شبینہ کو محتاج ہوگئے۔ جائداد مہاجنون کے یہان رہن ہوکے سب کی سب نکل گئی اور یہانتک نوبت پہونچی کہ جب کچھ اعزا اور احبا اپنے ہاتھ پاؤن کا صدقہ دیدیتے تو شام کو روکھی سوکھی نصیب ہوتی۔ انکے حالات پڑھکے سر اڈمنڈ کو یقین ہوگیا کہ اس دُنیا مین کوئی خوشی نیش غم سے خالی نہین حتی کہ صحت اور تندرستی جسکو کوئی خرچ نہین کرسکتا کوئی چرا نہین سکتا وہ بھی بعض صورتون مین باعث صد زحمت ہوجاتی ہی جیسا کمرہ سر ولیم مارٹر کا تھا۔ انھون نے دُنیا مین دولت کو ذریعۂ مسرت سمجھا تھا مگر ان کو سب کی طرف سے ہمیشہ بدگمانی رہی کہ ایک لمحہ دل کو چین نصیب نہوا۔ کیسا ہی سچا بے ریا دوست ہو مگر انکو ہمیشہ یہی شبہ رہتا کہ کسی نہ کسی غرض سے ملتا ہی۔ راتون کو لٹیرون قاتلون کو خواب مین دیکھا کرتے ہر لمحہ دولت کی حفاظت کی فکر رہتی۔ خیر خیرات مین کوڑی خرچ نہ کرتے اور ہر شخص کو خودغرض اور خود مطلب ہی جانتے تھے۔ نوکرون پر اعتبار نہ متوسلین اور متعلقین پر کوئی اطمینان ہر شخص کی طرف سے مشکوک مشتبہ ہنوز اُن کے حالات ختم بھی نہوگئے تھے کہ سر اڈمنڈ یہ حالی ہوا کہ اس دنیا مین دولت اور مسرت کا ساتھ غیر ممکن ہی۔

اب دوپہر پر دو بج گئے ہین۔ پڑھتے پڑھتے تھک بھی گئے تھے۔ چنانچہ یہ ساتوین کمرے مین جاکے آرام کرسی پر لیٹ گئے اور اپنے خاندان کے گذشتہ حالات پر اس طرح غور کرنے لگے ان سب کے حالات کے پڑھنے سے ثابت ہوگیا کہ اس دُنیا مین خوشی اور مسرت تلاش کرنا بالکل نادانی ہی۔ لاکھ جتن کرو مگر یہ میسر نہین آسکتی افسوس جس طرح ان لوگون کی نسبت ناکامی کا جملہ آخر مین لکھا گیا ہو اُسی طرح میرے کمرے

کے دروازے پر بھی لکھا جائے گا" اس بات کا خیال آتے ہی دفعتاً وہ کھڑے ہوئے۔
باہر نکلکے اپنے کمرے کے دروازے پر نگاہ دوڑائی۔ اور عبارت کا خاکہ ذہن مین کھنچا تھا کہ
وہ عبارت خود بخود نظر کے سامنے آگئی "سر اڈمنڈ مارٹمر نے ۱۰ ستمبر سنہ ۱۸۳۰ء کو
پچیس برس کی عمر مین انتقال کیا۔ انھون نے عام معلومات کو پسند کیا تھا۔ مگر
اُسپر بھی خوش نہ رہے"!

اسکو دیکھتے ہی چونک پڑے جھجک کے پس پشت کی دیوار تک ہٹے۔ اور پہلے سے
اس عبارت کو قلم غیب سے لکھا ہوا دیکھکے سناٹے مین آگئے گویا جیتے جی مر گئے۔
بے حس و حرکت دیر تک ساکت و صامت کھڑے رہے پھر آنکھ اُٹھائی اور عبارت پر
نظر کی۔ فی الجملہ حواس درست کر سکے مین بیٹھکے طرح طرح کے روح فرسا اور دلخراش
خیالات مین مستغرق ہو گئے نہین نہین ابھی وہ گھڑی نہین آئی ہے۔ یہ وقت آخری
نہین ہو سکتا۔ ابھی کیونکر ہو سکتا ہے۔ ابھی بہت سے کام ادھورے پڑے ہین۔
زندگی سے دل نہین سیر ہوا مرنے کو جی چاہتا ہے یا اللہ مین نے کون ایسا گناہ کیا ہے۔ یہ
عمر یہ سن اور یہ موت! نہین نہین ابھی نہین۔ کیا سچ مچ میری زندگی اتنی ہی تھی
کیا یہی آخر وقت ہے۔ کیا دنیا مین دیکھنے بھالنے پھرنے ہوا کھانے سوچنے سمجھنے محبت
کرنے کا آج ہی خاتمہ ہو جائیگا۔ رات کے بارہ بجتے بجتے یہ جسم بیجان بیدم بے حرکت
خاک کا ڈھیر ہو جانے لگا۔ واہ یہ کیونکر ہو سکتا ہے نہین نہین ہرگز نہین۔ اجی اچھا
خاصہ بھلا چنگا۔ کوئی بیماری نہ آزار۔ نہ مرض نہ شکایت کے کوئی آثار۔ کوئی روگ
ایسا لگا ہوا نہین جس سے مین کچھ ضعیف و ناتوان ہون انگلی تک نہین دکھتی یون
موت کہان سے آسکتی ہے"!

اس قسم کے خیالات دماغ مین گونج رہے تھے شدت رنج وغم یہان تک بڑھی کہ انھون نے اپنے دونون ہاتھون سے مُنھ چھپا لیا گویا روح قالب سے پرواز کرنے کو تھی بالکل انکی کیفیت اُس وقت اُس مجرم کی تھی جسکے سامنے پھانسی کھڑی ہو۔ لوگ اُسے کشان کشان لیے جاتے ہون اور اُسکو یقین ہو کہ بس کوئی دم مین ٹوپ چڑھایا گیا۔ آنکھین بند کی گئین اور حوالہ دار ہوئے۔ ایکدفعہ گھبرا کے انھون سر اُٹھایا۔ دیکھتے ہین سامنے ماسٹر موڈی کی صورت کھڑی ہے۔ چلائے ہوئے تھے ہی بے محابا پکار اُٹھے

ارے تو یہان موجود ہے۔ کیون تو تو کہتا تھا مین اس خاندان کا ہمہ تن بہی خواہ ہون خیر طلب ہون (یہ کہکے اُسکی طرف ہاتھ بڑھایا) کیون اسی لیے مجھے نقرہ دیکے بلایا کہ اب میرا آخری وقت ہے۔

روح۔ (غمگین لہجے مین) آپ کو اپنے تجربے سے یقین ہوگیا ہوگا کہ اس طرح دنیا کی علایق سے خوشی میسر نہین آسکتی پھر جب انسان نے دیکھ لیا کہ سب پاپڑ بیلے سب جتن کیے۔ کوئی بات اُٹھا نہ رکھی۔ اور اسپر بھی خوشی نہ حاصل ہوتی تھی نہ ہوئی تو زندگی فضول ہے۔ جینا عبث ہے۔ اب جی کھے کیا کیجیے گا آپ کا یہ حال کہ آپ اسپر بھی نہ چیتے آنکھون سے پردہ نہ اُٹھا۔ خواب غفلت سے نہ بیدار ہوئے۔ ابھی تک میٹھی نیند سوتے ہین۔ پھر فرمایئے کون چیز آپ کو بیدار کر سکتی ہے۔

سراڈ منڈ یہ سُنکے بصد حسرت و یاس کف افسوس ملنے لگے اور گویا ہوئے تو سچ مچ اب ہم چند گھنٹون کے مہمان ہین پھر مر جاینگے۔

روح۔ ٹھیک آدھی رات کو آپ کے جسم سے روح مفارقت کر جائیگی۔ دیکھیے جس وقت یہ سامنے والے گرجے کی گھڑی ٹھیک بارہ بجائیگی۔ اُسی وقت آپ کا کوس رحلت بجے گا۔

سراڈمنڈ۔ اچھا یہ تو بتاؤ۔ آخر کس طرح مرینگے موت کی کیا صورت ہوگی۔ بس اسی طرح بیٹھے کے بیٹھے رہینگے اور جان تن سے نکلجائے گی۔ یا جیسے دنیا مین جیسے ہوتے ہین ایسا کوئی ظاہری سبب بھی ہوگا۔

روح۔ مین نے تو آپ سے پہلے کہدیا تھا کہ آیندہ کی خبرین نہین بتا سکتا۔ اگر کچھ کہہ سکتا ہون تو صرف اتنا کہ اُسوقت تک آپ زندہ رہینگے۔ پھر اُسکے بعد نہین جی سکتے

سراڈمنڈ ایسے وقت مین اس روکھے جواب پر نہایت ناخوش ہوئے اور بولے تو تمھاری بخشی ہوئی نعمت کاہے کو ہے۔ جانستان آفت ہے۔ جان لیوا۔ جان لیوا۔ افسوس مین نے کیون اس بات کو منتخب کیا تھا اسکے بغیر میرا کیا بگڑتا۔ اگر آج کوئی اور بات ہوتی تو تھوڑی دیر دُنیا کی ہوا اور کھا لیتا۔ افسوس صد افسوس بڑی چوک ہوئی۔

روح۔ حضرت سنیے۔ اصل بات یہ ہے کہ اس دُنیا کی ہر بات مین کوئی نہ کوئی زیان ضرور ہے ہان ایک امر تھا۔ مگر آپ کو اُسکا خیال ہی نہ آیا۔ اور نہ آپ کے اتنے بزرگون نے اسکو پسند کیا۔ وہ اگر آج ہوتا تو بلاشبہ اصلی خوشی دیتا۔ وہ ایسا امر ہے کہ اسکے آگے عداوت دشمن بے اثر۔ ناوک غم و سنان رنج کند۔ جام حیات بجائے زہر کے انگبین سے لبریز ہوتا۔ اپنی ذات کو لطف ملتا اور دوسرے بنی نوع شاد کام ہوتے آج وہ نعمت عظمیٰ میسر ہوتی۔ کہ دنیا مین جسکی تمنا مین لوگ سر سے زمین کھودتے ہین اور نصیب نہین ہو سکتی۔ لیکن افسوس ہے تم سب کو تنگ چشمی نے صحیح اندازہ ہی نکرنے دیا کہ تمکو کس قدر قوت حاصل ہے پست حوصلگی نے اختیارات کی قدر نکرنے دی تم بالکل اُن سلاطین بلند نظر و خود پسند سے مشابہ رہے جنکا یہ حال ہے کہ تاج و تخت شاہی نصیب ہوتے ہی علو مرتبت۔ وسعت اختیارات کے اطمینان پر صرف نظم محکم۔

سطوت و جبروت رعونت خود آرائی کی فکر رکھتے ہیں۔ باقی ملک کی فلاح رعیت
کی بہبود۔ خلائق کے نفع کو بالکل صفحہ خاطر سے بھلا دیتے ہیں پس اسی طرح تم لوگ
یکے بعد دیگرے جو کچھ انتخاب کرتے گئے وہ خود غرضی سے گندہ اور خود پسندی سے
آلودہ تھا۔ اور اس میں بجز نفس پرستی کے اور کچھ بھی نہ تھا۔ تم نے اُس بلند حوصلگی
اور وسعت نظر کو دخل ہی نہ دیا جس سے یہ عطیہ تمہارے حق میں برکت عظمی ہو جاتا۔

سر اڈمنڈ نے مضطرب ہو کے پوچھا "اچھا بتاؤ۔ وہ کون بات تھی جس سے اصل
الغرض حقیقی مسرت اور سچی خوشی نصیب ہوتی"؟

ٹمودی۔ ہاں تو میں ابھی آپ کو بتائے جاؤں گا چند لمحے آپ کی حیات مستعار
میں اور باقی ہیں۔ مگر کیا اس فرصت قلیل میں اس پر آپ کاربند ہو سکیں گے۔
مرگ کی جانب اشارہ ہونے سے سر اڈمنڈ کو مارے خوف کے جھرجھری آگئی۔ سناٹے
میں آگئے۔ اور زیر لب بولے "جو آپ کی مرضی ہو میں ہمہ تن تعمیل کو حاضر ہوں"۔

ٹمودی جن لوگوں سے آپ سے سابقہ رہا ہے۔ یا جنکا حال کتاب بقا میں پڑھا ہے
اُنکا حال ادھر عرصے سے آپ کو نہیں معلوم۔ ضرور آپ کا جی چاہتا ہوگا کہ جو کچھ ان پر
ادھر گذری یا جو کچھ آئندہ گذریگی وہ سب آپ کو معلوم ہو جائے۔ چونکہ اس تعلق
کی وجہ سے جو مجھے آپ کے ساتھ ہے کسی قدر اُنکے مقدر سے آگاہ ہو گیا ہوں لہذا اُنکی
حالتیں پیش نظر کر سکتا ہوں لے دیکھتے جائیے۔ یہ کہکر ٹمودی نے ہاتھ سے اشارہ
کیا اور سارا کمرہ نہایت تاریک ہو گیا۔ چاروں طرف اندھیرا گھپ صرف اُس میز کے
قریب جس پر کتاب بقا کی الماری رکھی تھی خفیف سی جھلملاتی ہوئی روشنی نظر آئی۔
اور وہ الماری ایک میجک لینٹرن (جادو کی لالٹین) بنگئی۔ اور سب نقشے اور تصویریں

اس عالم کے واقعات کے مرقعے کمال تصریح اور تفصیل کے ساتھ بلا کم و کاست ہو بہو دکھائی دینے لگے۔ اس تماشے کو دیکھکے سر اڈمنڈ ایسے متحیر اور متعجب ہوئے کہ موت کا خیال ذہن سے بالکل جاتا رہا۔ اور یکسوئی خاطر کے ساتھ سیر مین محو ہو گئے دیکھتے کیا ہین کہ سب سے پہلے ایک جنازہ نکلا ہی۔ بہت آہستہ آہستہ جنازہ جارہا ہی ہر شخص کے چہرے سے رنج و غم۔ اضمحلال ظاہر ہی۔ مگر کوئی پیشوائے مذہبی ہمراہ نہین۔ جاتے جاتے ایک چوراہہ ملتا ہی۔ وہان ایک قبر کھدی ہوئی موجود ہی۔ اسی مین میت دفن ہو گی۔ اس شخص نے خودکشی کی ہی۔ اور مذہب عیسوی کے مطابق پادریون نے تجہیز تکفین اور گرجا کے قبرستان مین جگہہ دینے سے صاف انکار کر دیا ہی جو لوگ جنازہ لائے ہین انھون نے ترس خدا سے یہ بار اپنے کاندھون پر اٹھایا ہی۔ محض حسبۃً للہ۔

یہ بھی بندۂ خدا تھا۔ اور ایک ان سب کو یہی مرحلہ پیش آتا ہی مردہ بدست زندہ ہوتا ہی۔ اپنی کرنی اپنی بھرنی اپنے اپنے اعمال اپنے اپنے ساتھ۔ اصل شخص تو چلا گیا اب تو وہ خاک باقی ہی۔ جو چاہو سلوک کرو چاہو اچھی طرح دفن کفن کرو۔ چاہو بے گور و کفن طعمۂ زاغ و زغن ہونے دو۔ بس چند بندگان خدا کو ایسے ہی خیالات نے آمادہ کیا ہی کہ حتی الوسع عزت آبرو سے میت کو اول منزل پر پہونچائین۔ استابوت لوگون نے کاندھے سے اُتار کر زمین پر رکھا۔ سر اڈمنڈ نے دیکھا اُسکے تختے پر لکھا ہی "اڈوگر یرسی"!!

پھر دوسری تصویر ایک کمرے کی نظر آتی ہی۔ اُسمین ایک مریضہ بستر پر سُست پڑی کراہ رہی ہی۔ اعزا اقربا۔ پژمردہ و اداس۔ غمزدہ باآہ سرد و دل پُر درد و چشم پُر نم پٹی کے پاس بیٹھے ہین۔ ایک شخص جسکی وضع سے پایا جاتا ہی کہ طبیب ہے

مریضہ کے پاس آتا ہی۔ اور چہرے اور نبض کو غور سے دیکھکے ایک ادا کے ساتھ گردن ہلاتا ہی جس سے صاف ظاہر ہوتا ہی کہ "بس کام تمام ہی" یہ سُنکے فرطِ الم سے لوگ مصروف گریہ و بکا مشغول جزع و فزع ہوتے ہین۔ سر اڈمنڈ میت کے چہرے کو غور سے دیکھتے ہین۔ ابھی روح نے جسم چھوڑا ہی گویا خواب ناز ہی۔ وہی بھولی بھولی صورت وہی پیاری پیاری شکل۔ ہائے ہائے وا حسرتا۔ وہ مصیبتا یہ تو وہی روزا ہی جسکی پیاری صورت کی تصویر صفحۂ دل پر نقش ہی جسکی صورت اور سیرت کے ہزار جان سے عاشق و شیدا تھے۔ اسکے بستر مرگ پر داہنے ہاتھ کے قریب ایک اخبار پڑا ہی معلوم ہوتا ہی مریضہ کے ہاتھ سے ابھی چھوٹ کے گرا ہی۔ اسکے سر صفحہ پر جلی قلم سے لکھا ہی۔

"سر اڈمنڈ مارٹمر کی وفات حسرت آیات"

اس اندوہناک منظر کے بعد ایک اور سمان دکھائی دیا۔ یہ خیر غنیمت تھا۔ ایک خوشنما کمرہ سجا سجایا نظر آیا اُنھون نے پہچانا کہ اُسی عمارت کا بڑا کمرہ ہی۔ جسمین نواب لارڈ ۔۔۔ ہا کرتے تھے ۔ اور جواب مسٹر اسٹیول صاحب کے قبضے مین ہی آتش دان روشن ہی۔ آگ دھکا دھک جل رہی ہی شعلون کی روشنی نے کمرے کی ہر چیز پر نیا روپ پیدا کر رکھا ہی۔ میز کرسی۔ دنگل۔ کوچ۔ شیشہ آلات گلدستے حتی کہ دیوار سقف و در جگمگا رہے ہین۔ اور ایک سن رسیدہ نیک سیرت نیکبخت سامنے بیٹھی ہوئی ہین بشرہ ۔۔ سے عیان ہی کہ نہایت اطمینان قلب اور تسکین خاطر میسر ہی اگرچہ چہرہ ڈھلا کی ہی ضعیفی کے آثار نمایان ہین۔ نا صورت

پہچانی جاتی ہی کہ مسیم اسٹیول ہی ہین۔ دفعتہً دروازہ کھلا اور ایک خوبصورت جوان جنرل کی وردی پہنے داخل ہوا ہی۔ اور آتے ہی لپک کے اُس ادب جوش محبت اور پیار کے ساتھ آغوش مادرین آیا۔ جو ایک سعادتمند اولاد کو شایان ہی میز پر ایک خط بھی نظر آتا ہی اسپر مسیم اسٹیول کا نام لکھا ہی جس سے ظاہر ہوتا ہی کہ مسیم صاحب نے دوسری شادی نہین کی اتنی عمر پائی ہی دولت ثروت ہاتھ آئی مگر یہ عصمت سرشت اپنے شوہر کا نام لیے بیٹھی رہی ہین۔

اسکے بعد پھر منظر تبدیل ہوا۔ اور صوبہ پیڈمانٹ کے ایک اُجڑے پُجڑے گانون مین ایک سادی سی جھونپڑی دکھائی دی۔ اُس سے ذرا ہٹ کے کوہ آلپس کی چوٹیان برف سے ڈھکی ہوئی سامنے نظر آرہی ہین۔ دامن کوہ مین کوسون تک سبزہ زار پھیلا ہوا ہی جہان تک نظر جاتی ہی گھاٹیان اور میدان لباس سبز دربے آراستہ ہین جھونپڑی سے کچھ ہی دور ایک چھوٹا سا چوبی گرجا ہی جو ایک حجرہ توڑ پھوڑ کے بنایا گیا ہی صلیب کے آگے ایک عورت رکوع مین ہی۔ اگرچہ اس عابدہ کی ادھر پشت ہی اور چہرہ نہین دکھائی دیتا۔ مگر جس الحاح وزاری سے دعا مانگ رہی ہی اس سے صاف ظاہر ہی کہ کمال خضوع اور خشوع کے ساتھ مصروف عبادت ہی۔ اس عورت کی دیر تک یہی حالت رہی پھر اس سے فراغت کرکے جھونپڑی کو چلی ہی۔ اب اسکی صورت اچھی طرح دکھائی دیتی ہی۔ سراڈمنڈ نے پہچانا۔ یہ تو وہی بالس یعنی سالی زن بازاری بنتی ہی۔ اللہ اللہ کیا زمانے کی نیرنگیان ہین۔ کہان زندگی کی جھوکری تھوہ خانے کی ساقن۔ اور خدا جانے کیسی گناہگار۔ اور اب کیسی پرہیزگار۔ جو دل ہزارہا وساوس شیطانی کا مہمان سرا تھا۔ کیسا عبادت حق کا خلوت خانہ بنا ہی

ہیبن کرامت بُت خانۂ مرا اے شیخ
کہ چون خراب شود خانۂ خدا گردد

پھر سین بدلا اور ایک اور بستر مرگ پیش نظر ہوا۔ اسپر ایک عورت شدت کرب سے کراہ رہی ہے۔ سکرات میں دم توڑ رہی ہے۔ نفس لوامہ کے تازیانون سے عدل کھینی ہے۔ کسی کروٹ کسی پہلو قرار نہیں۔ اعصاب کھنچ کھنچ کے ہاتھ پاؤن جھرے۔ کمر پشت کی رگ رگ توڑے ڈالتے ہین۔ اور ابر دکھنچکر پیشانی پر سوچتے ہین۔ سرخ سرخ دیدے الٹ کے حلقہ چشم سے باہر نکلے پڑتے ہین۔ کان ٹیڑھے ترچھے ہوکے اپنی جگہ چھوڑ چلے ہین دہانہ پھٹلے تا بنا گوش پہونچا ہے۔ زبان منھ سے نکل پڑتی ہے۔ سر گردن سے جا ملا ہے۔ کبھی جسم کمان کی طرح پشت کی طرف خمیدہ کبھی ہلال کی صورت ایک پہلو کو جھکا غرضکہ رگ رگ سے جان نکل رہی ہے مگر نہ نکلتی ہے نہ چھوٹتی

عجب طرح کا الٰہی عذاب ہے اس پر

کروٹین بدلنے۔ ادھر ادھر لوٹنے سے صورت کی جھلک کھائی دیتی ہے۔ سر اڈمنڈ چہرہ دیکھکے پہچان گئے کہ یہ وہی ہسفیے کی خالہ مسیم لکارج ہے جس نے بہو کی جلن مین بیٹے کی جان لی تھی۔

یہ سین بھی نظرون سے غائب ہوا۔ اب دفعۃً جرمنی کے ایک دارالعلم کا بڑا کمرہ نظر آیا۔ اسمین طلبا کثرت کے ساتھ جمع ہین۔ اور نہایت توجہ اور ذوق و شوق سے ایک برگزیدہ اور محترم عالم کا خطبہ سن رہے ہین۔ سامنے منبر پر ایک لاش اور ایک ٹھٹری انسان کی رکھی ہوئی ہے۔ دوران خطبہ مین عالم صاحب کچھ ادویہ پچکاری کے ذریعہ سے لاش مین داخل کرتے جاتے ہین اور ٹھٹری پر بتاتے جاتے ہین۔ کہ ان ادویہ کا اثر کہان کہان اور کس کس عضو مین پیدا ہوتا جاتا ہے۔ خطبہ ختم ہوتا ہے۔ طلبا رخصت ہوتے ہین خطیب صاحب منبر سے اترتے ہین سر اڈمنڈ انکی مشین صورت دیکھکے پہچانتے ہین یہ تو وہی ڈاکٹر صاحب ہین جو انکے ساتھ جیلخانے مین بجرم قتل انسان اس غرض سے محبوس کیے گئے تھے کہ آئندہ

انسان کے بنانے مین طبیعت داری نہ صرف کرسکین یہ نقشہ بھی بدلا۔ ایک کمرہ نہایت
درجہ آراستہ اور پیراستہ سامنے آیا۔ آتشدان کے پاس ایک معمر اور مشین صاحب
بیٹھے ہوئے اخبار بلا خطہ کر رہے ہین اور ایک ادھیڑ سی میم صاحب ناک چوٹی گرفتہ
چیتھڑون سے بیزار بہت جز بز منھ بنائے ہین جبین ایک ماما کا حساب کر رہی
ہین یہ کمبخت۔ آفت زدی دربان سے اٹک گئی تھی۔ اسی مارے برطرف کی گئی
میم صاحب نے تنخواہ حوالہ کی ہو۔ یہ منت کر رہی ہو کہ ایک چٹھی بھی دیدیجے
آپ کا نام لے کے دوسری جگہہ بلا سے کما کھاؤنگی۔ مگر جواب دیا گیا
ہے کہ تم اس لائق نہین۔ اور اگر چٹھی دیجائے گی تو تمھارے سارے کرتوت اُس مین
لکھدیے جاینگے۔ ماما لاکھ لاکھ گڑگڑاتی خوشامد درآمد کرتی ہو مگر ایک شنوائی نہین
ہوتی۔ آخر ہار کے یہ بدبخت کھسیانی اور مایوس ہوکے جی مین ٹھان لیتی ہو کہ گھر جا کے کسی کو
مُنھ دکھاؤن گی اور وہان سے بصد حسرت و حرمان نکلتی ہو۔ ان لوگون کی صورتون
سے سراڈمنڈ نے پہچان لیا۔ صاحب جیمس کیمبل ہین۔ اور یہ بدمزاج سنگدل بی ایمیلا ئین ہین

پھر یہ تصویر بھی بدلی ایک دوسرا سمان دکھائی دینے لگا۔

ایک گڈھی کو ایک فوج قہار گھیرے پڑی ہو اندر سے محصورین نہایت جوش و
خروش کے ساتھ سربکف ہوکے مقابلہ و مجادلہ کر رہے ہین۔

یہ رنگ دیکھکے سراڈمنڈ کو پہلے حیرت ہوئی یہ معاملہ کیا ہو۔ پھر خود بخود جی بولا
ہو نہو کیول کانتی کی گڈھی ہو۔ اور حملہ کرنے والی فوج اُن بہاڑی جرگون کی ہو جو
کار خیوالا مین شہنشاہ اسٹریا سے باغی ہوگئی ہے اور اب صوبہ بھر مین لوٹ مار
قتل و غارت کرتی اُدھم مچاتی پھرتی ہو یہان بھی گھس آئی ہوگی۔ اسی سے

کیول کانتی کی رانی سراسیمہ و پریشان شوہر لوٹے کے اس گڈھی مین پناہ گزین ہوئی
ہونگی۔ یہ بھی دیکھا کہ باغیون کی فوج اُن اسلحہ سے مسلح ہے جو سولھوین صدی مین
استعمال ہوئے تھے ان پر رفلون کی گولی کچھ بھی اثر نہ کر سکتی تھی۔ اب فوج گڈھی کی
دیوارون پر چڑھ گئی۔ پھاٹک کھل گیا۔ یلغار حملہ کر کے گھس پڑی اور لوٹ ہونے لگی جو
کوئی ملا ہے بیدریغ تہ تیغ ہو رہا ہے۔ اے لیجیے اب اسمین آگ لگا دی ہے۔ دھڑا دھڑ
جل رہی ہے۔ آسمان تک شعلے بلند ہو رہے ہین۔ راجہ صاحب یعنی مسٹر جیک مار کے ہاتھون
کے طوطے اڑے ہوئے ہین۔ بالکل مایوس ہین۔ اب کوئی صورت بچنے کی نظر نہین آتی
خود بھی مارے جائینگے۔ اور رانی صاحبہ دشمنون کی بھی خیریت نقلین دوسری طرف
رانی صاحبہ پریشان و مضطر۔ بال کھولے۔ زار قطار روتی ہوئی کرسے کمر بے تیری چھوٹی
فوج کو بڑھاوے دے رہی ہین۔ ہان میرے شیرو گھبرانا نہین جی مضبوط رکھو۔ قدم پیچھے
ہٹانا مردون کا کام نہین بس ایک دفعہ یکدل ہوکے ایکی دشمن پر حملہ کردو اتنے مین
راجہ صاحب آکر خبر دیتے ہین کہ معلوم ہوتا ہے لڑائی بگڑ گئی۔ دشمن نے غلبہ پا یا دیکھو
باغیون کا سرغنہ کچھ لوگون کو ساتھ لیے سامنے چلا آرہا ہے۔ ہو نہو اسکی نیت قید کرنے کی
ہے عورت پھر عورت ہے رانی بیچاری یہ سنتے ہی راجہ سے چمٹ جاتی ہے۔ اے لیجیے اتنے
سرغنہ سر ہی پر آن پہونچا ہے راجہ سے دو دو ہاتھ ہونے لگے۔ برچھی چلتی اور پھرتی سے
اب سرغنہ چوٹ کھا کے گرتا ہے۔ اور راجہ جھٹ اسکا خود جسمین پر لگے ہوئے ہین اپنے سر پر
رکھ لیتا ہے یہی باغیون کے افسر کی پہچان ہے۔ اسنے اب رانی کا ہاتھ اپنے ہاتھ مین
لیا ہے اور باغیون کے اس طوفان بے تمیزی کے جم غفیر کو چیرتا ہے دھڑک نکلا جا رہا
ہے باغی سمجھتے ہین یہ ہمارا ہی سردار تو ہے کوئی فراحم نہین ہوتا۔ پھاٹک پر گھوڑا کھڑا ہے

باگ ڈور دیوار کی کھونٹی مین اٹکی ہوئی ہے۔ اُسنے گھوڑا کھولا۔ اور فوراً رانی اور آپ خانۂ زین پر تھا۔ جہمیز چو کرتا ہے تو دونون یہ جا اور وہ جا۔ رانی بیہوش اُسکی آغوش مین پڑی ہے۔ مطلق خبر نہین قسمت کدھر لیے جاتی ہے۔ گھوڑا ابھی وہ سریع السیر کہ زمین پر پانون ہی نہین رکھتا۔ ہوا سے ہمدوش۔ بجلی سے ہم عنان۔ اس بلا کا تیز رفتار کہ نظر کام نہین کرتی۔ بالکل چھلاوا۔ ابھی یہان تھا۔ ابھی نظرون سے دور۔ سوا گرد کے اور کچھ نظر ہی نہین آتا۔ غرضکہ جاتے جاتے جولین آلپس کی پہاڑیون کے ایک نہایت عمیق اور ہولناک غار کے کنارے تک جا پہونچے ہین جبکہ سوار کو اسکی مطلق خبر نہین۔ گھوڑا ایک دفعہ چارون تیلیان جھاڑ کے طرارہ جو بھرتا ہے تو تیر کی طرح نکل گیا۔ غار کا دوسرا کنارہ لے ہی لیا تھا کہ قدم نہ جما اور مرکب و راکب سب قعر زمین مین نیچے ایک نالہ بڑی تیزی و زور شور سے بہتا ہے۔ چشم زدن مین سب کو خس و خاشاک کی طرح بہا لے گیا۔ غار نے خدمت قبر انجام دی۔ چادر آب کا کفن ہوا۔ اور یہ جنازہ روان غرق بحر عدم ہوگیا۔ اور رانی کیول کانتی کو مرتے دم ایک بھگوڑے مجرم کی آغوش نصیب ہوئی۔ اس سین کے بعد ایک اور سمان دکھائی دیا یعنی ایک کمرہ نہایت آراستہ پیراستہ سلیقگی کے ساتھ سجا ہوا۔ اوسمین ایک معمر بزرگوار بیٹھے ہین لمبے لمبے سفید براق گیسو شانون پر پڑے ہوئے صبح پیری کی روشنی دور تک پھیلی ہوئی ہے۔ انھین کے قریب ایک نوجوان بھی بیٹھا ہے۔ اسکے بشرے سے فکر و تردد مترشح ہے۔ اسی شخص کی ایک شبیہ ایسی ہی حالت کی سامنے میز پر رکھی ہوئی ہے نیچے نام لکھا ہوا ہے۔

"آنریبل سر ہربرٹ ممبر پارلیمنٹ"

اور لارڈ ڈی فورڈ کے نام کے لفافے بھی [illegible] میز پر پڑے ہین۔

یہان پہونچکر یہ سیر تو ختم ہوئی اور طلسمی فانوس طرفۃ العین مین ایک خوبصورت سا کلیسا بنگئی۔ اُسکے اندر کا حصہ بخوبی نظر آنے لگا۔ ایک جید عالم فاضل قسیس ایک مسئلہ مذہبی پر اپنا اجتہاد بڑی قابلیت۔ لیاقت فصاحت اور بلاغت سے بطور خطبہ بیان کر رہا ہی اور سلسلۂ تقریر مین پاپائیون اور پراٹسٹنٹ دونون فریق کے مسائل شرعی متحد اور منطبق کرتا جاتا ہی۔ اب خطبہ ختم ہوگیا۔ لوگ اُٹھ اُٹھکے اپنے اپنے گھرون کو چلے مین۔ دروازون پر کلیسا کی جانب سے لوگ کاسے لیئے کھڑے ہین ان مین دیندار بکمال فیاضی اور فراخ حوصلگی سے روپیہ اشرفی ڈالتے جاتے ہین قسیس معظم بھی ممبر سے نیچے تشریف لائے۔ سراڈمنڈ نے صورت دیکھی اور پہچانا کہ مسٹر ڈاکٹر فرگسن ہین۔

اب پھر اس فانوس کا نقشہ بدلا۔ پیرس کے بیرون واقع مضافات پیرس دکھائی دیتا ہے صبح کا وقت ہی۔ آفتاب نکلنے کے قریب ہے راستے مین دونون جانب چوبی ستون قائم ہین۔ اُنپر روشنی ہو رہی ہی۔ اور اُن ستونون کے بیچ مین ایک پھانسی کھڑی ہی۔ لوگ جوق جوق جمع ہو رہے ہین۔ اب روز روشن ہوگیا اور جلاد بھی آپہونچے۔ اسکے بعد ایک گاڑی دار کے پاس کی کٹھری مجرم باہر نکالا گیا۔ فوجی سپاہیون کا گارد گھیرے کھڑا ہی۔ اسکے ساتھ ایک پادری صاحب بھی ہین مجرم کو تختے پر چڑھایا پادری بھی اسکے قریب پہونچے۔ آہستہ آہستہ دعاے استغفار پڑھی۔ اُسی غفور الرحیم کے عفو کی آس دلائی اور نیچے اُتر آئے صورت سے سراڈمنڈ نے پہچانا کہ واہ واہ یہ تو وہی حضرت ڈبائی صاحب ہین جو بلوۂ پیرس کے باغیون مین سے تھے۔ اب اُنکو فکر ہوئی کہ نہین معلوم یہ مجرم کون صاحب نکلتے ہین کہ اتنے مین دیکھتے کیا ہین جلادون نے مجرم کو تختۂ دار سے باندھ کے ٹھیک تبر کے محاذی کیا۔ جلاد

کھٹکا گرانا ہی چاہتا ہے کہ مجرم نے کسی قدر سر اٹھایا سر اڈمنڈ نے دنی کی صورت پہچانی اور
اُدھر کھٹکے سے تبر نے گر کے کام تمام کر دیا۔ ادھر مجرم جہنم واصل۔

اب اس ہولناک سیر کا آخری سین آیا جسپر تمام باتون کا خاتمہ ہے۔ ایک عالیشان عمارت
مین آگ لگی ہے چارون طرف آسمان نما شعلے بلند ہین۔ لمحہ بہ لمحہ پھیلتی جاتی ہے۔ اور کوئی
متنفس نظر نہین آتا جو اسکے بجھانے کی تدبیر کرتا ہو۔ ایک دفعہ ہوا کا نہایت تیز جھونکا آیا
اور ایک سمت کسی قدر آگ ٹھہر گئی۔ سر اڈمنڈ نے پہچانا یہ تو برا اسرار غلام گردش ہے یا تون
کمرے دھڑا دھڑ جل رہے ہین۔ جھونکا نکل گیا۔ آگ اور بھی تیزی زور شور کے ساتھ
بڑھی اور دم بھر مین مارٹمر منزل کی کہنہ قدیم عمارت بالکل خاک سیاہ ہو کے راکھ کا
ڈھیر رہ گئی۔ اب اسوقت طلسمی فانوس جسمین یہ سب تماشے دکھائی دیتے تھے خود بخود دفعۃً
گل ہو گیا۔ بالکل اندھیر اگھپ۔ یہ گھبرا کے کھڑکی کی طرف بھاگے۔ مگر دیکھا رات ہو گئی
ہے۔ تو وہ بہت دیر ہوئی۔ خدا جانے کے گھنٹے اسمین گذر گئے۔ سارا دن اسی مین تمام ہوا
انھین خیالات مین تھے کہ پھر موت کا دھڑکا ہوا۔ ارے موت قریب آگئی۔ بس
تھوڑی دیر اور زندگانی ہے۔ بڑی جلد عمر کٹ گئی۔ ہائے اب کیا ہو گا! ابھی موت
آجائیگی! اجی مین بہت تھکے کمرہ قبر سے زیادہ ہیبتناک معلوم ہونے لگا۔ اسپر یہ
اندھیری! انتہا کا خوف طاری ہوا گھبرا کے کمرے سے باہر نکل پڑے۔ غلام گردش تک
گئے۔ جلدی سے روشنی لے کے زینے کی طرف بڑھے کہ جھٹ پٹ نکل جائین۔ مگر نہ
جا سکے۔ زمین نے پاؤن پکڑے۔ ہمت نے ساتھ چھوڑا۔ اور یہی جی مین آیا۔ چلو پھر
اسی کمرے کو جیسے کسی نے زبردستی پھر واپس کر دیا ہو۔ غرضکہ پھر آئے۔ کمرے کے اندر قدم
رکھا ہی تھا کہ خوف و ہراس سوا ہوا ڈرتے ڈرتے گھڑی پر نظر کی۔ افسوس سوئی دو در

پہونچگئی سوئی! گیارہ بجکے پورے تیس منٹ ہوگئے ہین۔ کل تیس منٹ زندگی باقی رہی۔

"صرف تیس منٹ! نہین جی نہین! ایسی جلدی تو موت نہین آسکتی۔ نہ مرنے کو ابھی جی چاہتا ہی۔ ابھی بہت سے کام دھرے پڑے ہین۔ اچھا یہان سے کہین بھاگ جائین شہر تو قریب ہی ہی حکام سرکاری کے پاس چلکر پناہ لین۔ یہان سے نکل کے فوراً کسی بڑے ڈاکٹر کو بلاکے پاس بٹھائین بس پھر سب انتظام ٹھیک ہو جائے گا کسی طرح کا کھٹکا نہ رہے گا۔ وہ اٹھون پہر موجود رہے گا۔ کوئی بیماری عارضہ پاس نہ پھٹکنے دیگا بس جس طرح سے بنے جان بچاؤ۔ ابھی موت نہین گوارا۔ یون بیٹھے بٹھائے بے سوسا ناق سے تو مر نہین جاتا بھلا یہ کیونکر ممکن ہی۔ ہائے میرے مرنے پر پیاری روزا کا کیا حال ہوگا۔ روزا کیسی میرے ساتھ الفت رکھتی ہی یہان تو امید تھی کچھ دن اسکے ساتھ عیش چین منائین گے۔ روزا ہاے روزا۔ میری نیک خصال دنیا بھر سے بہتر سراپا محبت روزا۔ مین تو تجھکو اپنا مونس و غمخوار ہمدم و ہمساز بنانے والا تھا۔ ع

اے بسا آرزو کہ خاک شدہ

افسوس۔ خدا جانے میرے بعد تیرا کیا حال ہو۔

ہائے ابھی میری عمر ہی کیا ہے۔ دن ہین۔ یہ دولت۔ یہ شکل صورت۔ یہ شباب۔

نہین ہرگز نہین۔ ممکن نہین۔ یہ نعمتین چھین۔ یہ لطف۔ دنیا کی بہار۔ ابھی تو نہین چھوڑی جائین گے۔" انھین خیالات مین دس منٹ اور گذر گئے "کیا ستم ہی کل بیس منٹ زندگی رہی۔ اور پھر وہ بھی کسکی جسکی عمر کا یہ حال ہی کہ ایسے ایسے بیس کیا چالیس برس جینے کی امید تھی۔ واحسرتا وہ بیس منٹ کے بعد یون دنیا سے اٹھ جائے۔ ہائے اسوقت اس ٹکر گدے کی حالت قابل رشک ہی جو گلیون گلیون ٹھوکرین کھاتا جاڑے پالے سے اکڑتا بھوکون مرتا ہی۔ افسوس وہ تو برسون جیے اور مجھے یون موت آئے۔

وہ جہنم قیدی جو ساری عمر کالے پانی کی مصیبتیں اور تکلیفیں سہے مجھسے لاکھ درجہ بہتر ہے۔ وہ کسی حال میں ہوگا مگر اُسکو زندگی تو نصیب ہوگی۔

سچ ہے زندگی کے آخری لمحے انسان کو کیسے پیارے ہوتے ہیں۔

اگر آج کوئی بیس برس اپنی عمر سے مجھے بخشدے تو مین اسوقت یہ کُل دولت ثروت۔ عزت۔ آبرو منصب علم فضل حُسن صورت سب کچھ اُسکو دینے پر تیار ہون؟

اچھا اگر بیس برس بہت ہون۔ تو دس ہی سہی مجھے وہی قبول ہین پھر چاہیے وہ دس سال بھی ایسی مصیبت کے ہون۔ کہ ذلیل وخوار ہوکے جیلخانے مین کاٹنا پڑین۔ اور جو یہ بہت ہون تو خیر پانچ ہی غنیمت ہین۔ اور وہ بھی ایسے کہ اگر سر سے زمین کھودنے تنگ تاریک کانون مین کام کرنے کھیتون مین مزدوری کرنے ڈھیلے ڈھونے سڑک کوٹنے۔ راستون گلیون مین جھاڑو دینے خاکروبون مین ملکے سڑک کی گندہ نالیان دھونے۔ یہ پولیس کی کرانچی ہانکنے کو ملین۔ تب بھی نہیں ہی خوشی سر آنکھون سے منظور۔ پانچ نہ ملیں تو خیر چار سہی چار بھی زیادہ ہون تو تین ہی بھی مجھے عذر نہین وہ بھی بہت ہون تو دو برس حتیٰ کہ سال ہی بھر سہی۔

یون بیٹھے بیٹھے تو مجھے جان نہین دیجاتی بھلا کیونکر یقین آئے کہ ایسی جلدی موت آگئی۔ ہائے نہ تو اسدم تک عارضی بیماری سے آگاہ نہین۔ آج تک خدا کی عنایت سے اُنگلی تک نہیں دُکھی۔ سر مین درد تک نہین ہوا۔ زکام تک نے نہین ستایا کسی دن بخار تک نہین آیا۔

نہین یہ میرا وہم نہو شاید خواب ہوگا بھلا یہ بھی کوئی بات ہے۔ لاحول ولا سب واہمہ ہے۔"

اس خیال سے دل کو کسی قدر تسکین ہوئی ڈھارس بندھی۔ فی الجملہ اطمینان ہوا بشاشت آئی اور سر اُٹھا کے دیکھا۔ بارہ مین صرف دس منٹ باقی ہین۔

"اینکل دس منٹ اور حیات ہے۔ کیا سچ مچ دس منٹ کے بعد موت آجائیگی کیا واقعی

اتنی دیر تک مین خواب ہی دیکھتا رہا اور اب جاکے آنکھ کھلی ہے! والد کے انتقال کے وقت جب سے اس کمرے مین آیا ہون کیا ابھی تک اُس سے باہر نکلنے کی نوبت نہین آئی ہے۔ وہ کتاب لقا والی الماری کدھر ہے؟ وہ طلسمی فانوس کدھر گیا۔ وہ بھی ندارد بیشک۔ ضرور یہ خواب ہی ہے۔ مگر معاذ اللہ، کیا ہولناک۔ ڈراؤنا۔ بھیانک خواب ہے۔ توبہ توبہ اُسنے کسقدر پریشان کر دیا ہے ہان خوب یاد آیا۔ مین نے خواب مین یہ بھی تو دیکھا ہے کہ جیسے بھائی کا خط۔ پاکٹ بک مین رکھ لیا ہے اگر یہ سب واہمہ کی خلاقی ہے تو وہ خط کیون ہوگا۔

فوراً جیب مین ہاتھ ڈالا پاکٹ بک نکال کے ڈھونڈھنے لگے بہت سے کاغذ لے ان مین اتھالی کی چھٹی اور لفارج کی جعلی ہنڈیان سب موجود تھین۔

ارے! تو پھر یہ خواب و خیال نہین ہو سکتا۔ اچھا خاصہ عالم بیداری کا واقعہ ہے اس مین کوئی شبہہ ہی نہین رہا۔ ارے لو! اب تو پانچ ہی منٹ رہ گئے ہائے کیا کرون موت کی گھڑی سر پر آ پہونچی لیکن اب کوئی دم مین خاتمہ ہے۔ یہان سے بھاگ جاؤن۔ اس منحوس مکان سے جاؤن نہ یہان رہونگا نہ موت آئیگی مگر اٹھا نہین جاتا۔ جی بیٹھا جاتا ہے۔ کیسے کہون کہ موت ابھی آگئی۔ مجھے یقین نہین آتا نہین نہین۔ ہرگز نہین۔ ابھی مین مرنے والا نہین ہون

اسی حال مین ایسا معلوم ہوا کہ کسی نے دروازے کو کھٹکھٹایا۔ ذرا حواس درست ہوئے خوف و ہراس کم ہوا۔ ڈھارس بندھی کہ کوئی آدمی اس روح فرسا تنہائی مین مدد کو آ پہونچا کچھ تسکین ہوئی۔ دل ٹھہرا خیالات پریشان ہٹے۔ اور بیساختہ پکار اُٹھے کون ہے بھئی؟

دربان۔ حضور نمک خوار۔ اس وقت ایک صاحب تشریف لائے ہین۔ کہتے ہین مجھے بڑی ضرورت ہے۔ اتھالی کی بابت کچھ کہنا ہے۔

سر اڈمنڈ۔ ہان ہان آنے دو۔ بلا لو بلا لو جلدی۔